ماہنامہ

خوفناک ڈائجسٹ



مئی 2013

دلوں کو لرزا دینے والی
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں

LuraTech
www.luratech.com

RS:60

ماہنامہ
خوفناک ڈائجسٹ
لاہور
ماہ مئی 2013ء
حسن پری نمبر کی جھلکیاں

کالا جادو
6
ایم عاصم، سرگودھا

موت کی منزل
36
پرنس کریم، پشاور

قاتل حسینہ
54
قم قم نشاد، رتو وال فتح جھنگ

دھند کے پار
80
ساحل دعا بخاری، بصیر پور

شیطان دیوتا
92
ایم ذاکر ستی، مانسہرہ

حسن پری
110
ریاض احمد، باغبانپورہ لاہور

خوفناک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ خوفناک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔
(پبلشر شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ، لاہور)

ماہنامہ
خوفناک ڈائجسٹ
لاہور
ماہ مئی 2013ء
حسن پری نمبر کی جھلکیاں

درندے
140
وارث آصف خان نیازی، واں بھچراں

آواگون
150
نور محمد اسلم، سرگودھا

خون کی پیاس
ایم آفریدی

اپنے پیاروں کے نام شعر

مجھے یہ شعر پسند ہے

آپ کے خطوط

خوفناک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ خوفناک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔
(پبلشر شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ، لاہور)

www.luratech.com

قیامت کا دولہا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے میں ہی اٹھنے والا ہوں جب لوگ وفد بن کر جائیں گے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا۔ وہ ناامید ہوں گے تو میں ہی ان کو خوشخبری بنانے والا ہوں گا۔ اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے رب کے ہاں اولاد آدم میں سب سے زیادہ مکرم ہوں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے زمین مجھ پر شق ہوگی اور مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کے داہنی جانب کھڑا ہوں گا اس مقام پر مخلوقات میں سے میرے سوا کوئی نہیں کھڑا ہوگا۔

عثمان چوھدری اینڈ قادر یار۔ ڈڈیال

جنت اور اس کی نعمتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کیا ہو گیا جب آپؐ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوتے ہیں ہم زہد و تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور آخرت والوں سے ہوتے ہیں اور جب آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور گھر والوں سے مانوس ہوتے ہیں اور اولاد سے ملتے ہیں تو ہمارے دل بدل جاتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسی حالت میں رہو جس طرح میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تمہاری ملاقات کریں۔

حضرا بو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی۔ آپ نے فرمایا: پانی سے میں نے پوچھا جنت کسی چیز سے بنی ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک سونے کی، اس کا گارا نہایت خوشبودار مشک ہے، اس کے کنکر موتی یا قوت سے ہیں اور اس کی مٹی زعفران کی ہے جو اس میں داخل ہوگا نعمتوں میں رہے گا کبھی مایوس نہیں ہوگا، اسے موت نہیں آئے گی۔ (ترمذی)

روزہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن پر اسلام کی بنیاد قائم کی گئی ہے اگر کسی نے ان تین میں سے ایک کو بھی چھوڑ دیا اور چھوڑ دینے کو حلال سمجھا تو وہ کافر ہو گیا۔ اس کا خون اور مال حلال ہے۔ 1- اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے کی گواہی دینا، 2- پانچ وقت کی نماز پڑھنا، 3- ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک کا ایک روزہ ترک کر دینا اتنا سخت ہے کہ ساری عمر کے روزے رکھنے کے بعد بھی اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے بلا اجازت خاوند کے کا نفلی روزہ رکھا پھر اس کے خاوند نے اپنی حاجت کے لئے بلایا اور اس نے اپنی خواہش ظاہر کی لیکن اس نے انکار کر دیا اور اس کا حکم نہ مانا تو اللہ تعالیٰ اس عورت کے اعمال میں کبیرہ گناہ لکھتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہت سے روزہ دار جو جھوٹ اور غیبت سے اپنے روزہ کو محفوظ نہیں رکھتے، اللہ تعالیٰ ان کے بھوکے رہنے کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ کا ثواب نہیں ملتا۔ ان کا روزہ کیا ہے ایک فاقہ ہے اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں جن کی شب بیداری اپنی نیند کو خراب کرنا ہے۔ (ابن ماجہ، نسائی)

عثمان چوھدری اینڈ قادر یار، ڈڈیال

شراب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں شراب پی اللہ اس کو قیامت میں سیاہ سانپوں کے زہر کا گھونٹ پلائے گا جس سے اس کا چہرہ پینے سے پہلے ہی گر پڑے گا اور جب پئے گا تو اس کا گوشت و پوست تمام گر پڑے گا اور اس سے ایسی بدبو آئے گی کہ دوزخی اس سے تکلیف اٹھائیں گے۔ یاد رکھو شراب کا پینے والا اور اس کا نچوڑنے والا اور جس کے لئے نچوڑا جائے اور اٹھانے والا اور جس کے لئے لے آئے اور اس کی قیمت کھانے والا یہ تمام گناہ میں شریک ہوتے ہیں۔ اللہ ان کی نماز اور ان کا روزہ و حج قبول نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کریں۔ اگر وہ توبہ سے پہلے مر جائیں تو اللہ کو اختیار ہے کہ ہر ایک شراب کے گھونٹ کے بدلے ان کو جہنم کی پیپ پلائے۔ خبردار کہ ہر ایک نشہ آور چیز حرام ہے اور ایک مست کرنے والی چیز حرام ہے۔

جہنم میں عورتوں کی کثرت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں غریبوں کو زیادہ پایا اور جہنم میں جھانکا تو عورتوں کو زیادہ پایا۔ (بخاری و ترمذی)

عثمان چوھدری۔ ڈڈیال

LuraTech
www.luratech.com

کالا جادو

---خواجہ عاصم۔سرگودھا۔قسط نمبر۲---

گرودیو نے دونوں ہاتھ دائیں بائیں پھیلا کر کالی کے چہرے پر نظریں جمادیں اور جے کالی کا بلند بانگ نعرہ پردیپ کا دل خوف سے لرزا اور سارا بدن کانپ کر رہ گیا۔شنکر نے اسے قریب آکر ٹہوکا دیا اور سرگوشی کے انداز میں بولا آگے چلو بابو گرودیو کے قریب۔وہ مشینی انداز میں چند قدم چلا اور گرودیو کے عین پیچھے جا کر وہ قدم دھر کھڑا ہو گیا شنکر کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھا وہاں اس نے لکڑی کے ایک صندوق میں سے چمکتا ہوا تیغہ نکالا اور مدھو کے پہلو میں رکھ کر خود گرودیو کے قدموں میں کالی کے بت کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔گرودیو بڑی عجیب اور غیر انسانی سی آواز میں منتر پڑھ رہا تھا ساتھ ساتھ کبھی کبھی وہ مدھو کے سر سے پاؤں تک اس کے جسم سے چند انچ اوپر ہوا میں ہاتھوں کو لہراتا اس کے ہاتھوں کی حرکت کے ساتھ ہی مدھو کا جسم جو چند لمحے قبل بالکل ساکت تھا اب کبھی تو کانپ اٹھتا اور کبھی چبوترے کے فرش سے تڑپ کر اور پرے اٹھ جاتا وہ نے چینی سے لرز لرز جاتی اس کے حلق سے اذیت ناک کراہیں خارج ہونے لگی تھیں اور ہاتھوں پیروں کو رسیوں کی گرفت سے چھڑانے کی پُرزور کوشش کر رہی تھی مگر بے بس ہو کر سر کو دائیں بائیں مار کر رہ جاتی اس کے جسم پر اس کا اپنا لباس نہیں تھا بلکہ اسے صرف ایک باریک سے سفید کپڑے میں لپیٹ دیا گیا تھا پردیپ کی سہمی سہمی نظروں نے اس کے چہرے بازوؤں کو دیکھا جو بری طرح زخمی تھا اسے یقین ہو گیا تھا کہ گرودیو مدھو کو رات بھر رنگ رنگ کی اذیتیں دیتا رہا ہے۔یہ دیکھ کر اس کے دم میں مدھو کے لیے رحم اور گرودیو کے خلاف نفرت کا طوفان سا اٹھا مگر اگلے ہی لمحے وہ اس کیفیت سے آزاد ہو گیا۔۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

وہ اتنی خوبصورت تھی کہ کوئی بھی اسے دیکھ کر ٹھٹک جاتا سبز رنگ کے پلین گم شلوار سوٹ پر سمور کوٹ میں وہ کسی برفانی علاقے کی شہزادی دکھائی دے رہی تھی جیسے کوہ قاف خوابوں کی خیالوں کی تصوراتی سرزمین پر ایسی ہی اپسرائیں تو ہوتی ہوں گی۔سردی کی اس شدت میں بھی اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے دکھائی دے رہے تھے سرخ اور سفید چہرے پر چھلکتے خون اچھل پچھل ہوتے سانسوں کی فتنہ گری اور پریشان نگاہی نے اس قیامت کو پردیپ کے دل پر بجلی گرانے کا مسلسل اختیار دے دیا تھا وہ نوسیٹر کو اگلی کھڑکی کے فریم میں ایک ہاتھ پھنسائے دھکا لگا رہی تھی دوسرے ہاتھ سے اس نے سٹیئرنگ سنبھال رکھا تھا شاید گاڑی کسی ایسی جگہ خراب ہوئی تھی جہاں نزدیک کوئی سروس سٹیشن یا مکینک نہیں تھا سو وہ خود ہی اسے دھکیلتی ہوئی یہاں تک لے آئی تھی گاڑی کو پٹرول پمپ کے باہر سڑک پر ہی روک دیا اور لمبے لمبے سانس لینے لگی پھر بے حال ہو کر اس نے گاڑی سے کمر ٹکالی اور آنکھیں بند کر لیں پردیپ گہری نظروں سے اس شعلہ بدن کا جائزہ لے رہا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ کسی بڑے گھر کی امیر کبیر بیٹی تھی جو دیک اینڈ پرمن مانی کرتے ہوئے گھر سے نکلی اور ایسی پریشان کن صورت حال سے دوچار ہو گئی تھی اس کا اندازہ تھا کہ وہ انیس بیس برس سے زیادہ کی نہیں ہو گی عمر کا خیال آتے ہی جیسے وہ چونک پڑا اس کے رگ و پے میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی اس کی عمر کی لڑکی اگر کنواری ہے تو۔۔اور اس سے



www.luratech.com

آگے اس کا شیطانی ذہن تیزی سے مکڑی کا جالا بننے لگ اس کی نظروں میں چمکیلی تاریکی پھیلتی چلی گئی۔ اس نے گاڑی بند کی اور آہستہ سے نیچے اتر آیا وہ ٹہلتا ہوا واپس چائے کے کھوکھے پر پہنچا بوڑھے کو ایک کپ مزید چائے کا بنانے کو کہا بوڑھا جلدی جلدی اپنے کام میں لگ گیا پردیپ نے اس کھوکھے پر ایک ہاتھ ٹکایا اور رخ لڑکی کی طرف کر کے کھڑا ہو گیا۔ جو اپنے کوٹ کی فر آلود ٹوپی سر پر جمانے کے بعد ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں ڈال کر پٹرول پمپ کے اندر جاری تھی سیلز مین لپک کر اس کے پاس چلا آیا۔ لڑکی اور سیلز مین کی گفتگو پردیپ کے کانوں تک نہ پہنچ سکی لیکن اسے اندازہ تھا کہ وہ اس کی گاڑی کی خرابی اور سروس وغیرہ کے بارے میں بات کر رہی تھی سیلز مین نے اسے جو جواب دیا وہ پردیپ کی توقع کے عین مطابق تھا۔ کیونکہ اسے بھی وہاں کار سروس کا کوئی انتظام اس وقت دیکھائی نہیں دیا تھا نتیجہ یہ کہ لڑکی کے چہرے پر مایوسی جھنجھلاہٹ اور پریشانی نے جال سا بن دیا پھر اس نے اس سے کچھ اور پوچھا جس کے جواب میں سیلز مین نے بیچارگی کے ساتھ نفی میں سر ہلاتے ہوئے معذوری ظاہر کی اب اس کے چہرے پر پریشانی کے ساتھ خوف بھی امڈ آیا تھا اس نے ادھر ادھر دیکھا تب اس کی نظر چائے کے کھوکھے اور وہاں چائے پیتے پردیپ پر پڑی جس کی کار اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی اس نے جیسے کچھ سوچا دونوں ہاتھ مل کر سردی کی شدت کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ دائیں بائیں دیکھ کر پردیپ کی طرف چل دی۔ پردیپ کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا ایک بارا سارا منظر اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم کر رہ گیا چائے کا گھونٹ گولہ سا بن کر گلے میں اٹک گیا اس نے لڑکی پر نظریں جما دیں اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔ لڑکی اس سے چند قدم کے فاصلے پر آ کر رک گئی اس کے چہرے پر پریشانی اور خوف نے مل جل کر عجیب سا حزانہ حسن پیدا کر دیا تھا۔ دونوں ہاتھوں کو اضطراب کے عالم میں آپس میں ملتے ہوئے اس نے پردیپ کی جانب دیکھا جھجک کر کچھ کہتے کہتے وہ رک گئی پھر حوصلہ کر کے بولنا چاہا مگر نہ بول سکی پردیپ اس کے ادھ کھلے ہونٹوں کی کشش میں گم ہو گیا۔ بوڑھا اور ملازم لڑکا بھی اسے دیکھ رہے تھے مگر خاموش تھے تبھی پردیپ کو احساس ہوا کہ وہ خالی کپ منہ سے لگا رہا ہے وہ چونکا کپ کو پلیٹ میں رکھا اور بوڑھے کی طرف بڑھا دیا۔

جی میں کچھ کہنا چاہتی تھی۔ اچانک اسکے کانوں میں گھنٹیاں سی بج اٹھیں۔

جی فرمایئے۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا لڑکی اب براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی مگر حجاب اور ہچکچاہٹ اس کے ہر انداز سے ظاہر ہو رہی تھی۔

میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔ اس نے جیسے اسے جنگ شروع ہو جانے کی اطلاع دی

وہ تو میں اندازہ لگا چکا ہوں۔ پردیپ مسکرایا۔

کیا آپ میری کچھ مدد کر سکیں گے۔ لڑکی میں اس کے مسکرانے پر ذرا سی ہمت آ گئی۔

کیسی مدد سں۔ وہ جان بوجھ کر رک گیا۔

مدھو۔ مدھو نام ہے میرا۔ وہ جلدی سے بولی۔

بالکل آپ جیسا ہے۔ وہ بے ساختہ کہہ گیا۔

جی۔ وہ بولی اور شرم کی سرخی نے سے پیر بھوئی بنا دیا۔

میرا مطلب تھا کہ آپ کا نام بالکل آپ پر فٹ بیٹھتا ہے آپ ہی کی طرح مکمل اور خوبصورت ہے۔ وہ بات کو انتہا تک لے گیا۔

دیکھنے میں۔ وہ خفا سی ہو گئی۔

ارے میری بات کا غلط مطلب مت لیجئے مس مدھو۔ پردیپ نے جلدی سے کہا میں نے مس کہہ کر غلطی تو نہیں کی وہ ذرا سا اس کی طرف جھکا۔

جی نہیں۔ کوئی غلطی نہیں کی۔ وہ ہولے سے مسکرا دی اور پردیپ کے جسم میں جیسے کسی بدروح نے انگڑائی لی۔ اس کا سارا جسم سنسنا کر رہ گیا۔

میرا خیال ہے یہ پوچھنے سے پہلے کہ آپ اتنی رات کو اکیلی یوں پریشانی سے کیوں اور کیسے دوچار ہوئیں ایک کپ چائے لے لیجئے اس سردی میں اس وقت اس سے بڑی عیاشی اور کوئی نہیں ہے پردیپ نے لفاظی کی چٹان سے چرب زبانی کو دھکیل دیا۔

جی شکریہ۔ وہ ہچکچا کر بولی۔

بابا ایک کپ سپیشل چائے۔ ذرا جلدی پردیپ نے اس کے جواب کو سنا ان سنا کر دیا۔ بابا کو اور کیا چاہیے تھا وہ جلدی سے کیتلی میں پتی ڈالنے لگا۔ اب جتنی دیر میں چائے بنے آپ کہیے میں آپ کی کیا سیوا کر سکتا ہوں پردیپ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

دراصل میں اپنے ماموں کے گھر سے لوٹ رہی تھی انہوں نے بہت روکا مگر مجھے صبح اپنی دوستوں کے ساتھ پکنک پر جانا ہے اس لیے میں واپسی کے لیے چل دی یہاں سے دو ڈھائی کلومیٹر پیچھے گاڑی اچانک خراب ہو گئی بہت کوشش کی مگر خرابی کی سمجھ نہ آئی نہ کوئی سروس سٹیشن نہ مکینک نہ ہی کوئی فون مل سکا کہ گھر اطلاع دے کر کسی کو بلوا لیتی قسمت کی خرابی یہ کہ اتنے عرصے میں کوئی گاڑی بھی نہ گزری کہ لفٹ لے لیتی وہ ایک ہی سانس میں کہتی چلی گئی ناچار خود ہی گاڑی کو دھکا لگاتی یہاں تک پہنچ گئی میرا تو انگ انگ ٹوٹ گیا اب پٹرول پمپ پر بھی نہ تو سروس میسر ہے اور نہ فون سیلز مین کا کہنا ہے فون موجود تو ہے مگر مالک اسے تالا لگا کر گھر جا چکا ہے لہذا وہ فون کروانے سے معذور ہے۔

یہ لیجئے چائے اور ذہن سے سارا بوجھ اتار پھینکئے پردیپ نے بوڑھے کے ہاتھ سے کپ تھام کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

تھینکس۔ وہ کپ لے کر بولی اور چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگی۔ چائے کے دوران خاموشی رہی پردیپ اور مدھو کی نظریں دو چار بار ملیں وہ ایک پرکشش شخصیت کا مالک تھا اور موجودہ حالات نے اسے بدحال تو ضرور کر دیا تھا مگر چہرے مہرے اور قد و قامت سے ٹپکنے والی وجاہت اور بردباری کے اثرات ابھی تک موجود تھے مدھو کی نظروں میں اس کے لیے بیزاری یا ناپسندیدگی کا کوئی تاثر نہیں تھا بلکہ وہ اس کے اخلاق سے خاصی امپریس لگ رہی تھی اس کے چائے ختم کرنے پر پردیپ نے بوڑھے کو بل چکایا اور پھر اس کے ہاتھ سے کپ لے کر بینچ پر رکھا اور دونوں دو قدم ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ کے پتاشری کو نہیں کیا کرتے ہیں اور آپ کے ماموں۔

میرے پتا اجے شرما زرعی یونیورسٹی میں وائس پرنسپل ہیں میں ان کی سب سے چھوٹی بیٹی ہوں مجھ سے بڑے دو بھائی امریکہ میں سیٹل ہیں ممی کا ایک برس پہلے دیہانت ہو گیا تھا اب گھر پر میں اور پتا جی بس دو ہی لوگ رہتے ہیں وہ میری کسی ضد پر نہ نہیں کرتے مگر میرے اب تک گھر نہ لوٹنے پر وہ بہت پریشان ہوں گے وہ اچانک متفکر ہو گئی۔

www.luratechnic.com

کہاں سے لوٹ رہی تھیں آپ؟

میں شاداب نگر گئی تھی اپنے ماموں کنور پرتاپ کے ہاں ان کی اکلوتی بیٹی سارہ امیری بڑی پکی اور بچپن کی سہیلی ہے اس کی طبیعت خراب تھی میں اس کی خبر لینے گئی لوٹتے لوٹتے دیر ہوگئی میں نے بتایا نان کہ وہ مجھے روکتے رہے مگر میں نہ رکی وہاں سے چلتے وقت میں نے پتاجی کو فون کر دیا تھا کہ میں آرہی ہوں اب راستہ تو صرف ڈیڑھ گھنٹے کا ہے مجھے اب سے تقریباً پون گھنٹہ پہلے گھر پہنچ جانا چاہیے تھا مگر۔ یہ گاڑی۔۔ اس نے پلٹ کر اپنی سرخ ٹوسیٹر کو غصے سے دیکھا۔

گاڑی کو مت گھوریئے۔ اس طرح یہ سٹارٹ نہیں ہو جائے گی۔ پردیپ نے ہنستے ہوئے کہا اس بات پر وہ بھی بے ساختہ مسکرا دی پردیپ اس کی مسکراہٹ کے سحر میں گم ہوا مگر پھر فوراً ہی سنبھل بھی گیا مدھو نے اس کی مست ہوتی نگاہوں سے گھبرا کر آنکھیں چرا لیں تھیں۔

یہ بتایئے کہ آپ کو جانا کہاں ہے۔

مجھے سٹلائٹ ٹاؤن جانا ہے اگر آپ کو کشٹ نہ ہو تو مجھے۔ اس نے ملتجی لہجے میں کہا۔

ارے نہیں نہیں کشٹ کیسا ویسے تو سیٹلائٹ ٹاؤن میرے گھر سے کافی ہٹ کر ہے مگر اس حالت میں آپ کو اکیلا چھوڑنا یا آپ کے کام نہ آنا انسانیت سے گری ہوئی حرکت ہے آیئے میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں اس نے اپنی گاڑی کی طرف اشارہ کیا

گاڑی اگر پٹرول پمپ کے اندر کھڑ دیں تو۔ مدھو نے اپنی کار کی جانب دیکھا۔

ارے ہاں۔ یہ تو بہت ہی ضروری ہے پردیپ آگے بڑھا آپ ذرا اسٹیئرنگ کیجئے میں لڑکے کو بلواتا ہوں۔

پردیپ نے اشارے سے پٹرول پمپ کے سیلز مین کو باہر بلوایا اور گاڑی پٹرول پمپ کے احاطے میں لے جانے کو کہا۔ وہ فوراً تیار ہو گیا۔ مدھو اسٹیئرنگ پر جا بیٹھی پردیپ نے سیلز مین کے ساتھ مل کر گاڑی کو دھکا لگایا اور پٹرول پمپ کے اندر پارکنگ پلیس پر گاڑی پہنچا دی مدھو نے اتر کر پچھلی سیٹ سے پرس اٹھایا اور گاڑی لاک کر دی پرس میں سے پچاس کا ایک نوٹ اور وزنگ کارڈ نکالا اور سیلز مین کی طرف بڑھایا۔ صبح دس بجے تک گاڑی منگوالوں گی یہ تم رکھو۔ سیلز مین نے دانت نکالتے ہوئے کارڈ اور نوٹ تھام لیا لیک کر کارڈ کو دیکھا اس پر چھپی ہوئی عبارت کو پڑھنے کی کوشش کی پھر سلام کر کے لوٹ گیا۔ پردیپ اور مدھو باہر آئے اور پردیپ کی گاڑی میں آبیٹھے پردیپ نے شیشے چڑھا دیئے اور ہیٹر آن کر دیا مدھو اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھی تھی گاڑی روانہ ہوئی تو اس نے پردیپ کی جانب دیکھا۔

میں بھی کتنی بے وقوف ہوں ابھی تک آپ کا نام نہیں پوچھا۔ شرمندگی سے اس نے کہا۔

تو اب پوچھ لیجئے۔ پردیپ مسکرایا۔

تو بتایئے ناں۔ وہ اس کی بے تکلفی پر ہنس دی۔

میرا نام پانڈے ہے سدیش پانڈے میں ایک بزنس مین ہوں اور دہلی میں اکیلا ہوں اسی طرح اکثر اداس راتوں میں لمبی ڈرائیو پر نکل جاتا ہوں آج اس آوارگی نے آپ سے ٹکرا دیا وہ جھوٹ پر جھوٹ بولتا چلا گیا۔

تو کیا آپ نے ابھی تک شادی نہیں کی وہ چونکی۔

ابھی تک سے آپ کا کیا مطلب۔ پردیپ نے حیرت سے کہا کیا میں بوڑھا لگ رہا ہوں آپ کو۔

ارے نہیں۔ وہ ہولے سے ہنسی۔ میں نے ایسے ہی پوچھ لیا تھا وہ بات کو جیسے گول کر گئی۔ اسی لمحے اس نے کھنکھیوں سے اسے دیکھا مگر خود پردیپ یہی حرکت کر رہا تھا سو اس نے اس کا چور پکڑ لیا اس کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔ رات سنسان تھی آدھی سے زیادہ ڈھل چکی تھی سردی شباب پر تھی پلو میں اپسرا اور دماغ میں گرودیو کی گونجتی ہوئی آواز۔ کنواری کنیا۔ ایک پیالہ صرف ایک پیالہ خون کا جو اس کے جیتے جاگتے بدن سے نچوڑنا ہوگا۔ اس کا دماغ سنسنا رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ مدھو اس سے کوئی بات نہ کرے خاموش بیٹھی رہے تاکہ وہ تیزی سے اپنے دماغ میں پرورش پاتے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکے ابھی تک اُسے یہ سمجھ نہ آیا تھا کہ وہ اس کنواری کنیا کو کس طرح اپنے بس میں کرے کہ اس کا مقصد حل ہو جائے۔

گاڑی کے اندر کا درجہ حرارت ان کے جسموں کو بڑی میٹھی میٹھی تھپکیاں دے رہا تھا پردیپ نے ہاتھ بڑھا کر اندر جلتا ننھا سا بلب آف کر دیا راستہ تقریباً آدھ گھنٹے کا تھا مدھو نے ذرا پھیل کر ٹانگیں پسار لیں۔ دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں ڈالے اور سیٹ کی نشست سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں گاڑی کو دوڈھائی میل تک دھکا لگانے کے بعد اس کا جسم بالکل ادھ موا ہو چکا تھا اس کے بعد چائے اور اب گاڑی کی آرام دہ سیٹ پر گرم گرم ماحول میں اس کا بدن سکون پا کر ارد گرد سے بے خبری کا تقاضا کرنے لگا تھا اس نے ذرا دیر تو کوشش کی مگر پھر تھکان کے مابعد اثرات نے اسے دھیرے دھیرے خود سے بے خبر کر دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ ہاتھ پیر چھوڑے آرام سے سو رہی تھی۔ پردیپ کا سارا جسم سنسنی خیز سوئیوں کی زد میں تھا جو اس کے رگ و پے میں چبھی رہی تھیں اس کے راستے کی تمام رکاوٹیں خود بخود دور ہوتی جا رہی تھیں۔

مس مدھو۔ اس نے اپنا شک دور کرنے کے لیے آہستہ سے پکارا۔ مگر جواب میں خاموشی کے سوا کچھ نہ تھا اس نے دوبارہ مزید اسے ہولے سے پکارا۔

مدھو۔۔ وہ بے خبر سوتی رہی تب اس نے ایک گہری سانس لی اور گاڑی کی رفتار آہستہ کرنے لگا بالکل آہستہ کرنے کے بعد اس نے گاڑی کو سڑک پر موڑ دیا جو کالی کے مندر کو جاتی تھی۔

کالی کا مندر رات کے آخری پہر بھی روشن تھا اس کے سامنے واقع پارک گہرے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا تاہم حدود لائٹس اور خصوصاً مندر کی سیڑھیوں اور صحن میں کیے گئے بجلی کے انتظام نے مندر اور اس کے ارد گرد دس دس بیس بیس گز تک کے علاقے کو روشن کر رکھا تھا ہلکے سے جھٹکے گاڑی مندر کی سیڑھیوں کے پاس رکی پردیپ نے بڑی چوکنی نگاہوں سے آگے پیچھے دائیں بائیں اور آخر میں بے خبر مدھو کو دیکھا جو جوانی کی نیند کے ہاتھوں بے سدھ تھی اس کا سر لڑھک کر پردیپ کی طرف جھک کر اس کے شانے سے ٹک گیا تھا۔ پردیپ نے نہایت آہستگی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر رومال نکالا اور اسے تہہ کر کے دائیں ہاتھ میں دبایا اور ایک نظر سوتی ہوئی مدھو پر ڈالی پھر چیتے کی پھرتی سے حرکت میں آیا اس نے اپنا بازو مدھو کے سر کے نیچے سے نکال کر اس کی گردن کو بغل میں دبا دیا اور رومال والا ہاتھ اس کی ناک پر جما دیا۔ مدھو ایک دم تڑپی مچلی۔۔ مگر سوائے اوں آں اور اوغ اوغ کی بے ربط آوازوں کے اس کے حلق سے کوئی آواز نہ نکل سکی دھیرے دھیرے اس نے ہاتھ پاؤں مارنا بند کر دیئے۔ اس کے جسم کی حرکت جونہی سست ہوئی پردیپ نے اس کی ناک سے رومال والا ہاتھ ہٹایا مدھو نے سر ڈال دیا وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ پردیپ نے جلدی سے اس کی ناک کے آگے ہاتھ رکھ کر سانس کی آمد و رفت کو پرکھا اور پھر اس کے گداز سینے کو ٹٹول کر دل پر ہاتھ رکھا سانس بھی چل رہی تھی

www.laratech.com

اور دل بھی دھڑک رہا تھا اس نے ایک بار پھر کار کے شیشوں سے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیکھا رات کو گشت کرنیوالے کسی سپاہی کی آمد بھی اس وقت اس کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی مگر سردی کے اس طوفانی ماحول میں کسی تیسرے ذی روح کا وجود دور دور تک ناپید تھا۔ وہ جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا اور گھوم کر دوسری جانب آیا گیٹ کھول کر مدھو کو کاندھے پر ڈالا اور کار کا دروازہ بند کیا اور لپک کر مندر کی سیڑھیاں طے کرنے لگا اسے لگ رہا تھا کہ مدھر مہک اور گداز کمس اسے پاگل کئے دے رہا تھا چند لمحوں کے بعد وہ گرودیو کے کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا سردی میں بھی اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے سانس اکھڑ رہا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دستک دی۔

کون۔ اندر سے گرودیو کی اکھڑ آواز ابھری۔

میں ہوں گرودیو۔ پردیپ۔ وہ جلدی سے بولا

اس وقت کیا کرنے آیا ہے وہ غصے سے بولا۔

گرودیو۔ وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا دروازہ تو کھولیے میں اکیلا نہیں ہوں۔ جواب میں ڈھڑاک سے دروازہ کھل گیا گرودیو اس کے سامنے کھڑا تھا اسے قہر آلود نظروں سے دیکھ رہا تھا مگر دوسرے ہی لمحے اس کی کیفیت بدل گئی پردیپ کے کندھے پر پڑے نسوانی جسم کو دیکھتے ہی وہ نرم پڑ گیا۔

اندر آجاؤ وہ ایک طرف ہٹا تو پردیپ جلدی سے اندر داخل ہو گیا۔ اس وقت اسے جوتے اتارنے کا ہوش بھی نہ رہا تھا۔ گرودیو نے دروازہ بند کیا اور آگے بڑھا۔

یہاں لٹا دے اسے۔ اس نے جلتے ہوئے الاؤ کے آگے اشارہ کیا پردیپ نے جلدی سے مدھو کو وہاں فرش پر لٹا دیا کمرے میں جلتی ہوئی آگ اور صندل کی خوشبو نے وہاں سردی کو داخل ہونے سے مکمل طور پر روک رکھا تھا۔ گرودیو اپنے اوپری دھڑ پر اس وقت بھی کچھ نہ پہنے ہوئے تھا وہ شاید سردی گرمی میں صرف گیروے تہہ بند میں رہتا تھا گلے میں دو تین موٹے موٹے منکوں کی مالائیں جیو اور بس سردی گرمی اس پر بے اثر لگتی تھی۔

یہ کون ہے اور تیرے ہاتھ کیسے لگ گئی بالک۔ گرودیو بڑی ہوسناک نگاہوں سے فرش پر چت پڑی مدھو کو گھور رہا تھا۔ جواب میں پردیپ نے بڑے جوش و خروش سے مگر مختصر لفظوں میں اسے اب تک کے احوال سے آگاہ کر دیا۔

جے کالی۔ گرودیو نے ہاتھ اٹھا کر کہا وہی سب کشٹ دور کرتی ہے بالک تیری نیت میں کھوٹ ہوتا تو تجھے اتنی جلدی کبھی یہ کنیا نہ مل پاتی۔ دھینہ ہو دھینہ ہو۔ وہ آگے بڑھا اور اپنی نشست کے پاس سے اس نے ایک دوسرا کانسی کا پیالہ اور وہی چھری اٹھائی اور جس سے وہ پہلے پردیپ کو گھاؤ لگا کر اس کا خون نکال چکا تھا بے اختیار پردیپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو دیکھا وہاں اب زخم کی جھگ ہلکی سی لکیر تھی اور بس نہ درد تھا اور نہ زخم۔

ادھر آجا بالک۔ جلدی کر گرودیو نے واپس مدھو کے پاس آتے ہوئے کہا پردیپ لپک کر اس کے پاس پہنچ گیا اس کی دونوں ٹانگوں کو قابو میں کر لے سوچ مت۔ جلدی کر وہ غرایا۔ پردیپ ناچ کر رہ گیا اسے سوجھ نہ رہا تھا کہ وہ کیسے اس کی سڈول ٹانگوں کو گرفت میں لے لے۔

ارے مورکھ اس کی ٹانگوں کو پکڑ لے جلدی کر گرودیو نے جھلا کر کہا۔ پردیپ نے فوراً ایک پہلو میں بیٹھ کر مدھو کی دونوں ٹانگوں کو پنڈلیوں سے تھام کر سارا وزن ان پر ڈال دیا اس وقت مدھو کے جسم نے کسمسا کر حرکت

کی گرودیو نے اس کے سرہانے بیٹھ کر اس کے دونوں بازو سر کی طرف فرش پر پھیلا دیئے پھر اس کا دایاں بازو اس نے اپنی شہتیر جیسی سیاہ وزنی ٹانگ تلے دبا لیا اور بایاں ہاتھ دوسرے ہاتھ کی فولادی گرفت میں لے لیا مدھو اب کسمساتے ہوئے ہوش میں آرہی تھی۔ جے کالی گرودیو نے کچھ بدبدا کر زور سے کہا اور دائیں ہاتھ میں پکڑی چھری مدھو کی ہتھیلی پر پھیر دی۔

آہ۔۔۔ آہ۔۔۔ مدھو کے حلق سے چیخ نکلی اور کمرے میں بکھر گئی پردیپ کا جسم کانپ کر رہ گیا۔ اس نے ایک نظر گھبرا کر مدھو کی جانب دیکھا جس کے ہاتھ سے چھل چھل رستا خون دھار کی طرح پیالے مین گر رہا تھا وہ اذیت سے چیخ رہی تھی اور اس کی حیرت اور خوف سے لبریز نظریں کبھی پردیپ اور کبھی گرودیو پر پھسل رہی تھیں جے کالی۔ گرودیو نے کچھ پڑھ کر پھونکنے کے بعد ایک بار پھر نعرہ لگایا۔ چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو مجھے یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو خوف اور تکلیف سے بے حال مدھو کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔

بس بالکے بس کام ہو گیا۔ خاموش ہو جا مورکھ شور نہ کر ماں کالی کے مندر میں اودھم نہ مچا گرودیو نے غرا کو کہا اور چھری ایک طرف فرش پر رکھ کر خون کا پیالہ پرے سرکا دیا پھر اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے آگ کے الاؤ کی جانب رخ کیا اور کچھ بدبدانا شروع کر دیا۔ تقریباً پانچ سیکنڈ کے بعد اس نے جلتے ہوئے الاؤ پر نظریں جما کر سانس اندر کو کھینچا الاؤ سے ایک شعلہ بلند ہوا اور اس کے منہ کی طرف لپکا پھڑ پھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ وہ شعلہ اس کے لبوں پر آکر رک گیا۔ گرودیو نے مدھو کی خون ٹپکاتی ہوئی زخمی ہتھیلی کی طرف منہ کر کے وہ شعلہ اس پر اگل دیا۔ اف۔ آہ۔۔۔ مدھو کے حلق سے آخری بار آواز نکلی اور شعلہ اس کے زخم میں جذب ہوتا گیا ایک لمحے بعد اسکا ہاتھ بالکل یوں دکھائی دے رہا تھا جیسے کبھی اس پر خراش تک نہ آئی ہو مگر اس پر لگا خون چند لمحے پہلے بہنے والے واقعے کی گواہی دے رہا تھا۔ پردیپ حیرت زدہ نظروں سے یہ سب دیکھ رہا تھا جس پر اسے یقین نہیں آرہا تھا اسی وقت گرودیو کا جسم متحرک ہوا اور اپنی ٹانگ کے نیچے دبا مدھو کا بازو نکالکر اس نے دوسرے ہاتھ کی گرفت میں لے لیا اب وہ بالکل مدھو کے سرہانے بیٹھا اس کی خوفزدہ آنکھوں میں براہ راست دیکھ رہا تھا۔

بس بالکے۔ بس اب تو سو جا۔ سو جا تیرا کام ختم ہو گیا۔ سو جا یوں لگا جیسے اس کی خوفناک چمکیلی آنکھوں سے اندھیرے کی ایک دیوار لہر کی صورت اتری اور مدھو کی آنکھوں میں داخل ہوتی چلی گئی۔ اس کے ذہن شعور پر سیاہ دھند چھاتی چلی گئی اور چند لمحوں کے بعد اس نے گردن ڈال دی وہ اب یوں گہرے گہرے مگر مدہم سانس لے رہی تھی جیسے کمزوری اور تھکان کے ہاتھوں بے بس ہو کر غنودگی کے گرداب میں ہچکولے لے رہی ہو۔

اب اسے چھوڑ دے مورکھ۔ گرودیو نے ایک طرف ہٹتے ہوئے پردیپ کو ڈانٹتا چھوڑ دے اس کی ٹانگوں کو توڑ کر دم لے گا کیا۔

جی۔ پردیپ چونکا۔ جی گرودیو اس نے فوراً ٹانگوں کو چھوڑ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا بس اب تو جا کل رات کو آنا رات کے پورے بارہ بجے یہیں آجانا۔ اور گرودیو یہ۔۔۔ یہ مدھو۔۔۔ اس نے ہلکلاتے ہوئے بے سدھ پڑی مدھو کی جانب اشارہ کیا۔

یہ اب تیرے کسی کام نہیں رہی مورکھ تو جا اسے ہم باقی کا عمل پورا ہونے کے بعد دیکھیں گے جے کالی۔ اس نے بازو پھیلا کر دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ پردیپ کا حلق جیسے کانٹوں سے بھر گیا۔ اس نے آخری بار بڑی حسرت بھری اور خوفزدہ نظروں سے مدھو کے سراپے کو دیکھا اس کا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ اسے وہاں چھوڑ

www.luratechcom

کر جائے مگر وہ اسے لے جا بھی نہیں سکتا تھا۔

اب جا۔ کیوں ہمارا سے برباد کر رہا ہے گرودیو نے پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر بڑی عجیب مگر حقارت بھری آواز میں کہا۔ پردیپ نے بے بسی سے ایک بار مدھو پھر گرودیو کو دیکھا اور پرنام کے انداز میں ہاتھ جوڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا دروازہ کھول کر وہ رکا۔

پلٹ کر مت دیکھ مورکھ۔ دفع ہو جا بھاگ جا۔ گرودیو نے اسے اسطرح جھاڑ پلائی کہ وہ خوف کے مارے اچھل کر باہر نکلا اور تیز تیز قدموں سے صحن پار کرتا چلا گیا۔ گرودیو نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور پلٹا اس کی شہوانی نظریں فرش پر پڑی مدھو پر پڑیں۔ چند لمحے وہ اسے گھورتا رہا سر سے پاؤں تک پاؤں سے سر تک پھر اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں حلق سے ہلکی ہلکی غراہٹیں ابھریں بدن میں جیسے لاوا ابلنے لگا بازوؤں کی مچھلیاں پھڑکنے لگیں۔ وہ وحشی ہونے لگا تھا۔

پردیپ سیدھا ہوٹل بلیو سٹار پہنچا اور کمرے میں جا کر بستر پر گر پڑا۔ اس کے ذہن میں خوف اور دہشت کی پرچھائیاں ناچ رہی تھیں گزرے ہوئے چند گھنٹوں کا ایک ایک پل اسے نشتر چبھو رہا تھا نا جانے کیوں اسے یہ کیال کسی ناگ کی طرح ڈس رہا تھا کہ اس نے مدھو کے ساتھ اچھا نہیں کیا اپنے مذموم مقصد کے لیے ایک معصوم اور بے گناہ کنواری لڑکی کو گرودیو جیسے راکھشس کے حوالے کرنے پر اس کا ضمیر اسے مسلسل لعن طعن کر رہا تھا اس پچھتاوے میں اس جذبے کو بھی دخل تھا جو مدھو کی من موہنی شبیہہ نے اس کے دل میں پہلی ہی جھلک میں جگا دیا تھا اس کا ارادہ تھا کہ اس کے بدن سے خون نکال لینے کے بعد اسے چھوڑ دے گا پھر کسی طرح اسے اپنی معصومیت اور مجبوری کا احساس دلا کر بعد میں اپنے قریب کرنے کی کوشش کرے گا مگر گرودیو نے اسے اس کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ وہ تو کسی بدروح کی طرح مدھو کو اس سے جھپٹ کر لے گیا تھا۔ گرودیو کا خیال آتے ہی وہ تھرا گیا۔ اس کی بڑی بڑی خوفناک آنکھیں پھٹے بانس جیسی غیر انسانی آواز اور غیر فطری حرکات نے پردیپ کو روح کی گہرائیوں تک خوفزدہ کر رکھا تھا وہ اس کے بارے میں کوئی منفی سوچ ذہن اور دل میں لاتے ہوئے بھی گھبراتا تھا مبادا وہ اپنے کمرے میں بیٹھا اسے دبوچ لے اس کے ستھ ہی اسے گرودیو کی اس دھمکی ان اپنی لپیٹ میں لے لیا جس میں اس نے اسے بغاوت اور نافرمانی کی سزا دینے کا کہا تھا۔ وہ بے چین ہو کر بستر سے اٹھ گیا اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا اس ٹھنڈے موسم میں بھی پسینے میں تر ہو رہا تھا اس کا حلق صحرا میں چلنے والے کسی بھٹکے ہوئے مسافر کی طرح خشک ہو رہا تھا کوٹ اور پتلون اتار کر اس نے صوفے پر پھینکے الماری سے سلیپنگ سوٹ نکال کر پہنا اور انٹر کام کا بٹن دبا دیا روم سروس چوبیس گھنٹے جاری رہتی تھی اس نے وہسکی کا آرڈر دیا اور باتھ روم میں گھس گیا۔ نہا کر باہر نکلا تو کافی سنبھل چکا تھا ویٹر میز پر وہسکی کی بوتل برف اور گلاس رکھ کر جا چکا تھا اس نے شراب انڈیلی اور برف ملائی اور دو تین گھونٹ میں گلاس خالی کر دیا وہ نیٹ نہیں پیتا تھا مگر اس وقت اسے ایسے ہی تلخ اور رگ رگ چیر دینے والے زہر کی ضرورت تھی جو اسے ہر احساس اور ہر بیتے ہوئے لمحے کی جانب سے غافل کر دے۔ آدھی بوتل اس کے معدے میں پہنچی تو وہ حواس سے باہر ہو گیا۔ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے وہ بستر پر پہنچا۔ اور اوندھا گر پڑا چند لمحے بعد وہ بدبودار خراٹے لے رہا تھا مگر اس کے ماتھے کی شکنیں اس کے اندرونی اضطراب کی غماز تھیں جس پر وہ اس نشے کی حالت میں بھی قابو نہ پا سکا تھا۔ دن چڑھے تک وہ سوتا رہا پھر فون کی مسلسل چیختی ہوئی بیل تھی جس نے اس کے شعور میں چھید کرنا

شروع کیا شاید بارہویں یا تیرہویں بیل پر اس نے بمشکل زور لگا کر آنکھیں کھولیں چند لمحے تک پھوڑے کی طرح دکھتے سر پر ہاتھ پھیرتا رہا ہوش کی دنیا میں لوٹتے لوٹتے اسے دو تین منٹ لگ گئے گھنٹی کی آواز اس کے کانوں کے پردے سے کسی ہتھوڑے کی طرح ٹکراتی رہی پھر ایک دم جیسے اس کی آنکھوں سے خمار اور نیند نے ہاتھ ہٹا لیا اس نے جلدی سے کروٹ بدلی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھا لیا۔

ہیلو۔ وہ بڑی بھاری آواز میں بولا۔

پردیپ صاحب۔

ہاں ہاں بول رہا ہوں۔ وہ دوسری طرف سے اپنے وکیل رابرٹ کی آواز سن کر جلدی سے بولا۔

کہاں تھے اپ میں بیس منٹ سے ٹرائی کر رہا ہوں رابرٹ نے شکوہ کیا۔

بس رابرٹ۔ میں ذرا گہری نیند میں تھا وہ خجالت میں بولا

جاگ جایئے مہاشے نیندیں اڑا دینے والی خبریں ہیں رابرٹ نے تلخی سے اور طنز سے کہا۔

کیا مطلب۔ وہ چونکا کھل کر کہو رابرٹ۔

کھل کر کہوں یا بندرہ کر بات تو وہی رہے گی پردیپ صاحب میرے پاس آپ کے لیے کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ آگے سے جواب ملا۔

پہیلیاں نہ بجھواؤ یار وہ اس سے خاصا بے تکلف تھا میں پہلے کون سا سورگ میں جی رہا ہوں تم جو بھی سنائیں میں برداشت کر لوں گا بولو کیا بات ہے اس کے لہجے میں دل شکستگی نمایاں تھی

مجھے افسوس ہے پردیپ صاحب مگر یہ آپ کی اپنی غلطیاں ہیں جو آج تباہی کی شکل میں سامنے آ رہی ہیں پردیپ جواب میں خاموش رہا رابرٹ نے سنجیدگی سے کہا۔ آپ کی پتنی نرملا دیوی نے برابر کی پارٹنر ہونے کی حیثیت سے آپ کے تمام بزنس کو خود سنبھال لیا ہے تمام اکاؤنٹس اپنے ہاتھ میں لے لیے ہیں آپ نے جہاں جہاں سے کاروباری شیئرز اور اثاثے گروی رکھ کر قرض لیا تھا وہ انہوں نے ادا کر دیا ہے اور تمام دستاویزات اور ہنڈیاں اپنے نام منتقل کرا لی ہیں آپ کی کوٹھی کوٹی بینک والوں کے ہاتھوں قرق ہونے سے بچاتے ہوئے انہوں نے خرید لیا ہے۔ اس وقت آپ کا وکیل نہیں آ] پ کا دوست ہونے کے ناطے میں آپ کو یہ اطلاع دے رہا ہوں آپ کی فرم کا وکیل ہونے کے حوالے سے میں آپ کو کوئی بھی اطلاع یا خبر نرملا دیوی کی اجازت اور ان کے علم میں لائے بغیر دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔ پردیپ نے یہ تمام باتیں تحمل سے سنیں اور اسے امید نہیں تھی کہ یہ سب کچھ بھی ہو گا اس کا ذہن بڑے سکون سے یہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب اچھا ہو یا برا اس کے حق میں ہوا یا اس کے خلاف پھر اس نے اس کے جواب کی تصدیق رابرٹ سے چاہی۔

رابرٹ یہ کہو تمہارے خیال میں یہ اچھا ہوا یا برا۔

پردیپ صاحب رابرٹ کے لہجے میں دکھ کا عنصر ابھرا آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں کل تک آپ سیاہ و سفید کے مالک تھے آج سڑک پر آ گئے ہیں یہ اچھا کیسے ہو سکتا ہے۔

نہیں رابرٹ۔ وہ پرسکون انداز میں اوپر کھسک کر بستر سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا تم غلط سوچ رہے ہو یہ بہت ہی اچھا ہوا ہے۔

وہ کیسے۔۔ رابرٹ کو شاید اچنبھا ہوا تھا۔

دیکھو دوست کل تک بلکہ ابھی تمہارا فون آنے سے پہلے تک میں جس صورت حال کا شکار تھا اس میں مجھے

www.luratech.com

ایک ایسے شخص کی حیثیت حاصل تھی جس کے سر کا بال بال قرضے اور تباہی میں جکڑا ہوا تھا مگ اب جو صورت حال ہے تم نے بتائی ہے اس کے بعد تو میں آزاد ہو گیا ہوں ہر قرضے سے ہر فکر سے ہر سود خور سے۔

مگر۔ رابرٹ نے کہنا چاہا۔

تم جو کہنا چاہتے ہو میں سمجھ رہا ہوں رابرٹ نرملا یا اکا باپ مجھے جب چاہیں عدالت میں گھسیٹ سکتے ہیں سزا دلوا سکتے ہیں مجھ پر دباؤ ڈال کر اپنی منوا سکتے ہیں یہی کہنا چاہتے ہو ناں تم۔

جی ہاں۔

اس کو تم ایک اور پہلو سے کیوں نہیں دیکھتے کل تک میرے ڈیڑھ درجن سے زیادہ دشمن تھے قرض خواہ تھے لین دار تھے جن سے منہ چھپائے پھرنا اور ان کے تقاضوں سے تنگ آ کر آخر کار خودکشی کر لینا ہی مقدر تھا میرا۔ مگر اب میں صرف نرملا اور اس کے باپ کا شکار ہوں اٹھارہ دشمنوں اور دو دشمنوں کی طاقت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے رابرٹ پھر مجھے ابھی تک ایک اور ایڈوانٹیج حاصل ہے کہ میں نے نرملا کو طلاق نہیں دی وہ اب بھی میری بیوی ہے میں اسے طلاق نہ دوں تو اسے طلاق کے لیے عدالت میں جانا پڑے گا وہ بھی اس صورت میں اگر وہ طلاق چاہے اور طلاق وہ کبھی بھی نہیں چاہے گی نہ وہ اس کا باپ اس صورت میں وہ مجھے تنگ نہیں کریں گے بعض ایسی شرائط پر وہ مجھے سمیٹ تو سکتے ہیں جو مجھے ناگوار گزریں مگر مجھے لات نہیں مار سکتے اور اگر وہ عدالت سے باہر آ کر مجھ سے چھٹکارا چاہیں گے تو کی امید اپنی شرائط پر ان کو آزادی دینے میں بااختیار نہیں ہوں گا۔

آپ بزنس مین کم اور ایک وکیل زیادہ ہیں پردیپ صاحب۔ رابرٹ نے ایک گہری سانس لے کہا یسو مسیح کی قسم آپ نے جو نقشہ کھینچا ہے آپ کے ذہن کی داد دینا پڑے گی۔

بنڈل آف تھینکس رابرٹ۔ پردیپ نے خوش دلی سے کہا میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے حالات سے باخبر رکھا اگر کبھی زندگی میں اچھا وقت آیا تو میں تمہارا سلوک کا حق ادا کروں گا دوست اور یقین رکھو وہ وقت بہت قریب ہے بہت قریب اتنا قریب کہ جتنی اس وقت تمہاری آواز مجھ سے قریب ہے۔ اس کی آواز میں پراسراریت سی گھل گئی تھی وہ تصور کی آنکھ سے گرودیو کو دیکھ رہا تھا۔

کوئی پلان پردیپ صاحب۔ کوئی سکیم۔ رابرٹ نے فوراً پوچھا۔

نہیں رابرٹ ابھی نہیں۔۔ لیکن جلد ہی ہم بڑے اچھے ماحول میں ملیں گے یہ میری آشا نہیں میرا وشواش ہے گڈ بائی۔ اس نے فون بند کر دیا۔ آنکھیں موندتے ہوئے اس نے موبائل کو واپس میز پر رکھا اور بستر پر پھیل کر لیٹ گیا ٹانگیں پسار لیں اور بازو پہلوؤں میں پھیلا دیئے وہ ذہن کو آزاد چھوڑ کر حالات پر غور کرنا چاہتا تھا۔ اسے اس صورت حال پر غصہ نہیں تھا کچھ آسودگی مل رہی تھی نجانے کیوں اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے لیے آسانیوں کے راستے کشادہ ہونے والے ہیں اس کا کشٹ ختم ہونے والا ہے اس کا اچھا وقت اس کی طرف قدم بڑھا چکا ہے۔

کیلاش اور ساکشی گڈ فرینڈز ریستوران میں موجود تھے وہ کھانے کے بعد کافی سے شغل کر رہے تھے ساکشی نے اسے فون کر کے خود یہاں بلایا تھا رات کے ساڑھے نو بج چکے تھے ریستوران میں زیادہ رش نہیں تھا سردیوں کی راتوں میں آٹھ بجے کے بعد یہاں آسانی سے جگہ مل جاتی تھی البتہ آٹھ بجے تک لوگوں کا تانتا بندھا

رہتا تھا۔ ساکشی حسب پسند جین اور جرسی میں ملبوس تھی اس نے گلے میں خوبصورت سا سکارف باندھ رکھا تھا اس کے کٹے ہوئے بال اس کے حسن میں اضافہ کر رہے تھے کانوں میں اس نے پھولوں کے بندے اور ایک ہاتھ میں موتیے کا گجرا پہن رکھا تھا جسے وہ کبھی کبھی ناک سے لگا کر اس کی خوشبو سونگھ لیتی تھی۔ کیلاش اسے اب تک کی ساری کتھا سنا چکا تھا اور اب وہ کافی ختم کر کے ہونٹ صاف کر رہا تھا۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پردیپ اس وقت صفر کے دائرے مین قید ہو چکا ہے ساکشی نے پرخیال لہجے میں کہا۔

ہاں کیلاش نے جواب دیا اور رومال جیب میں ڈال لیا آج شام تک ساری کاغذی کاروائیاں مکمل ہو چکی تھیں اب اس کے نام کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ صورت حال اس کے لیے ناقابل برداشت ہوگی۔

ظاہر ہے اب وہ جو بھی کر گزرے کم ہوگا۔

نہیں کیلاش۔ ساکشی نے نفی میں سر ہلایا تم نے اسے قریب سے نہیں دیکھا میں نے اس کی رگ رگ میں اتر کر دیکھا ہے وہ بڑا خطرناک آدمی ہے اپنی جیت کے لیے وہ کسی بھی انتہا تک جا سکتا ہے وہ ایک زہریلے سانپ کی طرح دم سادھ کر بھی بیٹھ سکتا ہے اور کسی درندے کی طرح ڈھار کر وار بھی کر سکتا ہے تم لوگوں نے جو کیا وہ ٹھیک کیا مگر یہ یاد رکھنا اگر وہ سر جھکا کر واپس گھر لوٹا تو اسے اس کی شکست نہ سمجھ لینا وہ گلے لگا کر تم لوگوں کی پشت میں خنجر گھونپ دے گا۔

کیوں ڈرا رہی ہو یار۔ کیلاش نے جھجک کر کہا میں ایسی چویشنز کا عادی نہیں ہوں

عادی تو میں بھی نہیں ہوں دوست مگر میں نے رنگ رنگ کے مرد دیکھے ہیں میرا قیافہ غلط نہیں ہو سکتا تم یہ کہو آج پردیپ کہاں کہاں گیا تھا۔

میں کل سے اس کی ڈیوٹی چھوڑ چکا ہوں دیوان صاحب نے مجھے بزنس ٹرانسفر اور دوسرے کامون کی ذمہ داری سونپ دی تھی میں نہیں جانتا کل صبح کے بعد سے اب تک وہ کہاں کہاں گیا۔ کیا کیا۔

یہ تم نے برا کیا کیلاش۔ ساکشی نے کچھ سوچتے ہوئے اداسی سے کہا یہی تو وقت تھا کہ اس کا سایہ بن کر یہ معلوم کی اجاتا کہ وہ تم لوگوں کے لیے کہاں کہاں سے اور کیسا کیسا زہر اکٹھا کرتا پھر رہا ہے تم کم از کم مجھے ہی بتا دیتے میں اس کا کوئی انتظام کر رکھتی۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو۔ پردیپ گھبرا سا گیا۔

کہنا یہ چاہتی ہوں کل صبح جب دیوان صاحب نے اسے انکار کا چابک رسید کیا تھا اس کے بعد تمہارا کیا خیال ہے وہ آرام سے بیٹھا ہوگا اس نے تو تم لوگوں کو تباہ کرنے کے لیے سرپٹ دوڑ لگا دی ہوگی ایک تو یہ خبر ہی اس کے لیے آتش فشاں ثابت ہوگی اوپر سے تم نے اس پر سے پہرہ ہٹا دیا ہے اب وہ اس دوران کس کس سے ملا ہوگا کیا منصوبہ بندی کی ہوگی کیا قدم اٹھائے گا ہم لوگ اس کے بارے میں مکمل اندھیرے میں ہیں میں نے تمہیں اس لیے بلایا تھا کہ ہوٹل میں سہنا کو فون کرنے پر مجھے معلوم ہوا تھا کہ پردیپ کل رات بھر غائب رہا ہے وہ صبح چار بجے کے قریب ہوٹل لوٹا اور اب سے دو گھنٹے پہلے تک وہ وہیں تھا نہ وہ کمرے سے باہر گیا ہے اور نہ ہی اس نے کہیں فون کیا نہ کوئی فون آیا۔ موبائل اس کے پاس ہے فون تو وہ ہوٹل سے کرے گا نہیں مگر کل رات وہ کہاں رہا یہ معلوم ہونا بے حد ضروری تھا جس کی اب کوئی امید نہیں ہے۔

کیلاش ساکشی کی باتوں سے واقعی پریشان ہو گیا اسے احساس ہوا کہ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی اتنی جلدی ان کو

www.luratech.com

پردیپ کی طرف سے آنکھیں بند نہیں کرنا چاہتیں تھیں۔ دونوں سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے ساکشی کے عین سامنے دیوار پر تقریباً دس فٹ کی بلندی پر کلر ٹی وی نصب تھا جس پر کوئی کوئز پروگرام چل رہا تھا وہ بے خیالی میں ادھر ہی دیکھ رہی تھی پروگرام کے درمیان وقفہ ہوا تو لیڈی اناؤنسر نے ایک اعلان نشر کیا وہ بے دھیانی میں ایک ہاتھ گال پر رکھے ٹی وی کو تکتی رہی دوسرے ہاتھ سے وہ اپنے پرس کی زنجیر سے کھیل رہی تھی۔ لیڈی اناؤنسر نے اعلان شروع کیا۔ اور ٹی وی سکرین پر ایک اٹھارہ بیس برس کی بے حد خوبصورت لڑکی کی تصویر آگئی

اس کا نام مدھو شرما ہے زرعی یونیورسٹی کے وائس پرنسپل اجے شرما کی بیٹی ہے کل رت شاداب نگر سے لوٹتے ہوئے اس کی گاڑی خراب ہوگئی تھی بہرام باغ کے قریب مین روڈ پر واقع پٹرول پمپ پر اس نے اپنی گاڑی کھڑی کی اور ایک اجنبی سے لفٹ لے کر اس کی گاڑی میں گھر کے لیے روانہ ہوگئی مگر چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد بھی گھر نہیں پہنچی پٹرول پمپ کے مالک کی طلاع پر جب اجے شرما گاڑی لینے وہاں پہنچے تو ان کو صورت حال کا علم ہوا پولیس چوکی بہرام باغ اور سٹلائٹ ٹاؤن کے افسران مل کر مدھو شرما کی تلاش کر رہے ہیں اگر آپ میں سے کسی کو مدھو شرما کے بارے میں کسی بھی قسم کی کوئی بھی اطلاع ہو تو اجے شرما دو سو تیس سٹلائٹ ٹاؤن کے پتے پر اطلاع دیں یا پھر ان فون نمبرز پر رابطہ کریں۔ اناؤنسر اجے شرما اور پولیس چوکیوں کے نمبر بتانے لگی اس دوران ساکشی اور ریستوران میں بیٹھے کئی لوگ بھی اس اعلان کی طرف پوری طرح متوجہ تھے جن مین پردیپ بھی شامل تھا۔ فون نمبر بتانے کے بعد اناؤنسر نے مزید کہا۔

پٹرول پمپ کے ملازم کا کہنا ہے جس اجنبی کی گاڑی میں مدھو شرما گئی اس گاڑی کا رنگ نیلا تھا مگر وہ اسکا نمبر نوٹ نہیں کر سکا پٹرول پمپ کے پاس واقعی ایک چائے کی چھوٹی سے دکان کے بوڑھے مالک اور نوعمر ملازم نے بتایا کہ اس اجنبی نے مدھو کے ساتھ اور اس سے پہلے اکیلے وہاں چائے بھی پی اجنبی پٹرول پمپ پر مدھو سے پہلے آیا تھا اس نے پٹرول ڈلوایا پھر مدھو کی گاڑی خراب ہونے کا سن کر اسے لفٹ دی اجنبی اٹھائیس تیس برس کا خوش پوش آدمی تھا جس نے سیاہ سرج کا سوٹ پہن رکھا تھا اسکی کوئی خاص نشانی ان کے علم میں نہیں ہے۔ اعلان ختم ہوگیا۔ اگلا پروگرام اناؤنس کیا جانے لگا لوگ اپنے اپنے شغل میں لگ گئے کچھ کی زبان سے اس اعلان کے حوالے سے فکرمندی اور افسوس بھی ٹپکا کیلاش نے بھی رخ سیدھا کر لیا مگر ساکشی کی آنکھوں مین سوچ کی پرچھائیاں ناچ رہی تھیں۔

کیا سوچ رہی ہو شوخ جان۔ کیلاش نے اسے یوں محو خیال دیکھا تو پوچھا۔

کیلاش۔ نجانے مجھے کیوں یہ سب اجنبی نہیں لگ رہا ہے مجھے محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ سب کچھ کسی قریبی شخص سے متعلق ہے وہ الجھے الجھے لہجے میں بولی۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو۔ کیلاش حیرت سے بولا۔

دیکھو یہ لڑکی مدھو جس کا ابھی ابھی ٹی وی پر اعلان ہوا کل رات سے غائب ہے۔۔ وہ جس گاڑی میں غائب ہوگئی وہ نیلے رنگ کی تھی۔ ابھی تک اس کا کوئی اتا پتہ نہیں۔ اور پردیپ کل رات سے غائب رہا۔ یعنی پردیپ کی گاڑی کا رنگ بھی نیلا ہے یہ تم بھی جانتے ہو اس نے کل سرج کا سیاہ سوٹ پہن رکھا تھا یہیں صرف یہ بات کنفرم کرنا باقی ہے۔

ساکشی۔ کیلاش کے لب حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے اس کی آنکھوں میں حیرانی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا یہ۔۔ یہ۔ کیسے ممکن ہے۔

سب کچھ ممکن ہے کیلاش سب کچھ ممکن ہے۔ وہ دبی دبی آواز میں بولی۔ تم اٹھو میرے ساتھ آؤ وہ اٹھ گئی کیلاش نے ویٹر کو اشارہ کیا وہ بل لے کر لپک کر ان کے قریب آگیا کیلاش نے بل چکایا اور دونوں باہر چلے گئے وہ دونوں اپنی اپنی گاڑی میں آئے تھے میں اپنی گاڑی یہیں چھوڑ رہی ہوں تمہاری گاڑی میں چلیں گے وہ کیلاش کی گاڑی کی طرف بڑھی۔ گاڑی پارکنگ لاٹ سے نکل کر سڑک پر آگئی کیلاش نے ساکشی کی طرف دیکھا اور بولا۔ مجھے اب بھی یقین نہیں آرہا تمہیں وہم ہوگیا ہے۔

بھگوان کرے یہ میرا وہم ہی ہو کیلاش لیکن مجھے س کی بہت کم آشا ہے وہ بولی اور گاڑی کو سڑک کی ایک سائیڈ پر روک دیا یہاں روشنی کم تھی اور ٹریفک تو ویسے بھی بہت کم تھا۔ موبائل پر اس نے سنہا سے رابطہ کیا۔ ہیلو سنہا۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے کہا۔ یس۔ ہواز دیئر۔

بابا میں ہوں ساکشی۔ آواز نہیں پہچانی کیا وہ جلدی سے بولی۔

ارے میڈم آپ۔ خیریت۔۔ ہوٹل بلو سٹار م کا مینیجر سنہا چونک پڑا۔

ہاں سنہا ایک بات پوچھنا چاہتی تھی مگر رازداری شرط ہے۔

میڈم کیا آج تک کبھی آپ کو شکایت ہوئی ہے وہ شکوے کے انداز میں بولا۔

نہیں سنہا مگر بات ہی اچھی ہے کہ مجھے کہنا پڑا۔ سوری۔

کوئی بات نہیں۔ آپ کہیے بات کیا ہے۔ اس نے فراخ دلی سے کہا۔

سنہا یہ کہو کل رات پردیپ جب ہوٹل میں آیا تھا تو اس نے کپڑے کون سے رنگ کے پہن رکھے تھے۔

کوئی خاص بات میڈم۔ اس کی آواز ہلکی ہوئی۔

ہاں۔۔ پہلے تم بتاؤ۔

میڈم جب وہ صبح چار سوا چار بجے لوٹے تو تب کا تو مجھے پتہ نہیں مگر جب وہ یہاں سے گئے تھے تو کالا سوٹ پہن رکھا تھا شاید سرج کا مگر بات کیا ہے میڈم۔

اوہ۔ ساکشی نے طویل سانس لی تو میرا شک صحیح تھا۔

کیسا شک میڈم۔ مجھے بھی تو بتایئے۔

سنہا۔ پردیپ کو میں نے کل رات کسی دوسری عورت کے ساتھ دیکھا تھا میں اسے دور تھی صرف جھلک دیکھ پائی کنفرم کرنا چاہتی تھی کہ واقعی وہ پردیپ تھا یا۔

اچھا اچھا تو یہ بات تھی سنہا نے ہمدردی سے کہا اگر آپ حکم کریں تو ابھی اسے۔

نہیں سنہا نہیں جتنے دن کے لیے میں نے اس کی پے منٹ کی ہے اس سے پہلے اسے کچھ مت کہنا بلکہ اس سے دو ایک دن زیادہ بھی رہ لے تو میرے حساب میں ڈال دینا ہم برے لوگوں کے دل بہت بڑے ہوتے ہیں ہے ناں وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔

یو آر گریٹ میڈم۔ میں یونہی آپ کی عزت نہیں کرتا سنہا نے صدق دل سے کہا۔

ہاں۔ اب پردیپ کہاں ہے۔

ابھی تک کمرے میں ہے میڈم۔

اور اس کی گاڑی۔

وہ کار پارک میں ہوگی۔

www.luratech.com

سہنا میرا ایک کام کرو۔
یس میڈم۔
اس کی گاڑی غائب کروادو۔
ہو جائے گی میڈم مگر کب تک کے لیے۔ وہ یوں بولا جیسے ساکشی نے اسے چائے کا کپ توڑنے کو کہا ہو۔
کچھ ہفتوں کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور ایک آدھ دن کے لیے بھی۔ کر سکو گے۔
ارے میڈم میں پورا شوروم ڈکار جاؤں یہ تو ایک کار ہے۔ آپ سمجھئے کار گئی کہ گئی۔
مگر اسے رکھو گے کہاں۔
ہوٹل کے بیسمنٹ میں دو پرسنل گیراج ہیں میری ڈسپوزل پر ان میں سے ایک میں ڈال دوں گا اور بھول جاؤں گا۔
او کے سہنا۔ وہ ہنسی۔ تھینکس۔
مینشن ناٹ میڈم مینشن ناٹ مجھے حسرت تھی کہ کبھی آپ مجھے کوئی کام کہو آپ کا بہت تھینکس۔ ساکشی نے مسکرا کر فون بند کر دیا۔ کیلاش نے بڑی توجہ سے ساری گفتگو سنی تھی اور اب بغور ساکشی کو دیکھ رہا تھا
اب کیا خیال ہے۔ وہ فون ڈیش بورڈ پر رکھ کر بولی۔ مجھے اب بھی شک ہے۔ وہ سنجیدہ تھا کیا ضروری ہے کہ یہ واردات پردیپ نے ہی کی ہو۔
واردات۔ وہ سٹیئرنگ پر دونوں بازو رکھ کر بولی۔ یہ اچھا لفظ استعمال کیا تم نے ہاں کیلاش میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ یہ کام پردیپ نے ہی کیا ہے اب اس مدھوشرما کا کیا ہوا بھگوان جانے پردیپ تو ہمیں بتانے سے رہا۔ وہ گہری سوچ کے ساتھ بولی۔
نہیں شکو جی۔ جلد بازی مت کیجئے۔ کیلاش نے ہاتھ اٹھا کر کہا ایک غلط قدم منزل سے دور بھی کر سکتا ہے اور کھائی میں بھی دھکیل سکتا ہے بعد میں پچھتانے سے بہتر ہے ہم پہلے ہی تمام صورت حال پر تسلی سے غور کر لیں۔
تم آخر اس ڈھونگی کی اتنی حمایت کیوں کر رہے ہو۔ وہ چڑ گئی۔
حمایت نہیں کر رہا۔ کیلاش نے جلدی سے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم کسی مصیبت میں نہ پھنسا جائیں۔ وہ نرملا دیوی کا سہاگ ہے دیوان صاحب کا داماد ہے کچھ ایسا ویسا نہ ہو جائے۔
ہوں۔ ساکشی نے سر ہلایا۔ تو ٹھیک ہے ہم ایسا کرتے ہیں کہ پردیپ پر چیک شروع کر دیتے ہیں دوبارہ اگر ایک آدھ دن میں کوئی کلیو نہیں ملا تو وہ کسی غلط سرگرمی میں ملوث نہ پایا گیا تو میں اپنی رائے سے دستبردار ہو جاؤں گی۔
بالکل ٹھیک لیکن اب ایک سوال جناب نے اس کی گاڑی کیوں غائب کرادی۔ اسے پیدل مارنے کا ارادہ ہے کیا۔ وہ اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔
نہیں کیلاش۔ وہ نفی میں سر ہلا کر بولی میں نہیں چاہتی کہ اس کی گاڑی اسے پولیس تک لے جائے ہماری پولیس ناکارہ ہی سہی لیکن کبھی کبھی جیسے اندھے کے ہاتھ بٹیر لگ جاتا ہے اسی طرح ہماری پولیس بھی ٹامک ٹوئیاں مارتے مارتے کبھی ایک آدھ صحیح کلیو بھی مار لیتی ہے اس صورت میں وہ سیدھا جیل میں جاتا اور یہ میں فی الحال نہیں چاہتی یقین کرو اس میں میری بدنیتی کو کوئی دخل نہیں ہے میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ پورے طور پر

اس کے خلاف جب تک کچھ ثابت نہ ہو جائے اسے ہماری طرف سے اذیت نہ ہو آخر میں نے اس کے ساتھ کچھ وقت گزارا ہے۔
شکو جی۔ کیلاش نے اسے تشکر سے دیکھا یو آر گریٹ۔ رئیلی۔
بکو مت۔ وہ جھینپ سی گئی۔ اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ چلیں۔
کہاں۔ کیلاش نے کہا۔۔۔
اس کے ہوٹل۔ ساکشی نے کہا۔
اس کا فائدہ۔ کیلاش نے پوچھا۔
تو اس کی حرکات و سکنات کا کیسے پتہ چلے گا۔
فون پر۔
کیا مطلب۔
سہنا کو فون کر دو کہ جب وہ ہوٹل سے نکلے ہمیں اطلاع کر دے۔ لیکن کیا سہنا وہاں رات بھر ڈیوٹی دیتا ہے۔ نہیں دو بجے وہ آف کر جاتا ہے پھر صبح آٹھ بجے دوبارہ آتا ہے۔
اس دوران وہاں کون ہوتا ہے۔
اسسٹنٹ منیجر نوین۔ مگر اس سے میری کچھ زیادہ راہ رسم نہیں ہے
ہوں۔۔ کیلاش نے پرخیال لہجے میں کہا۔ تو لیڈی ایجنٹ زیرو زیرو سکس میرا مشورا ہے کہ ہوٹل بلو سٹارم کے قریب والے نائٹ کلب میں چلتے ہیں گاڑی میں قلفی جمانے سے کوئی فائدہ نہیں جب وہ دو بجے تک ہوٹل سے نکلا تو اس کے بعد بھی نہیں نکلے گا۔ اس وقت بدھوؤں کی طرح گھر کو لوٹ چلیں گے صبح دیکھا جائے گا۔
او کے۔ ساکشی نے اس سے اتفاق کیا پھر اس نے موبائل پر دوبارہ سہنا سے بات کر کے اسے پردیپ کے باہر جانے پر اطلاع دینے کا پابند کر دیا۔ اور گاڑی بلیو سٹارم ہوٹل کے بالکل قریب واقع گولڈن نائٹ کلب کی طرف موڑ دی۔
یہ سہنا تمہارا بڑا مرید ہے کیا چکر ہے۔ شرارت بھرے لہجے میں کیلاش نے جیسے چٹکی لی۔
کوئی چکر وکر نہیں ہے۔ ساکشی نے سپیڈ بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔ دراصل اس کی چھوٹی بیٹی کو آج سے تقریباً چھ ماہ پہلے میں نے کچھ اوارہ لڑکوں سے بچایا تھا وہ بے چاری کالج سے لوٹ رہی تھی کہ وہ لڑکے اس کے پیچھے لگ گئے اتفاق سے میں ادھر سے گزر رہی تھی بس تھوڑی سی ہمت دکھا کر میں نے ان لڑکوں کو بھگا دیا اور سہنا کی بیٹی شاردا کو گھر پہنچا دیا۔ بس اسی دن سے سہنا میرا نوکر بن کر رہ گیا ہے اس نے کیلاش کی جانب دیکھ کر بائیں آنکھ دبائیں لیکن ہے شریف آدمی کبھی اس نے پہلے بھی مجھے دیکھ کر رال نہیں ٹپکائی تھی اس واقعے کے بعد تو وہ بالکل ہی موم کی ناک بن گیا جدھر چاہوں گھما دوں۔
اچھا اچھا یہ بات تھی۔ کیلاش نے زور زور سے سر ہلایا۔ میں سمجھا کہیں یہ بھی لائن میں لگا ہوا ہے
تم باز آجاؤ۔ وہ ہنسی دبانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ کسی دن ہاتھ چھوڑ بیٹھوں گی۔
ابھی میں نے تھمایا کب ہے جو ناتھ چھوڑ دو گی کیلاش نے ایک دم ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لیا ساکشی کی ہنسی چھوٹ گئی اسی وقت گاڑی گولڈن نائٹ کلب کے گیٹ مین داخل ہو گئی۔
اب میری گاڑی وہاں گڈ فرائیڈے ریستوران کے باہر سڑک کے کنارے دو بجے تک تو کسی بھکارن کی

www.latestech.com

طرح کھڑی میری راہ تکتی رہے گی۔۔اچھا کرتے اسے بھی یہیں لے آتے۔۔ساکشی نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

جناب نے اتنا وقت ہی نہیں دیا اس وقت تو آپ کے پائچے میں آتش بازی چھوٹ رہی تھی کیلاش نے منہ بنایا۔۔۔اچھا بس اندر چلو۔بڑی ٹھنڈ ہو رہی ہے وہ کار لاک کرنے کے بعد پرس جھلاتی ہوئے پلٹی موبائل اس نے دوسرے ہاتھ میں لے لیا تھا۔

چلو جناب چلو۔۔۔وہ شانے اچکا کر بولا اور اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

پردیپ کا مارے غصے کے برا حال تھا وہ برابر سنہا کو لتاڑ رہا تھا جو بڑے ضبط کے ساتھ اس کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

دیکھئے پردیپ صاحب آج تک ہمارے ہوٹل میں گاڑی چوری کی واردات نہیں ہوئی آپ نے یا تو گاڑی کو ٹھیک طرح لاک نہیں کیا یا پھر وہ خاموش ہو گیا۔

یا پھر کیا۔پردیپ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا بولیے آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔

میرا مطلب ہے آپ رات کو جب لوٹے تو کیا گاڑی ہی میں آئے تھے سنہا نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

سنہا۔پردیپ حلق کے بل چیخا۔تم میری انسلٹ کر رہے ہو۔

نہیں پردیپ صاحب دراصل ہوٹل کے کسی ملازم نے حتیٰ کہ گارڈ نے بھی آپ کو گاڑی پر آتے ہوئے نہیں دیکھا۔اتفاق کی بات ہے کہ جس وقت آپ واپس ہوٹل آئے وہ باتھ روم میں تھا اس لیے میں نے۔۔

میں سمجھ رہا ہوں تم کیا کہنا چاہ رہے ہو سنہا لیکن یہ اچھی بات نہیں ہے میں یہ انسلٹ برداشت نہیں کروں گا فوری طور پر پولیس اسٹیشن رپٹ درج کرواؤں گا میں اس وقت ایک ضروری اپائنٹ منٹ میں جا رہا ہوں ورنہ یہ کام میں خود کرتا پہ رہا میرا لائسنس۔دو دن پہلے میرا چالان ہوا تھا اس کی رسید بھی اس میں موجود ہے گاڑی کا نمبر اگر تمہیں یاد نہیں ہے تو اس سے دیکھ لینا بہر حال مجھے صبح گاڑی مل جانی چاہیے وہ آخری الفاظ طنز اور دھمکی بھرے لہجے میں ادا کرتے ہوئے لائسنس بک سنہا کی میز پر پھینک کر دروازے کی طرف بڑھا کمرے میں موجود گارڈ دو ویٹر اور واچ مین گھبرا کر اس کے راستے سے ہٹ گئے۔

میں رپٹ درج کرا دیتا ہوں پردیپ صاحب یقین کیجئے میری پوری ہمدردی آپ کے ساتھ ہے اب پولیس کب آپ کی گاڑی تلاش کر کے لاتی ہے اس کا ذمہ دار تو مجھے نہ ٹھہرائیے۔تم رپٹ تو درج کراؤ باقی میں خود دیکھ لوں گا کہتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔سنہا نے تمسخرانہ انداز میں اس کی لائسنس بک اٹھائی کھولی اور دوسرے ہاتھ سے فون ڈائل کرنے لگا مگر وہ نمبر پولیس سٹیشن کا نہیں ساکشی کا تھا۔تم لوگ جاؤ تماشہ ختم ہو گیا چلو اس نے کمرے میں موجود چاروں افراد کو ڈانٹا اور وہ دم دبا کر خاموشی سے کمرہ خالی کر گئے۔

غصے اور نفرت سے کھولتا ہوا پردیپ ہوٹل کے گیٹ سے نکلا اس نے بے تابی سے رسٹ واچ پر نظر ڈالی پونے بارہ بجے تھے ادھر ادھر نظر دوڑائی ہوٹل کے ذاتی ٹیکسی سٹینڈ پر دو تین ٹیکسیاں اس وقت بھی موجود تھیں وہ تیز تیز قدموں سے اس طرف بڑھ گیا۔چند لمحوں کے بعد وہ ایک ٹیکسی میں کالی کے مندر کی طرف جا رہا تھا ڈرائیور نے اس کے کہنے پر سپیڈ خاصی تیز کر رکھی تھی سڑکیں ویران تھیں اور فقیر کی جھولی کی طرح تقریباً خالی

تھیں اس لیے اسے بھی ٹیکسی کو جہاز بنانے میں کوئی تامل نہ تھا۔بارہ بجنے میں پانچ منٹ تھے جب وہ کالی کے مندر سے تقریباً ایک فرلانگ پہلے اتر گیا۔ٹیکسی ڈرائیور نے اسے ان اندھیرے میں میدان کے کنارے اتار کر کرایہ وصول کیا اور حیران حران نظروں سے اسے دیکھتا ہوا آگے چلا گیا۔پردیپ نے ایک بار آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا پھر تقریباً دوڑنے کے انداز میں مندر کی جانب چل پڑا اس کی عجلت اور لاپرواہی نے اسے اس بات سے بالکل بے خبر کر رکھا تھا کہ اس مقام سے تقریباً سو گز پیچھے ایک گاڑی اس کی ٹیکسی کا مسلسل پیچھا کرتے ہوئے اندھیرے میں رک گئی تھی اور اب جبکہ وہ اندھا دھند مندر کی طرف دوڑ رہا تھا۔وہ سائے بڑے محتاط انداز میں اس کا تعاقب کر رہے تھے وہ سڑک سے ہٹ کر کچے میدان میں چل رہے تھے پھر شاید ان کو پردیپ کی منزل کا اندازہ ہو گیا تھا اس لیے اب وہ اس سے زیادہ قریب آنے سے گریز کر رہے تھے۔

یہ کیلاش اور ساکشی تھے جو خاموشی کا طوفان سینے میں چھپائے ہوئے پردیپ کو کالی کے مندر کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دیکھ کر میدان کے آخری سرے پر ایک خراب ٹریکٹر کے عقب میں رک گئے تھے یہ ٹریکٹر نہ جانے وہاں کب سے کھڑا تھا کہ اس کے ٹائر بھی کئی کئی انچ کچی زمین میں دھنس چکے تھے۔

تمہارا اندازہ درست تھا کیلاش۔یہ تو واقعی مندر میں جا رہا ہے ساکشی نے سر آگے نکال کر دیکھا پردیپ اس وقت سیڑھیاں طے کر چکا تھا اور صحن پار کر رہا تھا۔

مگر یہ اس وقت یہاں کیوں اور کس لیے آیا ہے کیلاش فکرمندی سے بولا۔

کالی کے مندر میں آدھی رات کے وقت کوئی بجھن گانے تو جا نہیں سکتا یار ضرور کوئی بڑی گیم ہے۔

مگر کیا۔کیلاش نے بے چینی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

اس وقت ہم دونوں میں سے کسی کا مندر میں جانا ٹھیک رہے گا اچانک ساکشی نے پوچھا۔

نہیں۔میں اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔اندر کیا ہو رہا ہے نہ تم جانتی ہو نہ میں جانتا ہوں لیکن طے ہے کہ کچھ اچھا نہیں ہو رہا ہے۔کیلاش نے فکرمند ہوتے ہوئے کہا۔

تو پھر کیا ہاتھ پر ہاتھ دھرے یہیں بیٹھے رہیں۔وہ اضطراب کے مارے جھنجھلا گئی۔

بیٹھے کہاں ہیں دوست کھڑے ہیں۔کیلاش نے ذہنی تناؤ کرم کرنے کے لیے فقرہ پھینکا۔اور اس کی واپس تک کھڑے ہی ہمیں رہنا ہے۔

اگر گاڑی میں چل کر بیٹھیں تو۔ساکشی نے خیال ظاہر کیا۔

کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر یہی ہے گاڑی کو ذرا آگے لے آتے ہیں جہاں سے ہم مندر پر نظر رکھ سکیں۔ساکشی اور کیلاش خاموشی سے اندھیرے کے دامن میں راستہ بناتے ہوئے واپس گاڑی تک آ گئے ہیڈ لائٹس آن کئے بغیر گاڑی کو میدان میں اس طرح کھڑا کیا گیا کہ مندر سے آگے یا واپس جانے کے لیے وہ با آسانی ٹرن لے سکتے تھے اور اندر بیٹھ کر مندر کی سیڑھیوں اور صحن تک کو نگاہ میں بھی رکھ سکتے تھے۔کیلاش نے کار ہیٹر کی گرمی سے تپش پاتے ہوئے کار کے اندر کے ماحول کو جسم میں جذب کرتے ہوئے محسوس کیا اور سیٹ پر ذرا سا پھیل گیا دونوں کے بے تاب نظریں کالی کے مندر کی چم چم کرتی ہوئی سنگ مرمر کی سیڑھیوں پر جمی ہوئی تھیں اور دل کسی انجانے انہونے لمحے کی آمد کے خیال سے سینے میں رہ رہ کر دھڑک رہے تھے۔

آج تو بڑے ٹھیک سے پرآئے ہو بابو۔گرودیو نے پردیپ کو گہری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

www.luratech.com

جی وہ۔۔ پردیپ سے کہا میں سوچ رہا تھا کہیں دیر نہ ہو جائے مجھے اس کی بے تاب آنکھیں مدھو کو وہاں نہ پا کر مایوس ہو گئیں

نہیں نہیں تم صحیح سے پر آئے ہو آؤ میرے ساتھ گرودیو انہیں لے کر اپنے کمرے سے نکلا اور باہر کھڑا بوڑھا شنکر بھی ان کے پیچھے ہو لیا۔ ان کا رخ مندر کے اس مرکزی کمرے کی طرف تھا جس میں کالی کا قد آدم بت نصب تھا بت والے کمرے میں داخل ہوتے ہی پردیپ چونک گیا شنکر نے آخر میں قدم اندر رکھا اور دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ گرودیو سیدھا کالی کے بت کے سامنے جا رکا۔ پردیپ دہشت زدہ سی نظروں سے بت کے قدموں میں چاروں شانے چت پڑی ہوئی نیم برہنہ مدھو کو دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھ پیر چبوترے میں گاڑی گئی میخوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے وہ بے ہوش تھی یا مر چکی تھی اس بارے میں اسے کوئی اندازہ نہ ہو سکا تھا کیونکہ وہ اس سے دور تھا چبوترے کے دائیں بائیں چار چار پجاری اپنے مخصوص گیروے لباس میں موجود تھے اور ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے ہلکی آواز میں اشلوک پڑھ رہے تھے ان کی آوازوں مین بار بار جے کالی اور ماں کالی کے الفاظ ابھرتے ڈوبتے لہجے کو پراسرار بنا رہے تھے ان کی آنکھیں مسلسل مدھو پر جمی ہوئی تھیں گرودیو کی آمد پر انہوں نے اپنی آوازیں مزید بلند کر لیں اور اشلوک پڑھنے کی رفتار بھی تیز ہو گئی۔ گرودیو نے دونوں ہاتھ دائیں بائیں پھیلا کر کالی کے چہرے پر نظریں جما دیں اور جے کالی کا بلند بانگ نعرہ پردیپ کا دل خوف سے لرزا اور سارا بدن کانپ کر رہ گیا۔ شنکر نے اسے قریب آ کر ٹہوکا دیا اور سرگوشی کے انداز میں بولا آگے چلو بابو گرودیو کے قریب۔ وہ مشینی انداز میں چند قدم چلا اور گرودیو کے عین پیچھے جا کر وہ قدم ادھر کھڑا ہو گیا شنکر کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھا وہاں اس نے لکڑی کے ایک صندوق میں سے چمکتا ہوا تیغہ نکالا اور مدھو کے پہلو میں رکھ کر خود گرودیو کے قدموں میں کالی کے بت کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔

گرودیو بڑی عجیب اور غیر انسانی سی آواز میں منتر پڑھ رہا تھا ساتھ ساتھ بھی کبھی وہ مدھو کے سر سے پاؤں تک اس کے جسم سے چند انچ اوپر ہوا میں ہاتھوں کو لہراتا اس کے ہاتھوں کی حرکت کے ساتھ ہی مدھو کا جسم جو چند لمحے قبل بالکل ساکت تھا اب کبھی تو کانپ اٹھتا اور کبھی چبوترے کے فرش سے تڑپ کر اور پر اٹھ جاتا وہ بے چینی سے لرز لرز جاتی اس کے حلق سے اذیت ناک کراہیں خارج ہونے لگی تھیں اور ہاتھوں پیروں کو رسیوں کی گرفت سے چھڑانے کی پرزور کوشش کر رہی تھی مگر بے بس ہو کر سر کو دائیں بائیں مار کر رہ جاتی اس کے جسم پر اس کا اپنا لباس نہیں تھا بلکہ اسے صرف ایک باریک سے سفید کرتے میں لپیٹ دیا گیا تھا پردیپ کی سہمی سہمی نظروں نے اس کے چہرے بازوؤں کو دیکھا جو بری طرح زخمی تھا اسے یقین ہو گیا تھا کہ گرودیو مدھو کو رات بھر رنگ رنگ کی اذیتیں دیتا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر اس کے دم میں مدھو کے لیے رحم اور گرودیو کے خلاف نفرت کا طوفان سا اٹھا مگر اگلے ہی لمحے وہ اس کیفیت سے آزاد ہو گیا۔

شنکر۔ گرودیو پھٹے بانس جیسی آواز میں پکارا۔

گرودیو۔ سجدے میں گرے شنکر نے پھرتی کے ساتھ خدکو قدموں پر کھڑا کر لیا۔ گرودیو نے جواب میں زبان سے کچھ کہنے کے بجائے بایاں ہاتھ اس کی طرف پھیلا دیا۔ شنکر نے لپک کر فرش سے کوئی شے اٹھائی اور گرودیو کو تھما دی۔ پردیپ نے غور سے دیکھا وہ ایک چھوٹا سا پتلا تھا شاید چھ انچ لمبا اور دو انچ چوڑا ہو گا اچانک اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ یہ تو کسی کھلونے جیسا پتلا ہے جس کے بدن پر کرتا اور پاجامہ بھی مڑھا ہوا تھا۔ گرودیو نے پتلا تھام کر اس جگہ رکھ دیا جہاں کالی کے دونوں بیرونی کے درمیان تھوڑی سی جگہ خالی تھی۔ اسی وقت

شنکر نے خون سے بھرا ہوا ایک پیالہ گرودیو کی طرف بڑھایا گرودیو نے پیالہ تھام کر اپنے سامنے تیغے کے پاس رکھ دیا۔ اور دوبارہ زور زور سے اشلوک پڑھنے لگا اب وہ جے کالی کی گردان زیادہ اور دوسرے الفاظ کی ادائیگی کم کر رہا تھا۔ پردیپ خون سے بھرے پیالے کو گھور رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس پیالے میں اکا خون ہے یا مدھو کا مگر وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ کیونکہ گرودیو نے دونوں کا کون ایک ہی شکل کے دو پیالوں میں نکالا تھا۔

جے کالی اچانک گرودیو نے بڑے زور سے نعرہ لگایا کمرے کے در و دیوار اس کی گونج سے تھرا گئے چاروں چھوٹے پجاری بھی اس کے پیچھے جے کالی کا نعرہ لگا کر ایک ایک قدم پیچھے ہٹ گئے اور آنکھیں بند کر کے انہوں نے پرنام کے انداز میں ہاتھ باندھ کر جھومنا شروع کر دیا۔ وہ جیسے مدہوشی کے عالم میں سر کو دائیں بائیں گھما رہے ہوں۔ اور زبان سے صرف کالی کے نعرے لگا رہے تھے پردیپ کے لیے یہ سارا ماحول بڑا دہشت زدہ کر دینے والا تھا سنے زندگی بھر کبھی ایسی صورت حال کا نظارہ نہیں کیا تھا اسکا جی چاہ رہا تھا کہ وہاں سے بھاگ جائے مگر اس نے یوں محسوس کیا جیسے اس کے پاؤں من من بھر وزنی ہو گئے ہیں اور جسم میں خون کی جگہ کوئی اور بے حد سست رد سیال دوڑ رہا ہے جو اس کے حواس میں خلل انداز ہو رہا تھا۔

شنکر پھر سجدے میں گر گیا۔ گرودیو نے ایک بار پھر کالی کو زور سے پکارا اور خون سے لبالب پیالہ اٹھا لیا پھر اس نے آہستہ سے رخ بدلا اور مدھو کے پیروں کی جانب آ گیا۔ یہاں چبوترے کے اوپر چڑھنے کے لیے چار پانچ سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ وہ قدم قدم سیڑھیاں چڑھتا ہوا کالی کے بت کے سامنے آ گیا اب وہ مدھو کے بندھے ہوئے بدن اور کالی کے دو میان کھڑا تھا کالی دیوی اپنے درجن بھر ہاتھوں اور ان میں موجود مختلف خوف زدہ کر دینے والی اشیا سمیت اپنے بھگت پنڈت دینا ناتھ کو یوں خوش ہو کر دیکھ رہی تھی جیسے اب ہنسی کہ ہنسی اس کے کھلے منہ سے پھیل کر باہر لٹکی ہوئی سرخ سرخ زبان اس کی پیاس اور طلب کی مظہر تھی پردیپ کے دیکھتے ہی دیکھتے گرودیو نے خون سے بھرے ہوئے پیالے والا ہاتھ بلند کیا اور دھار باندھ کر کالی کی زبان پر الٹ دیا۔ ایک دم پردیپ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ کر جھٹکا دیا اس نے گھبرا کر دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ جوں جوں پیالہ کا خون سے خالی ہوتا گیا۔ پردیپ کی حالت غیر ہوتی چلی گئی اسے لگ رہا تھا کہ اس کی آنکھیں بند ہو جائیں گی اور وہ ابھی گھٹ سے فرش پر گر دم توڑ دے گا۔ اس کے سانس بوجھل ہوتے جا رہے تھے اور سارے بدن میں سنسناہٹ ہو رہی تھی ایسی تیز سنسناہٹ جس کی آواز اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا اور بدن لرزتی ہوئی ٹانگوں پر آگے پیچھے جھول رہا تھا حلق سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ وہ تھوک نگلنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے جو منظر دیکھ رہا تھا وہ اس کی آتما کو بدن کے پنجرے سے آزاد کر دینے کے لیے کافی تھا

کالی کی زبان پر کون کی دھار گرتے گرتے ختم ہو گئی پیالی خالی ہو گئی جسے گرودیو نے ایک طرف پھینک دیا مگر حیران کن بات تھی کہ ایک قطرہ بھی کالی کی پتھریلی زبان سے پھسل کر نیچے نہیں گرا تھا۔ بلکہ اس میں یوں جذب ہو گیا تھا جیسے وہ زبان پتھر کی نہیں اسفنج کی بنی ہوئی ہو جس میں سیال چوس لینے کی صلاحیت اس کی بنیادی صفت ہوتی ہے ہاں یہ ضرور ہوا تھا کہ اب اس کی لٹکتی ہوئی زبان کی سرخی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا اور چمک در آئی تھی اب وہ پتھر کی نہیں جیتی جاگتی سرخ زبان لگ رہی تھی۔ پردیپ نے یقین اور نیم غنودگی کے عالم میں یہ سب دیکھ کر خوف کے گرداب میں غوطے کھا رہا تھا۔ گرودیو نے مسرت بھری آواز میں جے کالی کا نعرہ لگایا اور وہیں بت کے چرنوں میں بیٹھ گیا۔

www.latechcom

کالی ماں۔تو نے اپنے بھگت کی بھینٹ سویکار کرنے کی آگیا دے دی تو مہان ہے تو مہان ہے ماں تو مہان ہے وہ اس کے قدموں پر ماتھا رگڑتے ہوئے کہئے جا رہا تھا۔ پھر وہ اٹھا ارمدھو کے بدن کو ایک قدم میں پھلانگ کر تیغہ اٹھالیا اپنا رخ اس نے پھر کالی کے بت کی جانب کیا اور مدھو کے سر کے قریب پنجوں کے بل گھٹنے فرش پر ٹیک کر بیٹھ گیا۔ پردیپ کا سانس رک سا گیا۔ وہ کیا کرنے جا رہا تھا۔ اس کے دماغ میں اندھیرے اور اجالے کے گولے پھٹنے لگے وہ بچہ نہیں تھا سب سمجھ رہا تھا سب دیکھ رہا تھا گرودیو مدھو کو کالی کے قدموں میں بھینٹ کرنے جا رہا تھا اس کا جی چاہا وہ چیخ پڑے گرودیو کو اس مکروہ فعل سے روک دے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے چوڑے پھل والا چم چم کرتا تیغہ چھین لے اور مدھو کو آزاد کرالے مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکا اس کی زبان نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا قدموں میں ملنے کی سکت مفقود ہوگئی ہاتھ بے جان سے دل پر جمے رہے بس آنکھیں تھیں جو ایک ایسا منظر دیکھ رہی تھیں جسے وہ سوچنا بھی نہ چاہتا تھا دماغ تھا جو سب کچھ سمجھنے کے باوجود بھی مفلوج ہو چکا تھا۔ دل تھا جو سینہ پھاڑ کر باہر آنا چاہتا تھا مگر یوں دھڑک رہا تھا جیسے آخری لمحوں میں بجھنے سے پہلے رک رک کر کوئی چراغ بھپکے مارتا ہے پھر وہ سب کچھ ہو گیا جو نہیں ہونا چاہیے تھا گرودیو نے جے کالی کا منحوس نعرہ لگایا تیغہ سر سے بلند کیا اور کھچاک کی آواز کے ساتھ مدھو کی گدن دھڑ سے علیحدہ ہوگئی۔ پردیپ لاکھ کوشش کے باوجود بھی اپنے حلق سے ابلنے والی چیخ کو نہ روک سکا۔ اس کی آنکھیں بند ہوگئیں پھر اس کا بے ہوش بدن فرش پر گرتا چلا گیا۔

مدھو کا ہاتھ پاؤں جکڑا ہوا بے سر کا بدن تڑپ رہا تھا گرودیو نے تیغہ چھوڑ کر اسکے سر کو بالوں سے تھام لیا اور بجلی کی تیزی سے لپک کر کالی کے ہاتھوں سے پتھر کا نقلی سر الگ کر کے مدھو کا لرزتا ہوا کانپتا ہوا خون ابلتا ہوا سر تھما دیا پھر وہ اچھل کر چبوترے سے اترا پردیپ کو فرش پر بے ہوش پڑے دیکھ کر وہ بے چین ہوگیا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا۔

شنکر۔۔اس نے سجدے میں پڑے بوڑھے کو چیخ کر پکارا۔

گرودیو۔وہ اٹھا اور لپک کر اس کے قریب چلا گیا۔

اس حرامزادے کو ہوش میں لاؤ جلدی سے سے بہت بیت گیا تو سارا کام الٹ ہو جائے گا۔ ساری محنت اکارت ہو جائے گی جلدی کرو۔ وہ بے تابی سے چاروں پنڈتوں کی طرف مڑا جو مسلسل اپنے کام میں لگے ہوئے تھے وہ ارد گرد سے بے نیاز جے کالی کے مستانہ وار نعرے لگا رہے تھے اور جھوم رہے تھے۔ گرودیو نے چبوترے کے نیچے بنے خانے میں ہاتھ ڈال کر بڑی احتیاط سے دوسرا خون سے لبریز پیالہ نکالا اور چبوترے سے بہہ کر آنے والے خون میں انگلی لتھیڑ کر پیالے کے خون میں ملانے لگا چند بار ایسا کرنے کے بعد اس نے پیالہ چبوترے پر کالی کے قدموں میں پڑے پتلے کے آگے رکھ دیا۔ کالی کے ہاتھ میں تھامے ہوئے مدھو کے سر میں اب کوئی حرکت نہیں تھی وہ بالکل ساکت ہو چکا تھا اس کی نیم وا آنکھیں بڑی حیرت بیچارگی اور اذیت بھرے انداز میں گرودیو کو تک رہی تھیں مگر وہ درندہ ہر جذبے ہر احساس سے بے نیاز اپنے کام میں مگن تھا اب اس نے کانسی کے پیالے سے پتلی سی دھار باندھ کر گرتے ہوئے سرخ سرخ خون سے کالی کے قدموں میں پڑے ننھے سے پتلے کو نہلانا شروع کر دیا تھا چند ہی لمحوں میں وہ چھوٹا سا پتلا مدھو کے خون میں ڈوبتا چلا گیا۔ شنکر۔پردیپ کے منہ پر پانی کے چھینٹے دے کر اسے ہوش میں لے آیا تھا وہ جیسے اپنے حواس میں نہیں تھا فرش پر پڑا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شنکر کو یوں تک رہا تھا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو گرودیو نے اسے آنکھیں

کھولتے دیکھا تو چبوترے سے لپک کر اترا اور اس کے پاس آ رہا۔

اٹھ جا بابو۔کیوں ہماری محنت پر پانی پھیرنے جا رہا ہے اٹھ کھڑا ہو جا۔ وہ جھلا کر بولا۔ پردیپ جیسے ہوش میں آگیا اس نے چونک کر گرودیو کو دیکھا اور تڑپ کر اٹھ بیٹھا اس کی نگاہیں سیدھی چبوترے پر گئیں اور وہاں ایک دل ہلا دینے والا منظر دیکھ کر وہ پھر جیسے حواس باختہ ہوگیا۔

یہ۔یہ تم نے کیا کیا ظالم۔درندے۔یہ اس نے مچل کر اٹھنا چاہا۔

بکواس مت کرالو کے پٹھے اور چٹاخ کی زوردار آواز سے ہال نما کمرہ گونج اٹھا۔ گرودیو کا ہاتھ تھا یا ہتھوڑا کہ پردیپ کے گال پر پڑا اور وہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا کئی فٹ پرے جا پڑا۔ گرودیو تیزی سے اس کے پاس پہنچا اور فرش پر بیٹھا اور اس کو دونوں شانوں سے تھام لیا۔

اب ذرا بھی آواز نکالی تو میں تیزی بلی بھی ماتا کے چرنوں میں دے دوں گا سمجھا وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر غرایا۔ پردیپ کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا تھا اور وہ ایک دم یوں ساکت ہوگیا تھا جیسے چلتی مشین کا سوئچ آف کر دیا گیا ہو۔

اب تو صرف وہ کرے گا جو میں کہوں گا۔ سمجھا ذرا ادھر ادھر کی بات کی تو جان سے مار ڈالوں گا۔ گرودیو کی آنکھوں سے سیاہ مگر چنگاریوں جیسی تیز لہریں پردیپ کے دماغ میں اترتی چلی گئیں اس نے جواب میں خوفزدہ انداز میں سر ہلایا اور گرودیو کے اشارے پر اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ گرودیو کا ہاتھ تھام کر چبوترے کے پاس لے آیا اور انگلی سے سامنے اشارہ کیا۔

وہ۔۔ماں کالی کے قدموں میں تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے اس نے اسے تھامے تھامے پوچھا۔

وہ۔وہ ایک پتلا ہے۔ پردیپ کھوئے کھوئے لہجے میں بولا اس کی نظریں آدھے سے زیادہ اس خون میں ڈوبے پتلے پر جمی ہوئی تھیں جس پر مدھو کی کٹی ہوئی گردن سے اب بھی قطرہ قطرہ خون ٹپک رہا تھا۔

نہیں۔یہ صرف پتلا نہیں ہے اسے غور سے دیکھ یہ دیوان نریندر سنگھ تیری پتنی کے پتا تیرے سسر کا پتلا ہے اس کا چہرہ اپنے کتے دماغ میں لا اور سوچ دھیان لگا کہ یہ پتلا تیرے سسر کا ہے خوب دھیان لگا گرودیو نے اسے حکم دیا۔ پردیپ کے ذہن کے پردے پر ایک دم دیوان نریندر سنگھ کا سراپا ابھر آیا۔ وہ سوتے وقت کرتا پاجامہ ہی پہنتے تھے اس نے تصور کی آنکھ سے اس پتلے کے چہرے میں ان کے خدوخال بھرنا شروع کئے حیرت انگیز طور پر چند ہی لمحوں میں پتلے کے بجھے بجھے سے چہرے پر تبدیلی ظاہر ہونے لگی پھر پردیپ کا منہ خوف اور حیرانگی کے مارے کھل گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ پتلا اس کے سسر دیوان نریندر سنگھ کی ہو بہو مورت بن گیا تھا وہی چہرہ وہی آنکھیں وہی ہاتھ پاؤں اور وہی سراپا۔ گرودیو کے مکروہ ہونٹوں پر پراسراری مسکراہٹ رینگ گئی اس نے جے کالی کہتے ہوئے بایاں ہاتھ بلند کیا اور سر جھکا لیا۔

تو دھن ہے ماں تو نے اپنے بھگت کی جھولی مرادوں سے بھر دی تو مہان ہے وہ تشکرانہ انداز میں بولا۔ پھر وہ پردیپ کی طرف پلٹا جواب بھی کوف بھری نظروں سے چبوترے پر پڑی مادھو کی بے سر کی لاش اور کبھی دیوان صاحب کے پتلے کو دیکھ رہا تھا پھر اس کی بوجھل آنکھیں مدھو کے چہرے پر جم گئیں کالی کی پتھریلی انگلیوں نے جیسے ریشمی زلفوں سے جکڑ رکھا تھا اسے یوں لگا جیسے وہ اپنی ادھ کھلی معصوم اور شکایت آمیز آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی پوچھ رہی ہو کہ اسے کس جرم میں اس بے رحمی کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کا قصور کیا تھا اسے صرف اعتماد کرنے کی اتنی بھیانک سزا کیوں دی گئی چند لمحوں کی رفاقت کے بدلے اس بے عزت اور جان بھی کچھ

کیوں چھین لیا گیا گھبرا کر پردیپ نے نظریں پھیر لیں۔ گرودیو اس کی حالت کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

بابو۔ وہ خشک لہجے میں بولا ہماری دینا میں دیا نام کی کسی شے کا وجود نہیں ہے تم جو سوچ رہے ہو وہ تمہاری دینا کی باتیں ہیں یہاں آئے ہو تو یہاں کے ریت رواج سیکھو اور ان پر عمل کرو سمجھے اب آؤ سے بہت رہ گیا ہے اور کام ابھی بہت بڑا ہے جو صرف تمہیں کرنا ہے۔

مجھے۔ وہ گھبرا گیا مجھے اب کیا کرنا ہے سر

بتاتا ہوں۔ وہ اگے بڑھا چبوترے کے پاس رکا جسم کو آگے کی طرف جھکایا اور ہاتھ لمبا کیا اور دیوان صاحب کا پتلا کالی کے قدموں سے اٹھالیا پھر اسے چبوترے پر پڑے خون سے لبریز پیالے میں ڈال کر ڈبکیاں دینے لگا ساتھ ساتھ وہ کچھ بدبدا بھی رہا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ تک وہ یہی کچھ کرتا رہا۔ پھر اس نے پتلے کو پیالے میں نچوڑا اس می سے ٹپکتے خون کو مدھو کے جسم پر لپٹے لہولہان کرتے سے صاف کیا اور پردیپ کی طرف پلٹا۔ اور پردیپ کو دیکھتے ہوئے بولا

آجا بابو یہاں رہ کر تیرا دھیان بٹارہے گا ادھر میرے کمرے میں آجا۔ پھر اس نے کالی کو پرنام کر کے چاروں پنڈتوں کو پکارا وہ مشینی انداز میں یوں رک گئے جیسے ان کی چابی ختم ہوگئی ہو۔

تم لوگ جلدی اپنا کام ختم کرلو سمے زیادہ نہیں ہے گرودیو نے گونجدار آواز میں کہا شنکر ان کے فارغ ہونے پر مجھے آکر بتانا۔

جی گرودیو۔ شنکر نے ہاتھ باندھ کر سر خم کیا چاروں پنڈت چبوترے پر بندھے مدھو کے بے سر کے دھڑ کی بندشیں کھولنے لگے اور گرودیو اسے لے کر کمرے سے نکل گیا۔ گرودیو کے کمرے میں آکر پردیپ کی حالت کچھ سنبھل گئی گرودیو نے دیوان صاحب کا پتلا اگ کے دہکتے الاؤ کے پاس فرش پر رکھ دیا اور آلتی پالتی مار کر اپنے مخصوص آسن مین بیٹھ گیا پردیپ بھی اس کے اشارے پر دائیں طرف فرش پر گر سا گیا۔

ہمت سے کام لو بابو۔ خلاف توقع گرودیو کی آواز مین نرمی تھی میں جانتا ہوں کہ تم ایسے منظر دیکھنے کے عادی نہیں ہو مگر تمہارے کام کے لیے یہی سب سے کم سمے والا راستہ تھا اور ویسے بھی جو ہونا تھا وہ تو اب ہو چکا خود کو سنبھالو اور میری بات من لگا کر سنو ذرا سی اونچ نیچ تمہیں کشٹ میں ڈال سکتی ہے۔ پردیپ نے دور سے آتی گرودیو کی آواز کو بڑی کوشش سے بغور سنا پھر آہستہ آہستہ وہ پرسکون ہوتا چلا گیا۔ اس نے جان لیا تھا کہ وہ اب اس دلدل میں گردن گردن دھنس چکا ہے بچنے یا نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہے لہذا اس نے تن بہ تقدیر ہو کر خود کو حالات کے دھارے میں چھوڑ دینے کا فیصلہ کرلیا۔ گرودیو نے اس کی بدلتی ہوئی حالت کو دیکھا تو دوبارہ اس سے گویا ہوا۔

کالا علم وہ چکر ہے بابو جس کے بھیتر داخل ہونیوالا کبھی اس سے باہر نہیں نکل سکتا تو بھی اس چکر دیو میں پیر رکھ چکا ہے اس لیے پہلے تو اپنے من سے یہ خیال بھی نکال دے کہ تو کبھی اس سے مکت ہو سکے گا تیرا تن من دھن آتما بدن سب کچھ اب کالی کا ہو چکا ہے تیرا خون ماں کالی نے چکھ لیا ہے اب تو تو مر کر ہی اس کے چرنوں سے دور جا سکتا ہے پرنتو میں نے غلط کہہ دیا تو مر کر بھی ماں کالی سے مکت نہیں ہو سکتا تو نے اس کے ان گنت ہاتھ دیکھے ہیں ناں۔ وہ بڑی عجیب سی آواز میں بولا۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی ہاتھ ہر وقت تیری سہاتیا کے لیے سر پر رہے گا لیکن اگر تو نے اس سے بھاگنے کی اچھا بھی کی تو وہی ہاتھ تیرے لیے یمراج کا ہاتھ بن جائے گا میری بات پر وشواش نہ ہو تو کبھی کیا ابھی آزما کے دیکھ لے وہ کھلی دھمکی دے کر خاموش ہوگیا۔ پردیپ نے بڑی

بیچارگی سے گرودیو کو دیکھا اور سر جھکا لیا۔

تیرا جھکا ہوا سر ہی تیرے لیے اچھا ہے پردیپ بابو اسے کبھی میرے آگے اٹھانے کی کوشش نہ کرنا مجھ سے پہلے ماں کالی اسے کچل دے گی کیونکہ میں اس کا بڑا لاڈلا بھگت ہوں۔ پردیپ نے اب بھی سر نہ اٹھایا خاموش بیٹھا رہا۔ اسی وقت کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

آجاؤ شنکر۔ گرودیو نے صندل کی چٹکی آگ کی نذر کرتے ہوئے کہا دروازہ کھلا اور شنکر اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی گٹھڑی تھی جو لا کر اس نے گرودیو کے ہاتھوں میں دے دی۔

سب کشل منگل ہے ناں۔

جی مہاراج۔ شنکر نے کہا اور کمرے کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا وہ کچھ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا دیوار سے ٹیک لگا کر اس نے پلکیں موندلیں۔ پردیپ نے ایک نظر گٹھڑی کو دیکھا پھر گرودیو کی طرف متوجہ ہوا جو اسے کھول رہا تھا گٹھڑی کھلی کپڑا دائیں بائیں فرش پر پھیل گیا اور پردیپ لرز کر اچھل پڑا اس کے سامنے مدھو کا کٹا ہوا سر پڑا تھا۔

یہاں ہمارا کام ختم ہو جاتا ہے بالک تیرا شروع ہوتا ہے۔ گرودیو نے بائیں طرف پڑا دیوان صاحب کا پتلا اٹھالیا پتلے کو اس نے مدھو کی ریشمی زلفوں میں عین سر کے اوپر گرہ دے کر باندھ دیا پھر اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر لپلپاتی ہوئی آگ کے اوپر لا کر اس کا رخ اپنی طرف کرلیا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا۔ کئی منٹ گزر گئے پھر اس نے تین بار جے کالی کا نعرہ لگا کر تینوں ہی بار دیوان صاحب کے پتلے اور مدھو کے سر پر پھونک ماری تب ایک اور حیرت انگیز بات ہوئی۔ مدھو کے کورے لٹھے کی طرح سفید خون سے محروم چہرے کا رنگ ایک دم سیاہ پڑ گیا۔ اس منظر کو دیکھ کر پردیپ پر ایک مرتبہ پھر خوف نے یلغار کر دی اس نے تھوک نگلنے کی کوشش کرتے ہوئے گرودیو کی طرف دیکھا جو مدھو کے سر کو دوبارہ کپڑے میں باندھ رہا تھا۔ گٹھڑی سی بنا کر گرودیو نے پردیپ کی جانب دیکھا۔

اب میری بات کو دھیان سے سن بالک یہ بدھی میں رکھنا کہ میری کہی ہوئی کسی بات سے سوئی برابر ادھر ادھر ہوئے تو میں تمہاری کسی تباہی یا ناکامی کا ذمہ دار نہیں ہوگا اس گٹھڑی کو یہاں سے دو میل دور درگا دیوی کے شمشان گھاٹ میں لے جاو وہاں کسی ایسی جگہ اسے گہرائی میں دفن کر دے جہاں تھوڑا بہت سبزہ ہو اس کے بعد سیدھا واپس وہاں چلا جا جہاں تو آج کل ٹھہرا ہوا ہے صبح سورج نکلنے کے بعد آدھ گھنٹے کے اندر اندر تجھے اپنے سسر دیوان نرنید سنگھ کے سامنے ہونا چاہیے اس کے سامنے جاتے ہی تجھے ماں کالی کے چمتکار کا پتہ چل جائے گا تیری دنیا یوں بدل جائے گی جیسے کالے بادلوں سے اچانک سورج باہر نکل آتا ہے اسے لے اور چل دے اپنے پہلے اور آخری کرتویہ کی جانب۔

میں۔۔ میں۔۔ وہ ہکلایا۔

کیا میں میں کر رہا ہے۔۔ گرودیو نے اسے گھور کر دیکھا۔۔ اور کس کٹ کھنے کتے کی طرح غرایا۔ کیا کشٹ ہے اب تجھے۔

میں یہ کام نہیں کرسکتا گرودیو۔ وہ لاجاب سے بولا۔

کیوں نہیں کرسکتا۔ گرودیو نے دانت کٹکٹا کر تلخی سے کہا۔۔ شنکر نے بھی آنکھیں کھولیں اور ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا۔

www.lunatechteam

گرودیو مجھے شما کیجئے میں مجبور ہوں۔
کیا مجبوری ہے تجھے گرودیو نے آنکھیں نکالیں۔
ایک تو میرے پاس گاڑی نہیں ہے
گاڑی کہاں گئی۔ بیچ دی کیا وہ اچنبھے سے بولا۔
نہیں گرودیو چوری ہوگئی آج جب میں ادھر آنے لگا تو پتہ چلا ہوٹل کی پارکنگ سے اسے کسی نے چرالیا ہے میرے پاس اسے تلاش کرنے کا وقت نہیں تھا اس لیے میں ٹیکسی میں آیا تھا یہاں۔ گرودیو بڑی سرد اور قہر آلود نگاہوں سے چند لمحوں تک اسے گھورتا رہا۔
تو پہلا کتا ہے جس کو گھر تک بھی مجھے خود پہنچانا پڑے گا۔ وہ بولا تو اس کی آواز میں صرف زہر تھا مگر جو کام تجھے کرنا ہے وہ میں نہیں کرسکتا بالکل اس نے بڑے ضبط سے کہا۔ یہ سر شمشان میں گاڑنا تجھے ہی پڑیگا پیتو میں نہیں کرسکتا۔ مگر مہاراج میں اتنی رات گئے وہاں تک پیدل کیسے جاؤں گا پھر راستے میں پولیس کی نظروں میں آ گیا تو پردیپ کے ماتھے پر کوف اور دہشت پسینہ بن کر امڈ پڑی۔
تو چیز کیا ہے گرودیو اچانک ہتھے سے اکھڑ گیا۔ یں کیا تیرے باپ کا نوکر ہوں کہ تیرا ہر کام اپنے ہاتھوں سے کروں کیوں کروں میں ایسا ابھی تو تجھے اس کنیا کی لاش ٹھکانے نہیں لگانا پڑی ورنہ تو تو میرا کلیان کروا دیتا وہ تو اچھا ہوا کہ میرے چیلوں نے اسے بھسم کرنے کا کشٹ اٹھالیا تھا۔ ورنہ۔۔
کیا۔۔ وحشت سے پردیپ بے کل ہو یا کیا انہوں نے مدھوکا۔۔
ہاں۔ گرودیو نفرت سے بولا وہ اب تک ان کے حلق سے اتر گئی ہوگی۔
اوغ اوغ۔۔ اوپر دیپ برداشت نہ کرسکا اور اس نے ابکائی کردی اس کے حلق سے سارکھایا پیا ابل کر باہر آ گیا اور جلتے ہوئے الاؤ میں جا پڑا وہ منہ پر ہاتھ رکھے روکتا ہی رہ گیا۔ مگر گرودیو کی ارے ارے الو کے پٹھے یہ کیا کر رہا ہے حرامزادے۔ بھی اس کے آگے بند نہ باندھ سکی وہ جب تک سارا کھایا پیا اگل نہ چکا اس کی ابکائیاں جاری تھیں شنکر اٹھ کر تیر کی طرح اس کے پاس آیا۔ اور اسے شانوں سے تھام کر کمرے کے ایک کونے مین لے گیا جہاں ایک چھوٹے سے دروازے کو کھول کر اس نے اسے اندر دھکیل دیا یہ بڑا صاف ستھرا باتھ روم تھا جہاں جی بھر کر پردیپ نے جی کا بوجھ ہلکا کیا کلیاں کیں۔ منہ ہاتھ دھویا منہ پر پانی کے چھینٹے مارتے ہوئے اس نے محسوس کیا اس کی آنکھوں سے نمکین پانی گرم گرم نمکین پانی اس کے رخساروں پر بہہ بہہ کر آ رہا تھا اس نے بڑی مشکل سے خود پر قابو پایا۔ بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے مدھو کا معصوم چہرہ آجاتا جس کے بعد اسے خود پر قابو پانا مشکل ہوجاتا۔ تھا بنیادی طور پر وہ اتنا گرا ہوا اور درندہ صفت آدمی نہیں تھا جیسی حرکت اس سے اور اس کے ذریعے سرزد ہوگئی تھی اسی لیے گرودیو کے دھمکانے اوا بسے اپنے جیسا بنانے کی سخت ترین کوشش کے باوجود دوبارہ اپنے جامے میں آجاتا تھا۔
کئی منٹ کے بعد وہ باہر نکلا تو شنکر فرش کو صاف کرچکا تھا گرودیو کے چہرے پر نفرت تلخی اور ناراضگی صاف دیکھائی دے رہی تھی وہ اسے بڑی قہر آلود نگاہوں سے گھور رہا تھا۔
کوئی بکواس نہیں۔ اسے اٹھا اور جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی کر اگر تو نہیں کرسکتا تو میری طرف سے نرگ میں جا چل وہ گٹھڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑی درشتی سے بولا۔ اٹھا اسے۔ پردیپ نے بری بے چارگی سے گرودیو کو دیکھا پھر شنکر کی طرف نگاہ کی جس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا اس نے کچھ کہنے کے لیے

لب کھولے۔ ایک شبد نہیں۔ اگر تو کچھ بولا تو میں ابھی تیری بلی کالی ماں کے چرنوں میں دے دوں گا چل دفعان ہوجا وہ حلق کے بل غرایا۔ خوف سے لرزتا ہوا پردیپ آگے بڑھا سرخ کپڑے میں لپٹی ہوئی گٹھڑی کو جھک کر اٹھایا اور پھر شنکر کی جانب دیکھا۔
کوئی شاپر بیگ مل سکے گا بابا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔
یہ تیری ماتا کا سٹور ہے کیا گرودیو کے ہونٹوں سے مغلظات ابل پڑیں ابھی تو کہے گا میں گھوڑا بن کر تجھے اپنی پیٹھ پر سوار کرواؤں اور شمشان گھاٹ کی طرف دوڑ لگادوں۔ ہے بابو ہے۔ آ میرے ساتھ شنکر کو جیسے اس پر ترس آ گیا۔ وہ اسے بازو سے تھام کر باہر لے آیا پیچھے گرودیو مسلسل بے کوس رہا تھا اس کا غصہ بڑھتا ہی جارہا تھا۔ بابو تو بڑا ہی نادان ہے اگر تیری بدھی میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں تھی تو ادھر کیا گھاس چرنے آیا تھا شنکر نے بھی اسے کوسنا ضروری سمجھا۔ یہاں رک میں ابھی آتا ہوں وہ دروازہ بند کر کے ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سیاہ رنگ کا شاپر بیگ تھا پردیپ نے گٹھڑی اس میں رکھتے ہوئے اس کی مضبوطی کا امتحان کرلیا تھا۔
چلتا ہوں بابا۔ وہ لرزتے ہوئے دل کے ساتھ بولا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ میں شاپر نہیں کوئی سانپ تھام رکھا ہو جو کسی بھی وقت پھنکار کر اسے دس لے گا۔
اب جو بھی صورت حال ہو کل شام گرودیو کو آ کر ضرور بتانا بھولنا مت ورنہ ان سے شما مانگنے کے لیے تجھے بہت کشٹ اٹھانا پڑیگا۔ اب جا تیرے پاس صرف ایک گھنٹے کا سمے ہے اس ایک گھنٹے کے اندر اندر اسے شمشان میں جا کر گاڑ دے۔ کہہ کر شنکر گرودیو کے کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے اب پھر کالی کے جے کارے سنائی دینے لگے تھے۔ پردیپ نے دل کڑا کیا اور مرنے مرے قدموں سے مندر کے صحن میں چل پڑا اس کا رخ سیڑھیوں کی طرف تھا جو اسے چند لمحوں بعد اس منحوس جگہ سے باہر لے جانے والی تھیں مگر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اب زندگی بھر اس جگہ کی نحوست سے پیچھا نہیں چھڑا سکے گا

پردیپ کا کالی کے مندر کی سیڑھیاں اترتے ہوئے دیکھ کر وہ دونوں ایک دم چوکنے ہوگئے ان کے جسموں میں پھیلتی ہوئی سستی کافور ہوگئی۔
یہ اس کے ہاتھ میں کیا ہے۔ ساکشی نے آنکھیں سکیڑ کر بڑے غور سے اسے دیکھتے ہوئے پرخیال لہجے میں پوچھا۔
کوئی تھیلا سا ہے مگر یہ جا کدھر رہا ہے اس نے پردیپ کو مندر کی سیڑھیاں اتر کر رکتے ہوئے ادھر ادھر بڑی چوکنی مگر سہمی ہوئی نظروں سے دیکھنے کے بعد اگلی جانب قدم اٹھاتے ہوئے دیکھا تو بولا۔ چند قدم آگے چلنے کے بعد پردیپ رک گیا۔ مندر کی سیڑھیوں سے بکھرتی ہوئی اور اس ذیلی سڑک کے دونوں طرف نصب ٹیوب لائٹوں کی دودھیا روشنی میں وہ ایک پراسرار سائے کی مانند دکھائی دے رہا تھا رکنے کے بعد اس نے ایک بار پیچھے پھر دائیں بائیں اس طرح دیکھا جیسے کسی کی بھی نظروں میں آنے سے بچنا چاہتا ہو پھر وہ سیدھا چل پڑا اس کا انداز بری طرح گھبرایا ہوا اور مجرموں جیسا تھا۔
اب کیا کریں۔ ساکشی نے بے چینی سے کہا۔
میں کیا کہوں۔ کیلاش نے بے بسی ظاہر کی اگر ہم گاڑی میں اس کا تعاقب کرتے ہیں تو اس کی نظروں میں

www.lunatech.com

آجائیں گے اور پیدل اس کے پیچھے جانا اور بھی مشکل ہے وہ دیکھو وہ پھر رک گیا پتہ نہیں کیا بات ہے کہ وہ اس قدر محتاط ہو رہا ہے۔ کیلاش نے ساکشی کی توجہ دور ہوتے ہوئے پردیپ کی طرف دلائی جو چلتے چلتے پھر رک گیا تھا اور پیچھے پلٹ کر جیسے آہٹ لینے کی کوشش کر رہا تھا چند لمحوں بعد وہ پھر چل پڑا۔

کیلاش۔ کوئی گڑبڑ ہے معاملہ سیدھا سادا نہیں ہے ساکشی نے تیزی سے کہا۔ ہمیں کوئی نہ کوئی رسک لینا پڑے گا۔ ورنہ وہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ تو بتاؤ ناں میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آرہا ہے کیلاش نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔

یہ بتاؤ تمہیں پردیپ نے دیکھ رکھا ہے۔

نہیں۔ کیلاش نے نفی میں سر ہلایا۔

آر یو شیور۔ ساکشی نے زور دے کر پوچھا۔

ڈیڈلی شیور۔ وہ پورے وشواس کے ساتھ بولا

تو ٹھیک ہے بحث مت کرنا اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے ساکشی نے تیز لہجے میں کہا۔ تم ڈگی اوپن کرو میں اس میں جاتی ہوں تم گاڑی کو پردیپ تک لے جاؤ اور اسے لفٹ دو جہاں وہ اترے گا تم وہاں سے گاڑی کافی دور لے جانا پھر چھپتے ہوئے لوٹ کر وہیں آجانا پردیپ کے اترنے کے بعد میں بھی خاموشی سے ڈگی سے نکل جاؤں گی یہ معاملہ پوری طرح یونہی کھلے گا۔ ہری اپ۔ ڈگی اوپن کرو میں پیچھے جارہی ہوں وہ اس کا جواب سنے بغیر دروازہ کھول کر باہر رینگ گئی۔ کیلاش نے ایک طویل سانس لیا اوڈکی اوپن کرنے کے لیے مخصوص ہینڈل کھینچ دیا ساکشی نے ڈگی میں داخل ہو کر اس کا ڈھکن اس طرح گرایا کہ وہ پوری طرح بند نہ ہو سکے درمیان میں اس نے اپنا سکارف کھول کر اسے گول مول کر کے پھنسالیا تاکہ لاک نہ لگ سکے اس نے دوبارہ ٹھک ٹھک کی آواز پیدا کر کے کیلاش کو آگاہ کیا کہ وہ گاڑی سٹارٹ کرے اور سڑک پر لے آئے کیلاش نے آواز سنتے ہی اگنیشن میں چابی گھمادی سویا ہوا انجن ایک جھرجھری لے کر جاگا اور ہیڈلائٹس نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ بمشکل دو منٹ بعد کیلاش نے پردیپ کو جالیا وہ درمیانی رفتار سے گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا اس کے پاس سے گزر گیا پردیپ ٹھٹک کر رک گیا اور بڑی گھبرائی ہوئی نظروں سے اسے رکتے ہوئے دیکھنے لگا اس سے تقریباً سات آٹھ گز آگے جا کر کیلاش نے گاڑی روک لی پھر اس نے سر کھڑکی سے باہر نکالا اور رخ پیچھے کر کے پردیپ کو دیکھا جو اپنی جگہ پر کھڑا شاپر ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرنے کے بعد ہاتھ منہ سے لگائے بے چینی سے پھونکیں مار رہا تھا اسے اپنی جگہ سے نہ ہلتے ہوئے دیکھ کر کیلاش نے گاڑی ریورس کی اور اس کے پاس آرکا۔

اگر آپ چاہیں تو میں چائنا چوک تک آپ کو لفٹ دے سکتا ہوں میرا خیال ہے کہ آپ سواری نہ ملنے کے باعث اس سردی میں پیدل جارہے ہیں کیلاش نے ہمدردی سے کہا۔

جی۔۔۔ جی۔ نہیں۔ جی ہاں۔ وہ دراصل۔ وہ گڑبڑا گیا۔

گھبرائیے نہیں میں کوئی لیٹرا نہیں ہوں۔ کیلاش نے خوشدلی سے کہا میں تو صرف انسانی ہمدردی کے جذبے سے کہہ رہا ہوں اگر آپ نہیں چاہتے تو۔ اس نے شانے اچکائے۔

جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ کیلاش کو بغور دیکھتے ہوئے بولا۔ آپ شریف آدمی لگتے ہیں ورنہ کون کسی کی مدد کرتا ہے آپ مجھے صرف تھوڑی دور تک لفٹ دے دیں چائنا چوک تو بہت آگے ہے اس نے اپنی منزل کا

نام لینا مناسب نہ سمجھا۔

تو آیئے۔ کیلاش نے دوسری طرف ہاتھ بڑھا کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول دیا پردیپ گھوم کر اس طرف آیا اور اندر بیٹھ کر شاپر کو پیروں میں رکھتے ہوئے اس نے دروازہ بند کر دیا۔ گاڑی روانہ ہوگئی اندر بیٹھتے ہوئے پردیپ کو لمحوں میں سکون کی وادی میں اتار دیا وہ دو میل فاصلہ ہی کتنا تھا۔ کیلاش نے اسے کریدنا مناسب نہ سمجھا نہ کوئی سوال کیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ پردیپ اسے کسی بھی حوالے سے خاص طور پر اسے یاد رکھ سکے اس کا خیال اس حد تک صحیح تھا کہ پردیپ نے نہ اس کی شکل نیم واندھیرے میں اتنی تفصیل سے دیکھی تھی کہ وہ دوبارہ دیکھنے پر فوراً ہی پہنچان لیتا اور نہ ہی اس کی آواز پر زیادہ دھیان دیا تھا۔ چند منٹ بعد ہی درگا شمشان گھاٹ شروع ہوگیا۔ پردیپ نے اسے گزر جانے دیا۔ شمشان گھاٹ کو اندھیری رات میں اس طرح ویران اور سنسان دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکن ایک دم تیز ہوگئی تھی شمشان گھاٹ کے بعد جب گاڑی تقریباً ایک فرلانگ آگے جا کر شن کالونی کے قریبی موڑ پر پہنچی تو اس نے کھنکار کر کہا۔

بس صاحب یہاں روک دیجئے۔ میں یہیں اتروں گا۔ کیلاش نے رفتار کم کی اور گاڑی روک دی پردیپ نے اخلاقاً بھی اس سے جان پہنچان کرنا ضروری نہ سمجھا شاپر کو بائیں ہاتھ میں سنبھال کر اس نے دائیں ہاتھ سے دروازہ کھولا اور آپ کا بے حد شکریہ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

سنئے۔ کیلاش نے اسے دروازہ بند کر کے پرے ہٹتے ہوئے دیکھا تو پکارا وہ چاہتا تھا کہ ساکشی کو اتنا وقت مل جائے کہ وہ ڈگی سے نکل جائے۔

جی۔ پردیپ نے کھڑکی کے شیشے کے باہر سے اسے دیکھا۔ کیلاش نے ہاتھ بڑھا کر شیشہ نیچے گرایا اور بڑے اخلاق سے بولا اگر آپ کالونی میں رہتے ہیں تو میں آپ کو اندر تک ڈراپ کر سکتا ہوں سردی بہت ہے اور آپ۔

جی نہیں دھنے وادمیں چلا جاؤں گا۔ میں قریب ہی رہتا ہوں تھینکس وہ کہہ کر پلٹا اور کالونی کے رستے پر ہولیا۔ کیلاش نے شیشہ چڑھا دیا اور گاڑی کو آگے لیتا ہوا چلا گیا کالونی کے ساتھ ہی دوسری طرف سڑک پر مڑ کر اس نے پہلی گلی کے باہر گاڑی کو روکا لائٹس آف کیں باہر نکلا گاڑی کو لاک کیا ڈگی کو چیک کیا وہ خالی تھی اور دبے ہوئے قدموں دوڑتا ہوا موڑ پر آگیا اس کا اندازہ صحیح تھا پردیپ کالونی کے راستے سے واپس آرہا تھا اس کی رفتار خاصی تیز تھی کالونی سے نکل کر اس نے واپس اسی سڑک پر سفر شروع کر دیا۔ جس پر ابھی ابھی وہ کیلاش کے ساتھ آیا تھا۔ کیلاش نے اماوس کی اندھیری رات کا پورا پورا فائدہ اٹھایا اور قدموں کی آہٹ کو حتی الامکان بیکار رکھنے کی کوشش کرتا ہوا سڑک کے اطراف میں لگے ہوئے درختوں کے پیچھے ہو کر پردیپ کا پیچھا کرنے لگا اسے ساکشی کی بھی تلاش تھی جو یقیناً کہیں قریب ہی پردیپ پر نظریں جمائے چھپتی چھپاتی اس کا پیچھا کر رہی تھی پردیپ سڑک پر صرف ایک بار رکا اس نے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیکھا پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد وہ پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے آگے چل پڑا ہاتھ میں تھامے ہوئے شاپر کو اس نے جسم سے یوں پرے کر رکھا تھا جیسے اس میں کوئی ایسی شے ہو جو اسے ناپسند ہو۔ کیلاش نے ایک درخت سے دوسرے درخت کے درمیانی فاصلے کو پاٹنے کے لیے جونہی لمبا سا ڈگ بھرا اس کا ہاتھ پکڑ کر کسی نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس کے حلق سے ڈری ڈری سی آواز نکل گئی جو کسی نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ جما کر وہیں روک دی۔ آواز اتنی بلند تھی کہ ساتھ آٹھ گز دور سڑک چلتے پردیپ کے قدم رک گئے اس نے تیزی سے پلٹ کر اس طرف دیکھا جہاں سے

www.lustech.com

آواز ابھری تھی چند لمحے اس طرف اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے گھورتا رہا۔

ک۔ کک۔ کون ہے۔ اسکے حلق سے ہکلاتی ہوئی خوفزدہ آواز ابھری جواب میں کیلاش کو باہوں کے گھیرے سے آزاد کرتی ہوئی ساکشی جھک کر چند قدم آگے تیسرے درخت کے نیچے جا رکی۔ کیلاش جس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔ اس کے ساتھ تھا۔ دونوں دم سادھے کھڑے رہے اندھیرے مین پردیپ کو جب نہ کچھ نظر آیا نہ کوئی آواز سنائی دی تو وہ دھیرے دھیرے سے الٹے قدموں چل پڑا پانچ چھ قدم اسی طرح چلنے کے بعد وہ پلٹا اواس نے دوڑ لگادی سڑک پر اس کے قدموں کی ٹھک ٹھک اندھیرے اور سناٹے کا سینہ زخمی کیے دے رہی تھی۔ وہ دو منٹ ہی میں ہی درگا شمشان گھاٹ کے گیٹ پر جا پہنچا۔ااور شاپر کو گیٹ کے باہر بنے چبوترے پر رکھ کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ اس کی دہشت زدہ پھٹی پھٹی نظریں سڑک سے ہٹ گئی تھیں اور شمشان گھاٹ کے اندر کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں شمشان گھاٹ کا چوبی گیٹ پار کرنے کے بعد تقریبا بیس گز دور بائیں ہاتھ پنڈت کی کٹیا تھی جو وہاں مردے جلانے والوں کے انتظار میں سوکھ سوکھ کر سو گیا تھا اس کی کچی پکی دو کمروں کی کٹیا کے دوسرے کمرے میں اس کے دو چیلے سو رہے تھے کٹیا کے دروازے پر زیرہ پاور کا بیمار بلب جل رہا تھا جس کی زرد اور مدھم روشنی شمشان گھاٹ کے ماحول کو اور بھی خوفناک بنا رہی تھی۔ کٹیا کے سامنے اور آگے دور تک شمشان گھاٹ کا کھلا میدان تھا جس کے بیچوں وبیچ ایک بہت بڑا برگد کا درخت کسی بھوت کی طرح کھڑا تھا شمشان گھاٹ کے چاروں اطراف پکی اینٹوں کی قد آدم چار دیواری تھی باہر جانے اور اندر آنے کے لیے کوئی راستہ نہ تھا۔ برگد کا درخت کے پاس مردے جلانے کے لیے ایک ڈیڑھ دو فٹ اونچا کچا چبوترہ تھا جس پر ایک طرف لکڑیوں کا ڈھیر بنا پڑا تھا اس ڈھیر کے ساتھ ہی تیل کے دو کنستر دھرے تھے جو شاید خالی تھے کیونکہ ان کا کھلا منہ زمین چاٹ رہا تھا۔ پردیپ نے چند لمحوں تک گیٹ کے پہلو میں کھڑے ہو کر اپنے حواس درست کیے ادھر ادھر جھانکا اور شاپر اٹھا کر دبے قدموں اندر داخل ہو گیا۔

اندر جانا کیسا رہے گا۔ کیلاش نے سڑک پار درخت کے نیچے کھڑے کھڑے پوچھا۔

بہت برا۔ ساکشی نے اس کا ہاتھ دبایا ایسا کرتے ہیں ذرا پرے دیوار کے اوپر سے اندر کا جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

جیسی دیوی کی اچھیا۔ کیلاش بے بسی سے بولا جتنا خون ہے بدن میں لگتا ہے آج خشک ہو کر رہے گا۔

بکومت۔ ڈرتے ہو کیا۔ ساکشی نے اسے ڈانٹا۔

دیوی جی۔ میں آپ کے خاندان سے نہیں ہوں انسان ہوں وہ اسی لہجے میں بولا۔

کیا مطلب۔ وہ بھنائی۔

مطلب یہ کہ آپ تو بھوتوں اور چڑیلوں پر اس لیے وشواش نہیں رکھتی کہ انہی کے خاندان سے ہیں۔ میں ٹھہرا سیدھا سادا منش میں تو خوف زدہ ہو کر مر بھی سکتا ہوں۔ کیلاش نے بے چارگی سے کہا۔

پورے مسخرے ہو وہ ہنسی دباتے ہوئے بولی۔ چلو آؤ ادھر سے دیکھتے ہیں۔ وہ اسے لیے واپس چل پڑی بیس بائیس گز پیچھے آ کر دونوں نے سڑک پار کی اور شمشان گھاٹ کی چار دیواری سے جا لگے دونوں پنجوں کے بل اوپر ہو کر دیکھا کیلاش تو اندر جھانکنے میں کامیاب ہو گیا ساکشی اپنے قد سے مار کھا گئی۔

ارے۔ کیلاش کی حیرت زدہ سرگوشی ابھری۔

کیا ہے۔ کیا ہو رہا ہے۔ بے تابی سے ساکشی نے کہا مجھے بھی بتاؤ اس نے اچھل کر جھانکنے کی کوشش کی مگر

ناکام رہی۔ وہ گہری نظروں سے اندر کا منظر دیکھ رہا تھا۔

یہ تو زمین کھود رہا ہے۔ وہ بولا اور پیچھے ہٹ گیا۔ آؤ میرے ساتھ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

کہاں۔ وہ اس کے ساتھ تیز تیز چل پڑی۔

ادھر دیوار ٹوٹی ہوئی ہے ہم وہاں سے آسانی سے اندر داخل ہو سکتے ہیں کیلاش نے تھوڑی دور آگے اشارہ کیا ساکشی نے بھی ادھر دیکھ لیا اور خاموشی سے چلتی رہی۔ شمشان گھاٹ کی دیوار ایک جگہ سے بڑے سے سوراخ کی شکل میں اینٹوں سے محروم تھی شاید کسی ضرورت مند وہاں سے اینٹیں نکال لی تھیں وہ دونوں پنجوں کے بل بیٹھ کر اس بڑے سے سوراخ سے اندر داخل ہو گئے اور بائیں طرف سرک گئے۔

یہ جگہ برگد کے درخت کے عین پیچھے مگر اس سے کافی دور تھی پردیپ وہاں سے تقریبا چالیس پچاس گز دور ایک لکڑی کی مدد سے بھربھری زمین کھود رہا تھا وہ زمین پر اکڑوں بیٹھا ہوا تھا اور کم از کم آواز کے ساتھ بڑی احتیاط سے زمین میں گڑھا بنا رہا تھا شاپر اس کے پاس دھرا تھا۔ کھودنے کے دوران وہ بار بار ادھر ادھر دیکھ لیتا تھا کہ اسے یہ کام کرتے ہوئے کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ تقریبا بیس منٹ میں اس نے ہاتھ بھر گہرا گڑھا کھود لیا تب اس نے شاپر کو اس گڑھے میں رکھا اور ایک بار پھر چاروں طرف نظر دوڑائی کیلاش اور ساکشی دم سادھے دیوار سے لگے بیٹھے اس کی ساری کاروائی دیکھ رہے تھے۔ اطمینان کرنے کے بعد پردیپ نے گڑھے میں تیزی سے مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ جو مٹی اس نے گڑھا کھود کر نکالی تھی وہ اس میں خوب جمانے کے بعد اسنے برگد کا رخ کیا برگد کے چبوترے پر جلے ہوئے مردوں اور لکڑیوں کی راکھ بکھری پڑی تھی اس نے مٹھیاں بھر بھر کر دو تین پھیروں میں وہ راکھ گڑھے پر بکھیر دی تاکہ وہ جگہ تازہ کھدی ہوئی نہ لگے پھر اس نے وہ نوکدار لکڑی اٹھائی اور ادھر ادھر دیکھ کر اس نے وہ لکڑی گھما کر دور پھینک دی اور اتفاق کی بات کہ وہ سیدھی ساکشی اور کیلاش کے سامنے آ گری اور وہ کچھ اور سمٹ گئے۔ پردیپ نے پاؤں سے گڑھا دبا کر اچھی طرح برابر کیا اور خاموشی سے دبے پاؤں شمشان گھاٹ کے صدر گیٹ کی طرف چل پڑا اس کی رفتار میں بے حد تیزی تھی جیسے وہ دوڑ رہا ہو گیٹ سے نکل کر اس نے دائیں بائیں دیکھا ایک لمحے کو رکا پھر کوئی فیصلہ کر کے اس نے کرشن کرشن کالونی کی طرف جانے والے راستے پر دوڑ لگا دی۔

کیلاش اور ساکشی سوراخ سے باہر جھانک کر دیکھ رہے تھے پردیپ کے قدموں کی آواز اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر وہ مزید دبک گئے وہ دوڑتا ہوا ان کے قریب سے گزر گیا۔ اس کا سانس پھول رہا تھا اور ہر انداز سے خوف ٹپک رہا تھا وہ جو کام کر کے گیا تھا وہ بڑے بڑے دل والوں کا پتا پانی کرنے کو کافی تھا ان دل والوں میں سے دو تو اب بھی شمشان گھاٹ کے اندر موجود تھے اور اس سے بڑھ کر کام کرنے جا رہے تھے وہ جس راز کو دفن کر گیا تھا ساکشی اور کیلاش نے اسے گڑے مردے کی طرح اکھیڑنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ وہ دونوں خاموشی سے اٹھے کیلاش نے وہ لکڑی اٹھالی جو پردیپ نے خود ہی اس کے قریب پھینک دی تھی اور دبے پاؤں وہ اندازے سے اس جگہ آ رکے جہاں انہوں نے پردیپ کو گڑھا کھودتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس گڑھے میں پردیپ کیا دبا کر گیا تھا یہ بات وہ جاننا چاہتے تھے۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا آئندہ شمارہ ضرور پڑھیے گا۔

www.lunatech.com

موت کی منزل

---پرنس کریم۔پشاور۔قسط نمبر۲---

سشما کچن میں کھانا بناتے ہوئے رو رہی تھی آج پانچواں دن تھا۔کہ وہ یہاں اذیت میں تھی بات بات پر میگھنا اسے بے عزت کرتی اور آج تو حد ہوگئی تھی جلتے ہوئے چولہے کو دیکھ کر اسے یوں لگ رہا تھا جیسے یہ آگ س کے دل پر لگی ہوئی ہے جس میں فی الحال تو وہ خود جل رہی تھی مگر اس کے بعد میگھنا کا اسی آگ میں جلنا لازمی تھا۔ آج چھٹی کر کے وہ گھر نہ گئی تھی بلکہ گھر کے قریبی سٹاپ پر بس سے اتر کر دوسرے راستہ پر چل دی جو نارائن بابا کی جھونپڑی کی طرف جاتا تھا۔اس طرف جنگل بھی تھا لوگ اکثر یہاں آ کر نارائن بابا سے تعویذ گنڈوں کے سلسلے میں ملتے تھے یہ ایک مہا جادوگر تھا سشما بھی انتقام کی آگ میں جلتی ہوئی اور چلتی ہوئی نارائن بابا کے پاس آ گئی جس کی کالی شکل پر سفید داڑھی اور سفید ہی لمبے لمبے بال گلے میں موٹی موٹی مالائیں اور لال سرخ آنکھیں انہیں کافی خوفناک بنا رہی تھیں سشما نے رو رو کر انہیں سب کچھ کہہ سنایا۔تو اب کیا چاہتی ہو بچہ۔کیا تعویذ کرانا ہے نہیں بابا جی آپ کی شاگردی میں آنا ہے میرا مطلب ہے کہ کالا جادو سیکھنا ہے۔سشما نے معنی خیز انداز میں کہا انتقام کی آگ اس کی آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔ایک سنسنی خیز اور دلچسپ کہانی۔

جس دن یوراج کھنا کی شادی تھی سشما اس دن بہت روئی تھی اور شمیتا بھی اب سشما رو رہی تھی انجلی کے سامنے زار و قطار۔اوہ۔۔ایسا بھی ہونا تھا۔انجلی افسوس سے کہہ رہی تھی

ہاں انجلی ایسا ہی ہونا تھا میرے ساتھ۔

اچھا رونا بند کرو تم اتنی کمزور تو نہیں تھی انجلی نے دلاسہ دیا۔

میں اب کمزور ہوگئی ہوں انجلی۔میں نے ان خوابوں کو آنکھوں میں سجا لیا تھا جن کی تعبیر مشکل ہی نہیں ناممکن بھی تھی مگر اس میں صرف میرا ہی دوش نہیں تھا نئے اور دیدی نے بھی مجھے بہکانے کی کوشش کی تھی میں نے تو لاکھ خود کو روکا تھا مگر تم دونوں کے اکسانے کی وجہ سے میں غلط فہمی کا شکار ہوگئی اور یوراج کھنا کو اپنا دل دے بیٹھی میرے خواب ابھی نئے تھے اور چند لمحوں میں ہی چکنا چور ہوگئے۔اس نے روتے ہوئے کہا۔اس کی باتوں سے انجلی بھی ندامت کا شکار ہوگئی۔

دیکھو سشما یوراج کھنا کے انداز دیکھ کر نہ صرف تم بلکہ میں بھی شمیتا بھی خوش فہمی کا شکار ہوگئیں تھیں ہمیں کی پتہ تھا کہ یوراج کھنا۔اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

یہ تو اندازے تم اب کیوں لگا رہی ہو اس وقت تمہارا دماغ کہاں چلا گیا تھا سشما کو انجلی پر غصہ تھا انجلی مزید شرمندہ ہوگئی تھی۔

اس وقت حالات کچھ اور اشارہ دے رہے تھے اب حالات کچھ اور اشارہ دے رہے ہیں۔ہمیں



www.lunatech.com

نہیں پتہ تھا کہ یوراج کھنا کی مثال ہاتھی کے دانت جیسی ہوگی کھانے کے کچھ اور دکھانے کے کچھ اور سشما کی حالت دیکھ کر اس کو ایک بار پھر صفائی دینا پڑی۔

لیکن انجلی اب کیا ہوگا میں اب کیا کروں مجھے تو ان حالت نے عمر بھر کا روگ لگا دیا ہے میں چاہ کر بھی خود پر قابو نہیں رکھ پا رہی ہوں ہر وقت پاگلوں کی طرح کچھ ڈھونڈتی رہتی ہوں جیسے میرا کچھ کھو گیا ہو اور واقعی کچھ کھو ہی گیا ہے میرا اس کے آنسو پھر سے بہنے لگے۔

تو وہ تمہارا تھا ہی کب جو تم کھونے اور پانے کی باتیں کر رہی ہو۔

واہ انجلی۔ تمہارے خیالات بھی کتنے بدل گئے ہیں یوراج کھنا کی طرح اس نے آنکھیں نکال کر کہا

تو اس نے تم سے کون سے وعدے کر لیے تھے یا قسمیں کھائی تھیں پار کی جو وہ بدل گیا ہے پتہ نہیں تم کیسی باتیں کر رہی ہو دیکھو سشما حقیقت پسند بن کر رہو اس نے تمہارے ساتھ کوئی سگائی نہیں کی تھی خود مختار بندہ ہے کچھ بھی کر سکتا ہے تمہیں خود کو ہلکان کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے انجلی نے سمجھایا۔

مگر پھر بھی اسے اپنے دل کا مہاراج بنا لیا مگر اب تو سب کچھ ختم ہو گیا ہے سب بدل گئے ہیں دیدی بدل گئی تم بدل گئی اور یوراج کھنا بھی۔ کاش میں یہاں نہ آتی تمہارے پاس وہ سسک ہی پڑی اور پھر اس نے روتے ہوئے کہا۔ اور وہ اٹھ کر چل دی۔

میری بات تو سنو۔ انجلی نے اسے روکن اچاہا مگر وہ نہ رکی اور چلی گئی انجلی کو دکھی کر کے۔

دیکھیں آپ جو کوئی بھی ہیں آج آپ کو میرے ایک سوال کا جواب دینا پڑے گا۔ شتیش نے اپنے سامنے کھانے کی ٹرے رکھتے ہوئے لڑکی سے پوچھا۔

میں جو کوئی بھی نہیں میرا نام شمع ہے آپ پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ شمع نے نرم لہجے میں کہا۔

یہ تو ٹھیک ہے کہ میں آپ کے گھر چوری کرنے آیا تھا مگر میں نے آپ کے گھر سے کچھ نہیں چرایا آپ نے مجھے پولیس کے حوالے بھی نہیں کیا ابھی تک تو میں کیا یہ پوچھ سکتا ہوں کہ مجھے یہاں رکھنے کا کیا جواز ہے۔ برائے مہربانی مجھے یہاں سے جانے دیجیے۔ میرا یہاں دم گھٹتا ہے اگر آپ پولیس کے حوالے کرنا چاہتی ہیں تو کر دیں مگر مجھے یہاں سے رہائی چاہیے۔ شتیش نے دل کا حال شمع سے کہہ دیا۔

ویسے مہذب قسم کے چور ہو میرا مطلب ہے زبان بڑی اچھی استعمال کرتے ہو اور تم یہاں سے اتنی جلدی بے زار ہو گئے ابھی اتنے دن تو نہیں گزارے تم نے یہاں رہی بات چوری کی تو وہ تو تم کر چکے ہو شمع معنی خیز انداز میں آپ سے تم پر اتر آئی۔ تو شتیش اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ بھئی اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے چوری کا مال تو اب بھی آپ کے پاس ہے اس نے ایک بار پھر معنی خیز انداز میں کہا۔ اور شتیش کی حیرت میں مزید اضافہ کر دیا۔

جی۔۔ لیکن۔ آپ تو خود لے کر آئی ہیں۔ مجھے یہاں تک میں نے تو کوئی بھی چیز چوری نہیں کی۔۔ وہ ہلکاتے ہوئے بولا۔

آپ نے میرا دل چوری کر لیا ہے۔ شمع نے کہا اور گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ تو وہ ہونقوں کی طرح شمع کا منہ دیکھنے لگا۔ ہاں آپ نے میرا دل چوری کیا ہے اور اب اس چوری کی سزا میں آپ کو

عمر بھر یہیں پر گزار کر بھگتنا ہوگی اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی۔ اور شرماتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔ دروازہ باہر سے لاک کر کے۔ شتیش اب بھی حیران و پریشان تھا یہ آدم خور بد روح اب میرے ساتھ کون سا ڈرامہ کھیل رہی ہے یہ دونوں آخر کار مجھے مار کیوں نہیں دیتے اب اس پریم کا ناٹک کرنے کی کیا ضرورت ہے اس نے پریشانی کے عالم میں سوچا پھر ٹرے سے کپڑا ہٹایا اور آج بھی بھنا ہوا گوشت تھا اور ساتھ میں لال شربت بھی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بھنا ہوا گوشت کھانے پر مجبور تھا۔

شمع دن کے وقت کبھی بھی نہیں آئی تھی۔ اکثر وہ رات کو آتی تھی وہ بھی بارہ یا ایک بجے وہ اسے ہر روز بھنا ہوا گوشت اور لال شربت پلا رہی تھی کبھی کبھی تو شتیش کو کسی لڑکی کے چیخنے کی آوازیں بھی سنائی دیتی تھیں تو خوف سے اس کا برا حال ہو جاتا تھا۔ جس رات سے شمع نے اظہار محبت کیا تھا اس رات کے بعد وہ شتیش کو کھانا کھلانے کے بعد اس کے ساتھ باتوں میں لگ جاتی تھی وہ کہتی جاتی تھی اور شتیش بدھو بنا ہوا سنتا رہتا تھا۔ اس نے ابھی تک اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا بس ادھر ادھر کی باتیں کر لیتی تھی۔ اس کے حسین چہرے پر شتیش کو کبھی بھی پریم نہیں آیا تھا بلکہ جب تک وہ اس کے ساتھ کمرے میں ہوتی وہ خوف میں مبتلا رہتا۔ شتیش کو شمع اور اس کے دادا کے بارے میں جتنے بھی شواہد مل رہے تھے اس سے ثابت ہو رہا تھا کہ دونوں انسان نہیں ہیں کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہیں کبھی کبھی تو اس کا دل کرتا کہ شمع کا گلا گھونٹ دے مگر پھر ڈر لگتا کہ اس کے ہاتھ اگر شمع کے گلے سے آر پار ہو گئے تو پھر تو وہ روح شمع اسے بھی زندہ نہیں چھوڑے گی۔

آج بھی رات بارہ بجے وہ ٹرے میں گوشت اور لال شربت لے کر آئی تھی۔ یقیناً اسنے گوشت میں انسانی گوشت بھی ملایا ہوگا اور شربت میں انسانی خون ملایا ہوگا۔ آخر یہ چاہتی کیا ہے میرا شکار کرے گی یا مجھے اپنی طرح انسان سے درندہ بنائے گی۔ کیونکہ شتیش نے بچپن میں بہت سی خوفناک کہانیاں پڑھی تھیں جس میں اکثر آدم خور لڑکیاں اپنے عاشق کو اپنی طرح ڈریکولا بنانے کے لیے انسانی گوشت کھلاتی اور انسانی خون پلاتی تھیں۔ یا پھر اپنے شکار کو موٹا تگڑا کرنے کے لیے بھی کچھ ایسا ہی اہتمام ہوتا تھا۔ اب شتیش یہاں حیران تھا کہ اس کے حصے میں کون سا آپشن صحیح آ رہا تھا۔ پہلا یا دوسرا۔

تم ہر رات صرف گوشت اور لال شربت ہی کیوں لاتی ہو کچھ اور کیوں نہیں لاتی ہو اور وہ بھی صرف رات کے وقت ہی کیوں آتی ہو دن مین کیوں نہیں آتی ہو۔ ذہن میں ابھرنے والے سوالات اس کے منہ پر تھے اور شمع سے بلا جھجک ہی پوچھ ڈالا تھا کہ اب وہ اس کے ساتھ تھوڑا بہت بے تکلف ہو گیا تھا اسے اپنا نام بھی بتا دیا تھا اس کے سوالات پر شمع نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

ٹھیک ہے اب میں آپ کو ہر رات مختلف ڈش کھلایا کروں گی اور رہی بات آپ کے دوسرے سوال کی تو میں تم کو اپنے بارے میں سب کچھ تفصیل سے بتا دوں گی مگر فلحال نہیں۔ اس نے مسکرا کر جواب دیا شمع کا جواب شتیش کو کافی برا لگا ظاہر ہے فلحال جواب کیونکر ملے گا مجھے اب وقت سے پہلے تو آپ اپنا بھانڈہ پھوڑنے سے رہی اور ایسے سوالات کے جوابات تو مارنے کے وقت ہی ملتے ہیں وہ سوچ میں پڑ گیا تھا پھر شمع اس سے ادھر ادھر کی باتوں میں لگ گئی تھی۔

اچھا تم میرے بارے میں ضرور ہی جاننا چاہتے ہو تو مین تمہیں اپنے بارے میں تھوڑا سا بتا دیتی ہوں شمع کو احساس ہوا تو خود سے ہی کہہ دیا تمہیں پتہ ہے میرے پیدا ہوتے ہی میرا ماتا چل بسی تھی

www.fun2tech.com

اور جب میں آٹھ برس کی ہوئی تو پتہ جی چل بسے وہ ایک کار ایکسیڈنٹ میں مر گئے تھے پھر مجھے دادا جی نے پالا تھا اس نے کہا اور خاموش ہو گئی۔ کوئی نئی کہانی سنا دیتی یہ تو اتنی پھیکی پرانی کہانی ہے میرے گوش گزار کر دی اس نے دل ہی دل میں بے زاری سے کہا غصے کو بڑی مشکل سے ضبط کیے ہوئے تھا۔

میں نے دادا جان سے بہت ہی پریم کیا اور دادا جی بھی مجھ پر جان چھڑکتے تھے مرنے کے بعد بھی اس نے حیرت سے سوچا۔ دادا جی کے بعد اگر میں نے کسی سے پریم کیا ہے تو وہ تم ہو ستیش صرف تم۔ اس رات جب میں نے تمہیں دیکھا تو تم کمرے میں گر گئے تھے اور اس وقت تمہارے چہرے پر سے نقاب سرک گیا تھا میں نے کمرے کی لائٹ روشن کی اور تمہیں دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی تمہیں پہلی ہی نظر میں پریم کر بیٹھی پتہ نہیں کیوں تم مجھے اپنے سے لگے پتہ نہیں کیوں مجھے یوں لگا جیسے جس کے میں خواب دیکھتی آئی ہوں وہ تم ہی ہو تم ہی میرے دل کے راج کمار ہو۔ اب تو لگتا ہے میں تمہارے بغیر رہ نہیں پاؤں گی ستیش وہ جذباتی ہو کی رہ گئی تھی۔ اف کتنے ڈائیلاگ مار رہی ہے مرنے سے پہلے فلمیں بہت دیکھتی ہو کی اور حیرت ہے مرنے کے بعد بھی ڈائیلاگ رٹے ہوئے ہیں اس نے کوفت سے سوچا۔

مجھے اس بات کا پتہ ہے کہ تم کو مجھ سے پریم نہیں ہے مگر مجھے یوں لگتا ہے جیسے بہت جلدی تمہیں بھی مجھ سے پریم ہو جائے گا شمع نے امید نظروں سے دیکھا ہونہہ۔ میں کوئی پاگل ہوں کیا جو ایک بدروح سے پریم کروں گا اور ویسے بھی تم سے پریم کرنے کے لیے مجھے مرنا ہوگا اور میں فلحال مرنا نہیں چاہتا ہوں کسی خوش فہمی میں مت رہنا محترمہ تم جب بھی مجھے مارنے لگو گی مجھے بھی یقین ہے میں بھی کسی نہ کسی طرح یہاں سے بھاگ نکلوں گا اس نے دل ہی دل میں شمع کو خوب سنا ڈالیں۔

کیا ہوا تم چپ کیوں ہو۔ کچھ تو تم بھی کہا کرو سب کچھ میں ہی کہتی رہتی ہوں۔

دراصل مجھے نیند آ رہی ہے اور میں اس لیے خاموش ہوں ستیش نے بہانہ گھڑا۔

ٹھیک ہے میں چلتی ہوں مگر جانے سے پہلے تمہیں کیا بات کہنا ضروری سمجھوں گی کہ پورن ماشی کی رات میں تمہیں ایک زبردست سا سرپرائز دوں گی۔ لیکن شاید وہ تمہارے لیے سرپرائز نہ ہو مگر میرے لیے اور دادا جی کے لیے پورن ماشی کی رات بڑی خوشی کی رات ہوتی ہے اور اس بار تو ہماری خوشی دوبالا ہو گی تمہاری وجہ سے اس نے معنی خیز انداز میں کہا مگر ستیش کے تو پاؤں تلے سے زمین سرک گئی۔ وہ کافی خوفزدہ ہو گیا۔ شمع تو خوشی خوشی سے چلی گئی مگر ستیش کے ہاتھ تو جیسے سرا لگ گیا ہو۔

یعنی پورن ماشی کی رات میری آخری رات ہوگی۔ اور پھر اس کے بعد میری زندگی کا انت ہو جائے گا۔ یعنی دی اینڈ اس نے موت کے خوف سے جھرجھری لی بلاشبہ وہ ایک بہادر نوجوان تھا مگر روحوں سے اس کا پالا کبھی نہ پڑا تھا اس لیے یہاں قید ہو کر اس کی بہادری باہر ہو گئی تھی اسے اپنے اوپر وشواس تھا مگر اب وہ جیسے ختم ہو رہا تھا مگر وہ پھر بھی دل ہی دل میں اپنے آپ کو ڈھارس دینے لگا مگر خوف کا پیدا ہونا بھی ایک فطری عمل تھا۔ پورن ماشی کو ابھی گیارہ دن باقی تھے۔

اس دن تم ناراض ہو کر آ گئی تھی ہمارے گھر سے اس لیے آج میں خود تمہیں منانے چلی آئی پلیز شمع کر دو مجھے انجلی نے بیڈ پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں بیٹھی سشما سے کہا جس کی آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے بنے ہوئے تھے رنگت بھی پیلی پڑ رہی تھی اس کی۔

میں کسی سے خفا نہیں ہوں سشما نے اسے اپنی ویران آنکھوں سے دیکھ کر کہا۔ اس کی ویران آنکھیں صاف بتا رہی تھیں کہ اس کا دل بھی کتنا ویران ہو گیا ہے۔

یہ کیا تم نے پاگلوں کی سی حالت بنا رکھی ہے یوراج کھنا تو مزے کر رہا ہوگا اسے کیا پتہ کہ تمہارے یکطرفہ پریم کا اور تم ہو کر ہو خود کو ختم کر رہی ہو اس کے لیے انجلی سے اس کی حالت دیکھی نہ جا رہی تھیں اس کا دل کٹ رہا تھا سشما کو دیوانوں کی سی حالت میں دیکھ کر۔

انجلی تمہیں پتہ ہے کھنا میرا دل کا مہاراج ہے وہ میرے دل پر حکومت کرتا ہے اور میں اپنے دل کے مہاراج کو کسی اور کا ہونے نہیں دوں گی وہ صرف میرا ہے اور میرا ہی رہے گا وہ کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔ وہ جنونی کیفیت میں کہہ رہی تھی اور انجلی گھبرا سی گئی۔

وہ شیئر ہو چکا ہے سشما۔ وہ کسی اور کا ہو چکا ہے اس حقیقت کو تسلیم کرو پلیز ہوش میں آؤ کیا پاگلوں کی طرح بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔

میرا دل یہ حقیقت کبھی نہیں مان سکتا۔ اور دل پر کسی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے یہ تو نادان ہے یہ تو کسی بچے کی طرح بس ایک ہی ضد کیے جا رہا ہے پتہ ہے کیا کہتا ہے یہ۔۔۔ یہ کہتا ہے یوراج کھنا کو بلاؤ۔ یوراج کھنا کو بلاؤ۔ مجھے یوراج کھنا کا صرف ایک بار دیدار کراؤ۔ اور۔۔

اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ انجلی مزید گھبرا گئی۔ اسے اپنا آپ اس معصوم لڑکی کا مجرم لگ رہا تھا اسے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ خود سشما کا ہاتھ پکڑ کر اسے پریم کی راہوں پر لے آئی ہے اور اب اس کا تماشہ دیکھ رہی ہے۔

بس کرو سشما میری جان۔ میری پیاری سہیلی اس نے سشما کو بانہوں کے گھیرے میں لے کر کہا وہ خود بھی رو دی جو ہونا تھا وہ تو ویسے بھی ہو گیا ہے اب تمہیں آگے کا سوچنا چاہیے اسے تمہاری زندگی میں نہ آنا تھا اس لیے نہ آیا اب تم بھی اسے بھول جاؤ اور اسے بھول کر۔۔۔

اسے بھولنا اتنا آسان کام نہیں ہے میرے لیے۔ سشما نے اس کی بات کاٹ کر خود کو اس کی گھیرے سے آزاد کر کے کہا۔ اور یہ کیا تم مجھے بچوں کی طرح بہلا رہی ہو تم کیا سمجھتی ہو کہ تم مجھے بہلاؤ گی اور میں بہل جاؤں گی اس نے روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

تو کیا کرو گی اب تم۔۔۔ انجلی کا لہجہ بھی تیز ہو گیا۔

کچھ نہ کچھ تو ضرور کروں گی اب دیکھ لینا تم۔ اس نے اپنی لال سرخ آنکھیں انجلی پر گاڑھ کر کہا۔ اس کی سرخ آنکھوں میں ایک معنی خیز عیاں تھی ایک خوفناک معنی خیزی جسے دیکھ کر انجلی خوفزدہ رہ گئی۔

کئی دنوں سے انجلی اور سشما میں کوئی ملاقات نہ ہوئی اور نہ ہی سشما اور شمتیا میں زیادہ بات ہوئی اور نہ ہی سشما کی حالت میں کوئی بہتری آئی دونوں بہنیں اب بھی اجنبیوں کی طرح رہ رہی تھیں ایک ہی گھر میں ایک ہی چھت تلے اور اس کی وجہ صرف ایک شخص تھا اور انجانے میں دو بہنوں کی زندگیاں بدل گیا تھا کیا ایک شخص کی شخصیت اس قدر بھی بھاری ہو سکتی تھی کہ دو بہنوں کی محبت کو سرد مہری میں بدل ڈالا۔ فقط سرد مہری میں۔۔

---

www.lunatech.com

کھانا تیار ہے ماتا جی لے آؤں آپ کے لیے سشما نے ماتا جی سے پوچھا جو آنکھیں موندیں اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھیں۔ سشما کو پتہ تھا کہ یہ سوئی ہوئی نہیں ہیں بلکہ وشرام کر رہی ہیں۔ انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔

ہاں بیٹا لے آؤ۔ پھر انہیں کچھ یاد آیا۔ نہیں بیٹا پہلے یوں کرو کہ شمیتا کو تو بلا لاؤ کام سے آتے ہی وہ اپنی سہیلی امرتا کے گھر چلی گئی ہے ابھی تک نہیں آئی ہے سب مل کر کھانا کھائیں گے۔

انہوں نے اپنی کمزور آواز میں کمزوری سے کہا حالانکہ اسکا کھانا پرہیزی تھا مگر وہ بیٹیوں کے ساتھ مل کر بیٹھ کر کھانا پسند کرتی تھیں۔

اچھا ماتا جی۔ میں ابھی بلا کر لاتی ہوں اس نے کہا اور تیزی سے اپنے گھر سے نکل کر محلے میں آ گئی تین گھر چھوڑ کر ہی امرتا کا گھر تھا۔ وہ اندر چلی گئی شمیتا اور رشنا کی گپ شپ نہ جانے کب سے شارٹ تھی دونوں صوفے پر براجمان تھیں۔

ظاہر ہے تم یوراج کھنا کی پرسنل سیکریٹری ہو اب یہ کام وہ تمہیں نہیں سونپے گا تو اور کسے سونپے گا۔ ویسے میرے خیال میں بہت جلد وہ تمہیں اپنے گھر کے سارے حالات بتانا شروع کر دے گا۔ امرتا نے کہا اور ہنس دی۔ یوراج کھنا کا ذکر سن کر سشما کمرے میں نہ گئی بلکہ باہر کھڑی کی کھڑی رہی گئی اس کے دل کی دھڑکنیں بغیر اجازت لیے کئی گنا بڑھ گئیں۔

نہیں اصل میں بات یہ ہے کہ یوراج کھنا کو معلوم ہے کہ ہمارا محلہ متوسط طبقہ ہے یہاں سے ان کے لیے اور ان کی پتنی کی سیوا کے لیے بآسانی ملازمہ مل سکتی ہے جو ان دونوں کے کام کر لیا کرے گی کیونکہ ان کی ملازمہ کو کام سے نکال دیا گیا ہے۔

تو کیا باقی کے نوکر چاکر بھی نہیں ہیں۔

نوکروں کی تو انکے گھر میں ریل پیل ہے اور سب کے اپنے اپنے کام ہیں اور جو نوکرانی یوراج کھنا کے کام کرتی تھی میگھنا نے اسے کام سے نکال دیا ہے کیونکہ وہ جاہل تھی انہیں نوکرانی بھی تعلیم یافتہ اور متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی چاہیے۔ جو یوراج کھنا اور اس کی پتنی کی سیوا کرے شمیتا نے کہا تو امرتا گویا ہوئی۔

واہ کیسے کیسے چونچلے ہوتے ہیں امیر لوگوں کے بھی ویسے تمہارا کیا خیال ہے ہمارے محلے سے ملازمہ بن کر کون جائے گی یوراج پیلس اور وہ ملازمہ۔۔ اس سے آگے سشما کچھ نہ سن سکی کیونکہ وہ تو کسی خوشگوار سی سوچ میں گم تھی سوچ ہی سوچ میں وہ خود کو یوراج کھنا کے پیلس میں کام کرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ اور ان کا انتظار کرتے ہوئے بھی۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد شمیتا جلدی سے سونے چلی جاتی اور گھر کے کام نمٹا کر جب سشما بیڈ پر جاتی شمیتا کو سوتا ہوا پاتی مگر آج سشما کافی خوش تھی اس لیے شمیتا کے پیچھے ہی چلی آئی تھی دل کی بات کہنے کے لیے۔ اس کے تو بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ کھانے کی میز پر ہی دل کی بات کہہ ڈالے مگر ہمت نہیں ہو پا رہی تھی ماتا جی کے سامنے اب ہمت کر کے دل کی بات زبان پر لانے لگی۔

دیدی۔۔ وہ آپ امرتا سے بات کر رہی تھی کہ یوراج کھنا کو ایک عدد ملازمہ کی ضرورت ہے

تو میں۔۔ مجھے نیند آ رہی ہے سشما تم کوئی بھی بات کہنا چاہتی ہو پھر کہہ لینا مجھے جلدی سونا ہے تاکہ صبح جلدی آفس جا سکوں او کے گڈ نائٹ۔

اس نے کہا اور پہلو بدل دیا سشما کی دل کی بات دل میں ہی رہ گئی۔ اسے بالکل امید نہ تھی شمیتا اتنی سہولت سے ٹال دے گی شمیتا بھی سشما کا ارادہ پہلے سے بھانپ چکی تھی وہ تو اس وقت سب کچھ سمجھ گئی تھی جب سشما امرتا کے گھر میں اس کے سامنے آئی تھی اور بڑی معصومیت سے کہا تھا۔

آپ دونوں نے جتنی بھی باتیں کی میں نے سب سن لیں جملہ معصومیت بھرا تھا مگر انداز معنی خیز تھے جس کی سمجھ شمیتا تو کیا امرتا کو بھی آ رہی تھی۔

آج جب وہ آفس جانے لگی تو سشما نے اپنے دل کی بات اس سے کہہ دی جسے سن کر وہ حیران سی رہ گئی۔ اور پھر اسے غصہ سا آ گیا۔۔۔ کیوں۔۔ کیا ضرورت پیش آ گئی ہے تمہیں۔ کونسی کمی ہو رہی ہے تمہیں اس گھر میں کہ تم اب لوگوں کے گھروں میں برتن مانجھنا شروع کر دو گی۔ غصہ کو ضبط کر کے شمیتا نے ضبط سے کہا۔۔۔ دیکھیں دیدی میں نے آپ سے مشورہ مانگا ہے نہ اجازت فقط آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ یوراج کھنا سے میری بات کر دیں۔ سشما نے سپاٹ لہجے میں کہا تو شمیتا کا غصہ مزید ہائی ہو گیا۔ تم اگر کوئی نوکری کرنا چاہتی ہو تو پھر کوئی ڈھنگ کی نوکری کرو کسی کے گھر میں ملازمہ بن کر جانے سے کتنی سبکی ہو گی ہماری۔ پتہ نہیں تمہاری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کہاں غائب ہو گئی ہے۔

میری اتنی تعلیم نہیں ہے کہ مین ڈھنگ کی نوکری کر سکوں اور ویسے بھی میں جو کام کرنے جا رہی ہوں اس مین بھی کوئی برائی نہیں ہے۔

مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ جب میں کام کر رہی ہوں تو تم نے نوکری کرنے کا سوچا بھی کیسے۔ شمیتا نے جھلا کر کہا۔ اس کی بات سن کر وہ بھی بھڑک سی گئی۔

مجھے سمجھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی میں آپ پر بوجھ بننا نہیں چاہتی ہوں اور نہ ہی دن بدن آپ کے احسانوں تلے دبنا چاہتی ہوں میرا فیصلہ اٹل ہے آپ بس اتنی مہربانی کریں کہ یوراج کھنا سے بات کر لیں مجھے ان کی سیوا کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو گی۔ وہ بھلا ہاتھ آیا موقع کیسے جانے دے سکتی تھی اس کے ہاتھ نے تو امید کی ایک کرن تھامی تھی۔

یہ کیسی باتیں کر رہی ہو پاگل ہو گئی ہو کیا۔ تم نے مجھے پل بھر میں پرایا کر دیا۔ اتنی بے اعتنائی۔ شمیتا کو دکھ پہنچا تھا۔

بے اعتنائی کی شروعات آپ کی طرف سے ہوئی ہے میری طرف سے نہیں آپ صرف اتنا بتائیں کہ آپ ان سے بات کریں گی کہ نہیں۔ وہ اب بھی اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی تھی

تمہارا دماغ چل گیا ہے سشما۔ تم نے تو مجھے زچ کر کے رکھ دیا ہے بس میں تم سے اب اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتی شمیتا نے منہ پھیر لیا۔

تو ٹھیک ہے میں خود ہی بات کر لوں گی۔ سشما نے اسی طرح بے حس بنے ہوئے کہا تو شمیتا نے مارے غصے کے گھور کر اسے دیکھا۔ تو شوق سے کرو مگر میرا دماغ مت کھاؤ وہ غصے سے پیر پٹختی ہوئی کمرے سے باہر جانے والے دروازے کی طرف بڑھ گئی کہ اسے آفس سے دیر ہو رہی تھی۔

www.lutech.com

سشما بے حد خوش تھی انجلی اس سے ملنے آئی تھی تو اسے خوش اور نکھرا نکھرا ہوا دیکھ کر حیران سی رہ گئی۔

ارے واہ تم تو آج بہت خوش ہو میں تو سوچ رہی تھی کہ اب تک مر چکی ہوگی یوراج کھنا کے غم میں سشما کے گلے لگ کر اس نے کہا۔

کیا کہا۔ یہ سشما نے اسے دھکا دیتے ہوئے کہا۔ تم جیسی لڑکی سہیلی کہلانے لائق تو ہرگز نہیں ہوتی ان نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

اچھا یہ اداکاریاں بند کر اور بتا اتنی خوش کیوں انجلی نے خوشی کی وجہ پوچھی تو سشما نے خوشی خوشی سب کچھ بتا دیا جیسے جان کر انجلی کو خوشی نہ ہوئی۔ یہ کیا بات ہوئی سشما تم نے سوچا بھی ہے تم کیا کرنے جا رہی ہو تمہاری جو تھوڑی بہت عزت ہے ناں یوراج کھنا کے دل میں تم وہ بھی ختم کر دو گی۔ کتنی عجیب بات ہے تم اس کے گھر میں نوکرانی بن کر کام کرنے جا رہی ہو اور کتنا خوش ہو۔

خوشی کی تو بات ہے یوراج کھنا ہر وقت میرے سامنے ہوگا۔

ہوگا تو تمہارے سامنے ہی مگر وہ اکیلا تو نہ ہوگا اس کی پتنی بھی ساتھ ہوگی جس کی سیوا کرنے کے لیے تمہیں اب وہاں جانا ہوگا۔ کیا تمہیں اس کی پتنی کو س کے ساتھ دیکھ کر جلن نہیں ہوگی۔ دیکھ سکو گی اسے۔ نہیں۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔ سشما نہیں تم حسد کا شکار ہو جاؤ گی۔ انجلی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیسے سمجھائے اس پاگل لڑکی کو۔ وہ اس سے ہر طرح کی باتیں کرتی جا رہی تھی۔

تمہیں زیادہ چنتا کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں سب باتیں پہلے سوچ چکی ہوں کہ مجھے وہاں جا کر کس وقت کیا کرنا ہوگا۔ سشما اب بھی مطمئن تھی۔

ہیں۔۔۔ کیا کرنا ہوگا تمہیں۔ ان لوگوں کی خدمتیں ہی کرنی پڑیں گی۔ ورنہ اور کیا چاہتی ہو تم۔ انجلی نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔ وہ اچنبے کا شکار ہو گئی تھی۔

بہت کچھ چاہتی ہوں میں۔

ہونہہ۔۔۔ اگر تم یہ سوچتی ہو گی کہ ان کی خدمتیں کر کے تم یوراج کھنا کا دل جیت جاؤ گی تو یہ تمہاری بھول ہے

کچھ نہ کچھ تو ہو ہی جائے گا۔ وہ اب بھی دل کا راز بتانا نہیں چاہتی تھی شاید ابھی وہ خود سے بھی چھپانا چاہتی تھی کہ اس کے دل میں کیا ہے۔

مجھے نہیں پتہ سشما کہ تمہارے دل میں کیا ہے مگر ایک بات کی میں تمہیں یاد دھانی کرا دوں کہ وہ کسی اور کا ہو چکا ہے اور پریم بھی اسی سے کرتا ہے تمہارا پریم یکطرفہ ہے اسے تو تمہارے دل کے حال کی خبر تک نہیں تم اسے کبھی حاصل نہ کر سکو گی۔ انجلی نے اسے آئینہ دیکھایا بہت گہری بات کی تھی انجلی نے جو سشما نے صرف سرسری لی۔ میں اسے حاصل کرنا بھی نہیں چاہتی انجلی اور ایک بات تم بھی یاد رکھو زندگی میں فقط لفظ حاصل ہی تو نہیں رہ گیا ایک لفظ اور بھی ہے جسے چھیننا کہتے ہیں۔ مگر تم تو مجھے ہر وقت روکتی ہی رہنا۔

ظاہر ہے اب میں تمہیں آل ذی بیسٹ یا بیسٹ آف لک تو کہنے سے رہی انجلی نے تنگ کر کہا۔

سشما نے سارا دن بے چینی میں گزار دیا سارا دن وہ گھر کے کاموں کے دوران سوچتی رہی تھی مگر اپنے موقف سے اب بھی ہٹنے کو تیار نہ تھی دوسرے دن واقعی وہ یوراج کھنا کے آفس میں موجود تھی شمیتا اس وقت اپنی سیٹ پر موجود نہ تھی وہ سائیڈ والے کولیگ کے ساتھ کام کے سلسلے میں باتوں میں مگن تھی اور سشما اس سے آنکھ بچا کر بوس کے آفس میں آئی تھی اجازت لے کر۔

کیسی ہیں آپ۔ آپ بیٹھیے ناں۔ کھڑی کیوں ہیں انہوں نے گرم جوشی سے کہا تو وہ ان کے سامنے ہی چیئر پر بیٹھ گئی۔ دل کی دھڑکنیں کب سے بے ترتیب تھیں اور ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے کافی گھبراہٹ کا شکار ہو گئی تھی وہ یوراج کھنا کے سامنے مبادہ یوراج کھنا اس کی آنکھوں سے اس کے دل کا حال نہ جان لے بڑی مشکل سے خود پر قابو کر رکھا تھا اس نے۔

کیا ہوا آپ گھبرائی ہوئی سی لگ رہی ہیں۔ آپ کی ماتا جی تو ٹھیک ہیں ناں۔ سشما کا دل چاہا کہ کہہ دے ماتا جی تو ٹھیک ہیں مگر میں ٹھیک نہیں ہوں مگر کہہ نہ سکی بس انہیں زخمی نظروں سے دیکھتی رہ گئی۔ کیسے عجیب انسان ہیں آپ کہ جانے انجانے میں کتنے دلوں کو توڑ ڈالا آپ نے اس نے مزید سوچا۔ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا سشما کو سوچ میں گم دیکھ کر یوراج کھنا نے پوچھ کر جیسے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔ نن۔۔ نہیں۔۔ میں جواب دینا چاہ رہی تھی مگر الفاظ نہیں مل رہے۔ اسے واقعی میں کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یوراج کھنا کے سامنے بات کیسے شروع کرے اس کے ذہن کا ساتھ ہی چھوڑ دیا تھا اس وقت وہ غائب دماغی کی حالت میں بیٹھی ہوئی تھی ان کے سامنے جو اس کا محبوب تھا۔

میں نے کوئی اتنا مشکل سوال بھی نہیں پوچھا۔ دیکھیں مجھے اپنے میں اعتماد کی کمی محسوس ہو رہی ہے کافی گھبرائی ہوئی بھی لگ رہی ہیں۔ آپ وضاحت سے بات کریں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یوراج کھنا نے اس کو گہرائی نظروں سے دیکھا۔ اعتماد تو میرا آپ نے ہی چھین لیا ہے یوراج کھنا صاحب۔ کیسے بات کروں کاش دیدی کہہ دیتی اس سے کہا بھی تھا بات کرنے کو مگر اس نے میری نہیں مانی ایسی بہن۔

آپ یہاں پر مجھ سے کچھ کہنے آئی ہیں یا مسلسل سوچنے کے لیے یوراج کھنا نے اسے پھر سوچ میں گم دیکھ کر اس کی سوچ کا تانا بانا توڑا تو وہ کچھ خجل سی ہو گئی۔

سوری۔۔ اس نے شرمندگی سے کہا۔

اب آپ بلا جھجک دکھہ دیں کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔ انہوں نے نرمی سے پوچھا تو سشما میں بھی ہمت پیدا ہوئی اور اعتماد کچھ حد تک بحال ہو گیا۔

میں آپ سے جس سے سلسلہ میں ملنے میں آئی ہوں یعنی جو بات کہنا چاہتی ہوں اس کے بعد آپ مجھ سے کوئی سوال نہیں پوچھیں گے اور نہ ہی دیدی سے۔ کیا میں اس بات کی امید رکھ سکتی ہوں۔ سشما نے ہمت کر کے دل کی بات کہہ دی۔

ہاں ہاں۔ آپ بات تو کریں اور مجھ سے امید رکھیں کہ ہم کوئی سوال نہیں کریں گے اور ویسے بھی آپ تو میری دوست ہیں سشما جی۔ یوراج کھنا نے اپنائیت سے کہا تو سشما انہیں دیکھتی رہ گئی۔ آپ کے اسی اپنائیت بھرے رویے پر دیدی بھی دھوکا ہو گئی تھیں اور میں جو بہکنا نہ بھی چاہتی تھی بہک گئی

www.latech.com

اس نے پھر سوچا مگر جلد ہی خود پر قابو پالیا۔ یوراج کھنا کے منہ سے اپنا نام سن کر اسے بے حد اچھا لگا۔

مجھے اس بات کا پہلے سے علم ہے کہ آپ مجھے اپنا دوست سمجھتے ہیں اس لیے میں آج آپ کے سامنے حاضر ہونے کی جسارت کر رہی ہوں سشما نے خوشگوار سے لہجے میں کہا۔

تو بتائیں کیا خدمت کر سکتا ہوں میں آپ کی۔ وہ مسکرا دیئے۔

ہم دونوں ایک دوسرے کے دوست ہیں تو اس لیے ایک دوسرے کے کام آنا تو فرض بنتا ہے اب میں جو بات آپ سے کہنے والی ہوں اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے اور میرا بھی بس یوں سمجھ لیں کہ آپ میرے کام آجائیں گے اور میں آپ کے۔ یعنی ایک مسئلہ میرا حل ہو جائے گا اور ایک آپ کا سشما کی خود اعتمادی اب سو فیصد تک بحال ہو گئی تھی۔

ہونہہ۔۔ انٹرسٹنگ۔ میں ضرور سننا چاہوں گا۔ کہ میرا ایسا کون سا مسئلہ ہے جو آپ حل کریں گی۔ وہ واقعی سشما کی بات پر سسپنس محسوس کر رہا تھا۔ آپ کو اپنے اور اپنی پتنی کے لیے ملازمہ کی ضرورت تھی جو متوسط طبقے سے تعلق رکھتی ہو اس کے لیے میں حاضر ہوں اس نے اطمینان سے کہا اور یوراج کھنا کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ وہ سشما کی بات سے کافی حیران ہو گئے تھے۔

لیکن آپ تو میری دوست ہیں آپ کو اپنی گھر کی نوکرانی بنانا کچھ عجیب سا لگے گا مجھے میں نے کبھی بھی آپکے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔

ایسا تو میں بھی نہیں سوچا تھا۔ سشما نے دل ہی دل میں کہا۔ یوراج کھنا تھوڑی سی دیر خاموش رہے دل تو بہت چاہ رہا تھا کہ بے اختیار پوچھ ڈالے مگر اس کی اجازت نہ تھی۔ پھر وہ گویا ہوئے۔

آپ خود چل کر آئی ہیں اور مجھ سے کہہ رہی ہیں تو انکار کرنا اچھا نہیں لگتا مگر کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔ دیکھیں اگر آپ کوئی اور کام کرنا چاہتی ہیں تو میں اپ کو اپنے آفس میں بھی رکھ سکتا ہوں یا پھر کسی دوست کی کمپنی میں بھی آپ کو جاب دلا سکتا ہوں یوراج کھنا کو واقعی عجیب سا لگ رہا تھا۔

نہیں یوراج کھنا صاحب میں یہی کام کرنا پسند کروں گی کیونکہ میں گھریلو لڑکی ہوں اور گھریلو کام کرنا زیادہ پسند کرتی ہوں کمپنیوں میں جاب کرنا مجھے پسند نہیں ہے۔ سشما نے بہانہ گھڑا تو یوراج کھنا کے دل میں پھر آیا کہ پوچھ ڈالے کہ شمیتا سے بھی نہ پوچھ سکتا تھا۔

اچھا تو پھر میں کل سے آجاؤں آپ کے گھر۔ دل میں اٹھنے والے طوفان پر قابو رکھ کر اس نے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر پوچھا۔

ہاں ٹھیک ہے یوراج کھنا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو سشما کرسی سے اٹھ گئی۔

اچھا اب میں چلتی ہوں۔ پرنام۔ ہاتھ جوڑ کر اس نے کہا۔

پرنام یوراج کھنا نے بھی اسی کے انداز میں کہا آفس روم سے نکلتے ہوئے اس کا سامنا آفس روم کی طرف آتی ہوئی شمیتا سے ہو گیا۔ سشما کو آفس میں دیکھ کر اسے حیرت کا ایک جھٹکا سا لگا۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ سب کچھ سمجھ گئی تھی۔ سشما نے اسے ایک نظر دیکھا مگر اپنی خوشی میں اس قدر مگن تھی کہ دوسری نظر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور نظر انداز کر کے چلی گئی۔ اس کے خوشگوار چہرے سے شمیتا نے سب کچھ سمجھ لیا تھا کہ اس کے اور بوس کے درمیان کیا بات ہوئی ہو گی۔ وہ پژمردہ سی فائل سمیت کر بوس کے آفس کی جانب بڑھ گئی۔

تمہیں کیا کہنا چاہیے۔ سشما نے ہنس کر کہا۔

میں اب کسی کی بھی نہیں سنوں گی۔ میرے ہاتھ ایک نادر موقع آیا ہے جسے میں کبھی نہیں گنواؤں گی اس کی آنکھوں میں ایک غیر معمولی چمک پیدا ہو گئی تھی انجلی بھی اس کے مضبوط ارادوں کو بھانپ کر خوفزدہ ہو گئی تھی کہ نا جانے یہ لڑکی کیا کرنے جا رہی ہے انجلی نے اب خاموش ہونے میں ہی عافیت جانی تھی کہ اسے سمجھانا اب انجلی کے بس سے باہر ہو چکا تھا۔

تمہیں ماتا جی کا بھی خیال نہیں آیا اگر تمہاری اس طرح سے نوکری کا پتہ انہیں چلا تو انہیں کتنا صدمہ پہنچے گا۔ اور تمہیں پتہ ہے کہ صدمہ ان کے لیے جان لیوا ہے اور جب تم گھر پر نہیں ہو گی تو کون رکھے گا ماتا جی کے وشرام کا خیال شمیتا آفس سے آتے ہی سشما پر برس پڑی۔

ان کے وشرام کا خیال میں ہی رکھوں گی ویسے بھی میں جلدی اٹھا کرونگی صبح اور پہلے اپنے گھر کے کام کر کے ہی وہاں جاؤنگی میں نے یوراج کھنا سے دس بجے کے وقت آنے کا کہا تھا اور وہ مان بھی گئے تھے ہمارے گھر کا کام اتنا تو نہیں ہوتا دس بجے تک سارا کام سمیٹ کر میں چلی جایا کروں گی اور میں ایسا کر سکتی ہوں لیکن مجھے کوئی وہاں جانے سے روک نہیں سکتا۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے میں بور ہونے سے تو بہتر ہے کوئی کام کیا جائے سشما نے غصے سے مگر دھیمے لہجے میں کہا۔ کہ آواز ماتا جی کے کمرے تک نہ جائے

ہونہہ۔ کام بھی دیکھو ذرا۔ شمیتا نے طنز سے کہا۔ سشما کمرے سے جا چکی تھی مگر شمیتا کا غصہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا اسے پتہ تھا کہ سشما دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہاں جا رہی ہے اور اس کے ارادے بھی کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے ہیں شمیتا کو اس لیے وہ غصہ تھی مگر اس غصے میں جلن کا عنصر بھی موجود تھا۔ اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ شمیتا کے غصے میں جلن کا عنصر کیوں موجود تھا۔

رات کو دونوں بہنیں سونے کے لیے ایک ہی بیڈ پر لیٹی ہوئی تھیں مگر پھر بھی ایک دوسرے سے میلوں کی دوری پر تھیں آج دونوں نے ایک دوسرے کو گڈ نائٹ بھی نہیں کیا تھا اور پیار کرنا تو پہلے سے ہی چھوڑ دیا تھا اور دونوں کو ایک دوسرے کی پرواہ بھی بالکل نہ تھی سشما کو تو آج شمیتا کی خفگی کی پرواہ بالکل بھی نہ تھی کیونکہ آج وہ بے حد خوش تھی کیونکہ صبح یوراج کھنا پیلس جو جانا تھا نوکرانی کی حیثیت سے۔ آج سشما جلدی سو گئی جبکہ شمیتا کچھ پریشان اور خوفزدہ سی تھی اس لیے نیند نہیں آ رہی تھی وہ تو کب سے سشما کے سامنے سونے کی اداکاری کر رہی تھی۔ دونوں بہنوں نے دل ہی دل میں ایک شخص کا انتخاب کیا تھا مگر مختلف خیالات کے ساتھ لیکن قسمت نے بھی ان کو دونوں اسی شخص سے جوڑ دیا ان کی پتنیاں بن کر نہ سہی ان کی نوکرانیاں بن کر سہی۔

سشما نے ماتا جی کو بھی راضی کر لیا تھا لیکن یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ یوراج کھنا کے گھر نوکرانی بن کر جا رہی ہے بلکہ کسی کمپنی میں جاب کا بہانا کر کے بڑی مشکل سے ماتا جی کو راضی کرنے کا معرکہ سر کیا تھا دس بجے تک گھر کے کام سمیٹ کر اور کھانا بنا کر وہ یوراج کھنا کے گھر روانہ ہو گئی۔ اسے بس بھی بہت جلدی مل گئی تھی وہ بس میں بھی بڑی سرشاری چڑھی تھی اور سارے راستے خوش تھی پریم بھی کتنا عجیب

www.iqratech.com

ہوتا ہے کہ بندہ اپنے محبوب کو حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کرنے کے لیے یہ خوشی تیار ہو جاتا ہے اس کو تو جنون کہتے ہیں اور جنون کسی بھی چیز کا اچھا نہیں ہوتا۔

یوراج پیلس آتے ہی سب سے پہلا تعرف اس کا یوراج پیلس کے مالکین یعنی یوراج کھنا کے ماتا پتا سے ہوا دوسرا تعرف اس کا یوراج کھنا کی پتنی میگھنا سے ہوا پہلی ہی نظر میں اس نے میگھنا کو سر سے پاؤں تک دیکھا وہ واقعی سراہنے اور چاہنے لائق تھی۔ دلکشی اور حسن تو اس کے پاس تھا ہی ساتھ میں ٹیٹس پیسے اور من چاہے شوہر نے اس کی شان و شوکت میں اضافہ کر رکھا تھا اور حسن بھی انہی وجوہات کی بنا پر دوبالا تھا اور وہ خاصی مغرور بھی دیکھائی دے رہی تھی۔

سشما نے اسے حسد و رشک بھری نظروں سے دیکھا۔ اس کے بعد سشما کو اس کے حصے کے کام دکھائے گئے کچن اسے سونپ دیا گیا تھا صرف صبح کا ناشتہ دوسری نوکرانی رشنا کے ذمہ تھا اور سے یوران کھنا اور میگھنا کے سارے کام کرنے تھے اور وہ خوشی خوشی کام کرنے میں جت گئی چھ بجے سے پہلے پہلے میگھنا خوب تیار ہو گئی تھی بلا کی حسین لگ رہی تھی۔

چھ بجتے ہی یوراج کھنا آ گئے شادی کے بعد یوراج کھنا چھ بجے ہی گھر آ جاتے ہیں ایک گھنٹہ میں رہتے ہیں اور پھر وہ اور چھوٹی بیگم صاحبہ باہر نکل جاتے تھے اور پھر رات دیر سے گھوم پھر کر آ جاتے ہیں۔

رشنا نے سشما کو بتایا جو آج سارا دن وقفے وقفے سے سشما کو یوراج پیلیس میں ہونے والی اپڈیٹس بتا رہی تھیں کبھی سشما کے استفار پر تو کبھی وہ خود سے ہی شروع ہو جاتی یوراج کھنا کو دیکھ کر سشما اپنی ساری تھکن بھول گئی اور نا چاہتے ہوئے بھی انہیں بے اختیار ہو کر دیکھتی چلی گئی۔

گڈ ایوننگ سشما۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ تو سشما کا دل باغ باغ ہو گیا فدا تو پہلے سے ہی تھی۔

گڈ ایوننگ بوس اس نے بڑے پیار سے کہا۔

کیسے لگا آج کا پہلا دن اور کیسا لگا یوراج پیلس۔

دونوں ہی بہت ہی پیارے۔ سشما نے ہنس کر کہا۔

چلو اچھی بات ہے ویسے اس وقت میں چاہے بڑے شوق سے پیتا ہوں سٹرونگ سی یوراج کھنا نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

میں بھی بڑے شوق سے بناتی ہوں سٹرونگ سی ابھی بنا کر لاتی ہوں آپ کے لیے۔ سشما نے مسکراتے ہوئے کہا اور مارے خوشی کے کچن کی طرف بھاگی۔ بڑے پیارے سے اور دل سے وہ یوراج کھنا کے لیے چائے بنانے لگی کہ مرد کے دل کی طرف ایک راستہ معدے میں سے بھی ہو کر جاتا ہے سرشاری اور خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی پھر آٹھ بجے اس کی چھٹی ہوئی تو وہ آدھے گھنٹے میں ہی بس کے ذریعے اپنے گھر پہنچ آ گئی۔ شمتیا ابھی گھر نہیں آئی تھی وہ اکثر دس بجے پہنچتی تھی آتے ہی وہ اپنے گھر کے کچن میں گھس گئی۔ اس سے پہلے ماتا جی کو پرنام کرنا نہ بھولی تھی وہ۔

جب سے ستیش نے شمع کو رات کو گوشت اور لال شربت لانے پر اعتراض کیا تھا تب سے شمع اس کے لیے ہر رات مختلف قسم کی ڈش لا رہی تھی مگر گوشت پھر بھی ہر ڈش میں ہوتا تھا اور لال شربت کے

بجائے وہ کوئی اور کولڈ رنک لے آتی مگر ستیش اب بھی مطمئن نہ تھا وہ یہی سوچتا تھا کہ ہر رات کی ڈش میں شامل گوشت انسانی ہی ہے اور یقیناً کولڈ رنک میں بھی انسانی خون ملاتی ہو گی حالانکہ اس نے کئی بار شمع کو منع بھی کیا تھا مگر پھر نہ مانی تھی دن کے وقت وہ اب بھی نہیں آ رہی تھی بس رات کے بارہ بجے یا ایک بجے آ جاتی تھی تب تک ستیش بھوک سے بلبلا رہا ہوتا تھا۔

اس نے کئی بار یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہتا۔ ہر ترکیب بے کار ثابت ہو جاتی شاید قسمت اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اس نے بہت بار رات کے آخری پہر میں کسی لڑکی کے چیخنے کی آوازیں بھی سن رکھی تھیں کبھی وہ روتی تو کبھی ہنستی اور کبھی بچاؤ بچاؤ چلاتی پھر بھیانک چیخیں شروع ہو جاتیں اور ستیش کا مارے خوف کے برا حال ہو جاتا ہر وقت خوفزدہ رہنے کی وجہ سے کافی کمزور ہو گیا تھا وہ اس وقت بھی اسے کسی لڑکی کی بھیانک چیخیں سنائی دے رہی تھی جو پہلے تو مدہم تھیں مگر اب تیز ہوتی جا رہی تھیں۔

دھب۔ کسی نے دروازے کو زور سے مکا مارا تھا پھر ستیش نے خوف سے دروازے کی جانب دیکھا اچانک دروازہ ایک ایک دھماکے سے زمین پر گر پڑا سامنے کا خوفناک منظر ستیش سر سے پاؤں تک دہل گیا شمع اور دادا جی سامنے ہی کھڑے تھے دونوں کی آنکھوں کی پتلیاں غائب تھیں اور چہرے کالے سیاہ ہو چکے تھے ہاتھوں پر کالے کالے بال موجود تھے اور ہاتھوں کے ناخن لمبے ہو چکے تھے۔

اب تمہارے انت کا وقت آ گیا ہے دادا جی نے کہا جس کی آواز بھی کئی حد تک خوفناک ہو چکی تھی۔

اب وقت آ گیا ہے تمہاری دعوت اڑانے کا شمع نے بھی بھاری آواز میں کہا اور پھر دونوں نے ایک قہقہہ لگایا تو دونوں کے اطراف کے نوکیلے اور لمبے لمبے دانت نظر آ گئے جسے دیکھ کر ستیش کی خوف کے مارے گھگی بندھ گئی پھر وہ ان دونوں نے کمرے میں قدم رکھا تو کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ ستیش خوف سے تھر تھر کانپنے لگا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اچانک ہی بالو سے بھرا ہوا اور لمبے لمبے ناخنوں والا ہاتھ ستیش کے گلے پر پڑا تو اس کی چیخ نکل گئی ہاتھ نے زور سے اس کا گلا دبا دیا۔

آ۔ آ۔۔ وہ ایک چیخ مار کر جاگ گیا اس کا اپنا ہاتھ اپنے گلے پر موجود تھا وہ پسینہ پسینہ ہو چکا تھا اور دل کی رفتار کئی گنا بڑھ گئی تھی سانس بھی دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔ اوہ شکر ہے یہ خوف تھا۔ اس نے خوف سے سوچا۔ مگر خواب تو مستقبل کی ایک جھلک ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر خوف ایک نئے سرے سے اس پر سوار ہو گیا اس نے گھڑی کی جانب دیکھا تو گھڑی رات کے تین بجا رہی تھی وہ خوفزدہ سا بیڈ پر لیٹ گیا مگر محفوظ تو میں اب بھی نہیں ہوں خواب میں موت سے کتنا خوف آ رہا تھا اور اب تو پورن ماشی کی رات سچ میں موت کا سامنا کرنا ہے وہ خوف سے کپکپاتے ہوئے سوچ رہا تھا نیند اب صبح تک اسے نہ آنی تھی نہ آئی۔

کئی روز ہو گئے سشما کو یوراج کھنا کے گھر کام کرتے ہوئے ان دنوں وہ بہت خوش تھی دس بجے تک گھر کے کام کر کے وہ بس سے یوراج پیلس پہنچ کر سب سے پہلا کام یوراج کھنا کے بیڈ روم کی صفائی کرنا تھا پھر کچن میں چلی جاتی۔ اس کے بعد یوراج کھنا کی شاطر پتنی کئی اور کام کروا لیتی تو وہ شام تک تھک جاتی مگر شام کو یوراج کھنا کا آنا اور ان کا گڈ ایوننگ کہنا سشما کی ساری تھکن دور مار پھینکتا اور وہ

خوشی خوشی ان کے لیے چائے بنائے کچن میں آجاتی اس کے ہاتھ کی چائے یوراج کھنا کو بے حد پسند تھی وہ بہت خوش تھی مگر جس وقت میگھنا تیار ہو کر یوراج کھنا کے ساتھ باہر جاتی تب اسے واقعی جلن محسوس ہوتی اور اسے انجلی کی بات یاد آجاتی جب اس نے کہا تھا کہ تم وہاں جا کر حسد کا شکار ہو جاؤ گی اور واقعی ایسا ہی ہو رہا تھا۔

پچھلے دنوں میں میگھنا ایک مرتبہ میکے گئی تھی سالگرہ کا فنکشن اٹینڈ کرنے اس کے کسی عزیز کی سالگرہ تھی اس دن یوراج کھنا کی چھٹی تھی وہ سارا دن کام بھی کرتی رہی اور یوراج کھنا سے باتیں بھی کرتی رہی باقی نوکروں کی پرواہ کئے بغیر وہ دن اس پر عید کی طرح گزرا تھا اور اس دن میں یوراج کھنا سے کی گئیں کچھ باتیں تو ابھی تک اس کے ذہن میں بار بار چلتی رہتی تھیں اور وہ محظوظ ہوتی رہتی تھی۔۔تم واقعی میں چائے بہت اچھی بناتی ہو ایک ہماری وائف ہے جنہیں انڈا ابالنا بھی تک نہیں آتا ہے یوراج کھنا نے چائے سپ سپ لیتے ہوئے کہا۔تو سشما خوشی سے کھل اٹھی۔

میں تو کھانے بھی بہت اچھے بناتی ہوں۔

ہاں یہ تو ہے بھئی پھر تو مجھے تم سے شادی کر لینی چاہئے تھی۔یوراج کھنا نے کہا تو سشما جھینپ سی گئی اور دل زور سے دھڑکا۔پریم کے سارے رنگ اس کی آنکھوں اور چہرے پر آگئے کانوں کی لوئیں تک لال ہو گئیں غرض یہ کہ وہ خود پر قابو ہی نہ رکھ پائی اور سشما کے چہرے پر آئے رنگوں کو یوراج کھنا پل بھر میں جان گیا تھا وہ بھی حیرت میں پڑ گیا جبکہ سشما عجلت میں وہاں سے کھسک گئی تھی۔مگر سشما کا یکطرفہ پریم یہاں آکر زیادہ دیر چھپا نہ رہ سکا۔

یوراج کھنا کے ساتھ اتر اتر کر چلنے والی ناز و بھری باتیں کرنے والی اور یوراج کھنا سے اپنے لاڈ اٹھانے والی اس کی پتنی میگھنا نے بھی اس کی آنکھوں میں سے یوراج کھنا کے لیے اشکارے مارتے ہوئے پریم کو دیکھ لیا تھا یوراج کھنا بھی کوئی بچہ نہ تھا کہ سشما کی تیز آنکھوں کی زد میں آکر بھی اس کی تپش محسوس نہ کر پایا مگر وہ انجان بنا رہتا اور سشما کے ساتھ بات بھی اب احتیاط سے کرتا۔اسے تو بس صرف میگھنا عزیز تھی دیوانہ تھا اس کا اور اسی بات پر میگھنا کو غرور تھا اس بات پر اکڑ کر چلتی تھی وہ۔۔۔

سشما کے ساتھ میگھنا کا رویہ روز بروز خراب ہوتا جا رہا تھا۔اب وہ اس سے زیادہ کام لینے لگی تھی اور بات بے بات پر اسے جھاڑ پلا دیتی تھی یوراج کھنا کے آتے ہی وہ اسے سشما کی نظروں سے دور کر دیتی یعنی باہر لے چلتی اور چھٹی والے دن بھی یوراج کھنا سے باہر جانے کی ضد کرتی اور یوراج کھنا اس کی ہر بات پر ضد آنکھیں بند کر کے پوری کرتا چلا جا رہا تھا۔

سشما کو اذیت دے کر میگھنا کو بڑی خوشی ملتی تھی کیونکہ وہ سشما کو بے حد حقیر سمجھتی تھی اور یوراج کھنا کے لیے اس کی آنکھوں میں پریم دیکھ کر اس کا دل چاہتا کہ اس کمینی لڑکی کی آنکھیں ہی نکال دے سشما بچاری ہر وقت گم سم سی رہنے لگی دل کا حال سشما کو بھی نہیں بتا سکتی تھی اور نہ ہی بتانا چاہتی تھی کیونکہ دونوں میں اجنبیت اب بھی برقرار تھی انجلی بھی اس سے ناراض ہو کر جا چکی تھی اسے بھی سشما نے خود ہی ناراض کر دیا تھا اس کی ہر صحیح بات کا الٹا جواب دے کر اس لیے اب کئی دنوں سے وہ اذیت کا شکار تھی۔

آج پورن ماشی کی رات ہے۔وہ۔وہ دونوں تو میری موت کا انتظام کر رہے ہوں گے ستیش کا ڈر کے مارے برا حال تھا وہ موت کے خوف سے نجانے اپنے ساتھ کیا کچھ بڑبڑا رہا تھا ایسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دیکھا ہوا خوفناک خواب آج کی رات حقیقت بن جائے گا اور آج واقعی اس کا انت ہو جائے گا۔بارہ بجتے ہی شمع اس کے لیے کھانا بھی لے آئی تھی جو اس نے ٹھیک طرح سے نہ کھایا تھا اور پھر اس کے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ یہ کہہ کر کمرے سے نکلی تھی۔

میں ایک گھنٹہ کے بعد آؤں گی میں نے کہا تھا ناں کہ میں تمہیں پورن ماشی کی رات سرپرائز دوں گی آج پورن ماشی کی رات ہے جو میرے اور دادا جی کے لیے بہت بڑی خوشی کی رات ہوتی ہے بس تم اب انتظار کرو میں اور دادا جی ٹھیک ایک گھنٹہ کے بعد آئیں گے۔تمہیں سرپرائز دینے کے لیے۔

اس نے مسکراتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا تھا اور پھر وہ کمرے کا دروازہ باہر سے لاک کر کے چلی گئی تھی۔اس کے آخری جملے نے ستیش پر سر سے پاؤں تک لرزا طاری کر دی تھا جیسے وہ کہہ کر گئی ہو کہ تم اب انتظار کرو میں اور دادا جی ٹھیک ایک گھنٹہ بعد آئیں گے ایک بڑی سی تیز دار چھری اور ایک کلہاڑی لے کر یا پھر ہمارے ناخن بھی کافی ہیں تمہیں سرپرائز دینے۔وہ پسینے سے شرابور ہو کر کانپتے ہوئے موت کا انتظار کرنے لگا یعنی میری موت میں صرف ایک گھنٹہ ہے اس نے کانپتے ہوئے سوچا۔

آج کی رات سشما کے لیے کسی عذاب سے کم نہ تھی اسے ابھی تک نیند ہی نہ آئی تھی وہ انتقام کی آگ میں جل رہی تھی اسے اپنا آپ نرم و گداز بیڈ پر نہیں بلکہ جلتے ہوئے دھکتے ہوئے انگاروں پر تڑپتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔آج کا تو دن بھی اس کے لیے بہت منحوس ثابت ہوا تھا اس کے لیے اور آج میگھنا نے بھی حد کر دی تھی میگھنا کا کیا ہوا سلوک جو آج اس کے ساتھ کیا گیا تھا۔یاد کر کے اس کی کنپٹیاں جلنے لگیں۔اس کے سینے میں انتقام کی آگ نے انگڑائی لی تو وہ بے اختیار ہو کر بیٹھ گئی۔میگھنا کا کیا ہوا برا سلوک کسی فلم کی طرح اس کے ذہن میں چلنا شروع ہو گیا تھا۔

ہر شام کی طرح آج کی شام بھی میگھنا خوب سج دھج کر یوراج کھنا کا انتظار کر رہی تھی اور جب وہ شام کو آگئے تو حسب عادت پہلے ماتا پتا کو گڈ ایوننگ کہا اور پھر سشما کو سشما تو اس لمحے کے انتظار میں بیٹھی تھی بے حد پیار سے سشما نے بھی جواب دیا تھا اور بے اختیار ہو کر ان کی وجاہت میں مبہوت ہو گئی میگھنا اپنے کمرے سے جز بز ہو کر نکلی۔

ویسے یوراج کھنا اب تم ہر شام اسے بھی گڈ ایوننگ کہا کرو گے۔لگتا ہے تمہیں کچھ زیادہ ہی شوق ہے نوکروں کو منہ لگانے کا اندر کی آگ پر قابو پا کر بھی وہ بدتمیزی سے پیش آئی۔

سشما گھبرا سی گئی اور یوراج کھنا میگھنا کے یوں اچانک ایسا کہہ دینے سے ہکا بکا ہو کر سے دیکھنے لگے میگھنا نے ساس سسر بھی اسی جانب متوجہ ہو گئے جبکہ میگھنا سشما کو ایسی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو میں سب سمجھتی ہوں تمہاری چالاکیاں دو ٹکے کی لڑکی بدلے میں سشما نے نظریں جھکا لیں مگر دل ہی دل میں میگھنا پر بڑا غصہ آ رہا تھا۔

تو کیا ہوا نوکرانی بھی انسان ہوتی ہے اگر اسے گڈ ایوننگ کہہ دیا جائے تو اس میں برائی ہی کیا ہے یوراج کھنا صلاح جو انسان تھا بظاہر مسکراتے ہوئے کہا مگر اندر ہی اندر انہیں بھی میگھنا کی یوں سرعام

بدتمیزی پر غصہ آیا تھا یوراج کھنا کے جواب پر وہ لاجواب ہوگئی اسے پتہ تھا کہ اب اگر مزید کچھ کہا تو یوراج کھنا فلسفہ جھاڑنا شروع کردیں گے۔

اچھا چھوڑو پتی دیو چلو لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں اس نے بات بدلی تھی۔

ہاں ٹھیک ہے لیکن پہلے میں چائے پیوں گا۔ سشما تم میرے لیے چائے لے آؤ تب تک میں چینج کر کے آتا ہوں اس نے کہا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جبکہ سشما کچن میں چلی گئی تھی۔ چائے بنانے کے بعد وہ ٹی وی لاؤنج میں لے آئی سب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے اور ٹی وی دیکھ رہے تھے میگھنا اب بھی اسے خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی۔

کپوں میں چائے ڈالتے ہوئے وہ کافی گھبرا رہی تھی بار بار میگھنا سے نظریں چراتی یوران کھنا ماتا پتا سے باتوں میں مصروف تھا اس نے پہلے یوراج کھنا کے ماتا پتا کو چائے دی پھر یوراج کھنا کی جانب ٹرے بڑھائی تو اس کی نظریں میگھنا کی خونخوار نظروں سے مل گئیں وہ گھبرا گئی۔ بے دھیانی میں اس نے تیزی سے یوراج کھنا کی طرف کپ بڑھا دیا یوراج کھنا بھی باتوں میں مصروف تھا باتوں کے دوران اس کا ہاتھ بھی بے دھیانی میں ٹرے سے ٹکرا گیا اور سشما کے ہاتھ سے چائے کے کپوں سے بھری ٹرے چھوٹ کر یوراج کھنا کے قدموں میں کارپٹ پر گر کر نہ صرف گندہ کر گئی بلکہ یوراج کھنا کے بوٹ اور پائنچے بھی داغدار ہوگئے۔

اوہ میرا قیمتی سوٹ۔۔۔ اس نے بوکھلا کر پائنچوں پر لگے چائے کے موٹے موٹے دھبے دیکھ کر کہا۔

ارے یہ کیا کیا تم نے لڑکی۔ یہ نیا کارپٹ چند دن پہلے ہی تو ڈلوایا تھا۔ اور گندا کر دیا تم نے پتہ نہیں کن سوچوں میں گم رہتی ہو یوراج کھنا کی ماتا نے اسے ڈانٹا۔ میگھنا تو مارے غصے سے اٹھ کر اس کے قریب آگئی اور جیسے چیخ ہی پڑی۔

تم اتنی اندھی ہو یوراج کھنا کے سوٹ کا بھی برا حال کر دیا تم نے دو ٹکے کی لڑکی۔ میگھنا کو موقع مل گیا تھا دل کی بھڑاس نکالنے کا۔ اب اس کارپٹ کو تمہارا باپ آکر دھوئے گا تم نے یہ چائے جان بوجھ کر گرائی ہے۔ بے ناں بولو۔ بولتی کیوں نہیں ہو چٹاخ۔۔۔ ایک زوردار تھپڑ سشما کے منہ پر رسید کر کے اس کے گال سرخ کر دیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

ارے چھوڑ قصہ ختم کر بچی ہے اب جانے بھی دو اور بیٹے بھی غلطیاں انسانوں سے ہوتی ہیں تم یوں کرو کہ جا کر کچن میں دیکھو کوئی کام ادھورا ہے تو پورا کر کے گھر چلی جانا۔ ٹھیک ہے۔ بڑے صاحب نے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔

ہاں میگھنا تمہیں اسے مارنا نہیں چاہیے تھا کیونکہ اس نے چائے جان بوجھ کر نہیں گرائی تھی میرا ہاتھ لگ گیا تھا ٹرے کے ساتھ بے دھیانی میں اور پلیز تم چھوٹی چھوٹی باتوں کا بتنگر مت بنایا کرو ورنہ لوگ کیا کہیں گے کہ اتنے بڑے گھر میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائیاں ہوتی ہیں۔ کچن جاتی ہوئی سشما نے یوراج کھنا کی باتیں سن لی تھیں مگر میگھنا سیخ پا ہو کر غصے سے پیر پٹخ کر کمرے میں چلی گئی۔ کیونکہ اس کا منصوبہ ناکام ہوگیا تھا۔ وہ تو کھڑے کھڑے سشما کو نکالنا چاہتی تھی مگر بیچ میں اس کے سسر ٹپک پڑے تھے جس نے سشما کو بال بال بچا لیا تھا۔

سشما کچن میں کھانا بناتے ہوئے رو رہی تھی آج پانچواں دن تھا۔ کہ وہ یہاں اذیت میں تھی بات

بات پر میگھنا اسے بے عزت کرتی اور آج تو حد ہوگئی تھی جلتے ہوئے چولہے کو دیکھ کر اسے یوں لگ رہا تھا جیسے یہ آگ س کے دل پر لگی ہوئی ہے جس میں فی الحال تو وہ خود جل رہی تھی مگر اس کے بعد میگھنا کا اسی آگ میں جلنا لازمی تھا۔ آج چھٹی کر کے وہ گھر نہ گئی تھی بلکہ گھر کے قریبی سٹاپ پر بس سے اتر کر دوسرے راستہ پر چل دی جو نارائن بابا کی جھونپڑی کی طرف جاتا تھا۔ اس طرف جنگل بھی تھا لوگ اکثر یہاں آکر نارائن بابا سے تعویذ گنڈوں کے سلسلے میں ملتے تھے یہ ایک مہا جادوگر تھا سشما بھی انتقام کی آگ میں جلتی ہوئی اور چلتی ہوئی نارائن بابا کے پاس آگئی جس کی کالی شکل پر سفید داڑھی اور سفید ہی لمبے لمبے بال گلے میں موتی مالائیں اور لال سرخ آنکھیں انہیں کافی خوفناک بنا رہی تھیں سشما نے رو رو کر انہیں سب کچھ کہہ سنایا۔

تو اب کیا چاہتی ہو بچہ۔ کیا تعویذ کرانا ہے۔ نہیں بابا جی آپ کی شاگردی میں آنا ہے میرا مطلب ہے کہ کالا جادو سیکھنا ہے۔ سشما نے معنی خیز انداز میں کہا انتقام کی آگ اس کی آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔

کالا جادو سیکھ کر سشما کیا تہلکہ مچانے والی ہے کیا شمع ستیش کو مار کر اسکا خون پی جائے گی یا نہیں۔ یہ سب جاننے کے لیے اگلی قسط پڑھنا مت بھولئے گا۔

دکھی مایوس پریشان حال لوگوں کیلئے خوشخبری
انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے حکم سے سنگ دل سے سنگ دل مرد ہو یا عورت
بے شک سات سمندر پار ہی کیوں نہ ہو
رب العزت کے حکم سے خاص عمل سے (نقش مقدس) کی برکت سے 4 دن کے اندر اندر خود چل کر آئے
جن پر کالا جادو، ٹونے کا اثر۔ آسیب کے اثرات
سفلی علم یا عمل کرایا گیا ہو اور اس کا توڑ نہ ہو رہا ہوں
کاروبار میں بندش
گھر بیٹھے کام ہوگا۔ ہر مسئلے کا مستقل حل۔ مستقل توڑ
بے اولاد مرد ہو یا عورت ہو یا اولاد کا نہ ہونا اور اولاد کا ہو کر مر جانا
مکمل اعتماد کے ساتھ لکھیں۔ ہر بات صیغہ راز میں رہے گی
رابطہ:
سلیم قادری نوشاہی مکان نمبر 105-A/444 پانی والی ٹینکی کچہ ارائیاں والا ساہیوال ڈویژن (پاکستان)
موبائل: 0300-9695363, 0334-9695363

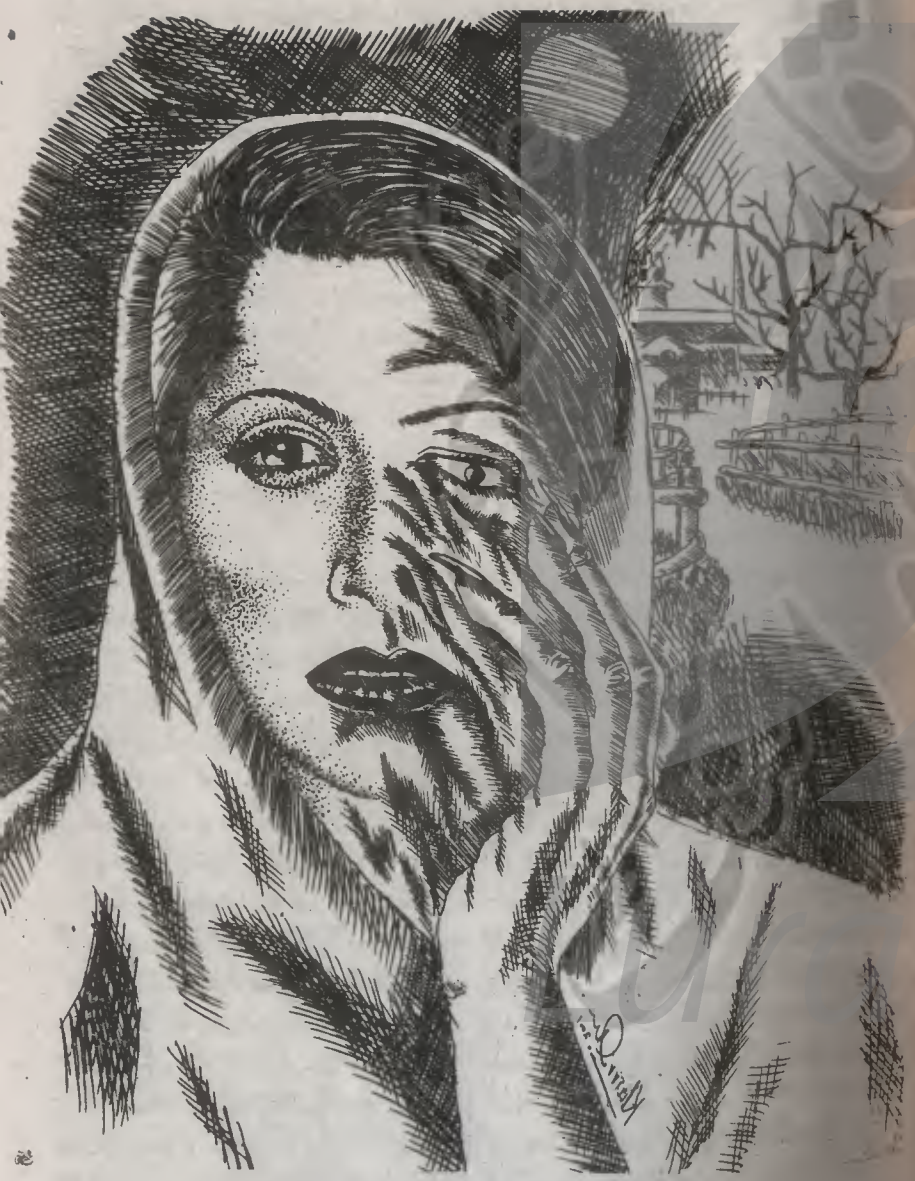
قاتل حسینہ

---تحریر: قم قم نشاد۔ رتوال۔ فتح جنگ۔

اچانک ہی اپنے پیچھے کسی کی موجوگی پا کر میں اٹھ کھڑا ہوا پیچھے دیکھا تو خوف سے میری آنکھیں پھیلنے لگیں اور جسم کانپنے لگا میں ٹکٹکی باندھے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا میرے سامنے کرن خون میں لت پت کھڑی تھی اس کے جسم پر جگہ جگہ زخموں کے نشان تھے چہرہ بھی زخموں سے بھرا ہوا تھا جن سے خون رس رہا تھا۔ ساگر میں نے اسے مار دیا ہے اب تمہاری باری ہے کرنے کے منہ سے قبر میں دوبی ہوئی آواز نکلی خوف سے میری رگوں میں خون منجمد ہونے لگا۔ کرن مجھے چھوڑ دو میں نے التجا کی۔ نہیں ساگر میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی بلکہ تمہارے خون سے اپنی پیاس بجھاؤں گی کرن نے قہر آلودہ نگاہوں سے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ کرن تم کتنی بے وفا ہو پہلی اور آخری محبت کو اپنے ہاتھوں سے مارو گی۔ آخر میرا قصور کیا ہے میں نے التجائیہ انداز میں پوچھا۔ تمہارا قصور یہ ہے کہ تم یہاں آئے کیوں تھے اور تم اس خوش فہمی میں مت رہو کہ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو میری پہلی محبت تو شام تھا لیکن میں نے اسے بھی مار دیا تھا کیونکہ میری زندگی میں ہشام جو آ گیا تھا پھر جب میں نے تمہیں دیکھا تو میں نے ہشام کو بھی مار دیا اور اس کا بھی خون پی گئی جس سے اس کی طاقتیں میرے اندر آ گئیں جب مجھے پتہ چلا کہ تم خوشبو کے ساتھ یہاں آ رہے ہو تو میں نے اپنے ایک جن سے کہا کہ وہ ہشام کا روپ اپنا کر وہاں رہے میں نے اسے ایک عام سا چلہ کرنے کو دیا تھا جب وہ چلہ کر رہا تھا تو تم نے اسے آسانی سے مار دیا اگر وہ اصلی ہشام ہوتا تو کبھی تم سے مار نہیں کھاتا بلکہ تم دونوں کو مار دیتا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

چودھویں

کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا چاند کی سنہری روشنی ہر طرف چھائی ہوئی تھی میں پوری طرح چاند کے حسن شباب میں کھویا ہوا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دل و دماغ کو مست کر رہی تھی میں اپنے گھر کی چھت پر چارپائی پر لیٹا مسلسل چاند کو دیکھے جا رہا تھا اچانک ہی ٹھنڈی ہوا کا یک جھونکا مجھ سے ٹکرایا تو میں اٹھ بیٹھا اور حیرانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا مجھے ایسے لگا کہ جیسے کوئی نیک روح یہاں سے گزری ہو کیونکہ اس جھونکے کے گزرتے ہی مجھے بہت تیز خوشبو آنے لگی تھی اور یہ خوشبو مجھے اب بھی اپنے اردگرد سے اٹھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی میں بے چین سا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور ٹہلنے لگا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی تو اس خوشبو میں مزید اضافہ ہو جاتا میں آنکھیں بند کر کے گہرے گہرے سانس لینے لگا ایسا کرنے سے مجھے بہت سکون مل رہا تھا دھیرے دھیرے اس خوشبو میں کمی آنے لگی اور مجھے بے چینی سی محسوس ہونے لگی میں نے آنکھیں کھول لیں اور ایک گہرا سانس لے کر خارج کیا لگتا ہے یہاں سے کوئی نیک روح گزر کر گئی ہے میں نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر میں خود ہی اپنی بے وقوفی پر مسکرا دیا نیک روح۔ اونہہ بھلا نیک روح کا یہاں کیا کام ہے روح تو اگر ایک دفعہ جسم سے علیحدہ ہو جائے تو پھر کبھی زمین پر نہیں آتی یہ سب تو لوگوں کی کہی ہوئی جھوٹی باتیں ہیں میں نے کئی لوگوں سے سن رکھا تھا کہ جب اچانک ہی اپنے



www.lurtech.com

اردگرد سے تیز اور دل و دماغ کو مست کر دینے والی خوشبو آنے لگے تو وہاں سے کوئی نیک روح گزر کر جاتی ہے لیکن میں نے کبھی لوگوں کی ان جھوٹی باتوں پر یقین نہیں کیا لیکن آج خوشبو آنے پر میرے دل میں بھی خیال آیا کہ یہاں سے کوئی نیک روح گزر کر گئی ہے لیکن میں نے غلط سوچا تھا میں خود کو کوسنے لگا لیکن آج سے پہلے میں نے ایسا کبھی بھی نہیں سوچا تھا ایک دفعہ میں اپنے دادا کے ساتھ صحن میں بیٹھا تھا کہ اچانک ہی وہاں تیز اور پیاری خوشبو پھیل گئی دادا جان نے ایک گہری سانس لی اور کہا لگتا ہے یہاں سے کوئی نیک روح گزر کر گئی ہے دادا جان کی یہ بات سن کر میں مسکرانے لگا دادا جان نے مجھے مسکراتے ہوئے دیکھا تو پوچھا۔

بیٹا تم کیوں مسکرا رہے ہو۔

بس ویسے ہی دادا جان۔ میں نے ٹال مٹول سے کام لیا تھا۔

پتہ نہیں یہ لوگ زندگی میں کیسے کامیاب ہوتے ہیں دوسروں کی جھوٹی باتوں پر تو جلد ہی ایمان لے آتے ہیں لیکن جب کوئی ان سے نیکی کی بات کی جائے تو اس پر یقین نہیں کرتے پتہ نہیں ایسے لوگوں کا کیا ہوگا میں نے دل ہی دل میں سوچا اور چارپائی پر آ بیٹھا نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی میری نظر میرے گھر کے سامنے سے بہتی ہوئی نہر کی طرف چلی گئی چاند کی روشنی میں نہر کا پانی چمک رہا تھا نہر کے کنارے لگے درخت ہوا کے سنگ جھول رہے تھے مجھ سے رہا نہ گیا۔ اور میں گھر سے باہر آ گیا اور نہر کے کنارے کنارے چلنے لگا میرا دو کمروں کا گھر آبادی سے ذرا ہٹ کر تھا یہاں میرے گھر کے علاوہ چند گھر اور بھی تھے لیکن وہ گھر میرے گھر سے تھوڑے فاصلے پر تھے نہر کے کنارے چلتے چلتے میں کافی دور نکل آیا تھا یہاں پر نہر کے کنارے سرسبز گھاس تھی جگنو بھی ادھر ادھر اڑتے ہوئے نظر آ رہے تھے لیکن ان کی روشنی چاند کی روشنی کے آگے ماند پڑ رہی تھی میں وہاں ہی بیٹھ گیا اور نہر کے ٹھنڈے اور شیشے کی طرح چمکتے ہوئے پانی میں پاؤں مار رہا تھا کہ دفعتاً ہی مجھے بہت مزہ آ رہا تھا میں اردگرد سے بے خبر پانی میں پاؤں مار رہا تھا کہ مجھے اپنے قریب سے پانکوں کی جھنکار سنائی دی اور میں بے اختیار اچھل پڑا مجھے اپنا دل تیزی سے دھڑکتا ہوا محسوس ہوا خوف کی ایک لہر مجھے اپنے جسم میں دوڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی میں نے خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھا تو مجھے تھوڑے فاصلے پر ایک لڑکی دکھائی دی وہ نہر کے کنارے کھڑی تھی اس نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا کیونکہ اس کے بال کھلے ہوئے تھے اور اس نے سر جھکا رکھا تھا جس کی وجہ سے اس کے بالوں نے اس کا چہرہ چھپا رکھا تھا میرے دل میں خوف پرورش پا رہا تھا مجھے لگ رہا تھا کہ یہ لڑکی کے روپ میں کوئی ڈائن یا چڑیل ہے بھلا اکیلی لڑکی کا رات کے اس پہر یہاں کیا کام ہے میری سوچوں میں خوف بھر رہا تھا میں خود پر حیران ہو رہا تھا کہ آج مجھے کیوں خوف محسوس ہو رہا ہے ورنہ اس سے پہلے بھی میں رات کو اکیلا دور دور تک نکل جاتا تھا جنگلوں میں بھی میں نے رات کو سفر کیے کئی قسم کے خوفناک جانوروں سے میرا سامنا ہوا لیکن میں بالکل بھی نہ ڈرا تھا اندھیری راتوں کو میں قبرستان بھی گیا اور ایسی ایسی ویران جگہوں پر بھی گیا جہاں پر سنسانیت ہی سنسانیت تھی لیکن میں نے کبھی بھی خوف نہیں کھایا تھا لیکن آج پتہ نہیں کیوں خوف سے میرا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ اگر یہ لڑکی چڑیل یا ڈائن ہے تو مجھ پر حملہ کیوں نہیں کر رہی ہے کیا پتہ اس نے مجھے ابھی تک دیکھا نہ ہو یا پھر یہ مجھے اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر کہیں لے جائے اور میرا خون کر دے میرے دماغ میں طرح طرح کی سوچیں ابھر رہی تھیں اس سے پہلے کہ میں کچھ اور سوچتا اس لڑکی نے نہر

میں چھلانگ لگا دی مجھ پتہ تھا کہ یہاں سے نہر گہری ہے وہ لڑکی بار بار پانی کے اوپر ابھر رہی تھی کہیں یہ لڑکی خودکشی کے لیے تو یہاں نہیں آئی یہ سوچ کر میں نے پانی میں چھلانگ لگا دی اور تیرتا ہوا لڑکی کے پاس جا پہنچا بڑی مشکل سے میں نے اسے قابو کیا اس کے اعضا ڈھیلے پڑتے جا رہے تھے میں کافی مشکل سے اسے نہر سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا میں نے اسے ایک طرف لٹایا اور میں نے ابھی تک اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا اس کے کالے بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے بے اختیار میرا ہاتھ اسکے چہرے کی طرف چلا گیا میں نے اپنے ہاتھ سے اس کے چہرے سے گیلے بال ہٹائے اور اس کو غور سے دیکھنے لگا وہ سانولی سی رنگت والی لڑکی تھی گلابی ہونٹ اس کے چہرے پر بہت ہی خوبصورت لگ رہے تھے میں نے اسے اوندھے منہ لٹایا اور اس کی کمر پر آہستہ آہستہ زور ڈالنے لگا اس عمل سے اس کے منہ سے پانی نکلنے لگا تھوڑی دیر بعد اس کے منہ سے پانی نکلنا بند ہو گیا میں نے اردگرد نگاہ دوڑائی تو مجھے کوئی بھی دکھائی نہ دیا اس لڑکی کو میں نے کندھے پر اٹھایا اور گھر کی طرف چلنے لگا گھر پہنچ کر میں نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ لائٹ آن کی اور لڑکی کو بستر پر لٹا دیا اور خود دروازے سے ٹیک لگ کر اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگا وہ اس لمحے بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی اس کے بالوں کی ایک لٹ اس کے حسین چہرے پر بہت ہی پیاری لگ رہی تھی پھر میں کچن میں آیا اپنے لیے چائے بنائی اور وہاں ہی بیٹھ کر پینے لگا چائے پینے کے بعد میں دوبارہ سے کمرے میں آیا تو اس لڑکی کو ہوش میں آ چکا تھا۔ وہ بستر پر بیٹھی اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں مین چھپائے سسکیاں لے کر رو رہی تھی۔

ارے آپ کو ہوش آ گیا۔ میں نے خوشی سے پوچھا اس نے چہرے سے ہاتھوں کو ہٹایا اس کی موٹی موٹی نیلی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔

آپ کون ہیں۔ اور یہ آپ نے اچھا نہیں کیا مجھے بچا کر اس نے روتے ہوئے کہا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں اور آپ کو اندازہ ہے کہ یہ آپ کیا کرنے والی تھیں خودکشی حرام ہے میں نے غصے سے کہا۔

آپ اگر مجھے مرنے دیتے تو اچھا تھا آپ نے مجھے بچا کر اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا ہے اس نے اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مجھے تو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے میں نے حیرانگی سے پوچھا۔

وہ آپ کو مار دے گا۔ وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔

مجھے اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں مار سکتا اور آپ کس کی بات کر رہی ہیں میں نے آنکھوں میں دنیا و جہاں کی محبت بھر کر اسے دیکھا۔

ہشام۔ اس نے مختصراً کہا۔

کون ہشام۔ میں نے پوچھا اور ساتھ ہی کہا پلیز مجھے آپ اپنے بارے میں تفصیل سے بتائیں۔ میری بات سن کر اس نے ایک آہ بھری۔

میرا نام خوشبو ہے میں یہ نہیں جانتی کہ میرے ماں باپ اب اس دنیا میں ہیں بھی یا نہیں۔ جب میں پندرہ سال کی تھی تو مجھے میرا باپ ایک جادوگر کے پاس چھوڑ گیا وہ مجھے جادو سکھانا چاہتے تھے میں اس جادوگر کے پاس رہنے لگی وہ مجھے چھوٹے چھوٹے منتر پڑھنے کو دیتا جنہیں میں رات کو ایک دو گھنٹے تک پڑھتی رہتی تھی ان منتروں کو پڑھنے سے میرے اندر کا خوف جاتا رہا وہ بوڑھا جادوگر آہستہ آہستہ مجھے بڑے بڑے منتر دینے لگا جنہیں میں کئی راتوں تک کرتی تھی اس سے یہ ہوا کہ میرے اندر کا تمام خوف وڈر ختم ہو گیا اب میں اکیلی راتوں کو دور دور تک نکل جاتی تھی جنگل میں رات کو میں اکیلی بیٹھی چلہ کرتی رہتی۔ چلے کے دوران بہت سی طاقتیں مجھے ڈرانے آتیں ایسی ایسی

www.lurtech.com

بھیانک شکلیں میں چلے کے دوران دیکھتی جنہیں اگر کوئی عام انسان دیکھ لے تو وہ وہیں مجائے لیکن میں کبھی نہ ڈری ایسی ایسی خوفناک چڑیلوں سے میرا واسطہ پڑا جن کی زبانیں باہر لٹک رہی تھیں کالے سیاہ منہ سرخ انگارہ آنکھیں جن سے خون بہہ رہا تھا لیکن میں کبھی بھی ان سے نہ ڈری بلکہ انہیں جلادیا ان چلوں کو کرنے سے مجھ میں بہت سی طاقتیں آگئیں میں جب چاہتی ہواؤں میں اڑنے لگتی جب چاہتی دوسروں کو نظروں کے سامنے غائب ہوجاتی نظروں سے گلاس توڑنا کاغذ سے کبوتر بنانا کوئی چیز غائب کرنا اور پھر سامنے لانا یہ میرے لیے عام باتیں تھیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بوڑھا جادوگر مجھے ایسے ایسے چلے کرنے کو دینے لگا جن میں جان جانے کا بھی خطرہ ہوتا تھا میں اکیلی رات کو قبرستان جاتی قبر کھود کر انسانی ہڈیاں باہر نکال لاتی اور پھر اسی قبر کے پاس بیٹھ کر میں چلہ کرتی رہتی تھی چلہ کرنے میں مجھے بہت مزا آتا تھا بہت سے جنوں اور چڑیلوں کو میں نے اپنے قبضے میں کر رکھا تھا مجھے کسی بھی چیز کی ضرورت ہوتی تو جنوں کو حاضر کر کے منگوالیتی میں اپنی زندگی بہت خوشی سے گزار رہی تھی مجھے کسی بھی چیز کی کمی نہ تھی پھر ایک دن بوڑھے جادوگر نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا۔

خوشبو میں آج ایک بہت ہی اہم کام تمہارے سپرد کرنے جارہا ہوں۔

کیسا کام۔ میں نے حیران ہوکر پوچھا۔

یہ کام میں کسی اور سے بھی کرواسکتا ہوں لیکن اس کام کے لیے میں نے تمہیں چنا ہے کیونکہ تم سے بہتر یہ کام کوئی اور نہیں کرسکتا بوڑھے نے میری طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اپنے اہم کام کے لیے مجھے منتخب کیا ہے آپ اپنا کام بتائیں میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم نے مجھے بیس بچے قبروں سے نکال کر دینے ہیں اور بیس بچے مجھ زندہ چاہیں تم نے روزانہ مجھے بیس دن تک ایک زندہ اور ایک مرا ہوا بچہ لاکر دینا ہوگا اور اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ جو بچہ تم لاؤ گی اس کی عمر تین سال یا اس سے کم ہو بوڑھے نے مجھے تفصیل سے بتایا پہلے تو میں تھوڑی سی گھبرائی لیکن پھر میں نے کہا۔

آپ بے فکر ہوجائیں میں یہ کام نہایت ہی ہوشیاری اور چالاکی سے کروں گی کسی کو مجھ پر شک بھی نہیں ہوگا۔

واؤ وہ خوشی سے بولا مجھے یقین تھا کہ تم یہ کام کرنے کو تیار ہوجاؤ گی۔ اس کی بات سن کر میں اٹھ گئی میرا رک ابھی قبرستان کی طرف ہی تھا یہ کام میں آج سے ہی شروع کرنا چاہتی تھی چاند کی روشنی میں قبرستان کا منظر بہت ہی بھیانک لگ رہا تھا دور کہیں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آرہی تھیں میرے دل میں کسی قسم کا کوئی بھی خوف نہ تھا میں نے ایک بچے کی قبر کھودی اور بچے کی لاش کو قبر سے نکالنے کے بعد میں نے قبر کو دوبارہ بند کردیا تاکہ کسی کو شک نہ ہو کہ کسی نے رات کو قبر کھودی تھی میں نے بچے کی لاش اٹھائی اور اڑتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی بچے کی لاش کو میں نے ایک طرف رکھا اور اس کے منہ سے کفن ہٹایا تو میرا دل دہل سا گیا میرا وجود کانپنے لگا اس معصوم بچے کی شکل دیکھ کر مجھے ترس آگیا وہ دنیا وجہاں سے بے خبر میٹھی نیند سو رہا تھا میرا دل کر رہا تھا کہ اس بچے کو دوبارہ قبر میں دفن کرآؤں لیکن میں ایسا نہ کرسکی میرا دل بہت گھبرا رہا تھا۔ اس بچے کے منہ پر دوبارہ کفن دیا اور اٹھ کر اپنے بستر پر آگئی بستر پر آتے ہی میرا دماغ بھاری ہونے لگا اور میں سوگئی۔ صبح اٹھی تو ہر طرف روشنی پھیلی ہوئی تھی صبح کا منظر مجھے بہت پسند تھا میں نے ایک نظر کفن میں لپٹے ہوئے بچے کی طرف دیکھا وہ اپنی جگہ پر موجود تھا میں بستر سے اٹھ

کر کھڑکی کے پاس آگئی اور کھڑکی کھول دی کھڑکی کھولتے ہی ہوا کا ایک ٹھنڈا جھونکا آیا اور مجھے تازہ دم کردیا میں کافی دیر کھڑکی کے پاس کھڑی گہرے گہرے سانس لیتی رہی پھر میں بستر پر آئی ایک جن کو حاضر کیا اور اس سے ناشتہ منگوایا ناشتہ کرنے کے بعد میں نے اپنا روپ بدلا اور ایک بستی میں آگئی وہاں بہت سے بچے آپس میں کھیل رہے تھے انہیں کھیلتا ہوا دیکھ کر مجھے اپنا بچپن یاد آگیا۔

میں جب چھوٹی سی تھی تو اپنی سہیلیوں کے ساتھ دن بھر کھیلتی تھی لوگوں کو تنگ کرنا ہمارا مشغلہ تھا ہم سب سہیلیاں لوگوں کے گھروں میں گھنٹی بجا کر بھاگ جایا کرتی تھیں ہمیں اس طرح دوسروں کو تنگ کرنے میں بہت مزا آتا تھا میں وہاں کھڑی اپنے بچپن کو یاد کرنے لگی وہ بچے کھیلتے ہوئے بہت پیارے لگ رہے تھے انہیں کھیلتا ہوا دیکھ کر مجھے بھی خواہش ہوئی کہ میں بھی ان کے ساتھ کھیلوں۔ لیکن میں جس مقصد کے لیے وہاں آئی تھی اس مقصد کو یاد کر کے میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے میں وہاں کافی دیر تک کھڑی ان ننھی جانوں کو کھیلتے ہوئے دیکھ کر مسکراتی رہی پھر میں نے موقع دیکھ کر ایک بچے کو وہاں سے اٹھایا اور بھاگ کھڑی ہوئی کسی نے بھی مجھے بچہ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا میں اس بچے کو اپنے کمرے میں لے آئی۔ وہ بچہ زور زور سے رو رو کر اپنی ماں کو پکار رہا تھا میں چاہتے ہوئے بھی اس بچے کے لیے کچھ نہ کرسکی پھر میں نے ان دونوں بچوں کو اٹھایا اور بوڑھے جادوگر کے پاس لے گئی بوڑھے نے پہلے مرے ہوئے بچے کو دیکھا اور اپنے سامنے لٹایا اور ایک جھٹکے سے اس کا کفن اتار دیا۔ میں ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

ارے یہ آج کل تمہیں کیا ہوگیا ہے تم ذرا ذرا سی بات پر خوفزدہ ہوجاتی ہو آخر بات کیا ہے بوڑھے مجھے ڈرے ہوئے دیکھ کر حیرانگی سے کہا۔

یہ تو میں خود بھی نہیں جانتی ہوں کہ مجھے خوف کیوں آتا ہے ایک انجانا سا خوف ہر وقت مجھے اپنے حصار میں لیے رکھتا ہے میں نے مایوسی سے اور ایک سرد سی آہ بھر کر کہا۔

دیکھو تم نے صرف آج اپنے دل کو مضبوط کرنا ہے پھر دیکھنا اس کے بعد تمہارے دل سے خوف بالکل ختم ہوجائے گا۔ بس میں جیسا کہتا جاؤں تم کرتی جاؤ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مجھے اب کیا کرنا ہوگا میں نے پوچھا۔ بوڑھے نے اپنے پاس پڑی تیز دھار چھری اٹھائی اور مجھے پکڑاتے ہوئے بولا۔

لو اور اس بچے کے ایک ایک اعضا کاٹ دو۔

نن۔۔نن۔۔نہیں نہیں۔۔میں ایسا نہیں کروں گی میں نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

خوشبو چھری پکڑو اور کاٹ دو بچے کو بوڑھے نے غصے سے کہا اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہورہا تھا مجھے بوڑھے سے خوف آنے لگا۔ مجھے پتہ تھا کہ غصہ میں آکر وہ مجھے قتل بھی کرسکتا ہے میں نے ڈرتے ڈرتے چھری پکڑی اور بے رحمی سے مرے ہوئے بچے کے اعضا کاٹنے لگی آنسو میری آنکھوں سے بارش کی طرح برس رہے تھے بچے کو کاٹنے کے بعد میں نے چھری ایک طرف پھینک دی بوڑھا مجھے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

بس اپنا دل مضبوط کرو اور اس بچے کے اعضا اٹھا کر کھاؤ بوڑھے نے کہا اور بچے کا ایک کٹا ہوا بازو اٹھایا اور کھانے لگا۔ میں نے بھی اپنی آنکھیں بند کیں بچے کا دوسرا کٹا ہوا بازو اٹھا کر کھانے لگی جیسے جیسے میں گوشت کھا رہی تھی مجھے سکون مل رہا تھا وہ گوشت بہت ہی مزیدار تھا میں نے جلدی سے بازو ختم کیا اور ٹانگ اٹھا کر کھانے لگی وہ بوڑھا مجھے اس طرح کھاتے ہوئے دیکھ کر مسکرا رہا تھا وہ بھی مزے سے گوشت کھا رہا تھا تھوڑی دیر میں ہم نے اس بچے کا

www.lurtech.com

کام تمام کر دیا۔

اچھا خوشبو اب دوسرے بچے کو ادھر لاؤ بوڑھے نے اپنا منہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

میں نے دوسرے بچے کی طرف دیکھا وہ کسی چیز کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا میں نے اس بچے کو اٹھایا اور اپنے سامنے لٹایا تو وہ رونے لگا میرے اندر کا وحشی جاگ چکا تھا مجھے اس پر ذرا بھی ترس نہ آیا تھا اور میں نے چھری اٹھا کر اس کی گردن پر چلا دی خون کا ایک فوارہ اس کی گردن سے ابل پڑا بوڑھے نے اپنی گردن جھکائی اور اس کا خون پینے لگا میرا دل بھی چاہ رہا تھا کہ میں بھی اس کا خون پیؤں بوڑھے نے اپنی گردن اٹھائی اس کا منہ خون سے تر تھا بچے کا خون اب بھی بہہ رہا تھا میں نے بھی اس کی گردن سے منہ لگایا اور خون پینے لگی اس بچے کا خون بہت لذیذ تھا میں نے اس کا سارا خون چوس لیا پھر میں نے اور بوڑھے نے مل کر اس کا گوشت کھایا اور دن بہت تیزی سے گزر رہے تھے میں روزانہ رات کو جاتی اور قبر سے ایک بچہ نکال کر لاتی صبح میں روپ بدل کر کسی بستی میں جاتی اور وہاں سے کسی بچے کو اٹھا کر لے آتی پھر میں اور بوڑھا مل کر ان کا گوشت کھاتے اور خون پیتے۔ انسانی خون پینے اور گوشت کھانے میں مجھے بہت مزا آتا تھا مجھے انسانوں سے نفرت ہو گئی تھی بچوں پر اب مجھے ذرا بھی ترس نہ آتا تھا جب میں بچوں کو ذبح کر رہی ہوتی تو ان کی درد بھری چیخیں مجھے بہت سکون دیتی تھیں کئی دفعہ بستی والوں نے مجھے بچے اٹھاتے ہوئے دیکھ لیا تھا لیکن کوئی بھی مجھے پکڑ نہ سکا کیونکہ جب میں خطرہ محسوس کرتی تو یا تو میں بھاگ جاتی یا پھر وہاں سے غائب ہو جاتی میں ہر دفعہ مختلف روپ میں بستی جاتی کبھی بوڑھی کبھی نوجوان اور کبھی کسی حسین لڑکی کے روپ میں جاتی تھی میں اپنے اصلی روپ میں وہاں کبھی نہیں گئی تھی۔ بیس دن تک میں یہ کھیل کھیلتی رہی جس حویلی میں ہم رہتے تھے وہاں لوٹی بھی نہیں آتا تھا ایک دفعہ ایک آدمی نے مجھے بچہ اٹھاتے ہوئے دیکھ لیا تھا لیکن میں اسے نہ دیکھ سکی وہ میرا پیچھا کرتے ہوئے حویلی تک آ گیا تھا پھر وہ واپس گاؤں چلا گیا تھا اور بہت سے لوگوں کو اکٹھا کر کے لے آیا لوگ حویلی سے باہر کھڑے شور مچا رہے تھے ہم اس وقت بچوں کو کھانے میں مصروف تھے جب ہم نے شور سنا تو میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تو ڈرگئی لوگ ہاتھوں میں کلہاڑیاں لیے اور ڈنڈے پکڑے کھڑے تھے۔

لگتا ہے لوگوں کو پتہ چل گیا ہے کہ گاؤں سے ہم ہی بچے چراتے ہیں میں نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ میری بات سن کر بوڑھا بھی کھڑکی تک آیا اور باہر جھانکنے لگا۔

ہاں۔ ایسا ہی ہے اور اب یہ لوگ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے ہمیں اس جگہ کو چھوڑنا ہوگا۔ یہ جگہ اب ہمارے لیے خطرہ بن چکی ہے۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن ہم جائیں گے کہاں ۔میں نے مایوسی سے کہا۔

تم اس کی فکر نہ کرو میں نے ایک بہت ہی اچھی جگہ دیکھ رکھی ہے وہاں پر ایک جن زادی کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا۔ میں اس جن زادی کو جانتا ہوں وہ بہت ہی طاقتور ہے اس نے اپنی بستی کے تمام جنوں کا خون پی رکھا ہے اس کی طاقتیں مجھ سے بھی زیادہ ہیں صرف وہ ہی ہماری مدد کر سکتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ میری بہت اچھی دوست بھی ہے بوڑھے نے مجھے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

تو ٹھیک ہے پھر چلیں ورنہ وہ لوگ اگر حویلی میں داخل ہو گئے تو پھر وہ ہمیں پکڑ بھی سکتے ہیں میں نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔

چلو۔ بوڑھے نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا تو میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور پھر ہم ہواؤں میں اڑنے لگے۔

کافی دیر تک اڑنے کے بعد ہم ایک وادی میں اترے وادی بہت ہی خوبصورت تھی ہر طرف اونچے اونچے سرسبز پہاڑ تھے جگہ جگہ پانی کی نہریں بنی ہوئی تھیں ہر قسم کے اونچے اونچے درخت بھی وہاں موجود تھے جس سے وادی ایک بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی اس وادی کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس وادی کے درمیان میں ایک بہت ہی خوبصورت حویلی بنی ہوئی تھی حویلی سنہرے رنگ کی تھی اور بڑے بڑے ہیرے حویلی کی دیواروں میں لگے ہوئے تھے جن سے دیواریں دور سے ہی چمکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں حویلی کے اوپر ایک بہت ہی بڑی کھوپڑی بنی ہوئی تھی کھوپڑی کی آنکھوں کی جگہ دو بڑے بڑے ہیرے چمک رہے تھے پھولوں سے بھری بیلیں حویلی کی دیواروں پر لٹک رہی تھیں ایسا خوبصورت منظر میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔ واؤ۔ کیا خوبصورت منظر ہے بے اختیار میں بول اٹھی اچانک ہی وہاں کسی کی ہنسی گونج اٹھی میں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا تو مجھے نہر میں کوئی تیرتا ہوا دکھائی دیا وہ جو کوئی بھی تھی ہماری طرف ہی تیرتی ہوئی آ رہی تھی اس نہر سے ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی باہر نکلی میں اس کی خوبصورتی میں کھو سی گئی کتنی پیاری لگ رہی تھی وہ۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی ہماری طرف آ رہی تھی۔

ہشام آج آپ کو ہماری یاد کیسے آ گئی اور یہ خوشبو ہے ناں اس نے پہلے بوڑھے اور پھر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کرن تم نے ٹھیک پہچانا یہ خوشبو ہی ہے بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیسی ہو خوشبو کرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں ٹھیک ہوں۔

سناؤ کیسی لگی میری یہ دنیا۔ اس نے آگے چلتے ہوئے کہا۔

بہت ہی خوبصورت میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہشام آج اتنے دنوں بعد تمہیں میری یاد کیسے آ گئی کرن اس سے مخاطب ہوئی۔

ایک مصیبت آن پڑی تھی سوچا تم ہماری مدد کرو گی اس لیے تمہارے پاس چلے آئے بوڑھے نے دکھ سے بتایا۔

کیسے مصیبت ۔کرن نے حویلی میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

اندر چل کر بتاتا ہوں بوڑھے نے آہستہ سے کہا حویلی اندر سے بھی بہت ہی خوبصورت تھی دنیا کی ہر چیز اس حویلی میں موجود تھی حویلی کے اندر بہت پیاری خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو دل و دماغ کو معطر کر رہی تھی بوڑھے نے کرن کو ساری بات بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اب ہم دونوں یہاں ہی رہیں گے۔ کرن نے خوشی سے ہمیں اپنے پاس رکھنے کی اجازت دے دی اور پھر میری اور کرن کی آپس میں بہت گہری دوستی ہو گئی اس نے مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا وہ بھی میری طرح انسانی خون کی پیاسی تھی اسے انسانی خون اگر نہ ملتا تو وہ تڑپنے لگتی ہاں البتہ وہ انسانی گوشت نہیں کھاتی تھی دھیرے دھیرے مجھے انسانی گوشت کھاتے ہوئے دیکھ کر وہ بھی انسانی گوشت کھانے لگی اسے بھی انسانی گوشت کھا کر بہت مزا آیا ہم دونوں روزانہ بوڑھے ہشام سے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے انسانی بستی میں چلی جاتیں اور وہاں ہم خوب شکار کرتیں ہم روزانہ اپنی شکلیں بدل کر جاتی تھیں کہیں گاؤں والے ہمیں پہچان نہ لیں اور شہر میں بھی جاتی تھیں اور نوجوان لڑکوں کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر ایک ویرانے میں لے جاتیں اور وہاں ہم ان کا خون پیتیں اور گوشت کھاتیں رفتہ رفتہ ہماری پیاس مزید بڑھتی چلی گئی۔ کبھی کبھی تو ہم دن کو بھی انسانی بستی میں آتیں اور کسی بچے کو اٹھا کر جنگل میں لے جاتیں اور پھر اسے کھاتیں مجھے بوڑھے ہشام

www.lutech.com

سے نفرت ہوگئی تھی کیونکہ جب بھی میں اس سے اپنے ماں باپ کی بات کرتی تو اسے غصہ آجاتا۔ اور مجھے کہتا کہ تم اپنے ماں باپ کو بھول جاؤ اب تم ان سے کبھی بھی نہیں مل سکتی مجھے اس کی یہ باتیں سن کر بہت دکھ ہوتا۔ جب میں اکیلی ہوتی تو اپنے ماں باپ کو یاد کر کے خوب روتی۔ اور پھر خود ہی اپنے دل کو سمجھاتی کہ اگر میرے ماں باپ کو میری ضرورت ہوتی تو وہ کبھی بھی مجھے بوڑھے کے پاس چھوڑ کر نہ جاتے۔ یہ سب باتیں میں نے کرن کو کہیں بتائیں تھیں بہرحال ایک رات میں اور کرن اڑتی ہوئی شہر میں اتریں تو ہمیں کیا پتہ تھا کہ بوڑھا ہشام ہمارا پیچھا کر رہا ہے ہم دونوں شہر سے دو نوجوانوں کو لیا اور ایک ویرانے میں چلی گئیں اور اس کا کام تمام کر دیا اور گوشت کھانے لگیں بوڑھا ہمیں چھپ کر دیکھتا رہا۔ اور پھر یکدم ہمارے سامنے آگیا۔

مجھے شک تھا اس لیے میں آج تم دونوں کا پیچھا کرتا ہوا یہاں پہنچا ہوں بوڑھے نے غصے سے کہا۔ تو ہم ڈر سی گئیں۔

ہشام ہم ہی نہیں تم بھی تو انسانی خون پیتے ہو ہم نے تو کبھی تمہیں نہیں روکا کرنے بوڑھے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے بھی تمہیں نہیں روکا کہ تم انسانی خون نہ پیو لیکن خوشبو میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ کوئی بھی کام میری اجازت کے بغیر نہیں کرنا تو پھر یہ سب تم نے کیوں کیا بوڑھا غصہ سے بولا۔

ہاں مجھے یاد ہے لیکن میں اب اپنی خوراک کے لیے تم سے اجازت نہیں لوں گی میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

تمہاری یہ جرات کہ تم مجھ سے اس لہجے میں بات کرو آخر تمہاری اوقات ہی کیا ہے۔ بوڑھے نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا۔

اور تمہاری کیا اوقات ہے میں اچھی طرح جانتی ہوں اپنے شکار کے لیے بھی دوسروں کی مدد لیتے ہو میں بھی غصے سے بولی۔

تم نے میرے ساتھ بدتمیزی کر کے بہت برا کیا ہے اس کی سزا میں تمہیں ضرور دوں گا بوڑھے نے کہا اور میرے بالوں سے پکڑ کر مجھے گھسیٹتے ہوئے ایک طرف لے جانے لگا میں درد کی شدت سے چیخ اٹھی۔ یکدم کرن بیچ میں آگئی۔

ہشام تم یہ کیا کر رہے ہو۔ چھوڑو اسے۔

نہیں میں اس کو سزا دے کر ہی رہوں گا اور تم مجھے نہیں روکو گی۔ تم جاؤ یہاں سے میں ابھی آتا ہوں بوڑھے نے کہا تو کرن غائب ہوگئی۔ خوشبو تم نے بہت برا کیا ہے میں نے تمہارے لیے کیا کچھ نہیں کیا لیکن تم بہت بے وفا نکلی ہو آج میں تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ تم زندگی بھر یاد رکھو گی یہ کہہ کر بوڑھے نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری تو میں تڑپنے لگی میرے جسم میں ایک درد سا اٹھا تھا دھیرے دھیرے درد نے شدت میں اضافہ کر دیا مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے جسم میں آگ لگ گئی ہو اور وہ آگ مجھے اندر ہی اندر جھلسا رہی ہو۔

مجھے معاف کر دو میں آئندہ ایسا کوئی بھی کام نہیں کروں جو تمہاری اجازت کے بغیر ہو میں نے اس کے قدموں میں گرتے ہوئے کہا۔

تمہیں اس کی معافی نہیں مل سکتی بوڑھے نے کہا۔ اور مجھے بالوں سے پکڑ کر دور پھینک دیا۔ اور خود غائب ہوگیا۔ میں وہاں پڑی تڑپتی رہی تڑپتے تڑپتے جب وہ درد میری برداشت سے باہر ہوگیا تو میں بے ہوش ہوگئی۔ جب مجھ ہوش آیا تو میں ایک کمرے میں تھی اور ایک بوڑھی عورت میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی اپنے مجھے پانی کا ایک گلاس دیا جو میں نے ایک ہی سانس میں پی لیا۔ وہ درد جو پہلے تھا وہ ختم ہو چکا تھا میں حیران ہو کر اپنے آپ کو دیکھ رہی تھی میں کہاں

ہوں۔ مجھے یہاں کون لایا ہے میں نے پوچھا۔ تو اس بوڑھی عورت نے کہا۔

تمہیں میرا بیٹا اٹھا کر لایا ہے تم ایک ویرانے میں پڑی تھی اس کے بعد میں نے ان سے کچھ بھی نہ پوچھا ہمارے درمیان گہری خاموشی چھا گئی تھی وہ مجھے مسلسل دیکھے جا رہی تھی۔

بیٹا تم کون ہو۔ اور تم کیسے ویرانے میں پہنچی۔ بوڑھی عورت نے خاموشی کو توڑا۔

میں کون ہوں۔ میں کیسے اس ویرانے میں پہنچی مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے میں نے سر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے کہا میں یہ سب جان بوجھ کر کر رہی تھی تاکہ وہ سمجھے کہ میں اپنی یادداشت کھو چکی ہوں۔

تمہارا نام کیا ہے۔ بوڑھی عورت نے پوچھا۔

مجھے یاد نہیں آرہا میں نے معصومیت سے کہا۔

بیٹا تم پریشان مت ہو لگتا ہے تمہارے دماغ میں چوٹ آئی ہے جس کی وجہ سے تمہیں کچھ بھی یاد نہیں آرہا ہے تم آرام کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس بوڑھی عورت نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور باہر چلی گئی۔ پھر اس کا بیٹا بھی آگیا اس نے بھی وہی باتیں پوچھیں جو اس عورت نے مجھ سے پوچھی تھیں میں رونے لگی اور کہا۔

مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا جب تک تمہیں کچھ بھی یاد نہیں آتا تم ہمارے ساتھ رہو گی میری بہن بن کر رہو ویسے بھی میری کوئی بہن نہیں ہے آپ آگئی ہیں تو یہ کمی بھی پوری ہو جائے گی۔ اس کی بات سن کر میں مسکرا دی کیونکہ مجھے رہنے کے لیے جگہ مل گئی تھی اور پھر میں ان کے ساتھ رہنے لگی اب تو مجھے انسانی خون کی اور گوشت کی تڑپ بھی نہیں ہوتی تھی ہاں البتہ رات ہوتے ہی وہ درد میرے بدن میں دوبارہ اٹھتا اور میں کئی گھنٹوں تک تڑپتی رہتی پھر دھیرے دھیرے وہ درد خود ہی ختم ہو جاتا لیکن اگلی رات درد پر میرے بدن میں اٹھتا اور میں تڑپتی رہتی۔ ایک شام ہشام وہاں آگیا اس نے بوڑھی اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اور مجھے کہا۔

خوشبو تم جہاں بھی جاؤ گی میں وہاں پہنچ جاؤں گا جو بھی تمہاری مدد کرے گا میں اس کا حال ایسا ہی کروں گا۔

ہشام مجھے معاف کر دو۔ میں نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ وہ غائب ہوگیا۔ میں روتی رہی چیختی رہی لیکن وہ واپس نہ آیا۔ میں اکیلی ہی کبھی جنگلوں میں تو کبھی ویرانوں میں نکل جاتی کیونکہ میں کسی کے پاس جا کر اس کی زندگی نہیں چھین سکتی تھی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ اگر کسی نے میری مدد کی تو ہشام اسے زندہ نہیں چھوڑے گا میں نے مختلف منتر پڑھ کر خود پر پھونک ماری لیکن وہ درد جو ہر رات میرے جسم میں اٹھتا تھا وہ ختم نہ ہوسکا۔ میں بہت کوشش کی کہ اس درد کو ختم کر سکوں لیکن وہ ختم نہ ہوسکا اس درد کو سہنا میرے بس سے باہر ہوگیا تھا تو میں نے سوچا کہ اس درد کو میں ایک ہی طریقے سے ختم کر سکتی ہوں اور وہ طریقہ ہے موت ابھی میں یہی سوچ رہی تھی کہ وہ درد میرے بدن میں اٹھا اور میں تڑپنے لگی جب وہ درد ختم ہوا تو میں نے سوچا کہ اب میں خودکشی کر لوں گی لیکن اس درد کو اور برداشت نہیں کروں گی اس سوچ پر عمل کرتے ہوئے میں نے نہر میں خودکشی کرنے کے لیے چلانگ لگا دی اور پھر تم نے مجھے بچا لیا لیکن تم نے مجھے بچا کر اپنے آپ کو بہت بڑے خطرے میں ڈال لیا ہے ہشام اب تمہیں بھی قتل کر دے گا۔ خوشبو یہ کہہ کر خاموش ہوگئی۔

خوشبو کی کہانی سن کر میں بہت حیران ہوا اور یہ بھی سوچ رہا تھا کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے دوسروں کو موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔ خوشبو کیسے بچوں کو قتل کرتی ہوگی اور معصوم بچوں کو ماں سے جدا کرتی ہوگی وہ ماں کتنی

تڑپ جاتی ہوگی جس کا معصوم اس سے دور ہوگیا ہو خوشبو کتنی ماؤں کی مجرم ہے اور یہ کرن کے ساتھ مل کر کیسے نوجوانوں کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر موت کے گھاٹ اتار دیتی ہوگی جتنی محبت مجھے پہلے خوشبو کو دیکھ کر ہوئی تھی اتنی ہی نفرت مجھے اب اس سے ہو رہی تھی۔ یہ قاتل حسینہ ہے اسے تو جینے کا حق ہی نہیں ہے کاش میں اسے نہ بچاتا اسے مرنے دیتا اگر اسے ہشام نے زندگی میں کبھی معاف کر دیا تو پھر انسانوں کے قتل کرے گی ننھے بچوں کو ماؤں سے جدا کرے گی یہ سوچ سوچ کر میرا دماغ خراب ہو رہا تھا نکل جاؤ میرے گھر سے قاتل ہو لوگوں کی زندگیوں میں آگ لگانے والی ہو اگر ہشام نے تمہیں معاف کر دیا تو پھر تم انسانوں کو قتل کرو گی میں غصے سے بولے جا رہا تھا۔

نہیں اب میں ایسا نہیں کروں گی اور نہ میں۔۔ میں تمہیں چھوڑ کر کہیں جاؤں گی کیونکہ میری وجہ سے تمہاری زندگی کو بھی خطرہ ہوگیا ہے اور اگر اب میں یہاں سے چلی بھی گئی تو بھی ہشام تمہیں مار ڈالے گا لیکن میں ایسا کبھی بھی نہیں چاہوں گی خوشبو نے روتے ہوئے کہا۔

تم یہاں رہ کر کیا مجھے ہشام سے بچا لوگی میں نے کہا۔ تو وہ شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔ تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں ہشام سے نہیں ڈرتا میری زندگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے ہشام کون ہوتا ہے مجھے مارنے والا میں نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

تم ٹھیک کہتے ہو میں یہاں رہ کر تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتی لیکن تم نے کچھ کرنا ہوگا وہ انسانوں کے لیے میرے لیے اور اپنے لیے خوشبو نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب۔۔ میں سمجھا نہیں میں نے پوچھا۔

تم نے ہشام کو مارنا ہوگا وہ انسانیت کا دشمن ہے اگر وہ مر گیا تو سب ٹھیک ہو جائے گا میں بھی اپنی اصلی زندگی میں لوٹ آؤں گی اور تم بھی اس سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

مگر میں ہشام کو کیسے قتل کروں مجھے تو اس کے بارے میں یہ تک نہیں پتہ کہ وہ اس وقت کہاں ہوگا اور اس کے پاس تو کافی طاقتیں بھی ہیں میں نے مایوسی سے کہا۔

میں تمہیں ہشام کے پاس تو لے جا سکتی ہوں لیکن اور کچھ نہیں کر سکتی خوشبو یہ کہہ کر چپ ہوگئی۔

ہمارے درمیان کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی۔ پھر میں نے کہا۔

ٹھیک ہے تم مجھے ہشام تک پہنچا دو پھر میں جانوں اور میرا کام میں انسانیت کے لیے اپنی زندگی بھی خطرے میں ڈالنے کے لیے تیار ہوں۔

تمہارا نام کیا ہے۔ خوشبو نے پوچھا۔

ساگر۔ میں نے مختصراً کہا۔

ساگر تم یہاں اکیلے رہتے ہو کیا تمہارے ماں باپ تمہارے ساتھ نہیں ہوتے ہیں۔

میرے ماں باپ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ میں نے گہری سانس لے کر نہایت دکھ سے کہا۔

بہت دکھ ہوا یہ سن کر خوشبو نے افسوس سے کہا۔

اچھا اب آپ سو جائیں صبح ہوتے ہیں ہشام کی تلاش میں نکلیں گے میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

میں یہ کہہ کر چھت پر آ گیا اور چارپائی پر لیٹ گیا لیٹتے ہی میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گیا صبح اٹھا تو یہ سب مجھے خواب لگ رہا تھا لیکن یہ حقیقت تھی میں آنکھیں ملتا ہوا چھت سے نیچے آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ خوشبو ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔

ارے آپ نے یہ تکلیف کیوں کی میں ناشتہ خود بنا سکتا ہوں۔ میں نے پیار سے کہا۔

اس میں تکلیف کی کیا بات ہے یہ سب کام تو عورتوں کے ہوتے ہیں اگر میں نے کر دیا تو کیا برائی

ہے وہ شوخی سے بولی تو میں مسکرا دیا۔

آپ نے تو کبھی ناشتہ نہیں بنایا ہوگا میں نے کہا

جب اپنے والدین کے ساتھ تھی تو اکثر میں ہی ناشتہ بناتی تھی اس نے بتایا پھر ہمارے درمیان کوئی بات نہ ہوئی وہ ناشتہ بنا رہی تھی اور میں اسے دیکھے جا رہا تھا وہ بھی چوری چوری کبھی میری طرف دیکھتی۔

اچھا آپ فریش ہو جائیں میں ناشتہ لگاتی ہوں خوشبو نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں اٹھ کر باہر آ گیا فریش ہو کر آیا خوشبو میرا ہی انتظار کر رہی تھی پھر ہم دونوں نے مل کر ناشتہ کیا۔

ساگر ہمیں اپنا سفر آج ہی کرنا ہوگا یہ نہ ہو کہ ہشام یہاں پہنچ جائے خوشبو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے اور ہمیں اپنے ساتھ کچھ کھانے پینے کی چیزیں رکھ لینی چاہیں پتہ نہیں ہم کتنے دنوں کے بعد ہشام تک پہنچیں۔ میں نے کہا تو وہ بولی۔

نہیں ہمیں کوئی ضرورت نہیں کھانا ساتھ لے جانے کی میں منگوا لوں گی ابھی میری طاقتیں میرے پاس ہیں۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو چلو پھر میں نے اس کی بات سنکر کہا۔

اس وقت ہم جنگل میں سے گزر رہے تھے خوشبو میرے ساتھ ساتھ چل رہی تھی خوشبو نے مجھے بتایا کہ وہ بہت مزے کرتی رہی ہے۔

تم ہوا میں بھی اڑ سکتی ہو۔ میں نے پوچھا۔

ہاں۔ میں ایسا کر سکتی ہوں۔

تو پھر ہم اڑ کر کیوں نہیں جا رہے۔ میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

دیکھو ساگر میں نہیں چاہتی کہ ہشام ہمیں دیکھ لے وہ اکثر غائب ہو کر ہواؤں میں اڑتا رہتا ہے اور میں بھی اسے نہیں دیکھ سکتی ہاں البتہ وہ مجھے ہوا میں اڑتا ہوا دیکھ سکتا ہے۔ اگر اسے شک ہوگیا کہ ہم اسے مارنے کے لیے جا رہے ہیں تو وہ کسی بھی وقت ہم پر حملہ کر سکتا ہے مگر میں ایسا نہیں چاہتی کہ وہ ہمیں دیکھ لے اگر ضرورت پڑی تو میں تمہیں اڑا کر لے جاؤں گی خوشبو نے کہا تو میں خاموش ہوگیا اچانک ہی ایک طرف سے ایک بھیڑیا آیا اور خوشبو پر حملہ کر دیا وہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھی اس لیے گر پڑی میں ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کوئی چیز مجھے مل جائے اور میں بھیڑیے پر حملہ کروں لیکن اگلا منظر دیکھ کر میں حیران رہ گیا خوشبو نے بھیڑیے کو اٹھا کر دور پھینک دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی بھیڑیا غراتا ہوا آیا تو خوشبو نے اڑ کر ایک لات بھیڑیے کو ماری تو وہ اڑتا ہوا دور جا گرا خوشبو نے کچھ پڑھ کر بھیڑیے پر پھونک ماری تو اس کا جسم پھٹ گیا یہ منظر میرے لیے بہت ہی خوفناک تھا میرا جسم تھر تھر کانپنے لگا ساگر تمہیں کیا ہوگیا ہے خوشبو نے حیرانگی سے پوچھا میں نے خوشبو کی طرف دیکھا تو وہ پرسکون تھی اس کے جسم پر کہیں بھی زخموں کے نشان نہ تھے میں تو سمجھ رہا تھا کہ بھیڑیے نے خوشبو کو کافی زخمی کر دیا ہوگا لیکن میرا خیال غلط نکلا تھا۔

خود کو سنبھالو ساگر میں تمہارے ساتھ ہوں جنگل میں تو یہ بھیڑیے کافی تعداد میں ہوتے ہیں لیکن تمہیں ڈرنے کی ضرورت ہیں ہے جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں کوئی تمہیں ہاتھ تک نہیں لگا سکتا۔ خوشبو نے کہا تو میں مسکرا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا کافی دیر چلنے کے بعد جنگل ختم ہوا تو صحرا شروع ہوگیا تھا صحرا میں دور دور تک کوئی بھی سایہ نہیں دار درخت نظر نہیں آ رہا تھا ریت پر کافی دشواری سے چل رہا تھا لیکن خوشبو تو ریت پر ایسے چل رہی تھی جیسے یہ ریت نہ ہو بلکہ فرش ہو چلتے چلتے ایک دم وہ رک گئی۔

کیا ہوا خوشبو رک کیوں گئی میں نے پوچھا

ساگر مجھے لگ رہا ہے کہ یہاں کوئی چیز دفن ہے خوشبو نے میری طرف دیکھ کر کہا اور ریت پر بیٹھ گئی اور اپنے ہاتھوں سے وہاں سے ریت ہٹانے لگی میں بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گیا اور اس کی مدد کرنے لگا

www.luateen.com

ریت سے ایسی چیز نکلی۔ جس سے دیکھ کر میں لرز اٹھا مجھے اپنا دل زور زور سے دھڑکتا ہوا محسوس ہوا ریت سے ایک انسانی کھوپڑی اور جسم کی کچھ ہڈیاں نکلی تھیں۔

یہ۔ یہ کھوپڑی تو کسی انسان کی ہے میں نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

ساگر اس صحرا میں اکثر طوفان آتے رہتے ہیں کچھ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کہ جو بھی چیز طوفان کی زد میں آتی ہے وہ ریت میں دب جاتی ہے لگتا ہے یہاں سے کوئی مسافر گزر رہا تھا کہ اچانک طوفان آگیا اور وہ اس میں دب گیا خوشبو نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

اگر طوفان آگا تو ہم کیا کریں گے میں نے پریشانی سے کہا۔

میری بات سن کر وہ مسکرادی اور بولی۔ تم فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں کچھ نہیں ہوگا اس کی بات سے مجھے کافی حوصلہ ملا۔ اور اٹھ کر اس کے ساتھ چلنے لگا۔

خوشبو تم اتنی آسانی سے کیسے ریت پر چل رہی ہو میں نے پوچھا تو خوشبو نے مجھے ایک نظر غور سے دیکھا اور کہا۔

میں اکثر اسے صحراؤں میں آتی جاتی رہتی ہوں اس لیے مجھے عادت ہوگئی ہے اب میں ریت پر تیز تیز چل سکتی ہوں۔

خوشبو مجھ سے تو اور نہیں چلا جاتا۔ میں بہت تھک سا گیا ہوں۔۔۔ میں نے وہاں سے ہی ریت پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بس ساگر تھوڑی اور ہمت کرو تم اس سایہ دار درخت کے نیچے جا کر آرام کر لینا یہاں تو دھوپ بھی بہت ہے خوشبو نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور میں ہمت کر کے اٹھ گیا اور اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس درخت کے پاس پہنچ کر ہی دم لیا۔

تمہیں بھوک لگ رہی ہے ساگر خوشبو نے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں میرا تو بھوک سے برا حال ہو رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے میرے ہونٹ خشک ہو گئے ہیں میں نے کہا اور وہاں لیٹ گیا۔

میں ابھی کھانا منگواتی ہوں یہ کہہ کر خوشبو اٹھ کھڑی ہوئی اور منہ میں کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو مجھے وہاں ایک سایہ دکھائی دیا خوشبو نے ہی منتر پڑھ کر اسے بلایا تھا وہ اس سے کچھ کہہ رہی تھی جو مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ سایہ غائب ہو گیا اور خوشبو میرے پاس آبیٹھی۔

خوشبو تمہارے پاس طاقتیں ہیں پھر تم خود کیوں نہیں ہشام کو مار دیتی میں نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ساگر میں ایسا نہیں کر سکتی میں نے کئی بار اسے مارنے کی کوشش کی تھی لیکن میں ناکام رہی میں جب بھی اسے مارنے اس کے پاس جاتی ہوں تو میرا جسم جلنا شروع ہو جاتا ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے مجھ پر پیٹرول ڈال کر آگ لگا دی ہو جب میں اس سے دور ہوتی ہوں تو میں بالکل ٹھیک ہو جاتی ہوں میں کئی بار اسے مارنے گئی لیکن ہمیشہ ناکام رہی میں نے اسے مارنے کے لیے اور بھی چالیں چلیں لیکن میری ہر چال ناکام ہوگئی اب تم میرے ساتھ ہو تو مجھے لگ رہا ہے کہ ہم اسے ختم کر لیں گے خوشبو نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

خوشبو میں ہر پل تمہارے ساتھ ہوں ہم دونوں مل کر اس کے ساتھ لڑیں اور اس کا نام تک اس دنیا میں سے ختم کر دیں گے میں پرجوش لہجے میں کہا۔ میری بات سن کر وہ بولی۔

ساگر مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی تم بہت ہی بہادر ہو میں نے تمہارے جیسا شخص آج تک نہیں

دیکھا۔ خوشبو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ابھی میں نے کچھ کہنے کے لیے منہ ہی کھولا تھا کہ مجھے وہ ہی سایہ اپنے پاس دکھائی دیا جس سے کچھ دیر پہلے خوشبو نے بلایا تھا اس سائے کے ہاتھ میں کھانے کی ایک ٹرے بھی اس نے وہ ٹرے خوشبو کو دی اور خود غائب ہو گیا۔

ساگر کھانا کھاؤ وہ ٹرے میری طرف بڑھائی آؤ ناں تم بھی میرے ساتھ کھانا کھاؤ میں نے کہا تو خوشبو میرے سامنے آبیٹھی اور میرے ساتھ کھانے کھانے لگی کھانا بہت ہی لذیز تھا کھانے کھانے کے بعد میں لیٹ گیا جبکہ خوشبو بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلنے لگی وہ پریشان سی لگ رہی تھی اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا مجھ سے اس کی یہ پریشانی دیکھی نہیں جا رہی تھی میں بے چین سا ہو اٹھا۔

کوئی پریشانی ہے خوشبو میں نے بے تابی سے پوچھا۔ میری بات سن کر اس نے ایک آہ سی بھری ساگر میرا دل بہت گھبرا رہا ہے ایسا لگ رہا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے یہ صحرا کوئی عام صحرا نہیں ہے بلکہ یہ صحرا بہت خوفناک ہے اس میں کوئی طاقت خوشبو نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ وہاں کسی کے مسکرانے کی آواز گونج اٹھی۔ آواز کسی لڑکی کی تھی۔

کون ہو تم میرے سامنے آؤ۔ خوشبو نے آواز سنتے ہی کہا۔ جواب میں مسکراہٹ بکھری۔

ٹھیک ہے۔ تم میرے سامنے نہ آؤ میں خود ہی تمہیں دیکھ لیتی ہوں یہ کہہ کر خوشبو نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور منہ میں کچھ پڑھنے لگی دور بہت دور سے ایک ریت کا طوفان مجھے اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا طوفان کی شدت بہت ہی تیز تھی۔

مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ یہ طوفان ہمیں بھی بہا کر لے جائے گا خوشبو ریت کا طوفان آرہا ہے میں نے چیخ کر کہا۔ تو خوشبو نے اپنی آنکھیں کھول دیں اس نے ایک نظر طوفان کی طرف دیکھا جو تیزی کے ساتھ ہماری طرف بڑھ رہا تھا خوشبو نے اپنا ہاتھ ہوا میں لہرایا تو اسکے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر آگیا جو اسنے زور سے طوفان کی طرف پھینکا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا س نے کچھ پڑھا تو تیز ہوا کے جھونکے ہم سے ٹکرائے اور ہم ہوا میں اڑنے لگے ہم کافی بلندی پر تھے نیچے صحرا میں طوفان نے تباہی مچائی ہوئی تھی وہ جو کوئی بھی تھی بہت ہی خطرناک تھی اس کے پاس کوئی بہت بڑی طاقت تھی میں نے اسے دیکھنے کے لیے منتر پڑھا تو وہ مجھے دکھائی نہ دی بڑی چالاک تھی طوفان کی شکل میں ہماری طرف بڑھ رہی تھی لیکن میں اسے نہ دیکھ سکی۔

شکر ہے تم نے مجھے بتا دیا۔ ورنہ میں اگر کچھ دیر اور آنکھیں بند کیے رکھتی تو وہ طوفان ہمیں بہا کر لے جاتا اور ہم ریت کے نیچے دب جاتے خوشبو نے میری طرف دیکھ کہا۔

ہم بھی ہوا میں اڑ رہے تھے خوشبو ہو سکتا ہے کہ وہ تمہاری دوست کرن ہو میں نے اندازہ لگایا۔

نہیں وہ کرن نہیں تھی۔ تو پھر کون تھی میں نے تجسس سے پوچھا یہ تو میں بھی نہیں جانتی کہ وہ کون تھی لیکن تھی بہت طاقتور اس کے پاس کوئی بہت بڑی طاقت تھی تم نے دیکھا تھا کہ وہ کتنے بڑے طوفان کی شکل میں ہماری طرف بڑھ رہی تھی یہاں تو ہر کوئی میرا دشمن ہے ابھی ہشام سے جان بچاتی پھر رہی ہوں کہ ایک اور دشمن بن گئی خوشبو نے پریشانی سے کہا۔

خوشبو۔ تم فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہو میں نے اسے دلاسہ دیا تو وہ مسکرادی۔ پھر ہمارے درمیان کوئی بات نہ ہوئی تھوڑی دیر بعد ہم ایک وادی میں اترے وادی بہت ہی خوبصورت تھی آج سے پہلے ایسی خوبصورت جگہ میں نے نہیں دیکھی تھی میں حیران نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

ساگر یہ کرن کی وادی ہے بوڑھا ہشام ہمیں یہاں ہی ملے گا۔ خوشبو نے چلتے چلتے ہوئے کہا۔

ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت وادی میں نہ ہو

www.lutech.com

میں نے اندازہ لگایا۔

ہاں شاید تم ٹھیک کہتے ہو میں ابھی دیکھتی ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہے خوشبو نے رک کر کہا اور اپنا ہاتھ منہ کے سامنے رکھ کر کچھ پڑھنے لگی اس کے ہاتھ پر ایک عکس نمودار ہوا عکس کسی بوڑھے کا تھا اور وہ ایک کمرے میں کھڑا کچھ پڑھ رہا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر خوشبو کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔

کیا ہوا خوشبو میں نے پوچھا

تمہارے پاس بہت اچھا موقع ہے ہشام اسی وادی میں ہے اور وہ اس وقت کوئی چلہ کرنے میں مصروف ہے اگر تم اس کو چلے کے دوران ہی مار دو تو وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا کیونکہ اگر اس نے چلہ توڑا تو بھی اس کی تمام طاقتیں ضائع ہو جائیں گی خوشبو نے بتایا تو میں خوش ہو گیا۔

پھر جلدی چلو ناں۔ یہ نہ ہو کہ اس کے چلے کا ٹائم ختم ہو جائے میں نے بے تابی سے کہا۔

ہاں ہاں چلو۔ خوشبو نے خوشی سے کہا اور تیز تیز چلنے لگی میں بھی اس کے پیچھے پیچھے تیز قدموں سے چل رہا تھا وہ مجھے لیے حویلی میں داخل ہو گئی سامنے ہی ایک کمرے میں ہشام کھڑا چلہ کر رہا تھا یہ لو ساگر ہشام کو مار دو خوشبو نے کہا تو میں نے اس کی طرف دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک خنجر چمک رہا تھا میں حیران نظروں سے اسے دیکھنے لگا میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ خنجر تھوڑی دیر پہلے تو خوشبو کے ہاتھ میں نہیں تھا۔

ساگر کیا سوچ رہے ہو مار ڈالو اسے مجھے تکلیف ہو رہی ہے میرا جسم اندر ہی اندر جل رہا ہے خوشبو نے گھبرا کر کہا۔ میں نے خوشبو سے خنجر لیا ہشام خوفزدہ نظروں سے میری طرف دیکھ رہا تھا اس کا چہرہ موت کے خوف سے زرد ہو رہا تھا۔

وقت ضائع مت کر مار ڈالو اسے خوشبو کی درد بھری آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں نے ایک ہی وار سے ہشام کی گردن جدا کر دی اس کے حلق سے ایک درد بھری چیخ فضا میں گونجی اور وہ گر کر تڑپنے لگا اس کی گردن کٹ چکی تھی اور خون بہہ بہہ کر فرش کو سرخ کر رہا تھا اس کے گلے سے غراہٹ کی آوازیں اب بھی نکل رہی تھیں اس کی آنکھیں خوشبو پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ اس سے کہہ رہا ہو کہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ ہشام میں نے تم سے کتنی معافیاں مانگی تھیں لیکن تم نے میری ایک نہ سنی بھی دیکھ لیا آج اپنا انجام میں تم سے نفرت کرتی ہوں میرے دکھیں تمہارے لیے صرف نفرت ہے تم نے مجھ سے میری ماں اور میرا باپ چھین لیا ہے میرے والدین کس حال میں ہوں گے میں نہیں جانتی تم نے مجھے ان کی محبت سے بھی محروم کر دیا میں جب بھی اپنے والدین کے پاس جانا چاہتی تو تم مجھے منع کر دیتے تھے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی خوشبو غصے سے بولے جا رہی تھی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں کچھ دیر تڑپنے کے بعد ہشام ٹھنڈا ہو گیا۔

ساگر تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی اب جو درد روز انہ رات کو میرے جسم میں اٹھتا تھا اس درد سے بھی مجھے نجات مل گئی ہے تم نے ہشام کو مار کر نہ صرف مجھ پر بلکہ پوری انسانیت کو اس ظالم سے بچا لیا ہے خوشبو نے خوشی سے کہا۔

یہ تو میرا فرض تھا میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچھا ساگر تم دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھو میں اس کی لاش دور پھینک کر آتی ہوں خوشبو نے میری طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

خوشبو تم مجھ سے ایک وعدہ کرو۔ میں نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

کیسا وعدہ۔ خوشبو نے حیران ہو کر کہا۔

یہ کہ تم آئندہ کسی کو بھی قتل نہیں کرو گی۔ اور نہ ہی انسانی خون پیو گی۔ اور نہ ہی انسانی گوشت کھاؤ گی

میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میری بات سن کر اس کا چہرہ مرجھا سا گیا لیکن پھر مسکرائی اور بولی ساگر میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ کسی کو بھی قتل نہیں کروں گی نہ ہی انسانی خون پیوں گی اور نہ ہی انسانی گوشت کھاؤں گی۔ بلکہ جیسا تم کہوں گے میں ویسا ہی کروں گی خوشبو کی ان باتوں نے میرا دل جیت لیا۔

خوشبو تم بہت ہی اچھی ہو۔۔ میں اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بے اختیار بول اٹھا۔

اچھا اب بس کرو میری تعریف کرنا میں اچھی نہیں ہوں بہت بری ہوں میں کتنی معصوم جانوں کی قاتل ہوں وہ روہانسی ہو کر بولی۔

خوشبو جو ہو گیا سو ہو گیا اور ویسے بھی صبح کا بھولا اگر شام کو گھر لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچھا ساگر میں ہشام کی لاش پھینک کر آتی ہوں اتنا کہہ کر اس نے ہشام کی لاش کو کندھوں پر اٹھایا اور باہر کی طرف چل دی میں اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا اور اس کی طاقت پر حیران بھی ہو رہا تھا بہر حال میں دوسرے کمرے میں آ گیا کمرے کی سجاوٹ نہایت ہی عمدہ انداز سے کی گئی تھی کمرے میں موجود ہر چیز پر ہیرے لگے ہوئے تھے مجھے یہ سب ایک خواب کی مانند لگ رہا تھا میں وہاں ہی رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور چھت کے ساتھ لٹکتے ہوئے فانوس کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا اچانک ہی وہاں کسی لڑکی کے قہقہے گونجنے لگے میں ان قہقہوں کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگا یہ قہقہے خوشبو کے نہیں تھے۔

کک۔ کون ہو تم۔ میں نے گھبرا کر کہا۔

میرے سامنے دھواں پھیلنے لگا دھواں دیکھ کر میں اٹھ کھڑا ہوا دھواں آہستہ آہستہ ایک وجود اپنانے لگا میری نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں اس دھویں نے ایک لڑکی کا وجود اختیار کیا جسے دیکھ کر میں حیران رہ گیا وہ حسن کی ملکہ تھی اس کی رنگت دودھ کی طرح سفید تھی سنہری بال کمر تک آ رہے تھے موٹی بھوٹی براؤن آنکھوں میں ایک چمک تھی قدرتی گلابی رخسار اور دائیں آنکھ کے نیچے ایک چھوٹا سا سیاہ تل چمک رہا تھا نیلے آسمانی رنگ کے لباس میں وہ پرستان کی پری لگ رہی تھی حسن کے مقابلے میں وہ خوشبو سے کئی گنا زیادہ خوبصورت تھی میں ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے جا رہا تھا مجھے کچھ ہوش نہ رہا تھا میں مکمل طور پر اس کے حسن میں ڈوبا ہوا تھا۔

ساگر اس کی شیریں آواز گونجی۔ تو میں خیالوں کی دنیا سے لوٹ آیا ساگر میں کرن ہوں بیٹھو اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا میں کچھ کہے بغیر بیٹھ گیا وہ بھی دوسری طرف رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگی بہت حسین اور دیدہ زیب مسکراہٹ تھی وہ گہری نظروں سے میرا جائزہ لے رہی تھی۔

ساگر اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔

مسکراتی رہا کریں آپ کے چہرے پر مسکراہٹ بہت اچھی لگتی ہے میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ وہ ہلکا سا ہنسی۔

ساگر میں تمہیں کسی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتی جب میں نے تمہیں دیکھا تو میں اپنا دل دے بیٹھی روز تمہیں دیکھنے کے جاتی میرے دل میں کئی بار یہ خواہش جگی کہ میں تمہارے ساتھ بیٹھوں اور ایک دوسرے سے باتیں کریں۔ اس دن ہشام نے مجھے تمہیں مارنے کے لیے بھیجا تھا لیکن میں نے تمہیں دیکھا تو مجھے تم سے محبت ہو گئی میرا دل تمہاری طرف کھنچا چلا جانے لگا میں واپس آ گئی اور ہشام سے کہہ دیا کہ میں تمہیں نہیں ماروں گی اور اگر تم نے بھی اسے مارنے کی کوشش کی تو میں تمہاری دشمن بن جاؤں گی میں یہ بھی بھول جاؤں گی کہ تم میرے دوست ہو اگر تم نے چھپ کر بھی اس پر وار کیا تو میں تمہارے ساتھ

www.lutechi.com

بہت برا کروں گی اور تمہاری ساری حقیقت بستی والوں کو بتادوں گی پھر تم خود ہی سوچ لو کہ بستی والے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کریں گے وہ تمہیں زندہ جلادیں گے میری بات سن کر ہشام خوفزدہ ہوگیا۔اس نے مجھ سے وعدہ کرلیا کہ وہ تمہیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچائے گا جب مجھے یہ پتہ چلا کہ تم خوشبو کے ساتھ یہاں آرہے ہو تو میرا دل خوش ہوگیا لیکن یہ بات مین نے ہشام سے نہ کہی تھی کہ تم اسے مارنے کے لیے آرہے ہو اگر اسے پتہ چل جاتا تو وہ تمہیں راستے میں ہی ختم کردیتا لیکن میں ایسا نہیں چاہتی تھی بلکہ میں چاہتی تھی کہ ہشام تمہارے ہاتھوں مرجائے کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ ڈالے میں اسے خود بھی مار سکتی تھی لیکن میں نے ایسا نہیں کیا ہے مجھے پتہ تھا کہ اگر میں نے ہشام کو مار دیا تو پھر تم یہاں نہیں آؤ گے میں تمہیں بھی یہاں لاسکتی تھی لیکن جب مجھے پتہ چلا کہ تم خود یہاں آرہے ہو تو تب سے اب تک میں تمہارا انتظار پل پل کررہی تھی کرن اپنی بات مکمل کرکے خاموش ہوگئی اور میں ایک خوشگوار سی سانس لے کر رہ گیا۔

کرن تم بہت ہی خوبصورت ہو تمہاری باتیں سن کر میرا دل خوش ہوگیا ہے میں بھی تم سے محبت کرنے لگا ہوں میں نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

ساگر تم نے مجھے بہت بڑی خوشی دی ہے تم مجھ سے محبت کرنے لگے ہو یہ کہہ کر تم نے میرا دل خوش کردیا ہے یہ خوشی میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہے آج سے پہلے مجھے جتنی بھی خوشیاں ملی ہیں یہ سب سے بڑی خوشی ہے میں تمہیں اتنی محبت دوں گی کہ تم خود کو بھی بھول جاؤ گے میں اپنی ساری زندگی تمہاری بانہوں میں گزارنا چاہتی ہوں۔تم نے مجھے اپنی محبت دے کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے اب میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گی تمہیں خوشبو کے بارے میں سب کچھ بتادوں گی اگر تم مجھ سے محبت نہ بھی کرتے تو میں تمہیں خوشبو کی حقیقت بتادیتی کرن نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

خوشبو۔نے مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتادیا ہے اس کی داستان بہت ہی دکھ بھری ہے مجھے اس سے بہت ہمدردی ہے اور اب تو اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انسانی خون اور گوشت نہیں کھائے گی اور نہ ہی مردہ بچوں کو قبروں سے نکال کر کھائے گی اس کے جسم سے انسانی گوشت کی تڑپ ختم ہوچکی ہے اب وہ پھر سے اپنی اصل زندگی کی طرف لوٹ آئے گی میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ساگر تم بہت ہی بھولے ہو اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ جو وعدہ اس نے تم سے کی ہے وہ وعدہ وہ توڑ چکی ہے اس نے تم کو بے وقوف بنایا ہے وہ بہت چالاک ہے اس نے تمہارے ہاتھوں ہشام کو قتل کروا کر اپنے آپ کو اس سے آزاد کرلیا ہے وہ اب بھی خون کی پیاسی ہے اس کے دل میں انسانی گوشت کی تڑپ اب بھی ہے خون کی پیاسی ہے اگر تم نے اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو وہ تمہیں بھی مار دے گی لیکن میں اسے ایسا ہرگز نہیں کرنے دوں گی کرن نے اٹل لہجے میں کہا۔

کرن تم یہ کیا کہہ رہی ہو خوشبو مجھے دھوکا نہیں دے سکتی اس کی خاطر تو میں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا تھا میں نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

ساگر اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو خوشبو ہشام کی لاش کو پھینکنے نہیں بلکہ اس کا گوشت کھانے گئی ہے کرن نے اٹھتے ہوئے کہا۔میں یہ سن کر حیران سا رہ گیا اور پھر میں بھی اٹھ گیا۔اور اس کے ساتھ باہر کی طرف چل دیا وہ حویلی سے نکل کر ایک طرف چلنے لگی اس کے چلنے کی رفتار بہت تیز تھی ہم حویلی سے کافی دور نکل آئے تھے وہ چلتے چلتے اچانک ہی ایک جگہ رک گئی اس کے سامنے ایک کھائی تھی۔

وہ دیکھو ساگر۔کرن نے نیچے کی طرف اشارہ کیا جہاں خوشبو ہشام کے گوشت کو نوچ نوچ کر کھا رہی تھی وہ اس وقت کسی چڑیل سے کم نہیں لگ رہی تھی خوشبو کو اس طرح دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے غصے سے میرا چہرہ سرخ ہوگیا۔مجھے خوشبو سے یہ امید نہ تھی میری یہ حالت دیکھ کر کرن گھبرا سی گئی۔

چلو ساگر کرن نے کہا اور میرا بازو پکڑ کر مجھے حویلی میں لے آئی میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں میرا دل کررہا تھا کہ خوشبو کو جان سے ماردوں ساگر حوصلہ رکھو کرن نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

کرن خوشبو نے میرے ساتھ بہت بڑا دھوکہ کیا ہے وہ بہت بے وفا ہے احسان فراموش ہے میں نے روتے ہوئے کہا۔

ساگر تم۔۔کرن نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ خوشبو اندر داخل ہوئی اس کا چہرہ اور کپڑے بالکل صاف تھے اس کو دیکھ کر یہ اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا کہ ابھی چند لمحے پہلے وہ کیسی حالت میں تھی مجھے اور کرن کو ایک ساتھ دیکھ کر گھبرا سی گئی اس کے چہرے پر گہری پریشانی چھا گئی۔

ساگر تم کیوں رو رہے ہو۔خوشبو نے پوچھا لیکن میں کچھ نہ بولا۔کرن تم سے مل چکی ہو یہ ساگر ہے خوشبو نے کرن سے مخاطب ہوکر کہا۔

خوشبو تم اپنے چہرے سے معصومیت کی چادر اتار دو میں تمہاری حقیقت جان گیا ہوں تم نے ہشام کی لاش کھائی ہے ناں تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے تمہیں مرنا پڑے گا میں تمہیں جان سے ماردوں گا تمہیں جینے کا کوئی بھی حق نہیں ہے تم قاتل حسینہ ہو میں غصے سے کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ آج تمہیں مرنا ہوگا تمہیں مار کر میں اور کرن تمہارا خون پئیں گی خوشبو نے قہقہہ لگا کر کہا تو میں کانپ اٹھا خوشبو تم ساگر کو کچھ نہیں کہو گی یہ میری محبت ہے اگر تم نے اسے چھونے کی کوشش بھی کی تو میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں گی کرن نے غراتے ہوئے کہا۔

تو اب تم مجھے مارو گی خوشبو مسکراتے ہوئے بولی ہاں۔۔کرن چیخی

کرن تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ میں نے ہشام کا خون پیا ہے جس وجہ سے اس کی تمام طاقتیں میرے اندر آگئیں ہیں اب میں وہ خوشبو نہیں رہی جو سب سے ڈرتی تھی میں اب کمزور نہیں ہوں میری طاقتیں تم سے زیادہ ہیں خوشبو نے فخر سے کہا۔

خوشبو تم اگر ہشام کے علاوہ کسی اور جادوگر کی طاقتیں بھی حاصل کرلو تو بھی تم میرا مقابلہ نہیں کرسکتی کرن نے غصے سے کہا۔

کرن اتنا غرور نہ کر اپنے آپ پر میں تم سے نہیں ڈرتی اپنا یہ غصہ کسی کو اور دکھانا خوشبو نے کہا اور آگے بڑھ کر کرن کو ایک دھکا دیا کرن لڑکھڑاتی ہوئی دور جا گری۔

خوشبو تم نے مجھے دھکا دے کر اپنی موت کو آواز دی ہے یہ کہہ کر کرن اٹھ کھڑی ہوئی اور اچھل کر خوشبو کو دبوچ لیا خوشبو اس کے حملے کے لیے تیار نہ تھی لہذا نیچے جا گری کرن نے چھلانگ لگائی اور خوشبو کے پاس جا پہنچی اور خوشبو کے بالوں سے پکڑ کر اس کے منہ دیوار کے ساتھ مارنے لگی خوشبو لہولہان ہوچکی تھی اس کے منہ سے گندہ سیاہ خون بہنے لگا خوشبو درد کی شدت سے چیخ رہی تھی اچانک ہی خوشبو نے کرن کو ٹانگ سے پکڑ کر دور پھینکا اور اس کے بالوں سے پکڑ لیا کرن بے بس ہوتی جارہی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کروں کرن کوشش کررہی تھی کہ خوشبو اس کے بال چھوڑ دے لیکن خوشبو کسی بھی طرح اس کے قابو میں نہیں آرہی تھی پھر اچانک ہی کرن نے اپنے لمبے ناخنوں والا ہاتھ خوشبو کے پیٹ میں دے مارا خوشبو کی ایک چیخ فضا میں بلند ہوئی اس کی گرفت

www.lutech.com

کرن کے بالوں سے ڈھیلی پڑ گئی کرن نے دھکا دے کر کرن کو گرا دیا خوشبو تڑپ رہی تھی اس کی درد بھری چیخیں اب بھی وہاں گونج رہی تھیں اس کے پیٹ سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔

کرن نے کچھ پڑھ کر پھونکا تو وہاں ایک نہایت ہی بھیانک شکل والا بھوت آ گیا اس کا جسم کالا سیاہ تھا منہ پر کالے سیاہ لمبے بال تھے آنکھیں انڈے کی طرح تھیں کالے بھوت اسکی لاش لے جاؤ اور پھینک دو کسی کنویں میں کرن نے اسے حکم دیا اس نے سر جھکایا اور خوشبو کی لاش اٹھا کر وہاں سے غائب ہو گیا میں اس کی ساری صورت حال سے کافی خوفزدہ ہو گیا تھا خوف سے میرے چہرے کی رنگت بھی تبدیل ہو رہی تھی۔ اب تو مجھے کرن سے بھی خوف آنے لگا تھا مجھے یقین ہو گیا تھا کہ کرن اب مجھے بھی مار دے گی کرن نے میری طرف دیکھا اور میں کانپ اٹھا خوف سے میرا دل ڈوبنے لگا کرن کی آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح ہو چکی تھیں میں ڈر کے مارے قدم پیچھے ہٹ گیا مجھے اس طرح پیچھے ہٹتا ہوا دیکھ کر کرن گھبرا سی گئی۔

ارے ساگر تم مجھ سے کیوں ڈر رہے ہو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی تم تو میری محبت ہو کوئی اپنی محبت کو نقصان نہیں پہنچاتا چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے میری کیفیت بھی ایسی ہی ہے میں تمہاری خاطر خود تو نقصان میں جا سکتی ہوں لیکن تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی کرن نے آگے بڑھ کر کہا تو مجھے کچھ حوصلہ ہوا۔

کرن یہ تم نے کیا کیا میں نے پریشانی سے کہا۔

دیکھو ساگر اگر میں خوشبو کو نہ مارتی تو وہ تمہیں مار دیتی مگر میں اپنی محبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی کرن روہانسی ہو کر بولی۔

ہاں کرن تم ٹھیک کہتی ہو اگر تم اسے نہ مارتی تو وہ مجھے مار دیتی وہ بہت ظالم تھی اگر وہ زندہ ہوتی تو ہمیں کبھی بھی ملنے نہ دیتی کیونکہ وہ محبت کرنے والوں کی دشمن ہے میرے منہ سے یہ بات سن کر کرن بہت خوش ہوئی۔ اور بولی۔

ساگر مجھے تمہاری یہ باتیں بہت ہی اچھی لگتی ہیں میرا دل کرتا ہے کہ تم بولتے جاؤ اور میں سنتی جاؤں کرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کرن تم بہت ہی اچھی ہو اور تمہاری باتیں اس سے بھی اچھی ہیں تمہاری انہی باتوں نے مجھے تمہارا دیوانہ بنا لیا ہے میں نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔ تو کرن خوشی سے جیسے جھوم سی گئی۔

اچھا آؤ ساگر میں تمہیں اپنی وادی کی سیر کراتی ہوں کرن نے کہا اور میرا ہاتھ تھام کر باہر آ گئی اس نے مجھے پوری وادی میں گھمایا وادی بہت ہی خوبصورت تھی رات کا اندھیرا ہر طرف پھیل رہا تھا چاند کی روشنی میں وادی بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی وادی کے درمیان میں چمکتی ہوئی حویلی انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی لیکن حویلی کے اوپر لگی ہوئی کھوپڑی بہت ہی بھیانک لگ رہی تھی کھوپڑی کی آنکھوں میں دو چمکتے ہوئے ہیرے کھوپڑی کو خوفناک بنا رہے تھے۔

کرن یہ کھوپڑی تم نے حویلی کے اوپر کیوں لگا رکھی ہے۔ میں نے چلتے چلتے پوچھا۔ اس وقت پوری وادی گھوم کر ہم دونوں واپس حویلی میں آ رہے تھے میری بات سن کر کرن مسکرائی اور کہا ساگر یہ کھوپڑی میں نے خوبصورتی کے لیے لگا رکھی ہے کرن کی بات سن کر میں ہنسنے لگا کیونکہ اس نے بات بہت ہی عجیب کی تھی جبکہ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ اس نے یہ کھوپڑی حویلی کو نظر بد سے بچانے کے لیے لگا رکھی ہے میری ہنسی رکنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔ کرن میری طرف دیکھ کر بولی۔

تم اتنا ہنس کیوں رہے ہو۔

تم نے یہ کھوپڑی خوبصورتی کے لیے لگائی ہے

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھا تو تم کھوپڑی کی وجہ سے ہنس رہے ہو۔

ہاں یار میں نے کہا تو کرن بھی میرے ساتھ قہقہے لگانے لگی ہم حویلی میں واپس آئے تو مجھے حویلی میں کالے سیاہ سائے ادھر ادھر اڑتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر میں کانپ سا گیا کہ وہ سائے اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے مجھے ہی گھور رہے تھے کرن کیا تمہیں بھی کالے سیاہ سرخ انگارہ آنکھوں والے سائے ادھر ادھر اڑتے ہوئے نظر آ رہے ہیں میں نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

ہاں ساگر مجھے یہ سائے نظر آ رہے ہیں لیکن تمہیں خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ سب میرے ملازم ہیں یہ حویلی کی حفاظت کے لیے ادھر ادھر اڑ رہے ہیں انہیں میں نے ہی اس کام پر لگایا ہے اگر رات کو کوئی حویلی میں حملہ کرے تو یہ اسے مار دیتے ہیں لیکن یہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے کرن نے مجھے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کرن ان کی شکلیں کتنی خوفناک ہیں تمہیں ان سے خوف نہیں آتا ہے میں نے کہا۔

نہیں ساگر مجھے ان سے خوف نہیں آتا ہے میں نے تو اس سے بھی زیادہ خوفناک شکلیں دیکھ رکھی ہیں کرن نے کہا میں بہت شرمندہ ہوا میں کرن سے نظریں نہیں ملا رہا تھا۔

اچھا چھوڑو ان باتوں کو آؤ تمہیں تمہارا کمرہ دکھاؤں کرن نے کہا۔ اور ایک کمرے میں داخل ہو گئی میں بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہو گیا کمرہ اندر سے انتہائی خوبصورت تھا کمرے میں موجود ہر چیز بہت اعلیٰ تھی۔

اچھا میں چلتی ہوں میرا دل تم سے باتوں کا خواہش مند ہے لیکن میں نے ایک چلہ کرنا ہے جو میں نے شروع کر رکھا ہوا ہے وہ چلہ بہت ہی اہم ہے تمہیں تو نیند آ رہی ہو گی کرن نے مسکراتے ہوئے کہا

۔ ہاں مجھے تو بہت سخت نیند آ رہی ہے کل رات بھی ٹھیک طرح سے سو نہیں پایا ہوں میں نے بتایا۔

اچھا تم سو جاؤ میں چلتی ہوں صبح بات ہو گی یہ کہہ کر کرن باہر چلی گئی اور میں حیرانگی سے کمرے میں موجود چیزوں کو دیکھنے لگا مجھے یہ سب خواب لگ رہا تھا ایسا خوبصورت کمرہ اور حویلی تو میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی میں بیڈ پر آ کر لیٹ گیا اور کرن کے بارے میں سوچنے لگا اسکا مسکراتا ہوا چہرہ اب بھی میری آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا کرن نے میرے دل میں محبت کی آگ لگا دی تھی ورنہ اسے پہلے تو میں محبت کو فضول سمجھتا تھا محبت میں مرنے والوں کو پاگل کہتا تھا لیکن مجھے تو آج پتہ چلا کہ محبت کیا ہوتی ہے نجانے کب میری آنکھ لگ گئی میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوا اچانک ہی مجھے ایک لڑکی دکھائی دیتی ہے جو ایک طرف چلی جا رہی تھی اس نے ابھی تک مجھے نہیں دیکھا تھا یا پھر وہ جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی میں بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون تھی کیونکہ وہ آگے چل رہی تھی اور میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اس نے ایک دفعہ بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا کبھی اس کی رفتار تیز ہو جاتی تو کبھی آہستہ کئی دفعہ یہ سوچ کر میرے قدم رک گئے کہ میں اس کے پیچھے کیوں جا رہا ہوں میری منزل تو کوئی اور ہے لیکن پھر بھی نجانے کیوں اسکے پیچھے ہی جا رہا تھا۔

اچانک ہی وہ پیچھے مڑی تو میں کانپ گیا خوف سے میرا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا وہ کوئی اور نہیں بلکہ خوشبو تھی اس کی آنکھیں سرخ تھی وہ مجھے ایسے گھور رہی تھی کہ جیسے وہ ابھی میرا خون اپنی پیاسی رگوں میں اتار دے گی۔ وہ بولی

ساگر تم کیا سمجھتے تھے میں مر گئی ہوں لیکن ایسا بالکل بھی نہیں ہے میں ابھی زندہ ہوں تمہیں دیکھ سکتی ہوں اور تمہیں چھو بھی سکتی ہوں آج میں تمہاری موت بن جاؤں گی پہلے تو کرن نے تمہیں بچا لیا تھا لیکن

www.luatech.com

اب تو وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ اسے میں ختم کر چکی ہوں مجھے پتہ تھا کہ اگر میں نے تمہیں مارنے کی کوشش کی تو کرن تمہیں بچالے گی اس لیے میں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے وہ میرے راستے کی دیوار تھی میں نے اسے گرادیا اب تمہاری باری ہے تمہارے خون سے اپنی پیاس بجاؤں گی۔ ہاہاہا۔ ہاہاہا خوشبو قہقہہ لگا کر میری طرف بڑھنے لگی۔ میں وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا لیکن بھاگ نہ سکا مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے میرے پاؤں پکڑ لیے ہوں خوشبو خوفناک انداز سے چلتی ہوئی میرے پاس آئی اور دونوں ہاتھوں سے میرا گلہ دبانے لگی مجھے اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں اس کے ساتھ ہی میرا خواب ٹوٹ گیا اور میں اٹھ بیٹھا مجھے اپنے اردگرد سے بھی خوف محسوس ہو رہا تھا کمرے میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی مجھے اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔ اف کتنا بھیانک خواب تھا میں بڑبڑایا اور اپنے چہرے پر آئے ہوئے پسینے کو ہاتھ سے صاف کرنے لگا اور پھر دوبارہ لیٹ گیا اس کے بعد میں نے سونے کی بہت کوشش کی لیکن میں سو نہ سکا ایک دل کیا کہ اٹھ کر باہر چلا جاؤں لیکن ان خوفناک سائیوں کا سوچ کر میں باہر نہ گیا۔ مجھے پتہ تھا کہ وہ سائے اب بھی باہر ہی موجود ہوں گے مجھے یقین تھا کہ وہ سائے مجھے کچھ بھی نہیں کہیں گے لیکن نجانے کیوں مجھے ان سے خوف محسوس ہو رہا تھا صبح ہوئی تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فریش ہو کر باہر آیا تو کرن ناشتے کی ٹیبل پر میرا ہی انتظار کر رہی تھی مجھے دیکھتے ہی اسکے چہرے پر ایک حسین مسکراہٹ پھیل گئی آؤ ساگر میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی کرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں بھی مسکراتا ہوا اس کے پاس بیٹھ گیا ٹیبل پر میری پسند کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں کرن تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ چیزیں مجھے پسند ہیں میں نے ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کیوں کہ یہ سب میری پسند ہیں کرن نے بتایا تو میں مسکرا دیا ناشتہ کرنے کے بعد ہم حویلی سے باہر چلے آئے اور ایک سرسبز پہاڑ پر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے کرن نے اپنا سر میرے کندھے پر ٹکا دیا کرن آج رات میں نے ایک بہت ہی بھیانک خواب دیکھا ہے میں نے پریشانی سے کہا۔

کیا دیکھا ہے خواب۔ کرن نے پوچھا۔

خواب میں مجھے خوشبو دکھائی دی تھی وہ ایک جنگل میں موجود تھی اس کی آنکھوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی اس نے مجھے مارنے کی کوشش کی ہے کرن میری بات سن کر مسکرائی اور بولی۔

ساگر خوشبو مر چکی ہے اور خواب تو خواب ہوتے ہیں تم پریشان مت ہو جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں کوئی تمہیں ہاتھ تک نہیں لگا سکتا اس کی ان باتوں نے مجھے کافی حوصلہ دیا۔

کرن یہ وادی اتنی ویران کیوں ہے کیا تمہارے علاوہ یہاں پر کوئی نہ ہوتا ہے میں نے تجسس سے پوچھا۔ میری بات سن کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ساگر یہ وادی پہلے ایسی ویران نہ تھی بلکہ یہاں پر بہت سے جنات ہوا کرتے تھے لیکن میں نے ان جنات کو مار دیا تھا ان کا خون پی گئی تھی۔

مگر کیوں میں نے پوچھا۔

ساگر اس وادی کے جن بہت ہی ظالم تھے وہ روزانہ رات کو جاتے اور انسانی بستی سے انسانوں کو اٹھا کر لے آتے اور پھر یہاں پر جشن منایا جاتا سارے جنات مل کر انسانوں سے محبت کرتے تھے اگر ان ظالم جنوں کے ہاتھ کوئی لڑکی لگ جاتی تو اس کا گوشت کھاتے اور خون پیتے لیکن میرے بابا کو یہ سب بہت برا لگتا تھا وہ انسانوں سے محبت کرتے تھے اور خود مجھے بھی یہ سب اچھا نہیں لگتا تھا میں نے بابا سے بات کی۔

بابا آپ تمام جنات سے کہیں کہ وہ انسانی بستی سے لڑکیوں کو نہ اٹھا کر لایا کریں مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا ہے۔

ہاں میں جنات سے بات کروں گا۔

دوسرے دن بابا نے یہ بات جنات سے کی تو انہیں یہ بات پسند نہ آئی وہ سب تو پہلے ہی بابا کے دشمن تھے بابا کی یہ بات سن کر وہ آگ بگولہ ہو گئے سب جنات نے مل کر فیصلہ کیا کہ وہ میرے بابا کو قتل کر دیں گے اس فیصلہ پر انہوں نے جلد ہی عمل کیا اور ایک جنات نے میرے بابا کو رسیوں سے جکڑ کر انہیں آگ لگا دی میری ماں نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو انہوں نے میری ماں کو بھی آگ لگا دی میں روتی ہوئی چیختی رہی لیکن کسی نے میری ایک نہ سنی میری آنکھوں کے سامنے میرے ماں باپ جل کر خاک ہو گئے اور پھر انہوں نے مجھے ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا۔ میں کتنے دن تک اس کنویں میں پڑی رہی مجھے کچھ علم نہیں وہاں تو ہر طرف اندھیرا چھایا رہتا تھا میں نے اس کنویں سے نکلنے کے لیے دن رات ایک کر دیئے میں اس کنویں میں بیٹھ کر چلہ کرتی رہی جب میرا چلہ مکمل ہو گیا تو میں اس کنویں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئی میرے دل میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی مجھے کسی پل چین نہیں آتا تھا میں نے دل ہی دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ اب میں کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی وادی کے تمام جنات مجھے جانتے تھے اس لیے میں ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کا روپ دھار کر ان کے سامنے آ گئی مجھ سے زیادہ اس وادی میں کوئی بھی لڑکی نہ تھی۔ تمام جن میرے عاشق ہو گئے میں نے بھی اپنا اصل روپ کسی پر ظاہر نہ کیا اور پھر میں نے انتہائی ہوشیاری اور چالاکی سے جنات کو مارنا شروع کر دیا۔ کسی کو مجھ پر شک بھی نہ ہوا۔ میں اپنی خوبصورتی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہی تھی میں جنوں کو ویران جنگل میں لے جا کر ان کا مار دیتی تھی اور ان کا خون پی جاتی تھی جس سے میری طاقتوں میں دن بہ دن اضافہ ہوتا گیا میں ان کی لاش کو اندھے کنویں میں پھینک دیتی پھر ایک دن ایسا بھی آیا کہ میں نے وادی کے تمام جنوں کو اور ان کے گھر والوں کو ختم کر دیا میرے دل کی آگ تو ٹھنڈی ہو گی لیکن اپنی امی اور بابا کی یاد مجھے ہر وقت ستاتی رہتی کیونکہ میں نے انکی نافرمانی کی ہے وہ انسانی خون پینے والوں کو برا سمجھتے تھے اور اب میں انسانی خون پیتی ہوں اگر میں انسانی خون نہ پیئوں تو میں تڑپنے لگتی ہوں انسانی خون پینا اب میری زندگی کا حصہ ہے۔

کرن اپنی کہانی سنا کر خاموش ہو گئی کرن تمہاری کہانی تو بہت دکھ بھری ہے تم نے ان ظالم جنوں کو مار کر بھی غم تمہارے پاس نہ آنے دوں تاکہ تمہارا چہرہ ہر وقت مسکراتا رہے میں نے آنکھوں میں دنیا و جہان کی محبت بھر کر اسے کہا۔ میری بات سن کر وہ دھیرے سے مسکرائی۔

ساگر تم بہت ہی اچھے ہو تم میرے ساتھ رہو تو میں ہمیشہ خوش رہوں گی میرا چہرہ ہر وقت تمہیں دیکھ کر مسکراتا رہے گا اس نے میری طرف محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

میں تمہارے ساتھ ہمیشہ رہونگا اس وادی میں اس وادی کو ہم پھر سے آباد کریں گے میں نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

ساگر تم مجھے چھوڑ کر کہیں مت جانا ورنہ میں مر جاؤں گی کرن نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

کرن تم ایسی باتیں مت کرو میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا لیکن اتنا کہہ کر میں رک گیا لیکن کیا۔ وہ بے تابی سے بولی۔

لیکن موت تو برحق ہے وہ ہم دونوں کو جدا کر سکتی ہے اس کے علاوہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں جدا نہیں کرے گی میں نے نرم لہجے میں کہا۔

www.lutech.com

ہاں ساگر تم ٹھیک کہتے ہو موت تو ایک نہ ایک دن ہمیں جدا کر دے گی کرن نے افسوس سے کہا۔

اچھا چھوڑو ان باتوں کو تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری ملاقات ہشام سے پہلی مرتبہ کیسے ہوئی اور وہ تمہارا دوست کیسے بنا۔

میں ایک بار انسانی دنیا میں گئی اور ایک خوبصورت انسان کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر جنگل میں لائی تو اس کو قتل کر کے اس کا خون پینے لگی کہ اچانک وہاں ہشام آ گیا میں اسے اپنے سامنے دیکھ کر ڈر سی گئی مجھے یہ علم نہیں تھا کہ وہ بھی خون کا پیاسا ہے میں خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی کہ میں وہاں سے غائب ہونے والی تھی کہ ہشام نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔

ڈرو مت میں تمہیں کچھ بھی نہیں کہوں گا کیا تم مجھ سے دوستی کرو گی ہشام نے میرا ہاتھ آہستہ سے دباتے ہوئے کہا۔ تو میں نے اس سے فوراً دوستی کر لی لیکن مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ ایک جادوگر ہے میں نے اسے اپنے بارے میں سب کچھ سچ سچ بتا دیا پھر میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے تو اُنے بھی اپنے بارے میں مجھے سب کچھ بتا دیا اس دن کے بعد وہ اکثر مجھے اس وادی میں ملنے آتا رہتا۔ اور کبھی میں اس کی حویلی میں چلی جاتی کرن نے مجھے تفصیل بتائی۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا۔

کرن میری ایک بات مانو گی۔

ہاں بولو۔ کرن نے مختصراً کہا۔

اگر تم مجھ سے سچی محبت کرتی ہو تو تمہیں میری بات ماننا ہوگی تمہیں میری محبت کی قسم میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ساگر تم جو بھی کہوں گے میں ماننے کو تیار ہوں کیونکہ میں تم سے سچی محبت کرتی ہوں تم میری پہلی اور آخری محبت ہو میں تمہاری بات کیسے ٹال سکتی ہوں کرن نے جذباتی لہجے میں کہا۔

تو تم پھر انسانی خون پینا چھوڑ دو۔ میں نے اتنا کہا تھا کہ وہ غصہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ساگر تم یہ کیا کہہ رہے ہو انسان خون میری زندگی ہے میں انسانی خون پینا نہیں چھوڑ سکتی۔

کرن مجھے تمہاری محبت کا اندازہ ہو گیا ہے آج مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم مجھ سے کتنی محبت کرتی ہو اگر تم مجھ سے محبت کرتی تو میری بات مان لیتی آج سے تمہارا اور میرا راستہ جدا ہے۔ میں واپس اپنی دنیا میں جا رہا ہوں اگر تمہیں مجھ سے ذرہ بھی محبت ہوئی تو انسان خون پینا چھوڑ دینا اور مجھے آ کر لے جانا یہ کہہ کر میں اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا۔

رکو ساگر۔ کرن نے کہا۔ میں رک گیا مجھے یقین ہو گیا تھا کہ کرن میری خاطر خون پینا چھوڑ دے گی میں نے مسکرا کر کرن کی طرف دیکھا۔

ساگر یہ سچ ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں میں تمہیں کسی اور کا نہیں ہونے دوں گی میں تمہیں مار سکتی ہوں لیکن کسی اور کا نہیں ہونا ہوا دیکھ سکتی وہ غصے سے کہتی ہوئی میری طرف بڑھی۔

کرن کرن۔ تم مجھے مارو گی اپنی محبت کو میں خوفزدہ انداز میں کہتا ہوا پیچھے ہٹا۔

ہاں ساگر میں تمہیں ماردوں گی اپنی محبت کا خون کر دوں گی تم ہی وہ واحد انسان ہو جس سے میں نے محبت کی ہے لیکن تم نے میرے ساتھ نہ رہ کر مجھ سے دشمنی کر کے اچھا نہیں کیا میں اپنے دشمن کو کبھی بھی معاف نہیں کرتی میں آج تمہیں ایسی موت ماروں گی کہ تم تو کیا کوئی محبت سے بے وفائی نہیں کرے گا کرن نے غراتے ہوئے کہا۔

کرن تم اسے نہیں مار سکتی ہو یہ میرا شکار ہے اسے میں یہاں لائی تھی خوشبو کی آواز وہاں گونجی تو میں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔

کہاں ہو تم کرن نے چیختے ہوئے کہا۔

میں یہاں ہوں خوشبو اچانک سامنے آ گئی۔

تو تم بچ نکلی تھی لیکن اب نہیں بچو گی اگر تم سگر کو یہاں لائی تھی تو کیا ہوا لیکن وادی تو میری ہے ناں کرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کرن تم نے اچھا نہیں کیا مجھ سے دشمنی کر کے آخر میں نے تمہارے لیے کیا کچھ نہیں کیا تھا تم اس لڑکے کی محبت میں آ کر اپنی دوست کو بھی بھول گئی لیکن اب میں یہ بھی بھول جاؤں گی کہ تم میری دوست ہو خوشبو نے کہا اور کرن کی طرف بڑھی۔ کرن بھی اس کے حملے کے لیے بالکل تیار کھڑی تھی میں ان دونوں کو دہشت زدہ نگاہوں سے دیکھنے لگا کیونکہ وہ دونوں ہی میری دشمن تھیں خوف سے میرا حلق خشک ہو رہا تھا میرے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی اور میرا بدن پسینے سے تر ہو رہا تھا وہ دونوں دیوانہ وہاں سے بے خبر آپس میں لڑ رہی تھیں کبھی کرن خوشبو کے آگے بے بس ہو جاتی اور کبھی خوشبو کرن کے آگے بے بس ہو جاتی۔

دونوں کی توجہ مجھ سے ہٹ گئی تھی اور میں بھاگتا ہوا دور چلا گیا میں کس طرف جا رہا تھا مجھے کچھ اندازہ نہ تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں میں تو چاہتا تھا کہ میں بھاگتا ہوا دور نکل جاؤں۔ تاکہ وہ مجھے ڈھونڈ نہ سکیں وادی تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہی تھی آخر کار تھک ہار کر میں یک جگہ گر پڑا میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا میں ان کی پہنچ سے کافی دور نکل آیا تھا یہ میں کن قاتل حسیناؤں کے جال میں پھنس گیا ہوں یا اللہ میری مدد فرما تو ہی سب کا مالک ہے مجھے ان حسیناؤں سے نجات دے مالک میں رو رو کر خدا سے دعا کر رہا تھا کاش اگر میں اس چھت سے نہ اتر کر آتا نہ ہی میں خوشبو کو دیکھتا اور نہ ہی میں آج یہاں ہوتا میں نے دل ہی دل میں سوچا اچانک ہی اپنے پیچھے کسی کی موجودگی پا کر میں اٹھ کھڑا ہوا پیچھے دیکھا تو خوف سے میری آنکھیں پھیلنے لگیں اور جسم کانپنے لگا میں ٹکٹکی باندھے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا میرے سامنے کرن خون میں لت پت کھڑی تھی اس کے جسم پر جگہ جگہ زخموں کے نشان تھے چہرہ بھی زخموں سے بھرا ہوا تھا جن سے خون رس رہا تھا۔

ساگر میں نے اسے مار دیا ہے اب تمہاری باری ہے کرن کے منہ سے قبر میں دبی ہوئی آواز نکلی خوف سے میری رگوں میں خون منجمد ہونے لگا۔

کرن مجھے چھوڑ دو میں نے التجا کی۔

نہیں ساگر میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی بلکہ تمہارے خون سے اپنی پیاس بجھاؤں گی کرن نے قہر آلودہ نگاہوں سے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

کرن تم کتنی بے وفا ہو پہلی اور آخری محبت کو اپنے ہاتھوں سے مارو گی۔ آخر میرا قصور کیا ہے میں نے التجائیہ انداز میں پوچھا۔

تمہارا قصور یہ ہے کہ تم یہاں آئے کیوں تھے اور تم اس خوش فہمی میں مت رہو کہ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو میری پہلی محبت تو شام تھا لیکن میں نے اسے بھی مار دیا تھا کیونکہ میری زندگی میں ہشام جو آ گیا تھا پھر جب میں نے تمہیں دیکھا تو میں نے ہشام کو بھی مار دیا اور اس کا بھی خون پی گئی جس سے اس کی طاقتیں میرے اندر آ گئیں جب مجھے پتہ چلا کہ تم خوشبو کے ساتھ یہاں آ رہے ہو تو میں نے اپنے ایک جن سے کہا کہ وہ ہشام کا روپ اپنا کر وہاں رہے میں نے اسے ایک عام سا چلہ کرنے کو دیا تھا جب وہ چلہ کر رہا تھا تو تم نے اسے آسانی سے مار دیا اگر وہ اصلی ہشام ہوتا تو کبھی تم سے مار نہیں کھاتا۔ خوشبو نے سے ہشام ہی سمجھا تھا اس لیے اس کا خون پی گئی جس سے اس کی طاقتوں میں کچھ اضافہ ہوا۔ لیکن وہ سب طاقتیں ہشام کی نہیں بلکہ اس جن کی تھیں جس نے ہشام کا روپ اپنایا ہوا تھا خوشبو کو اپنے آپ پر غرور سا ہو گیا لیکن وہ نہیں جانتی تھی میں اب کتنی طاقتور ہو چکی ہوں۔

کرن بولتی چلی گئی اور مجھے کرن کی حقیقت

www.lurtech.com

معلوم ہو چکی تھی اب مجھ سے محبت نہ تھی میں سوچ رہا تھا کہ اب کرن سے کیسے پیچھا چھڑاؤں میری نظر پاس پڑے ہوئے ایک پتھر پر پڑی تو میں نے جلدی سے وہ پتھر اٹھایا اور اسے دے مارا۔ پتھر سیدھا اس کے ماتھے پر لگا وہ درد کی شدت سے چیخی اور میں وہاں سے بھاگ نکلا وہ بھی غضبناک ہو کر میرے پیچھے بھاگ رہی تھی میرا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا میں خود کو سنبھال نہ سکا اور گر پڑا کرن بھی مجھ تک پہنچ چکی تھی کہاں جاؤ گے بچ کر اگر تم ساری زندگی بھی اس وادی سے بھاگتے رہے تو یہ وادی ختم نہ ہوگی وہ دھاڑی اور اپنے لمبے ناخنوں والے ہاتھ میری طرف بڑھائے اچانک ہی وہاں دھویں کو پھیلتا ہوا دیکھ کر اس نے اپنے ہاتھ روک لیے مجھے زندگی کی کچھ امید نظر آئی لیکن کچھ ہی دیر بعد یہ امید بھی ختم ہو گئی اس دھویں سے ایک خوفناک شکل نمودار ہوئی جس کو دیکھ کر میرے ساتھ ساتھ کرن بھی کانپ سی گئی اس کا منہ بالکل توے کی طرح کالا سیاہ تھا آنکھوں کی جگہ دو آگ کے الاؤ دہک رہے تھے زبان باہر کو لٹکی ہوئی تھی لمبے لمبے خنجر نما دانت منہ سے جھانک رہے تھے اور چہرے کو مزید خوفناک بنا رہے تھے ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن کئی فٹ تک بڑھے ہوئے تھے پورے جسم پر لمبے لمبے سیاہ بال تھے۔ ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔۔ اس کا ایک خوفناک قہقہہ وہاں گونجا۔ خوف کی دہشت سے مرا دل کنپٹیوں میں دھڑک رہا تھا اور پسینے سے بدن ایسے تر تھا جیسے میں بارش میں نہایا ہوا ہوں۔

اس دن تمہاری دوست خوشبو نے میرے ہاتھوں سے بچ نکلی تھی لیکن آج میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی کیونکہ تم میری سب سے بڑی دشمن ہو تم نے ہشام کو محبت کے جال میں پھنسا کر مار دیا میں طاقتیں حاصل کرنے کے لیے اس وادی سے چلی گئی تھی لیکن آج تمہیں مارنے کے لیے لوٹ آئی ہوں یہ کہہ کر وہ کرن کی طرف بڑھی اور اسے اٹھا کر کسی بھوکے بھیڑیے کی طرح کھانے لگی کرن اس کے ہاتھوں میں تڑپ رہی تھی۔ اور اس کی چیخوں سے پوری وادی گونج رہی تھی یہ منظر دیکھ کر میں گر کر بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک صحرا میں پڑا ہوا تھا اور وہ ہی صحرات ھا جس میں مجھے خوشبو لے کر آئی تھی۔

کیا یہ وہی لڑکی تھی جو طوفان بن کر ہماری طرف آ رہی تھی یا اللہ میں یہ کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں ایک قاتل حسینہ سے جان چھوٹتی ہے تو دوسری حسینہ دشمن کی صورت میں میرے سامنے آ جاتی ہے اگر خوشبو مجھے اس صحرا میں نہ لاتی تو یہ قاتل چڑیل تو میری دشمن نہ بنتی میں نے دل ہی دل میں سوچا اور اٹھ کھڑا ہوا میں نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں لیکن وہ کریہہ صورت مجھے کہیں بھی نظر نہ آئی تو میں خوش ہو گیا اور ایک طرف چلنے لگا اچانک ہی میرے سامنے سے ریت اڑنا شروع ہو گئی اس منظر کو دیکھ کر میں کانپ اٹھا جہاں سے ریت اڑ رہی تھی وہاں سے وہی کریہہ صورت نکلی اسے دیکھ کر میں ایک دم حواس باختہ رہ کر پیچھے کی طرف دوڑنے لگا۔

ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔۔ پیچھے سے اس کے خوفناک قہقہے گونج رہے تھے مجھے اب اپنی موت یقینی لگ رہی تھی موت کا خوف مجھے بھاگنے پر مجبور کر رہا تھا لیکن میں زیادہ دیر بھاگ نہ سکا تھا اور وہاں ریت پر گر پڑا وہ کریہہ صورت دھیرے دھیرے سے چلتی ہوئی میری طرف آ رہی تھی خوف سے میرے چہرے کا رنگ زرد پڑ رہا تھا کاش یہ خواب ہوتا میں نے بے بسی سے سوچا۔

میں کالی چڑیل ہوں یہاں صرف میرا راج ہے اس دن بھی تم میرے ہاتھوں بچ نکلے تھے لیکن آج نہیں بچ سکو گے میں نے کرن کا بھی خاتمہ کر دیا ہے وہ تو میری دشمن تھی اس نے میرے بھائی کو بہت بھیانک موت مارا تھا میرے بھائی کا صرف ایک قصور

تھا اور وہ قصور کرن سے محبت کرنا تھا وہ بچپن سے ہی کرن سے محبت کرتا تھا لیکن کرن نے اسے ہشام کی خاطر مار دیا کرن میرے بھائی کو مار کر بہت معصوم بن رہی تھی مگر میں سب جانتی تھی میں نے کرن سے بدلہ لینا تھا اس لیے میں زیادہ طاقتیں حاصل کرنے کے لیے گھر سے بھاگ گئی اور اس صحرا میں آ گئی اب تمہیں موت کے گھاٹ اتاروں گی تم نے اس صحرا میں پہلی بار آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے جو بھی اس صحرا میں آیا ہے وہ واپس نہیں گیا ہے اس دن تو تم خوشبو کی وجہ سے یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن تمہیں یہاں سے نکلنے نہیں دوں گی یہاں پر کئی نوجوان آئے لیکن میں نے ان سب کا گوشت کھا کر ان کی ہڈیاں اس صحرا میں پھینک دیں اب میں تمہارا بھی گوشت کھا کر تمہاری ہڈیاں بھی اس صحرا میں پھینک دوں گی۔

اس نے کہا اور مسکراتے ہوئے میری طرف بڑھنے لگی ایک دم حواس باختہ ہو کر میں اپنی جگہ سے پیچھے سرکنے لگا یہ دیکھ کر وہ ہنسی اور تیزی سے میری طرف بڑھی اس کے نوکیلے دانت مجھے اپنی گردن میں اترتے ہوئے محسوس ہوئے میں تڑپنے لگا میرے ہاتھ پاؤں صحرا کی ریت میں دھنسے جا رہے تھے اچانک ہی ریت میں میرے ہاتھ سے کوئی چیز ٹکرائی وہ کوئی نوک دار چیز تھی میں نے بڑی مشکل سے اسے ریت سے نکالا اور اس چیز کو دیکھ کر میرے چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ یہ وہ ہی خنجر تھا جو خوشبو نے طوفان کی طرف پھینکا تھا میں نے مضبوطی سے اسے پکڑ لیا۔ اور خنجر کالی چڑیل کے سینے میں اتار دیا اس کی بھیانک چیخیں صحرا میں گونج اٹھیں۔ وہ مجھے چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگنے لگی خنجر اس کے سینے میں ہی تھا اس کا گاڑھا خون ریت پر گرتا تو وہاں سے ریت کالی سیاہ ہو جاتی میں خوف و حیرت سے اسے دیکھے جا رہا تھا اس کی چیخیں مدہم پڑتی جا رہی تھی اور وہ دھڑم کی آواز کے ساتھ وہاں گر گئی۔ میں ہمت کر کے اٹھا اور اس کے پاس جا پہنچا اسے دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی اس کی آنکھیں بہہ چکی تھیں اور اس کا جسم آہستہ آہستہ ریت بنتا جا رہا تھا کچھ ہی دیر میں اس کا تمام جسم ریت میں تبدیل ہو گیا تھا اس کے جسم کی ریت کالی سیاہ تھی میں نے بیٹھ کر اس ریت کو چھوا تو میرا ہاتھ جل گیا وہ ریت آگ کی طرح گرم تھی اچانک ہی مجھے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا میں نے پیچھے دیکھا تو وہاں ایک بزرگ کھڑے تھے۔

بیٹا تم نے بہت ہی اچھا کام کیا ہے اس صحرا کی دوسری طرف جو گاؤں ہے میں وہاں کا رہنے والا ہو ں۔ میں کافی عرصے سے ہشام خوشبو کرن اور اس کالی چڑیل کے پیچھے لگا ہوا تھا لیکن یہ کسی بھی طرح میرے قابو میں نہیں آ رہی تھی لیکن آج تمہاری وجہ سے ان سب کا خاتمہ ہو گیا ہے خوشبو ہمارے ہی گاؤں سے بچوں کو اٹھا کر لے جاتی تھی بزرگ بابا اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو گیا اور میں سجدے میں گر گیا اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگا پھر میں اٹھا اور بابا جی کے گلے لگ گیا اور رونے لگا۔

بیٹا ہمت سے کام لو اور گھر جاؤ میں بھی گاؤں جا تا ہوں اور لوگوں کو ان سب کی موت کی خبر دیتا ہوں ایک بات یاد رکھنا اللہ تعالیٰ تو ہر حال میں بندے کی سنتا ہے لیکن بندے کو بھی چاہیے کہ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتا رہے یہ کہہ کر بابا جی وہاں سے چلے گئے ان کی باتیں میرے دل پر گہرا اثر چھوڑ گئیں اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت بڑی مصیبت سے نکالا تھا میں نے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کروں گا۔ تا کہ اس دنیا کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن بھی سرخرو ہو سکوں۔ خدا حافظ۔

---

www.luratech.com

دھند کے پار

---تحریر: ساحل دعا بخاری۔ بصیر پور۔ قسط نمبر ا۔

میں اس چھوٹے سے تالاب میں کئی صدیوں سے قید ہوں ان کئی سو سالوں میں میں نے پہلی بار دیکھا ہے کہ کوئی سجائیتہ دیوی کے پھیلائے ہوئے سحر سے بچ گیا ہے ورنہ یہاں جو بھی آتا ہے پتھروں کو دیکھ کر پتھر بن جاتا ہے لیکن تم نے شاید اپنے گرد کوئی حصار قائم کر رکھا ہے اسی لیے پتھر بننے سے بچ گئے پہلے بھی کئی عامل کئی جادوگر اپنے گرد حصار قائم کر کے آئے تھے لیکن پتھروں کی بارش سے بچ نہ سکے لیکن تم اس سے بھی بچ گئے غالباً تم نے کوئی۔۔ اہم چیز پہن رکھی ہے تمہاری قسمت اچھی تھی اس نے تعجب سے اس حوض نما تالاب کو دیکھا اس کے گہرے سبز بائل نیلے پانی کی لہروں میں ارتعاش برپا تھا حوض کے کناروں پر کائی کی تہہ جم چکی تھی یہ تالاب اونچی نیچی پتھریلی جگہ کے بیچ تھا۔ مگر تم کون ہو اور یہاں کیوں قید ہو زوہاد ہنوز متعجب تھا۔ بڑی لمبی کہانی ہے مختصراً یہ کہ میں ایک جادوگر تھا میں یہاں دائمی حیات پانے کے لیے آیا تھا اور دائمی حیات تو میں نے پالی مگر اپنا وجود ہمیشہ کے لیے کھو دیا اور میری روح صدیوں سے یہاں قید ہے ایک قیدی کی اذیت تم بخوبی سمجھ سکتے ہو میں نے کہا ناں کہ صرف ایک سر جوڑ دو اور باقی اعضاء بھی مگر تمیں تمہیں بے حد احتیاط سے کام لینا ہوگا اگر تم نے کوئی ایک عضو بھی غلط جوڑ دیا تو سب غلط ہو جائے گا۔ یہ سارے کے سارے پتھر پھر سے برسنے لگیں گے اور مسلسل برستے رہیں گے اور تمہاری موت تو واقع ہوگی ہی لیکن یہ پتھر بعد میں بھی مسلسل گردش میں رہیں گے۔ اسکا لہجہ پتھریلا تھا اگرچہ یہ ایک رسک ہے مگر رسک تو ہر چیز میں ہی ہوتا ہے سب سے بڑا رسک تو خود زندگی ہے اس کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ پھیلی اس نے پہلے ایک دھڑ کا بغور جائزہ لیا چند لمحوں بعد وہ اس کے اعضاء جوڑ چکا تھا عجیب بات تھی کہ اس نے جونہی سر دھڑ پر رکھا وہ خود بخود جڑ گیا ایسا ہی دیگر اعضا کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

وہ ایک بڑے سے پتھر پر ایک ہاتھ ٹھوڑی تلے رکھے ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ باریک ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر اور بلیو ٹی شرٹ میں اس کا وجیہہ سراپا نمایاں تھا ریشمی شہد رنگ بال پیشانی پر بکھرے تھے شہد رنگ ساحر آنکھیں دھند کے پار جھانکنے میں مصروف تھیں اس سے قدرے ہٹ کر بہتی آبشار کا پانی شفاف موتیوں کی صورت اڑ اڑ کر سے بھگو رہا تھا تاہم اسے گویا خبر ہی نہ تھی وہ یوں ساکت تھا کہ اس پر کسی سنگی مجسمے کا گمان ہوتا تھا اس کا عکس پیروں تلے بچھے تالاب کے شفاف پانی میں واضح تھا پانی میں دھیرے دھیرے ایک اور عکس ابھرنے لگا۔ وہ چونکا کہاں کھوئے ہوئے ہو۔ فرحان اسے مسلسل ایک ہی پوز میں بیٹھے دیکھ رہا تھا۔ سوچ رہا ہوں دھند کے پار ایسا کیا طلسم ہے جو ہر جانے والے کو لوٹنے نہیں دیتا۔ وہ کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولا نظریں بدستور دھند پہ تھیں تو خود چلے جاؤ دیکھ لینا کہ کیا طلسم ہے فرحان چڑ گیا۔ ہاں اب تو جانا ہی



www.luratech.com

بڑے گاؤ دھیمے لہجے میں بولا نظریں ہنوز دھند پر تھیں فرحان کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ چل گھر چل لگتا ہے تجھ پر سایہ ہو گیا ہے یہ سایہ زوہاد بھابھی کے ہائی ہیل سینڈل کی چھترول سے ہی اترے گا وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اٹھانے لگا زوہاد کے خوبصورت لبوں کی خراش میں نہایت دلکش مسکراہٹ بکھری چلو وہ اٹھا فرحان نے ہاتھوں کی روک میں پانی لیا اور اس کے چہرے پر پھینک دیا اس ایک دم چہرہ پرے کیا تاہم تب تک پانی اس کے مقناطیسی نقوش کے حامل چہرے کا بوسہ لے چکا تھا۔ اس نے آنکھیں جھپکیں فرحان نے مسکراتے ہوئے اس کی بائیں آنکھ کی مڑی ہوئی پلکوں پر سجے شفاف پانی کے موتی کو دیکھا ٹھہر جا تجھے میں بتاتا ہوں زوہاد اس کی سمت لپکا فرحان ہنستا ہوا بھاگ گیا۔ زوہاد بدستور اس کے پیچھے تھا دونوں بے فکری سے قہقہے لگتے پتھریلے راستوں پر بھاگتے چلے جا رہے تھے۔

وہ پہاڑوں میں گھرا ایک بے حد خوبصورت گاؤں تھا دھند نگر تین اطراف میں پہاڑ تھے چھوٹے بڑے پتھروں سے بنے گھر خوبصورت تھے اور ان میں رہنے والے لوگ اور ان کے دل اور بھی خوب صورت۔۔ گاؤں کی پچھلی جانب فضا میں لہلہاتی تھیں دائیں جانب سے ایک پگڈنڈی گاؤں سے قدرے فاصلے پر بنی مسجد کو جاتی تھی وہ مسجد پتھروں کو تراش کر بنائی گئی تھی بانسوں اور گھاس پھوس کی چھت تھی ایک پہاڑ سے پانی آبشار کی صورت بہہ رہا تھا اس نیچے والے پانی نے تالاب کی صورت اختیار کر لی تھی یہ پانی اس قدر شفاف تھا کہ گویا شیشہ بہہ رہا ہو تالاب میں تیرتی رنگ برنگی مچھلیاں بہت دلفریب لگتی تھیں دھند نگر کے لوگ سادہ اور محنت کش تھے ساتھ والے گاؤں میں جو کہ پہاڑوں کی دوسری جانب تھا میں ایک ہائی سکول تھا اور اسی سکول میں دھند نگر کے طالب علم بھی جاتے تھے زوہاد اور فرحان نے بھی دین تعلیم حاصل کی تھی اس گاؤں کا نام دھند نگر اس دھند کی بدولت پڑا جو کہ مغرب کی جانب تھی اس بستی کو تین اطراف سے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا اور چوتھی جانب دھند تھی کوئی بھی موسم ہو کوئی بھی رت ہو یہ دھند ہمہ وقت یہاں ہوتی ہے اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہر چیز پہ سنہری دھوپ بکھری ہوتی ہے مگر اس کونے میں دھند موجود ہوتی تھی یہ دھند اس قدر گہری ہے کہ اس پار جھانکنا ناممکن ہے۔ یہ دھند کب سے ہے کوئی نہیں جانتا دھند نگر کے مکین ان کے آباؤ اجداد ہمیشہ سے ہی اس دھند کو دیکھ رہے ہیں اور دھند کے پار جو بھی جاتا ہے واپس نہیں آتا۔ اور یہ محض کہاوت نہیں حقیقت ہے۔

وہ چار دوست تھے حسن حیدر انصر اور شاہرم۔ وہ زیادہ تر ایک ساتھ ہی گزارتے تھے اس دن بھی وہ لوگ چشمے کے قریب بارہ ٹہنی کھیل رہے تھے انصر اور شاہرم کھیل رہے تھے جبکہ حیدر اور حسن دیکھ رہے تھے ہارنے والے کو اپنے مخالف کی بات ماننا تھی وہ لوگ پہلے بھی اس طرح شرط لگا کر کھیلتے رہتے تھے۔

اب تو ہار مان لو میری چھ گڑتے ہیں تمہاری صرف ایک انصر نے کہا۔

او کے۔ وہ جو جان بوجھ کر اپنی گوٹی کو گھما رہا تھا بالآخر آگے لے آیا۔

اب بتاؤ کسی پیڑ سے پھل اتارنے ہیں یا کسی۔ ان میں سے کچھ بھی نہیں کرنا۔ انصر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

تو پھر کیا کرنا ہے۔ شاہرم نے بھویں

اچکائیں۔ ام م م۔ دھند کے پار جا کر خبر لاؤ کہ وہاں کیا ہے۔ انصر کی آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں

او کے۔ وہ جھٹ سے تیار ہو گیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔

پاگل ہو گئے وکیا حسن اور حیدر چلائے۔ یہ سب باتیں ہیں یار کہ کوئی دھند کے پار جا کر واپس نہیں آتا۔ دیکھنا میں یوں گیا اور یوں آیا اس نے چٹکی بجائی اور آگے بڑھ گیا۔

نہیں یار رہنے دو میں اپنی یہ شرط واپس لیتا ہوں انصر بھی گھبرا گیا تھا اس نے روکا نہیں اب میں جاؤں گا وہ اب دھند کے پاس پہنچ گیا تھا وہ تینوں چلاتے رہ گئے اب دھند سے محض ایک قدم کے فاصلے پر تھا اس نے پلٹ کر انہیں دیکھا ہاتھ لہرایا اور دھند میں اوجھل ہو گیا۔ وہ تینوں پتھرائی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہ گئے۔

شاہ۔۔رم۔۔ حسن حلق پھاڑ کر چلایا تاہم کوئی جواب نہ ملا انصر بھی دھند کی جانب لپکا۔ شاہرم شاہرم حسن اور حیدر نے بمشکل اسے روکا شاہرم کبھی لوٹ کر نہیں آیا وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اس کی ماں ایک رات اپنے بیٹے کو لینے گئی اور خود بھی۔۔۔۔ انصر بالکل خاموش ہو کر رہ گیا تھا وہ اکثر بیٹھے بیٹھے چونک جاتا شاہرم کی آواز آ رہی ہے وہ کبھی کبھی۔۔ میں آ رہا ہوں شاہرم۔ کہتا بھاگ اٹھتا۔ ایک دن وہ بھی غائب ہو گیا ظاہر ہے وہ دھند ہی میں انصر کی صرف ایک بڑی بہن تھی جو شادی شدہ تھی۔

وہ قہر میں لپٹی ایک پراسرار سی شام تھی سب لوگ ڈیرے پر جمع تھے آگ جلا کر مونگ پھلی اور شکر قندی بھونی جا رہی تھی اگر شاہرم اور انصر ہوتے تو آلو بھی بھونتے کریم بخش کو وہ دونوں یاد اگئے سبھی اداس ہو گئے حیدر کو نجانے کیا ہوا کہ ایک دم۔ میں انہیں لے کر آتا ہوں کہہ کر بھاگ کھڑا ہوا حیدر۔۔ رک جا حیدر۔۔ وہاں صرف موت ہے حیدر کے پیچھے حسن لپکا حیدر رک جا حیدر وہاں انصر اور شاہرم نہیں موت ہے صرف موت۔ حسن چلاتا رہ گیا حیدر بھی دھند میں غائب ہو چکا تھا حیدررر۔ حسن کی چیخ کی بازگشت کتنی دیر پہاڑوں مین گونجتی رہی۔

وہ بے دم سا ہو کر وہیں گر گیا پھر اس نے گاؤں چھوڑ دیا وہ شہر اپنے چچا کے پاس چلا گیا حیدر کا باپ پاگل ہو گیا تھا۔

وہ ستائیس نومبر کا ایک خوشگوار دن تھا شاہ زین اپنے کزن کی شادی میں جا رہا تھا وہ پہاڑی علاقے سے گزر رہا تھا جب اس کی گاڑی کا انجن گرم ہو گیا۔ اس نے منرل واٹر کی بوتل اٹھائی جس میں ب چند گھونٹ ہی بچے تھے وہ پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ واؤ اس نے ایک گہری سانس لی سرمئی پہاڑوں پر سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی کہیں کہیں سفید بادل منڈلا رہے تھے آسمان کا رنگ گہرا نیلا تھا۔ ایک پتلی سی پگڈنڈی نیچے بستی کی طرف جا رہی تھی پگڈنڈی سے ذرا ہٹ کے پتھروں کے بیچ شفاف پانی بہہ رہا تھا وہ سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتا نیچے اترنے لگا اس پانی نے آبشار کی شکل اختیار کر رکھی تھی آبشار سے اڑنے والے قطرے دھوپ کی کرنوں کے باعث دھنک رنگ موتی محسوس ہوتے تھے تالاب میں نیلی مائل سبز ریشمی گھاس پر تیرتی رنگ برنگی مچھلیاں تیرتی پھر رہی تھیں اس نے بوتل بھری پانی پیا اور دو تین چھپاکے منہ پر بھی مارے وہ خوبصورت نظاروں میں کھویا ہوا تھا درختوں کے پتے مدھم ہوا سے سرسرا رہے تھے وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا پلٹا

اور ٹھٹک گیا اس نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا اس نے متعجب سا ہو کر ارد گرد بکھری دھوپ اور پھر دھند کو دیکھا وہ اسی جانب چل دیا جبھی اس کا سیل گنگنایا۔ ہاں رضا میں بس تھوڑی دیر تک پہنچ رہا ہوں وہ دھیرے دھیرے دھند کی جانب یا شاید موت کی جانب بڑھ رہا تھا رضا اس کا فرسٹ کزن تھا اور بہت اچھا دوست بھی وہ اسی کی شادی میں جا رہا تھا رضا سے اپنی اور نوشی جس سے اس شادی ہو رہی تھی کی لڑائیوں کے قصے سنا رہا تھا۔ دھند کے بالکل پاس پہنچ چکا تھا کہ اسے لگا جیسے کسی نے اسے پکارا ہو رضا کی کسی بات پر مسکراتے ہوئے اس نے پلٹ کر دیکھنا چاہا مگر تب تک وہ بے خیالی میں دھند میں پاؤں رکھ چکا تھا۔ عمر فاروق تاسف سے دیکھتا رہ گیا وہ کب سے اس لڑکے کو چیخ چیخ کر خبردار کر رہا تھا کہ آگے نہ جاؤ وہ اس کے پیچھے بھاگا۔ لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی وہ شکستہ قدموں سے لوٹ گیا۔

وہ غیر ملکی ٹورسٹ تھے ان کا گروپ چار لوگوں کا تھا جان جو ایک لمبا تڑنگا گھٹے ہوئے جسم کا مرد تھا کیتھی اس کی گرل فرینڈ تھی وہ اٹھائیس سالہ تھی سفید رنگ اور گہرے بالوں والی کیتھی میں جان کی جان تھی چوبیس سالہ ڈیوڈ شوخ و شریر لڑکا تھا اس کے بال براؤن تھے رنگت سفید اور نقوش تیکھے تھے لزا اسکی گرل فرینڈ ہی نہیں کزن بھی تھی لزا کی رنگت اس قدر سنہری تھی کہ اس پر سونے کی بنی مورتی کا گمان ہوتا تھا اس کے ریشمی لمبے بال بھی سنہری تھے اور آنکھیں بھی سنہری ۔۔ وہ جب اپنی مڑی ہوئی لمبی سنہری پلکیں ایک ادا سے جھپکاتی تو ڈیوڈ بے قابو ہونے لگتا وہ دھند نگر میں گھومنے آئے تھے۔

واؤ۔ کتنی پیاری جگہ ہے ناں کیتھی نے خوشی سے بھرپور آواز میں کہا۔

ہاں لیکن ان لوگوں نے اس جگہ کو آسیب زدہ مشہور کر رکھا ہے لزا تالاب میں اتر گئی ڈیوڈ کے گلے میں کیمرہ لٹکا تھا اس نے کھٹا کھٹ کئی تصویریں بنا ڈالیں اس دن ہر چیز کو دھند نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا کیتھی نے ہنستے ہوئے ہاتھوں کی روک میں پانی لے کر جان پر پھینکا وہ بھی جوتے اتار کر پانی میں اتر گیا۔ لیکن کیتھی اس کا ارادہ بھانپ گئی تھی سو بھاگ گئی جان چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کے پیچھے لپکا ڈیوڈ تصویریں بنانے میں مصروف تھا لزا نے مختلف پوز میں کئی تصویریں بنائی تبھی ایک مقامی لڑکی مٹکا اٹھائے ہوئے پانی لینے آئی سرخ و سفید رنگت اور سیاہ آنکھیں وہ بے حد حسین تھی ڈیوڈ نے اس کی تصویریں بنائیں تو وہ شرما کر بھاگ گئی۔

اس کی بوکھلاہٹ پر وہ دونوں ہنس دیئے انہیں کافی دیر بعد یاد آیا کہ کیتھی اور جان غائب ہیں کیتھی جان کہاں ہو تم لوگ ڈیوڈ نے چل کر پوچھا۔

آئی تھنک ۔۔ وہ لوگ ادھر گئے تھے لزا نے اشارہ کیا سورج بدستور دھند کے لبادے میں ملفوف تھا۔

آؤ ڈھونڈتے ہیں انہیں ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھایا لزا نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دے دیا وہ ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ کچھ دیر بعد وہ بھی شاید ہمیشہ کے لیے دھند میں اوجھل ہو چکے تھے۔

وہ ایک ابر آلود دن تھا نیلے آسمان پر سفید روئی سے بادل آسمان پر آوارہ منڈلاتے پھر رہے تھے اجمل اپنی بکریوں کا ریوڑ لیے آہستگی سے آگے بڑھ رہا تھا اس نے صرف ایک ہی رشتہ

دیکھا تھا ماں کا۔۔ اس کا باپ اس کے پیدا ہونے سے ایک ماہ قبل چل بسا تھا۔ یہ بکریاں ہی اس کی روزی کا ذریعہ تھیں وہ دھند نگر کے ساتھ والے گاؤں کا رہائشی تھا بکریاں گھاس پر ادھر ادھر منہ مارتی پھر رہی تھیں آہستہ آہستہ سرمئی بادل بھی نمودار ہونے لگے کچھ بادل سورج کو ڈھانپنے کی کوشش میں سنہری ہو گئے تھے شریر ہوائیں آوارہ بادلوں کی اوٹ سے جب بھی سورج کی کرنیں جھانکنے کی کوشش کرتیں تو یوں لگتا گویا کسی دوشیزہ نے سرمئی آنچل اوڑھ رکھا ہے جس کے کناروں پر سنہری چمکدار لیس لگی ہو ہلکی ہوا سے پھول اور درخت جھوم رہے تھے وہ اب دھند نگر میں پہنچ چکا تھا اس نے بکریوں کو پانی پلایا بدلوں کے تیور بگڑ چکے تھے بادل گڑگڑا رہے تھے لیکن ان کی گڑگڑاہٹ میں جارحیت نمایاں تھی دن میں بھی شام کا سماں پیدا ہو گیا تھا ان علاقوں کی بارش بہت خطرناک ہوتی تھی اور کئی دن تک ہوتی تھی ایسے میں لوگ اپنے جانوروں کو اندر باندھ دیتے تھے اور آگ وغیرہ جلا کر انہیں تپش پہنچاتے تھے اجمل نے تشویش زدہ نظروں سے آسمان کی طرف دیکھا روشنی کو اندھیرے نگل چکے تھے ہوائیں غصے سے بھری ہوئی تھیں بادل چنگھاڑ رہے تھے موسم کافی حد تک بپھر چکا تھا اجمل نے چھڑی سے بکریوں کو ہانکنا شروع کر دیا اس وقت تک بادل برسنے لگے تھے وہ بکریوں کے ریوڑ کو ہانک کر لے جا رہا تھا اس کے عقب میں ایک بکری چلانے لگی اس کی آواز میں ایسا کرب اور ایسی اذیت تھی کہ گویا اسے ذبح کیا جا رہا ہو وہ تڑپ کر پلٹا وہ فطرتاً نرم دل تھا اور بکریوں سے تو اسے خصوصی انسیت تھی اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں کہ ہوا کے ساتھ ساتھ اب بوندیں بھی تابڑ توڑ حملے کر رہی تھیں یکا یک بادل گرجے بجلی کڑکی تو چند ثانیے کو قرب و جوار روشن ہو گئے اسی لمحے اس کی نگاہ لڑکھڑا کر بھاگتی ہوئی بکری پر پڑی وہ اس کے پیچھے لپکا بکری دردناک انداز میں چلاتی ہوئی بھاگ رہی تھی وہ بھی سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتا ہوا اس کے پیچھے تھا اس بات سے بے خبر کہ وہ دھند کے عین پاس پہنچ چکا تھا بکری کی دلخراش چیخیں ہواؤں کی سرسراہٹ اور بادلوں کی گڑگڑاہٹ میں معدوم ہو چکی تھیں کچھ دیر بعد بجلی پھر تڑپی تو وہاں نہ بکری تھی اور نہ ہی اجمل بکریاں خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگتی ہوئی چلاتی پھر رہی تھیں۔

یہی انجام ہونا تھا ہمار اموسم گل میں
بھٹکتے پھر رہے ہیں بے سہارا موسم گل میں
عجب سسکتی ہوئی سی شام اتری تھی دریچوں پر
عجب سہما ہوا نکلا تھا تارا موسم گل میں

وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے تیزی سے رواں تھے زرجان کا اس دنیا میں کوئی بھی نہ تھا زریشہ اس کی کزن دوست اور محبت تھی چند دن قبل ان کا نکاح ہوا تھا زریشہ کے والد اب طلاق لینا چاہتے تھے وہ زریشہ کی شادی اب ایک بوڑھے سیٹھ سے کرنا چاہتے تھے سیٹھ نواز نے اسے پیسوں کا لالچ دیا تھا زرجان۔ میں نہیں رہ سکتی تمہارے بغیر اور وہ خود کون سا رہ سکتا تھا۔

لہذا انہوں نے رات کی تاریکی میں گھر چھوڑ کر چلتے چلتے ان کی ٹانگیں شل ہو چکی تھیں تاہم وہ آگے بڑھتے رہے زریشہ نے مڑ کر دیکھا اور دھک سے رہ گئی وہ لوگ پیچھے آ رہے تھے چاند کی چودھویں رات تھی پرنور چاندنی ہر چیز پر چھائی ہوئی تھی وہ اس وقت چنار کے پیڑوں کے نیچے سے گزر رہے تھے پتوں کا سایہ اور شاخوں سے چھن کر آتی چاندنی کا عکس انہیں نری سے چھو رہا تھا پھولوں کی مہک سانسوں میں بستی چلی جا رہی تھی۔

زرجان رک جا۔ تو کتنا بھی بھاگ لے ہم تجھے پکڑ تو لیں گے ہی کیوں خود کو تھکا رہا ہے سیٹھ نواز کی چلاتی ہوئی آواز ان کے کانوں میں پڑی۔

زرجان یہ ٹھیک کہہ رہا ہے زریشہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

تو کیا کریں خود کو ان کے حوالے کر دیں۔ وہ اسی پر الٹ پڑا۔

یہ ہمیں جینے نہیں دیں گے زرجان۔ کیوں نہ ہم۔۔ زریشہ عجیب سے انداز میں بولی۔

تم۔۔ تمہارا مطلب ہے کہ۔۔۔ زرجان سمجھ گیا۔ ٹھیک کہہ رہی ہو چلو اس نے ایک عزم سے اس کا ہاتھ تھاما وہ دھند کی جانب تیزی سے جا رہے تھے۔ سیٹھ نواز اور زریشہ کا باپ انہیں دیکھ کر دونوں ہی بوکھلا کر بھاگے۔

اے سنو رک جاؤ۔

وہ دونوں اب دھند کے پاس پہنچ چکے تھے وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے انہوں نے مڑ کر تیزی سے اپنی جانب بڑھتے ہوئے ان لوگوں کو دیکھا ایک پیار بھری نظر سے ایک دوسرے کو نوازا اور دھند کے پار اتر گئے چاندنی سوگواری سے مسکرا دی درختوں کے سر جھک گئے اور ہوا جو دم سادھے ہوئے تھی سر پٹخنے لگی۔

وہ ایک گرم دوپہر تھی اگرچہ ان علاقوں میں زیادہ گرمی نہیں ہوتی تھی تاہم اس دن گھی کافی تنہا ہی کھیل رہا تھا اس کے ہاتھ میں سرخ گیند تھی دھند نگر کے مکین اگرچہ تنہا بچوں کو باہر نہیں نکلنے دیتے تھے لیکن کافی نظر بچا کر آ گیا تھا وہ گیارہ سال کا سرخ و سفید بچہ تھا درختوں پر پرندے اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے مگر اس کے باوجود خاموشی گشت کر رہی تھی وہ بار بار گیند کو ہوا میں اچھال کر کیچ کر رہا تھا اس نے ایک بار پھر بال اچھالی تو وہ دور جا گری وہ جھک کر اٹھانے لگا مگر بال اس کے ہاتھ سے پھسلی اور لڑھکتی ہوئی دھند میں غائب ہو گئی اس نے ادھر ادھر دیکھا کہ کہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا اور پھر بال کے پیچھے لپکا اگرچہ اسے منع کر رکھا تھا دھند کے پار جو بھی جاتا ہے لوٹ کر نہیں آتا۔ مگر اس وقت اس کے معصوم ذہن پر بال سوار تھی اس نے دھند کے پاس پہنچ کر ایک بار پھر پلٹ کر دیکھا اور دھند میں داخل ہو گیا درختوں پر پرندے شور مچانے لگے تھے۔

نجانے کتنے لوگ تھے جو دھند کا شکار ہو چکے تھے نجانے کیا طلسم تھا دھند کے پار کہ ہر جانے والا وہیں کا ہو کر رہ جاتا تھا۔

نجانے طلسم کیا ہے دھند کے پار
کہ لوٹا نہیں جو بھی گیا دھند کے پار
کتنے دل کتنے گھر اجڑے ہیں دعا
ارمانوں کا خون بہا ہے دھند کے پار

زوہا۔ زوہا کی صدا پر وہ بری طرح چونکا کھانا کھا لو۔ اس نے اسے کھانے کی ٹرے کی جانب متوجہ کیا وہ ایک گہری سانس لے کر کھانا کھانے لگا سرسوں کا ساگ اور مکئی کی روٹی اگرچہ اس کی فیورٹ ڈش تھی تاہم وہ بے دلی سے کھا رہا تھا زوہا اسے بغور دیکھ رہی تھی۔

کیا بات ہے زوہاد۔ تم چند دنوں سے کھوئے کھوئے سے رہنے لگے ہو۔ وہ نوالہ توڑتے ہوئے نفی میں سر ہلا گیا۔ مجھ سے بھی شیئر نہیں کرو گے زوہا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر دھیرے سے بولا۔

زوہا۔ میں میں دھند کے پار جانا چاہتا ہوں۔

وہاٹ۔۔ وہ تحیر سے چلائی اس نے شاکی نظر زوہاد پر ڈالی اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے وہ لب کچلتے ہوئے اٹھی اور تیزی سے بھاگ گئی وہ تشویش زدہ سا وہیں بیٹھا رہا پھر ایک گہری سانس لے

کے اٹھ گیا اس نے ادھر ادھر جھانکا زوہا کہیں نہیں تھی وہ آنکھیں رگڑتا ہوا ٹیرس کی جانب بڑھ گیا جانتا تھا کہ زوہا وہیں ہو گی۔

وہ محبت کا خدا ہے مجھے معلوم نہ تھا
سجدہ اس کو بھی روا ہے مجھے معلوم نہ تھا
روٹھ جانے پر منانا اسے آتا ہی نہیں
اب بھی میری ہی خطا ہے مجھے معلوم نہ تھا
صبح ہونے پر بھی آنکھوں سے اندھیرا نہ گیا
رات سورج سے خفا ہے مجھے معلوم نہ تھا
وہ بچھڑنے لگا مجھ سے تو اناٹوٹ گئی
روٹھ جانا ہی ادا ہے مجھے معلوم نہ تھا
زندگی جرم عناصر ہے زمانے میں نقاش
سانس لینا بھی سزا ہے مجھے معلوم نہ تھا

وہ ایک درخت سے ٹیک لگائے ہوئے کھڑا تھا یہ جگہ گاؤں سے قدرے ہٹ کر بنی تھی یہاں کافی درخت تھے زمینکو گھاس نے ڈھانپ رکھا تھا موسم بہار کی ساری رعنائیوں کو خزاں نگل چکی تھی سبز پتے بوڑھے ہو کر زرد پڑ چکے تھے ہلکی سی ہوا بھی انہیں شاخوں سے جدا کر دیتی تھی زرد گھاس پر خشک اور زرد پتوں کے ڈھیر تھے سورج نے آج دیدار نہیں کروایا تھا ہر شے دھند کے مہین لبادے میں لپٹی ہوئی دھندلی دھندلی سی نظر آ رہی تھی وہ بلیک ٹراؤزر پر کشمی شرٹ پہنے سردی سے بے نیاز کھڑا تھا وہ زوہا سے ناراض ہو کر یہاں آیا تھا اس نے پھر دھند کے پار جانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

جب میں مر جاؤں تب چلے جانا اور اگر ابھی ہی جانا چاہتے ہو تو پہلے مجھے مار دو۔ وہ زہر خند لہجے میں بولی۔

جسٹ شٹ اپ زوہا۔ وہ بے ساختہ چلایا تھا اس نے زوہا سے کچھ کہنا چاہا مگر غصے کی زیادتی سے اس کی آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا یہاں چلا آیا تھا وہ سختی سے لب بھینچے کھڑا تھا زوہاد۔ زوہا کی بھیگی آواز پر وہ پلکیں بھینچ گیا۔

آئی ایم سوری۔ وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔

زوہا تم جانتی ہو کہ تم میرے لیے کیا ہو پھر بھی پھر بھی تم نے ایسی بات کی کیوں زوہا کیوں۔ وہ پیڑ کے تنے سے سر ٹکائے تھکے تھکے سے لہجے میں بول رہا تھا۔

زوہا تم بھی جانتے ہو کہ میں تمہارے بغیر رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتی پھر کیوں کر رہے ہو ایسا اس کی آنکھوں میں ہزار شکوے مچل رہے تھے وہ نظریں چرا گیا بھیگی ہوا دھیرے دھیرے زرد پتے بے دردی سے شاخوں سے نوچ رہی تھی پتے آہستگی سے لہراتے ہوئے دھیرے دھیرے زمین پر آ رہے تھے درختوں کی نیم برہنہ شاخیں افسردگی سے سر جھکائے کھڑی تھی زوہا نجانے کتنے لوگ اس دھند میں گم ہو چکے ہیں کتنے خاندان متاثر ہوئے ہیں میں مزید لوگوں کو دھند کا شکار نہیں ہونے دوں گا۔ وہ لوگ۔ کیا قصور تھا ان سب کا نجانے دھند کے پار ہے کیا آخر ایسی کون سی زنجیریں ہیں جو ہر ایک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جکڑ لیتی ہیں ایسی کون سی دلدل ہے جس سے کوئی بھی نکل نہیں پاتا بولتے بولتے ایک عجیب سے احساس کے تحت اس نے پلٹ کر دیکھا زوہا درختوں کے بیچوں بیچ بھاگی چلی جا رہی تھی اس کے لمبے ریشمی بال پشت پر لہرا رہے تھے مہین ریشمی سرخ دوپٹہ بھی لہراتا جا رہا تھا زرد پتے محو رقص ہو کر زمین پر آ رہے تھے وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکا اس کا رخ بھی تالاب کی جانب تھا تالاب پر کافی لوگ جمع تھے ایک نامانوس سا شور پھیلا ہوا تھا زوہا بے جان سے انداز میں نڈھال سی پتھر پر بیٹھی تھی۔

کیا ہوا ہے۔ اس کی ہانپتی سراسیمہ آواز پر سبھی چونکے خدا کے لیے بتاؤ کہ کیا ہوا ہے وہ زوہا کو شانوں

www.lalatech.com

سے تھام کر جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔

گل۔گل پوش دھند میں۔۔زوہا حلق میں پھنسنے والے گولے کے باعث بات مکمل نہ کر پائی۔کیا وہ اضطراری انداز میں اٹھا۔

ماما۔ماموں آپ پلیز میری ماما کو واپس لے آئیں ناں۔آریان اس کی بے جان ٹانگوں سے لپٹ گیا ماموں لوگ کہتے ہیں اب ماما کبھی بھی واپس نہیں آئیں گی۔آریان سسکنے لگا اس کی باتوں پر سبھی کی آنکھیں نم ہوگئی زوہاد دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ماموں بولیں ناں آپ۔۔سوں سوں۔۔آپ میری ماما کو واپس لائیں گے ناں۔آریان سسکیوں او ہچکیوں کے درمیان بول رہا تھا۔

ہاں آریان میں آپکی ماما کو واپس لاؤں گا زوہاد کے پرعزم لہجے پر سبھی دم بخود رہ گئے زوہا نے تڑپ کر ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اس نے بے حد دکھ سے زوہاد کو دیکھا جو آریان کے گالوں پر پھسلتے ہوئے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے چوم رہا تھا زرغام سر جھکا کر ایک جانب کھڑا تھا۔

مت جاؤ زوہاد بیٹے تم بھی وہیں کے ہو کر رہ جاؤ گے موحد چچا نے کہا زوہاد کے والدین اس کے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے زوہا اس کی خالہ زاد تھی زرغام بھی دو ہی بہن بھائی تھے سدرہ خالہ اور شکیل خالو بھی ان کی شادی کے بعد یکے بعد دیگرے عدم آباد سدھارے تھے۔گل پوش اور زرغام کا سات سالہ بیٹا تھا آریان زوہاد اور زوہا کی شادی دو سال قبل ہوئی تھی اور وہ ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے زرغام کسی اور کو پسند کرتا تھا لیکن یہ بات چند دن قبل کھلی تھی گل پوش کو وہ اگرچہ خوش رکھنے کی کوشش کرتا تھا تاہم۔اور اب گل پوش نجانے کیوں وہ دھند میں چلی گئی زوہاد نے زرغام سے پوچھنا چاہا مگر اب وقت نہیں تھا۔

زوہا۔۔اس نے زوہا کو پکارا۔وہ وہیں بیٹھی روتی رہی۔

مت جاؤ زوہاد وہاں کچھ بھی نہیں ملے گا بلکہ تم خود بھی کبھی اسے منع کرنے لگے۔

گل پوش میری اکلوتی بہن تھی۔میرا خون کا واحد رشتہ۔اس کی آواز میں لرزش تھی۔

یہ تعویذ لے لو بیٹا۔یہ مجھے میرے دادا نے دیا تھا ان دنوں ہمارے گھر میں آسیب کا سایہ تھا تو انہوں نے دو تعویذ مجھے اور ماہرہ کو دیئے تھے یہ ایک عظیم حصار ہے قدیر چچا نے اسے چاندی کی تختی میں بندھا ہوا تعویذ دیا اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تعویذ گلے میں ڈال لیا تھا سب سے کل کر وہ زوہا کی جانب آیا ہچکیوں سے اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔وہ تاسف سے اسے دیکھ رہا تھا وہ اس کے دکھ کی شدت دل پر محسوس کر رہا تھا۔

زوہا۔زوہا میری جان پلیز مجھے مسکراتے ہوئے رخصت کرو مجھے بہت کڑا سفر طے کرنا ہے پلیز زوہا وہ اسے دیکھتے ہوئے گھٹنوں کے بل اس کے مقابل بیٹھ گیا۔زوہا۔پلیز یار بس کرو اب مجھے مسکراتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ رخصت کرو تو ہوئے بھیجو گی تو میرا سفر بھی روتے ہوئے کٹے گا کیا ایسا چاہتی ہو تم وہ تھوڑی سے تھام کر اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے بولا وہ تڑپ کر نفی میں سر ہلا گئی۔

چلو اب مسکرا دو وہ اس کے آنسو صاف کرنے لگا وہ نم آنکھوں سمیت مسکرا دی۔

اپنا بہت سا خیال رکھنا، کیونکہ تم تمہارے پاس میری امانت ہو مجھے اپنی زوہا بالکل ایسے ہی ملنی چاہیے اس کا لہجہ گمبھیر لہجہ۔زوہا کو سسکنے پر مجبور کر گیا اس نے زوہا کو چپ کراتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگا لیا وہ اس کے فراخ سینے میں چہرہ چھپائے رو دی۔اب بس بھی کرو ناں یار۔وہ دیکھو بھی ادھر ہی دیکھ رہے ہیں اس نے شرمیلے لہجے میں زوہا کے کان

میں سرگوشی کی سو وہ جھینپ سی گئی۔اور اس سے الگ ہو گئی۔اپنی آنکھیں کبھی بھی نم نہ ہونے دینا وہ اس کے ماتھے پر بوسہ لے کر زرغام کی جانب گیا میری بہن کا خیال تو نہیں رکھ پائے لیکن اپنی بہن کا خیال رکھنا نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے لہجے میں شکوہ در آیا زرغام سر جھکائے کھڑا رہا سب کی دعائیں لے کر وہ احمد ضمیر کی جانب پلٹا۔چچا فرحان کو میرا سلام کہیے گا اور اسے کہیے گا کہ اپنا کیال رکھے فرحان شہر گیا ہوا تھا کسی کام سے ہلکی ہوا کے ساتھ ساتھ اب ہلکی ہلکی بوندیں بھی گر رہی تھی وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا دھند کے پاس پہنچ گیا۔قدیر چچا کی ہدایت پر اس نے درود شریف آیت الکرسی پڑھ کر خود پر پھونکا وہ ایک بار پھر پلٹا سب کی جانب دیکھ کر مسکرایا۔زوہا کی جانب ہاتھ ہلایا اور دھند میں اوجھل ہو گیا۔ہلکی ہلکی پھوار میں ایک دم تیزی آ گئی تھی بادل زور سے گرجے زوہا شدت غم سے گھٹنوں کے بل گر گئی کچھ دیر بعد سب مسجد میں جا کر زوہاد کی کامیابی کے لیے اجتماعی دعا کر رہے تھے قصبے کا ہر فرد اس کے لیے دعا گو تھا اور ہم خواہ کتنے ہی گناہگار کیوں نہ ہوں ہمارا اللہ ہم پر بے حد مہربان ہے۔وہ کبھی ہماری دعائیں رد نہیں کرتا خواہ اسی وقت قبول کرے دیر سے یا آخرت کے لیے ذخیرہ بنا دے تاہم ہمیں کبھی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا ہمیں ابھی اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اس کی محبت پر کامل ایمان ہونا چاہیے ہم سچے دل سے اسے جب بھی پکاریں گے وہ ہمیں اپنی رحمت اپنی ہم سے محبت کا احساس ضرور دلائے گا خواہ ہم کتنے ہی برے ہوں آزمائش شرط ہے۔

وہ دھند میں داخل ہوا تو اس کو کچھ بھی دیکھائی نہ دیا۔بس دھند لا سا غبار تھا چند قدم آگے جا کر دھند کم ہونے لگی۔وہ آگے بڑھتا رہا۔دھند بتدریج کم ہوتی گئی بالآخر ہر منظر واضح ہوتا چلا گیا اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا۔اور اس کی آنکھیں فرط حیرت سے پھیلتی چلی گئیں ابھی وہ جی بھر حیران بھی ہونے پایا تھا کہ یکا یک ہوائیں سرسرانے لگیں یکدم ہی سرسراتی ہواؤں نے آندھی کی شکل اختیار کر لی ہوائیں چنگاڑ رہی تھیں چلا رہی تھیں اور بین کر رہی تھیں دفعتاً اس پر پتھر برسنے لگے چھوٹے بڑے پتھر اس پر پوری قوت سے برس رہے تھے وہ دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر اضطراری انداز میں خود کو پتھروں کی زد سے بچانے کی ناکام کوشش کرنے لگا اور ایک جانب چلنے لگا۔زلزلہ بھی آ رہا تھا چنگھاڑتی ہوائیں بپھرے انداز میں پتھراؤ کر رہی تھیں زوہاد کے لیے چلنا تقریباً ناممکن تھا تاہم وہ ٹٹول ٹٹول کر آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگا زلزلے کی وجہ سے اسے زمین پر قدم جمانے میں بے حد دشواری ہو رہی تھی وہ سنبھل ہی نہ پا رہا تھا اس نے آگے بڑھنا چاہا زلزلے کے باعث اس کا پاؤں پھسلا اور وہ لڑھکتا چلا گیا اس پر پتھراؤ مسلسل ہو رہا تھا یونہی لڑھکتے ہوئے اس کا وجود کسی ٹھوس چیز سے ٹکرایا اسی پل ایک پتھر اس کے سر پر پڑا پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا جانے لگا۔

اس نے دوبارہ شعور کی دنیا میں قدم رکھا تو اس کا انگ انگ دکھ رہا تھا سر سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اس نے بروقت آنکھیں کھولیں اور لب سختی سے بھینچ کر بمشکل اٹھ بیٹھا درد لہروں کی صورت اس کے وجود میں گردش کر رہا تھا اس نے قرب و جوار کا بغور جائزہ لیا۔اور سناٹے میں رہ گیا اس کے ارد گرد کئی چھوٹے بڑے پتھروں کے ڈھیر تھے لیکن اس کی حیرت کی وجہ یہ نہیں تھی۔ان پتھروں کی شکل انسانی اعضا کی سی تھی ہاں انسانی اعضاء کئی سر ہاتھ اور بازو کی اشکال کے پتھر اس کے ارد گرد بکھرے ہوئے پڑے تھے وہ خود کو سنبھالتا ہوا بمشکل تمام کھڑا ہوا اور ان پتھروں سے بچ بچ کر قدم رکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا تعداد میں ترشے ہوئے دھڑ تھے ان

www.lurtech.com

کے سر ہاتھ اور بازو غائب تھے گویا اس پر جو پتھراؤ ہوا تھا وہ۔ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ اس کے قدم اپنی جگہ جم کر رہ گئے تھے۔

تو زوہاد عمر تم بچ گئے۔ ایک بھیانک موت کی پنجوں سے بھی اور سنگی مجسمہ بننے سے بھی اس کی آواز پر وہ بے ساختہ چونکا۔

میں اس چھوٹے سے تالاب میں کئی صدیوں سے قید ہوں ان کئی سو سالوں میں میں نے پہلی بار دیکھا ہے کہ کوئی سجاتہ دیوی کے پھیلائے ہوئے سحر سے بچ گیا ہے ورنہ یہاں جو بھی آتا ہے پتھروں کو دیکھ کر پتھر بن جاتا ہے لیکن تم نے شاید اپنے گرد کوئی حصار قائم کر رکھا ہے اسی لیے پتھر بننے سے بچ گئے پہلے بھی کئی عامل کئی جادوگر اپنے گرد حصار قائم کر کے آئے تھے لیکن پتھروں کی بارش سے بچ نہ سکے لیکن تم اس سے بھی بچ گئے غالباً تم نے کوئی۔۔۔ اہم چیز پہن رکھی ہے تمہاری قسمت اچھی تھی اس نے تعجب سے اس حوض نما تالاب کو دیکھا اس کے گہرے سبز مائل نیلے پانی کی لہروں میں ارتعاش برپا تھا حوض کے کناروں پر کائی کی تہہ جم چکی تھی یہ تالاب اونچی نیچی پتھریلی جگہ کے بیچ تھا۔

مگر تم کون ہو اور یہاں کیوں قید ہو زوہاد ہنوز متعجب تھا۔

بڑی لمبی کہانی ہے مختصراً یہ کہ میں ایک جادوگر تھا میں یہاں دائمی حیات پانے کے لیے آیا تھا اور دائمی حیات تو میں نے پالی مگر اپنا وجود ہمیشہ کے لیے کھو دیا اور میری روح صدیوں سے یہاں قید ہے ایک قیدی کی اذیت تم بخوبی سمجھ سکتے ہو بہرحال مجھے چھوڑو ان سب کے اعضا ان سے جوڑ دو مختصراً بتایا گیا۔

مگر میں کیسے جوڑ سکتا ہوں۔ وہ سٹپٹا کر رہ گیا تم ہی تو جوڑ سکتے ہو ایسا کرو کوئی ایک اندازے سے لیکن نہیں اندازے سے نہیں بلکہ ہر حال میں تمہیں صحیح سر دھڑ سے جوڑنا ہوگا لہروں میں بدستور ارتعاش برپا تھا مگر میں کیسے سارے سر ان کے صحیح دھڑ ڈھونڈ کر لگا سکوں گا۔ اور ہاتھ بازو وغیرہ بھی۔۔ وہ الجھن زدہ سا بولا۔

میں نے کہا ناں کہ صرف ایک سر جوڑ دو اور باقی اعضاء بھی مگر تمہیں بے حد احتیاط سے کام لینا ہوگا اگر تم نے کوئی ایک عضو بھی غلط جوڑ دیا تو سب غلط ہو جائے گا۔ یہ سارے کے سارے پتھر پھر سے برسنے لگیں گے اور مسلسل برستے رہیں گے اور تمہاری موت تو واقع ہوگی ہی لیکن یہ پتھر بعد میں بھی مسلسل گردش میں رہیں گے۔

اسکا لہجہ پتھریلا تھا اگرچہ یہ ایک رسک ہے مگر رسک تو ہر چیز میں ہی ہوتا ہے سب سے بڑا رسک تو خود زندگی ہے اس کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ پھیلی اس نے پہلے ایک دھڑ کا بغور جائزہ لیا چند لمحوں بعد وہ اس کے اعضاء جوڑ چکا تھا عجیب بات تھی کہ اس نے جونہی سر دھڑ پر رکھا وہ خود بخود جڑ گیا ایسا ہی دیگر اعضا کے ساتھ بھی ہوا تھا فرحان اکثر اسے اس کی زیرک نگاہی پر چھیڑتا تھا اور آج وہی زیرک نگاہی اس کے کام آئی تھی۔

اب وہ منتر پڑھ کر پتھروں کی سمت پھونک دو جو تم نے پڑھ کر اپنے گرد حصار قائم کیا ہے تالاب سے آواز آئی۔ یہ منتر نہیں ہے اللہ کا کلام ہے زوہاد نے صحیح کی اور پھر آیت الکرسی اور درود شریف پڑھ کر پھونکا اگلا منظر حیرت انگیز تھا وہ سارے پتھر جو اعضاء کی صورت میں تھے خود بخود اڑتے ہوئے آ کر دھڑوں کے ساتھ جڑتے چلے گئے چند منٹ لگے تھے اور سارے اعضا جڑ چکے تھے۔

میری بہن گل پوش کہاں ہے وہ تالاب کے پاس آیا۔ اور زور سے چیخا۔

اسے سجاتہ دیوی اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ وہ اسے اتنی پیاری لگی تھی کہ اور اسے جو چیز بھی پسند آ جاتی ہے وہ اسے حاصل کر کے رہتی ہے اور وہ چیز پھر ہمیشہ

اسی کے پاس رہتی ہے تالاب سے مفصل جواب آیا۔ میں گل پوش کو ہر حال میں واپس لاؤں گا وہ کوئی چیز نہیں ہے بہن ہے میری وہ خود کلامی کے انداز میں بڑبڑایا۔

غلط۔ تم یوں اسے واپس نہیں لا سکتے اس کی طاقت ناقابل تسخیر ہے۔ ہاں اگر تم ایک خاص چلہ کرو تو اس کا مقابلہ کر سکتے ہو اور نہ صرف اپنی بہن چھڑا سکتے ہو بلکہ ان سب پتھروں کو دوبارہ گوشت پوشت کے انسانوں میں تبدیل کر سکتے ہو اور شاید میں۔۔ مجھے بھی آزاد کر سکو۔ ٹھہری ہوئی اس کی آواز ابھری۔

کون سا چلہ۔ میں ضرور کروں گا وہ عزم سے بولا اب صرف گل پوش ہی نہیں بلکہ سینکڑوں لوگوں کا مسئلہ درپیش تھا اس کے لیے پہلے تمہیں ایک سیاہ پتھر ڈھونڈنا ہوگا پتھر کم از کم ایک فٹ لمبا اور آدھ فٹ چوڑا ہونا ضروری ہے بائیں جانب چند قدم جا کر مغرب کی سمت مڑ جانا کچھ آگے ہر رنگ کے پتھروں کے انبار لگے ہوں گے وہاں تمہیں وہ پتھر مل جائے گا نادیدہ روح نے اس کی رہنمائی کی۔

وہ اس کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چل دیا آٹھ دس منٹ کی مسافت کے بعد وہ وہاں پہنچ چکا تھا وہاں رنگ برنگے چھوٹے بڑے پتھر بکھرے پڑے تھے وہ اپنا مطلوبہ پتھر ڈھونڈنے لگا دن بھر کا تھکا ہارا سورج دھیرے دھیرے زوال پذیر ہو رہا تھا۔ سورج کا سفر بھی عجیب ہے اسے ہر روز مخصوص مسافت طے کرنا ہوتی ہے تھک بھی جائے تو تب بھی اگلے دن۔۔۔ یہ ازل سے ہوتا آیا ہے اور ابد تک ہوتا رہے گا۔ سورج روزانہ لاکھوں کروڑوں داستانوں سے واقف ہوتا ہوگا اس نے سر جھٹک کر خود کو سوچوں کے گرداب میں سے نکالا سورج آدھا سرک گیا تھا ڈوبتے سورج کی روشنی میں رنگ برنگے پتھر چمک رہے تھے اندھیرا دھیرے دھیرے اپنے سیاہ پر پھیلا رہا تھا معاً اس کی نگاہ ایک سیاہ پتھر پر پڑی وہ تیزی سے اس کی جانب لپکا اندھیرا اب پھیل چکا تھا۔

اس نے ہپ پاکٹ سے موبائل نکال کر ٹارچ روشن کی مگر وہ پتھر۔۔ اسے بغور دیکھنے پر پتہ چلا کہ وہ پتھر سیاہ نہیں سرمئی ہے وہ ذہن اور جسمانی طور پر نڈھال ہو چکا تھا اب سیاہ پتھر وہ کتنی ہی دیر سے ڈھونڈ رہا تھا اور اب سرمئی پتھر دیکھ کر اس کا دماغ گھوم گیا اس نے غصے سے پتھر کو ٹھوکر ماری اسی پل ایک دھماکہ ہوا وہ اچھل کر دور جا گرا دھماکہ کافی اعصاب شکن تھا وہ کتنی ہی دیر بے حس و حرکت پڑا رہا پھر اس کے ساکت وجود نے جنبش کی اس نے اس جانب دیکھا جہاں دھماکہ ہوا تھا وہاں کافی بڑا شگاف پڑ چکا تھا اور وہاں سے روشنی پھوٹ رہی تھی وہ متعجب سا اس جانب چل دیا۔

وہ نڈھال انداز میں وہیں پتھروں پر بیٹھ گیا اس نے شگاف میں جھانکا اور ششدر رہ گیا اسے اپنی بصارت پر شبہ ہو رہا تھا اتنا عجیب منظر اس نے پہلی بار دیکھا تھا وہ حیرت سے پلکیں جھپکنا تک بھول گیا تھا اس کے چہرے پر دنیا جہاں کی حیرت رقم تھی وہ متعجب متحیر اور ششدر سا آنکھیں پھاڑے دیکھے جا رہا تھا۔ حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب تھیں۔

باقی۔ انشاء اللہ آئندہ ماہ۔ آپ کی آراء اسپشلی۔ شبنم گل اور وارث آصف کی تنقید کا شدت سے انتظار رہے گا۔

اب جس کے جی میں آئے وہی روشنی پائے
ہم نے تو دل جلا کر سرعام رکھ دیا۔
ریاض احمد۔ باغبانپورہ۔ لاہور

---

www.luatech.com

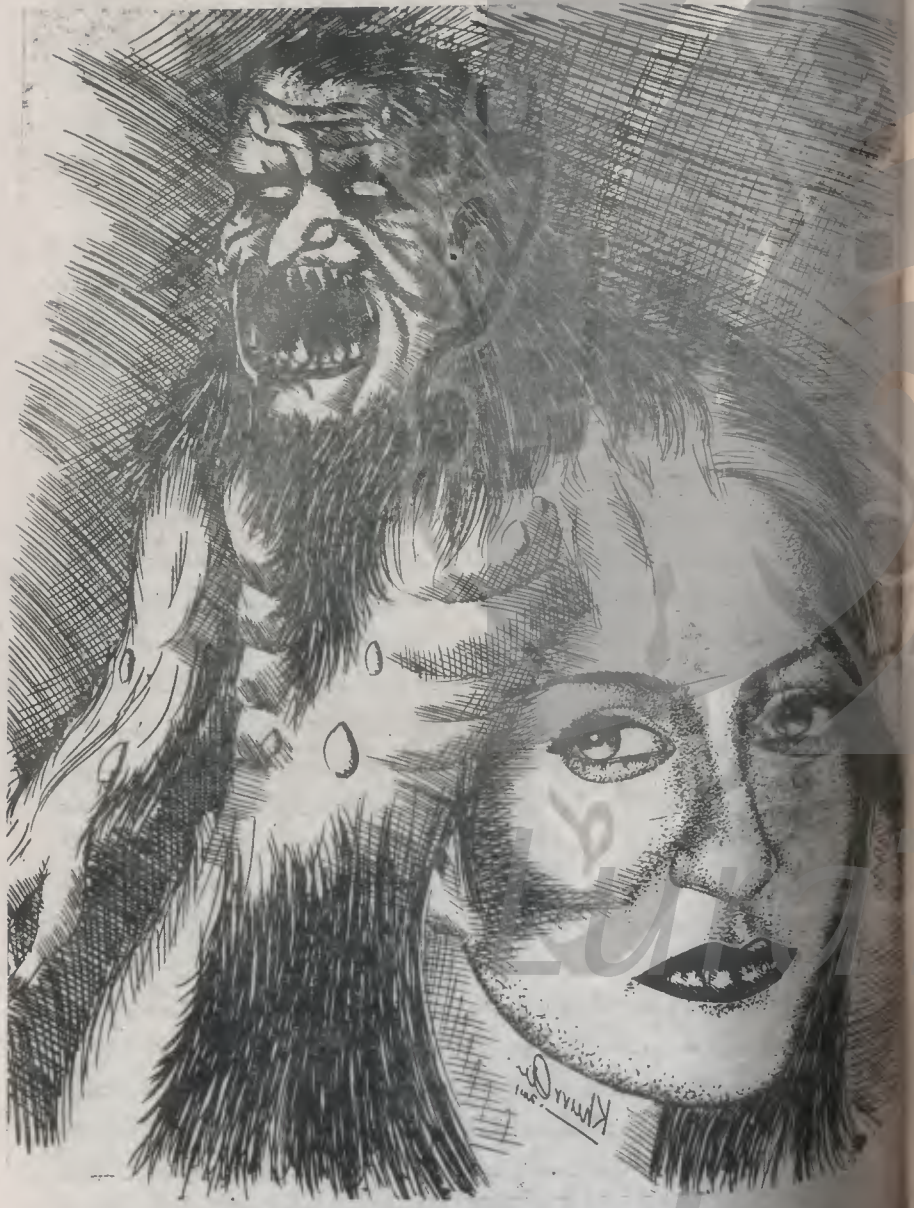
شیطان دیوتا

---تحریر: ایم ذاکر ستی۔ مانسہرہ---

اور کہا جل جا۔ تو اس کے گھنے بالوں کو فورا آگ لگ گئی وہ خود کو بچانے کے لیے لاکھ جتن کرنے لگا جس سے خود کی آگ بجھا سکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور جلتے جلتے کوئلہ بن گیا وشنا دیو کی موت کو دیکھ کر وکرم جادوگر غصے سے چلایا۔ اے کمینے یہ تو نے کیا کر دیا میری سب سے بڑی طاقت کو مار دیا اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہتے ہی وہ میری طرف بڑھنے لگا اس نے میرے پس پہنچ کر میرے بالوں کو زور سے کھینچا اور میرے پیٹ پر لات دے ماری میں درد کی شدت سے چیخ اٹھا میں اس بات پر حیران تھا کہ وکرم جادوگر حلیے کے لحاظ سے بوڑھا دکھائی دے رہا تھا مگر اس میں طاقت اور پھرتی جوانوں کی طرح تھی اس نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دور پھینک دیا اب میں زمین پر لیٹا کراہ رہا تھا بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا میرے بالکل پیچھے اس شیطان دیوتا کا بت تھا جس کا وکرم پیروکار تھا وکرم نے ہاتھ ہوا میں بلند کیے تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر آ گیا وکرم نے بلا تاخیر وہ پتھر میری طرف اچھال دیا میں نے فورا سے پہلے دوسری طرف جست لگائی اور وہ پتھر بت پر جا لگا جس سے بت ریزہ ریزہ ہو گیا وکرم جادوگر نے جب یہ دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ دیے اور کہا۔ اے خبیث لڑکے تو نے تو مرنا ہی تھا ساتھ میں میرا بھی سیتاناس کر دیا۔ ابھی وہ مجھ پر غصہ ہی اتار رہا تھا کہ غار زور زور سے ہلنے لگا میں نے بند کچھ سوچے سمجھے باہر کی جانب دوڑ لگا دی گرتے سنبھلتے میں غار کے دہانے پر پہنچ گیا اور باہر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی غار ایک زوردار دھماکے سے اڑ گیا اگر میں چند سیکنڈ اور باہر نہ آتا تو میری ہڈیاں بھی نہ ملتیں۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

دیکھو رمیض بیٹا۔ دانیال نے اگر آنا ہوتا تو وہ آ جاتا لیکن اب تم اس کی سزا مہمانوں کو کیوں دے رہے ہو بیٹا آؤ کیک کاٹو رات کافی بیت گئی ہے مہمانوں کو کھانا بھی کھانا ہے اور واپس بھی گھروں کو جانا ہے۔۔ نہیں پاپا میں دانیال کے آنے سے پہلے کیک نہیں کاٹوں گا چاہے مہمان بھوکے رہیں یا کچھ بھی ہو دانیال نے وعدہ کیا تھا وہ ضرور آئے گا۔ ڈاکٹر شبیر اپنے بیٹے پر بار بار کیک کاٹنے کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے مگر وہ ایک رٹ لگا رہا تھا کہ دانیال کے آنے سے پہلے کیک نہیں کاٹے گا اسی اثنا میں دروازے پر دستک ہوئی اور دانیال کمرے میں داخل ہوا دانیال کو دیکھتے ہی رمیض نے غصے سے منہ پھیر لیا۔

ارے رمیض سوری یار راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی اس لیے دیر ہو گئی سوری یار اب معاف کر دو دانیال اپنے دیر سے آنے پر رمیض سے معافی مانگ رہا تھا۔ کہ رمیض نے ہنستے ہوئے اپنا رخ دانیال کی طرف کیا اور کہا اٹس اوکے۔ اب جلدی سے میرے ساتھ چلو اب کیک کاٹ لیں چل ٹھیک ہے دونوں خوشی سے مصافحہ کیا اور کمرے میں سے باہر آ گئے۔ دراصل آج رمیض کی سالگرہ تھی آج وہ پورے دس برس کا ہو چکا تھا اس کا سالگرہ پر ڈاکٹر شبیر نے ایک



www.luratech.com

فنکشن ارینج کیا تھا اور دانیال اور رمیض کلاس فیلو تھے دانیال رمیض کا سب سے بہترین دوست تھا رامیض اور دانیال جونہی کمرے میں سے باہر نکلے تو ساری لائٹس بجھادی گئی اب ہال میں صرف چاند کی چاندنی ہر سو جگمگا رہی تھی جو کہ آج چاند کی چودھویں رات تھی اسی لیے چاندی عروج پر تھی اسی دوران دنیا کا سب سے زیادہ گایا جانے والا گیت ہیپی برتھ ڈے ٹو یو گایا جانے لگا ہال میں موجود تمام لوگوں نے رمیض کو ہیپی برتھ ڈے وش کیا اور رمیض کیک کے پاس کھڑا تھا دانیال بھی اس کے پاس ہی کھڑا اس کی خوشیوں میں شریک تھا اب رمیض نے کیک پر دس موم بتیوں کو پھونک سے بجھایا تو سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا اب تمام لائٹس اان کردی گئیں تھیں ایک بار پھر رنگ برنگی بتیوں سے ہال جگمگا اٹھا اب رمیض نے کیک کاٹا اور کیک پیس اٹھا کر دانیال کو کھلایا دانیال نے آدھا کھا کر آدھا رمیض کو کھلایا ایک بار پھر تالیوں کو نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوگیا رایک کا چہرہ خوشی سے تلملا رہا تھا کیک کھانے کے بعد کھانے کا دور شروع ہوا سب لوگوں نے بلا تکلف کھانا کھایا اور کھانے سر فراغت پانے کے بعد مہمان گھروں کو چل دیئے رمیض کے پاس تحفے تحائف کا ڈھیر لگ چکا تھا رمیض کو کچھ تھکن محسوس ہونے لگی تو دانیال نے کہا۔ چل یار آنیند آرہی ہے سوتے ہیں رمیض نے ماما پاپا کو گڈ نائٹ وش کیا اور دانیال کے ساتھ اپنے کمرے میں چلا گیا اچھا دانیال صبح نماز پڑھنے کے لیے جانا ہے میں سو رہا ہوں صبح گپ شپ ہوگی دونوں نے ایک دوسرے کو گڈ نائٹ کہا اور سو گئے۔

بیٹا رمیض دانیال جاگو بیٹا نماز کا وقت ہوگیا ہے ڈاکٹر شبیر دروازے پر دستک دینے کے ساتھ ساتھ آواز بھی لگا رہے تھے کافی دیر دستک دینے کے بعد بھی جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو ڈاکٹر شبیر کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے جب کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی کچھ جواب نہ ملا تو انہوں نے دروازہ توڑ دیا جب اندر دیکھا تو کمرہ بالکل خالی تھا ڈاکٹر شبیر مارے غم کے رونے لگے جب ان کی بیوی نے آواز سنی تو وہ دوڑتی ہوئی آئی۔ اور کمرے کے حالات دیکھ کر وہ بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگی حیرانگی کی بات یہ تھی کہ کمرہ اندر سے لاک تھا باہر جانے کا متبادل راستہ کھڑکی تھی جو کہ صحن میں کھلتی تھی مگر وہ بھی اندر سے لاک تھی گھر میں کہرام مچ گیا تھا رونے کی آواز سن کے محلے والے بھی آگئے تھے جب انہیں حالات کا پتہ چلا تو وہ بھی حیران ہوئے کہ بچے کیسے غائب ہوگئے پولیس کو بلایا گیا وہ ڈاکٹر صاحب کو تسلی دے کر چلی گئی چونکہ رمیض ڈاکٹر صاحب کا اکلوتا بیٹا تھا اور دانیال کو بھی وہ اپنے بیٹے سے کم نہیں سمجھتے تھے لہذا دہرا دکھ تھا جب دانیال کے گھر اس کی گمشدگی کا پتہ چلا تو وہ بھی دوڑے دوڑے ڈاکٹر کے گھر آئے اب سب پریشانی کے عالم میں بچوں کو ادھر ادھر دیکھ رہے تھے ان دونوں خاندانوں نے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

آج رمیض اور دانیال کو غائب ہوئے تین دن گزر چکے تھے مگر ان کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا تھا پولیس کو بھی اس کیس میں دشواری کا سامنا تھا کیونکہ دروازہ اور کھڑکی اندر سے لاک تھے لہذا کیس انتہائی پیچیدہ تھا۔ آج صبح سے موسلا دھار برش کا سلسلہ جاری تھا جس نے ٹنشی میں مزید اضافہ کر دیا تھا ہوا جب جسم کو چھو کے گزرتی تو جسم کٹ سا جاتا دن کے وقت بھی رات کا سا سماں تھا بہر حال لوگ اپنے اپنے کاموں میں سے جلد ہی فراغت پا کر گھروں کو چلے گئے بازار بالکل خالی ہوگئے لوگ گھروں میں آگ کے مزے لے رہے تھے وقت اپنی مخصوص رفتار سے چل رہا تھا اب رات نے اپنے خوفناک پر چاروں سمت پھیلا دیئے تھے ہر سو گہرا سناٹا تھا ایسے میں رونے کی

آوازوں نے ماحول کو مزید دہشت ناک بنا دیا تھا یہ رونے کی آوازیں جنزیب اور اس کی بیوی کی تھیں آوازیں سن کر سب گاؤں والے جمع ہوگئے گاؤں کے لوگوں کی عادت تھی کہ دوسرے کا درد اپنا درد سمجھتے تھے جب گاؤں والے چن زیب کے گھر پہنچے تو وہ انتہائی غم میں دکھائی دے رہے تھا بار بار دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میں پانی پینے کے لیے جاگا تو اپنے بیٹے شاہ زیب کو چارپائی پر نہ پا کر مجھے تشویش ہوئی رات کو رہ میرے پاس ہی سویا تھا لیکن اب موجود نہیں تھا میں نے گھر کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا۔ اتنے میں زبیر بولا چن زیب بھائی کہیں وہ باہر نہ چلا گیا ہو زبیر باہر ہوتا لیکن دروازے کو اندر سے کنڈی لگی ہوئی تھی اور دیواروں سے کود کر باہر وہ جا ہی نہیں سکتا تھا وہ نو سال کا ہے دیوار پر چڑھنا اس کے بس کی بات نہیں اسی اثنا میں پولیس گھر میں داخل ہوئی اور واقعے کی نوعیت دریافت کی جب واقعے کا پتہ چلا تو انسپکٹر ذیشان کا ماتھا ٹھنکا انسپکٹر وہاں کا انچارج تھا۔ یہ واقعہ بھی ڈاکٹر شبیر کے بیٹے رمیض اور اس کے دوست دانیال کی طرح تھا وہی کہ گھر کے اندر سے لاک تھا پھر بھی شاہ زیب غائب تھا گاؤں کا ہر فرد اس بات پر حیران تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ گھر لاک ہوتا ہے پھر بھی بچے غائب ہو رہے ہیں لیکن کسی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

اب یہ واقعے معمول بننے لگے اور ہر تیسرے دن بچے غائب ہو جاتے لیکن کوئی بھی سراغ نہ ملتا اب تو دنوں کا فرق بھی ختم ہو چکا تھا اور ہر روز ایک یا دو بچے غائب ہو جاتے اب گاؤں میں دہشت پھیل چکی تھی لوگوں نے بچوں کا باہر نکلنا بالکل بند کر دیا تھا شام ہوتے ہی لوگ اپنے بچوں کو بغل میں لیے گھروں میں دبک کر بیٹھ جاتے اب اس گاؤں کا سکون ختم ہو چکا تھا والدین کو یہ ڈر رہنے لگا کہ کہیں آج ہمارے بچے کی باری نہ ہو۔

انسپکٹر ذیشان نے ہیڈ کوارٹر سے پولیس کی نفری منگوالی تھی اس کے ذہن میں یہ تھا کہ اغوہ کاری کسی گروہ کا کام ہے اور وہ انتہائی چالاکی سے بچے اغوا کرتا ہے اور کوئی سراغ نہیں چھوڑتا لہذا اس نے اغوا کی وارداتوں کو روکنے کے لیے گاؤں کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر پہرہ لگوا دیا تھا۔

آج سردی عروج پر تھی ہر طرف سناٹے کا راج تھا ایسے میں جب ہوا چلتی تو گماں ہوتا جیسے بہت ساری عفریتیں سرگوشیاں کر رہی ہوں ایسے میں سپائی گاؤں میں گشت کرتے ہوئے پہرہ دے رہے تھے تمام سپاہیوں کے پاؤں شل ہو چکے تھے انسپکٹر ذیشان گاڑی میں پورے علاقے میں گشت کر رہا تھا اس نے سپاہیوں سے پوچھا کچھ پتہ چلا کسی گروہ کا۔ نو سر۔ ہمیں کوئی سراغ نہیں ملا ان کی طرف سے نفی میں جواب ملنے پر اس نے سوچا کہ شاید اغوا کار کو معلوم ہوگیا ہے ہم نے پہرہ لگا رکھا ہے اس لیے ایسا کوئی بھی واقعہ نہ ہوا لیکن اس وقت اسکا دماغ چکرا گیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ رات کو دو بچے غائب ہوگئے ہیں انسپکٹر کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اس نے ڈسپرین کی دو گولیاں لیں تو کچھ افاقہ ہوا اس نے پہرہ مزید سخت کر دیا لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوا اب گاؤں کے لوگ اس سنگین ماحول اور وارداتوں سے خود کو خطرے میں محسوس کر رہے تھے سب لوگوں نے یہ چیز محسوس کی تھی کہ جتنے بھی بچے غائب ہوئے یا تو ان کی عمر بارہ سال تھی یا اس سے کم تھی یعنی اغوا ہونے والے تمام بچے کم سن تھے لہذا ہم سب کو چھمو پہلوان سے رابطہ کرنا ہوگا۔

آج میں صبح صبح ہی اخبار پڑھ رہا تھا کہ لوگوں کا جم غفیر میرے گھر میں داخل ہوا میرے گھر کے چوکیدار نے روکنے کی کوشش کی لیکن میں نے سب کو اندر لانے کو کہا۔ اب کئی بزرگ اور جوان میرے

سامنے کھڑے تھے میں نے آنے کی وجہ دریافت کی تو جاوید چچا بولے۔

دیکھو چھمو بیٹا کئی دنوں سے ہمارے علاقے سے روزانہ بچے غائب ہورہے ہیں یہ بھی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کون ایسا کررہا ہے پولیس والوں کو بھی کوئی سراغ نہیں ملا چھمو بیٹا ہم بڑی امیدیں لے کر آئے ہیں۔ میرا اصلی نام رضوان تھا میں پہلوانی کے میدان میں اس علاقے کا چمپئن تھا گاؤں کے لوگ مجھے چھمو کہہ کر ہی پکارتے تھے پھر سدھیر چاچا بولے بیٹا کل رات میرا بیٹا بھی غائب ہوگیا ہے ہم نے بہت تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا تم ہی کچھ اس کا حل تلاش کرو سدھیر چاچا پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی عقلمند تھے وہ ہنس مکھ تھے ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ سجی رہتی تھی لیکن آج ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میرا کلیجہ کٹ گیا تھا میں نے تمام لوگوں کو یقین دلایا اور کہا۔

میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ لیکن مجھے چند جوانوں کے تعاون کی بھی ضرورت ہے بولو کون میرا ساتھ دے گا میں نے لوگوں پر گہری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

ہم دیں گے آپ کا ساتھ ان میں چھ لڑکے یہ کہتے ہوئے میرے سامنے کھڑے ہوگئے ان جوانوں میں فہیم۔ عاطف۔ امتیاز۔ شعیب۔ وسیم صداقت شامل تھے یہ چھ جوان بڑی مضبوط جسامت کے مالک تھے۔

میں بھی آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں شہزاد نے آگے بڑھ کر کہا یوں تو شہزاد لاغر اور کمزور تھا اسے اپنے ساتھ رکھنا مناسب نہیں تھا لیکن اس کے جذبے کو دیکھ کر اسے بھی اس مہم میں شریک کردیا گاؤں کے تین داخلی اور خارجی راستے تھے میں نے ایک راستے پر فہیم اور امتیاز کو لگایا جبکہ دوسرے راستے پر صداقت اور عاطف کو لگایا جب کہ تیسرے راستے پر وسیم اور شعیب کو لگایا ان کے ساتھ میں نے شہزاد کو بھی لگادیا۔ اب رات نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے ماحول پر ہولناکی چھائی ہوئی تھی ایسے میں تمام جوان اپنے اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے میں یعنی چھمو پہلوان ان سب کی نگرانی کررہا تھا میں علاقے میں گشت کررہا تھا اور جوانوں کو خصوصی ہدایات دے رہا تھا میں گشت کرتے ہوئے اچانک پیچھے مڑا تو مجھے ایسے لگا کہ جیسے کسی نے میرے سامنے والے مکان میں باہر سے اندر چھلانگ لگائی ہو میں برق رفتاری سے بھاگتا ہوا اس مکان تک پہنچنے کی کوشش میں تھا میں تھوڑے ہی فاصلے پر تھا کہ وہی عفریت دیوار میں سے یوں باہر نکلا کہ جیسے راستے میں کوئی دیوار یا رکاوٹ نہ ہو یہ ایک چوپایہ تھا جس کے جسم پر گھنے بال تھے اس کی آنکھوں میں عجیب وحشت تھی اور وہ ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے تپتے انگارے ہوں میں نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس کے پاس ایک بچہ تھا جو ایسے جھول رہا تھا جیسے بالکل ساکت ہوگیا ہو میں نے ہاتھ بڑھایا تو اس کا کان میرے ہاتھ میں آیا لیکن وہ ادھر کھڑے کھڑے ہی ایسے غائب ہوگیا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اب معاملہ میری سمجھ میں آگیا تھا صبح پھر گاؤں میں یہ خبر پھیل گئی تھی کہ نصیر جو کہ گاؤں کے ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے آج رات اس کا بیٹا غائب ہوگیا ہے میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو اپنے گھر بلایا اور میں نے انہیں بتایا کہ کل رات میں نے ایک ریچھ کی طرح ایک چوپایہ کو دیکھا جس کے جسم پر سیاہ گھنے بال تھے وہ دیوار میں سے داخل ہوا اور دیوار میں سے باہر آیا اس کے پاس نصیر صاحب کا بیٹا عثمان میں نے خود دیکھا تھا۔ وہ ایسے جھول رہا تھا جیسے اس میں بالکل زندگی کی رمق موجود نہ ہو میں نے اس عفریت کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ غائب ہوگیا نجانے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اب اس سے پتہ چل گیا تھا کہ اغوا کار کوئی گروہ نہیں بلکہ

ماروائی مخلوق ہے اب میں اس کا حل تلاش کرلوں گا۔

اگلے دن میں اپنے چھوٹے بھائی اسامہ جس کی عمر بارہ سال تھی اسے سکول چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا میرا رخ دوسرے گاؤں کے مشہور عامل کی طرف تھا ان کے استانے پر پہنچ کر میں نے انہیں ساری روداد سنائی انہوں نے میری بات پوری توجہ سے سنی پھر انہوں نے کہا بیٹا تم کل اسی وقت میرے پاس آنا میں تمہیں اس عفریت کے بارے میں بھی بتاؤں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ یہ عفریت بچے کیوں اغوا کررہا ہے اور گھر واپس آگیا۔

اچھا اسامہ میری بات غور سے سننا تمہیں پتہ ہے ناں کہ آج کل ہمارے گاؤں سے بچے غائب ہورہے ہیں تو یاد رکھنا مجھے بعض اوقات کام کی وجہ سے شہر جانا پڑسکتا ہے لہذا میں نے اپنے دوست محسن کو بلوالیا ہے تم ان کے ساتھ رہنا یہ تمہارا خیال رکھیں گے انہیں تنگ مت کرنا سمجھ آئی ناں میں اپنے بھائی کو حالات کی نوعیت سمجھا رہا تھا۔

بھلا میں محسن انکل کو بالکل تنگ نہیں کروں گا اچھا یار محسن تم اسامہ کا خیال رکھنا پتہ نہیں میں اس مہم سے واپس آتا ہوں یا نہیں۔

یار چھمو یہ کیا کہہ رہا ہے تو اللہ تمہیں کامیاب کرے گا۔ ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اچھا یار میں نے رات کو پہرہ دینا ہے اور صبح سویرے وہاں ہی سے میں بابا جی کی طرف روانہ ہوجاؤں گا۔ چل ٹھیک ہے یار اللہ حافظ اچھا اسامہ اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔ او کے بھیا اللہ حافظ۔

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آج پھر پہرہ دینے میں مصروف تھا سرد غضب کی تھی مگر ہم سردی سے بے خبر پہرہ دے رہے تھے آوارہ کتے جب بھونکتے تو وجود پر خوف طاری ہوجاتا۔ خدا خدا کر کے صبح کی روشنی طلوع ہوئی آج رات ہمیں وہ چوپایہ نظر نہیں آیا تھا صبح یہ خبر سن کر خوشی ہوئی کہ آج کوئی بھی بچہ گھر سے غائب نہیں ہوا۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں بابا جی کے آستانے کی طرف چل نکلا جب ان کے آستانے پر پہنچا تو لوگوں کا ہجوم نظر آیا میں ہجوم سے نکلتا ہوا آگے جا پہنچا دیکھا کہ سامنے ایک میت پڑی ہے میں نے جونہی میت کے چہرے پر سے چادر ہٹائی تو میرے جسم پر سکتہ طاری ہوگیا کیونکہ وہ لاش کسی اور کی نہیں بلکہ بابا جی کی تھی لاش کا بڑا برا حال تھا ان کے جسم پر سے ساری چمڑی اڈھری ہوئی تھی دل بھی غائب تھا اور جسم پر ناخنوں کے نشان موجود تھے جیسے کسی نے جسم سے گوشت نوچنے کی کوشش کی ہو لاش کا یہ حال دیکھ کر میں حواس باختہ ہوگیا اور میں دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اتنے میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے پوچھا۔

کیا آپ کا نام چھمو پہلوان ہے۔

ہاں ہاں۔ میں نے فوری کہا۔

میں بابا جی کا خادم ہوں صبح جب ہم بابا جی کو جگانے گئے تو کافی کوششوں کے باوجود بھی کوئی جواب نہ ملا تو ہم نے دروازہ توڑا تو دیکھا کہ بابا زندگی کی بازی ہار چکے تھے ہم ابھی بھی حیران ہیں کہ دروازہ اندر سے بند تھا تو پھر ان کا خون کیسے ہوگیا۔ وہ بولتے جارہا تھا۔

اب میں حالات کو سمجھ چکا تھا کہ بابا کا خون بھی اسی ریچھ نما چوپایہ نے کیا ہے جو بچوں کو اغواہ کررہا تھا اور کل رات گاؤں سے کوئی بھی بچہ اس لیے غائب نہیں ہوا کیونکہ وہ عفریت رات کو بابا جی کے ساتھ گتھم گتھا تھا۔

سنئے میں اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اس آدمی کی آواز سے چونک گیا۔ بابا جی کے کمرے میں سے یہ کاغذ ملا ہے یہ آپ کے لیے ہے۔

میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لیا تو کاغذ پر لکھا تھا کہ چھمو بیٹا افسوس صد افسوس میں تمہارے کسی

کام نہیں آسکا۔ میری ایک غلطی مجھے موت کے منہ میں لے جارہی ہے بیٹا یہ ایک بزرگ کا پتہ ہے ان سے رابطہ کرنا وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے نیچے پتہ لکھا تھا اس پتے کے مطابق وہ بزرگ اگلے گاؤں کے تھے بابا جی کا رقعہ پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے باباجی کی تکفین وتدفین کے بعد میں وہاں سے اپنی اگلی منزل کی طرف جانب چل نکلا تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد میں بزرگ کے آستانے پر پہنچ گیا وہاں پر بڑا ہجوم تھا سارے لوگ اپنے اپنے مسائل پیش کررہے تھے سب کو فارغ کرنے کے بعد میری باری آئی میں نے بابا کو جونہی اپنا مسئلہ بتانے کے لیے لب کھولے وہ بولے۔

بیٹا۔ میں سب جانتا ہوں تمہیں باباجی میری طرف بھیجا ہے میرا نام ہارون الرشید ہے اور صابر میرا مرید تھا بابا کے منہ سے مرید کا نام سن کر میں سمجھ گیا کہ انہیں صابر کی موت کا علم ہے چھمو بیٹا جانتے ہو صابر کی موت کیسے واقع ہوئی۔

نہیں باباجی مجھے نہیں معلوم۔

بیٹا صابر نے جب حصار بنایا تو وہ اس میں بیٹھ گیا ادھر اس چوہائے کو علم ہو چکا تھا کہ اسے قابو کرنے کے لیے صابر عمل کررہا ہے جب وہ حصار میں بیٹھ گیا تو اسے یاد آیا کہ جس تسبیح پر اس نے ورد پڑھنا ہے وہ تو میز پر پڑی ہوئی ہے وہ لاعلمی میں حصار کو توڑتے ہوئے باہر آگیا تاکہ تسبیح لے سکیں اسی دوران وہ چوہا یہ نمودار ہوا اور اس نے صابر کی زندگی چھین لی صابر کی دردناک موت کے بارے میں سن کر بہت افسوس ہوا۔

اچھا باباجی آپ کو ہمارے گاؤں کے حالات کا تو علم ہوگا ہی اب بتائیے اس کا کیا حل ہے باباجی نے آنکھیں بند کیں تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا کبھی سرخ ہوجاتا اور کبھی زرد پڑجاتا کافی دیر اس حالت میں رہنے کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں تو وہ غصے سے سرخ ہورہی تھیں۔

بیٹا معاملہ کچھ یوں ہے کہ تمہارے علاقے سے کچھ فاصلے پر ایک غار میں وکرم جادوگر رہتا ہے وہ انتہائی ظالم اور سفاک ہے وہ شیطان کا پجاری ہے اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہے اس کے شیطان دیوتا نے اسے کہا کہ اگر وہ اس کے چرنوں میں ایک سو ایک نابالغ لڑکوں کی بلی دے گا تو وہ نہ صرف اس کی طاقتیں بڑھائے گا بلکہ وہ اسے امر بھی کردے گا۔ چونکہ وکرم جادوگر کے پاس کئی شیطانی طاقتیں ہیں اس لیے اس نے ان بچوں کو لانے کے لیے اپنے سب سے طاقتور غلام وشنا دیو کو لگایا ہوا ہے اس دیو نے اپنے جسم کو ریچھ کی شکل میں ڈھال دیا ہے اور وہ بآسانی بچے لاکے دے رہا ہے اب تک وہ چھیانوے بچے شیطان کے چرنوں میں قربان کرچکا ہے جب سو بچے پورے ہوجائیں گے تو اسے آخری بچہ ایسا چاہیے ہوگا کہ جو پورن ماشی کی رات کو پیدا ہوا ہو اور اس بچے کی خاص خوبی یہ ہوگی کہ اس کی پیٹھ پر یعنی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہوگا۔

بابا اس شیطان کو روکنے کا کوئی حل ہے کہ نہیں۔

بیٹا حل تو ہے مگر انتہائی مشکل ہے۔

بابا آپ حکم کریں میں انشاء اللہ ہر امتحان میں سے گزرنے کے لیے تیار ہوں۔

بیٹا اسے زیر کرنے کے لیے تمہیں طاقت حاصل کرنی ہوگی اور طاقت حاصل کرنے کے لیے تمہیں ایک رات سے مقابلہ جی بابا میں موت سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں پھر باباجی نے مجھے ورد اور چلہ کا طریقہ سکھایا۔

اچھا بیٹا چلہ مکمل کرنے کے بعد تمہیں ایک طاقت اور ایک غلام ملے گی جو ہر قدم پر تمہاری رہنمائی کرے گی۔ اور بیٹ چلہ مکمل ہونے سے پہلے چاہے کچھ بھی ہوجائے تم حصار سے باہر نہ نکلنا اور چلہ

ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر کرنا ہے یاد رہے کہ دوسرا پاؤں زمین پر نہ لگے ورنہ چلہ ناکام ہوجائے گا اور چلہ ناکام ہونے کی صورت میں موت یقینی ہے یہاں تک ہے کہ حصار میں درخت ہونا چاہیے تاکہ تمہیں سہارا مل سکے اور تم آسانی سے کھڑے ہوسکو باباجی نے مجھے اور بھی کئی ہدایات دیں اور آخر میں کہا بیٹا ثابت قدم رہنا اللہ تمہارا حامی وناصر ہو۔

باباجی سے اجازت لے کر میں اپنے گھر کی طرف گامزن ہوگا تھوڑے ٹائم بعد میں اپنے گھر پہنچ چکا تھا گھر پہنچ کر فریش ہوا کھانا کھایا چھوٹے بھائی اور محسن کے ساتھ گپ شپ کی آج چونکہ ہفتہ تھا اور اسامہ کو صبح سکول کی چھٹی تھی لہذا کافی دیر تک اس کے ساتھ کپ شپ ہوتی رہی پھر میں باہر آکر پہرہ دینے میں مصروف ہوگیا۔

ساری رات پہرہ دیتے ہوئے گزری صبح کو اس خبر نے پھر تن بدن میں آگ لگادی کہ آج تین بچے غائب ہوئے یعنی کہ ننانوے بچے غائب ہوچکے تھے اور ابھی سو ایک پورا ہونے میں صرف دو بچے باقی تھے جن میں سے ایک نارمل بچہ غائب ہونا تھا اور ایک وہ بچہ جو چاند کی چودھویں رات کو پیدا ہوا ہو اور اسکی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہو میں نے آج یعنی اتوار کو چلہ کرنے کا سوچ لیا تھا۔

صبح دس بجے کا وقت تھا جب میں گھر داخل ہوا دیکھا کہ اسامہ پتنگ اڑا رہا تھا ہمارا گھر چونکہ کشادہ تھا اور اس میں باغیچہ بھی تھا صحن میں درخت لگے ہوئے تھے ان درختوں کے بیچ اسامہ کی پتنگ پھنس گئی اسامہ بھاگ کر درخت پر چڑھا اور پتنگ نکالی درخت سے اترتے ہوئے وہ زور سے چیخا میں بھاگ کر اس کے پاس پہنچا۔

کیا ہوا کیا ہوا میں نے برجستہ پوچھا۔

وہ بھیا شاید میری کمر پر کانٹا لگ گیا ہے۔

کہاں پر۔ میں نے جلدی سے پوچھا۔

بھیا ادھر کمر پر۔۔ اسامہ نے فوراً قمیض اتاری۔ کمر پر نظر پڑتے ہی مجھے ہزاروں وولٹ کے جھٹکے لگے میرا دماغ سن ہونے لگا کیونکہ اسامہ کی کمر پر وہ ستارہ والا نشان موجود تھا جو باباجی نے بتایا میں نے بڑی مشکل سے کانٹا نکالا میرا جسم بالکل ساکت ہوچکا تھا کیونکہ والدین کے مرنے کے بعد میں نے ہی اسے پالا تھا اس کا میرے اور میرا اس کے سوا دنیا میں کوئی نہیں تھا۔

کیا ہوا بھیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں گئے مجھے کانٹے کا زیادہ درد نہیں ہوا ہے مگر آپ کے آنسو نکل آئے اس معصوم کو پتہ نہیں تھا کہ یہ آنسو کانٹے کی وجہ سے نہیں آئے تھے بلکہ ان حالات کی وجہ سے آنکھوں میں آئے تھے جن کا ہمیں سامنا کرنا تھا۔

نہیں بیٹا کچھ بھی نہیں ہوا ہے یہ آنسو ویسے ہی آنکھوں میں آگئے تھے تم جاؤ اور جاکر پتنگ اڑاؤ۔

او کے بھیا اسامہ کے نشان نے مراد ماغ ماؤف کردیا تھا میں اپنے اس معصوم بھائی کو کھونا نہیں چاہتا تھا میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ساری صورتحال بتادی گاؤں کے بزرگوں نے مجھے کہا بیٹا تم بھائی کی وجہ سے پریشان ہوناں بیٹا ہم اپنے بیٹوں کو تو جانے سے نہیں روک سکے مگر تمہارے بھائی کو بچانے کے لیے اگر ہمیں اپنی اپن جانیں بھی دینا پڑیں تو ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

اب سورج اپنی منزل کی طرف گامزن تھا میں نے چلے کے لیے ضروری سامان رکھا اور جانے کی تیاری کرنے لگا رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا آج سردی پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی تھی کتوں کے بھونکنے کی آواز نے ماحول کو مزید پراسرار بنادیا تھا میں اپنی مستی میں گم گاؤں کے قبرستان کی طرف رواں دواں تھا ہوا سے درخت یوں ہل رہے تھے جیسے کئی دیو مجھے آگے بڑھنے سے روک رہے ہوں ڈر اور خوف کو

www.lutatech.com

بالائے طاق رکھتا ہوا میں قبرستان کی حدود میں پہنچ گیا تھا تھوڑی سی کوشش کے بعد مجھے ایسی جگہ مل گئی جو چلے کے لیے مناسب تھی کیونکہ ادھر درخت بھی تھا اور قبر بھی پاس ہی تھی ادھر ادھر نظر گھما کر دیکھا تو ہر طرف درخت تھے یہ خموشی اور گہرا سکوت کھا جانے کو دوڑتا تھا حالانکہ میں گاؤں کا پہلوان تھا اور طاقت بھی اچھی خاصی تھی پھر نجانے کیوں خوف نے میرے وجود کو جکڑ رکھا تھا خیر میں نے باباجی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق آیت الکرسی پڑھتے ہوئے حصار قائم کیا اور حصار میں داخل ہو گیا کھڑے ہو کر چلہ کرنے کا سوچ کر میری روح تک کانپ اٹھی خیر میں نے ورد پڑھنا شروع کر دیا میں ایک پاؤں پر کھڑا درخت کا سہارا لیئے ہوئے ورد کر رہا تھا دوسرے پاؤں کو میں نے زمین سے کافی بلند کر لیا تھا تاکہ غلطی سے بھی زمین پر نہ پڑے کیونکہ ایسا ہونا یقیناً موت کے منہ میں چھلانگ لگانے کے مترادف تھا میں اردگرد کے ماحول سے بے فکر اپنے چلے میں مصروف تھا ابھی ورد پڑھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ گاؤں لے لوگ میرے پاس آئے اور کہا چھمو بیٹا وہ چوہایا اسامہ کو لے گیا ہے یہ خبر سنتے ہی میرے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں میں زمین پر پاؤں لگا کر باہر نکلنے ہی کو تھا کہ باباجی کے سرگوشی کانوں میں سنائی دی بیٹا پاؤں زمین پر نہیں رکھنا یہ سب نظر کا دھوکہ ہے تمہارا بھائی بالکل ٹھیک ہے باباجی کی یہ بات سن کر میں اپنی جگہ پہلے والی پوزیشن میں ہو گیا وہ گاؤں والے اب ڈھانچوں کا روپ دھار چکے تھے اور مجھے دھمکیاں دے رہے تھے کہ باہر آ جانہیں تو بے موت مارا جائے گا میں نے آنکھیں بند کیں اور ورد پڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو کچھ بھی نہیں تھا ڈھانچوں کے آنے سے پتہ چلتا تھا کہ شیطان وکرم جادوگر کو میرے چلے کے بارے میں علم ہو چکا تھا اور وہ مجھے ہر طرح سے بہلانے پھسلانے کی کوشش کرے گا میں ورد پڑھنے میں ہی مصروف رہا مجھے لگا کہ بارش ہو رہی ہے جب دیکھو تو واقعی بارش ہو رہی تھی مگر یہ پانی کہ نہیں بالکہ ابلتے ہوئے خون کی بارش تھی اور وہ حصار کے اندر نہیں آ رہی تھی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ بھی شیطان کی چال ہے لہذا میں نے دل مضبوط کر لیا ابلتے ہوئے خون میں اتنی تپش تھی کہ مجھے اپنا وجود جلتا ہوا محسوس ہوا کافی دیر تک بارش ہوتی رہی شیطان چاہتا تھا کہ شاید میرے قدم ڈگمگا جائیں لیکن میں برداشت کرتا رہا تھوڑے وقت بعد خون کی بارش ختم ہو گئی حصار سے باہر زمین پر نظر دوڑائی تو زمین بالکل صاف نظر آئی جیسے یہاں کچھ بھی نہ ہو وقت اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہا تقریباً آدھے سے زیادہ چلہ ہو چکا تھا میرے پاؤں ایک سردی کی وجہ سے شل ہو چکے تھے دوسرا آج پہلی مرتبہ اس طرح ایک پاؤں پر اتنی دیر کھڑا ہوا تھا میں نے ورد پڑھنے کی رفتار کو بڑھا دیا تھا تاکہ ذہن سے یہ خوف اور ڈر ختم ہو سکے میں اونچی آواز میں ورد پڑھ رہا تھا کہ میرے سامنے وہی زیچہ نما چوپایہ یعنی وشنا دیو آن کھڑا ہوا آج اس کی حالت غیر ہو رہی تھی وہ غصے سے بپھر رہا تھا اس کی آنکھوں میں اتنی دہشت تھی کہ وہ دیکھ کر روح کانپ جاتی وہ آتے ہی غصے سے دھاڑا۔

ادلڑ کے ۔تو لاکھ چاہ کر بھی میرے آقا وکرم جادوگر کا بال بھی بیگا نہیں کر سکتا اسی لیے یہ تاک چھوڑ دے اور گھر واپس چلا جا میں تیری جان بخش دیتا ہوں وہ مجھے دھمکیاں دیئے جا رہا تھا اور میں ورد پڑھنے میں مگن رہا۔ جب اس کی دھمکیوں کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا تو اس نے قبروں کی طرف مڑ کر کہا۔

اٹھو اس قبرستان کے ۔ جو ۔اس لڑکے کو گھسیٹ کر میری طرف ۔ لاؤ یہ سننا تھا کہ تمام قبریں پھٹنے لگیں اور ۔ دے باہر نکلنے لگے اب میرے ۔ طرف کفن پوش مردے کھڑے تھے اور وہ میری طرف بڑھنے لگے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے

میری سانس بند ہو جائے گی سردی ہونے کے باوجود بھی میرا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا وہ مردے بھاگتے ہوئے میری طرف آنے لگے خوف کی وجہ سے میں نے آنکھیں بند کر لیں پھر مجھے چیخوں کی آواز سنائی دی جب آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ سارے مردے آگ کی لپیٹ میں تھے اور چیخ وپکار کر رہے تھے تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر ہر طرف سکوت طاری ہو گیا۔ وشنا دیو جا چکا تھا اور میں اپنی سانسیں ٹھیک کرنے لگا جو کہ وشنا دیو کو دیکھ کر بے ترتیب ہو گئی تھیں۔

میں اپنے چلے کا بہت حصہ مکمل کر چکا تھا میرے پاؤں کا یہ حال تھا جیسے وہ میرے جسم کا حصہ ہی نہ ہوں اب مزید کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا لیکن اپنی زندگی اور گاؤں کی فلاح کے لیے مجھے چلہ مکمل کرنا تھا اب چلہ مکمل ہونے کو چند منٹ باقی تھے کہ مجھے دور سے وکرم جادوگر آتا ہوا دیکھائی دیا اس کے چہرے سے غصہ واضح دکھائی دے رہا تھا آتے ہی وہ بولا۔

اے لڑکے یاد رکھنا جس طاقت کو تو حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت کر رہا ہے انہیں پا کر بھی تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسی لیے میں تین تک گنتا ہوں اگر باہر آ گیا تو تیری جان بخش دوں گا اور اگر تو باہر نہ آیا تو پھر تجھے میرے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا لے میں گننا شروع کرتا ہوں ایک ۔۔۔دو۔۔۔تین ۔۔۔تین کہتے ہی وہ غصے سے میری طرف دیکھ کر بولا اب تیار ہو جا موت کے لیے اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر کچھ پھونکا تو درخت موم کی طرح پگھلنے لگا جس کا میں نے سہارا لیا ہوا تھا باباجی کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

بیٹا تمہارے چلے کو پورا ہونے میں صرف دو منٹ باقی رہ گئے ہیں کسی طرح یہ دو منٹ پورے کرو اللہ تمہارا حامی وناصر ہو۔

درخت پر میری گرفت کمزور پڑ رہی تھی اور پھر درخت میرے ہاتھوں سے چھوٹ سیا اب مجے چلے کی سختی کا اندازہ ہوا تھا وکرم جادوگر میری پریشانی پر خوب قہقہے لگا رہا تھا پھر اس کے اگلے وار نے تو میرے ہوش وحواس ہی چھین لیے تھے اس نے کچھ پڑھ کر زمین پر پھونک ماری اور زور سے لات زمین پر دے ماری تو انتہائی شدید زلزلہ شروع ہو گیا زمین پوری قوت سے ہل رہی تھی میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر لڑکھڑا رہا تھا اب مجھے اپنی موت یقین نظر آنے لگی زندگی میں پہلی مرتبہ مجھ پر اس طرح موت کا خوف حاوی ہوا تھا مجھ پر پہلوانی میں اور عام زندگی میں کئی کئی پریشانیاں اور مصیبتیں آئیں مگر میں اج تک موت سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا جتنا کہ آج تھا ان حالات میں نہ دماغ کام کر رہا تھا نہ ہی پاؤں آخر کہیں دور سے صبح کی آذان کی آواز سنائی دی آذان کی آواز سنتے ہی میرے اندر زندگی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ اذان کے ساتھ ہی میرا چلہ مکمل ہو چکا تھا سارے کھیل جو مجھے ڈرانے کے لیے کھیلے گئے تھے اب ختم ہو گئے تھے پاؤں سن ہونے کی وجہ سے میں دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ اسی دوران مجھے باباجی اپنی طرف آتے ہوئے دیکھائی دیئے جنہوں نے مجھے ورد دیا تھا وہ آتے ہی بولے۔

بیٹا مبارک ہو تم نے چل مکمل کر لیا ہے اب تمہیں طاقتیں بھی مل جائیں گی اور ایک غلام بھی تمہارے قبضے میں آ جائے گی اور جو تمہاری غلام بنے گی وہ ایک جن زادی ہو گی میں درد سے کراہ رہا تھا اور اپنے پاؤں دبا رہا تھا باباجی مسکرائے اور کچھ پڑھ کر میری طرف پھونک ماری تو میں ہشاش بشاش ہو گیا اور پاؤں کا درد بھی ختم ہو گیا۔

اچھا بابا مجھے کون سی طاقت ملی ہے اور غلام کون ہے۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

بیٹا پہلے تمہیں تمہاری طاقت دکھاتا ہوں وہ سامنے درخت کو دیکھ کر بولو جل جا میں نے اپنے

www.luratecom

سامنے والے درخت کو دیکھ کر کہا جل جا اتنا کہنا تھا کہ میری آنکھوں سے شعاعیں نکلیں اور درخت دھڑ ادھڑ جلنے لگا یہ منظر دیکھ کر میں بہت ہی خوش ہوا۔

اب بیٹا اب تمہاری غلام کو تمہارے سامنے حاضر کرتا ہوں یہ دیکھو میں نے باباجی کی طرف دیکھا تو ان کے ساتھ مجھے ایک دوشیزہ دکھائی دی بیٹا اس کا نام نیلم ہے اور یہ مسلمان ہے یہ ہر قدم پر تمہاری رہنمائی کرے گی ٹھی ہے بیٹا اللہ حافظ میں نے باباجی سے مصافحہ کیا اور پھر وہ جاتے جاتے میری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے میں بھی گاؤں کی طرف چل دیا تھا تھوڑی دیر بعد میں گاؤں پہنچ گیا جب گاؤں والوں نے مجھے دیکھا تو سارے لوگ میرے قریب آگئے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں نے چلہ کامیابی سے مکمل کرلیا ہے سب گاؤں والے میرے پاس آئے اور مجھے کہا۔

بتاؤ تمہیں کون سی طاقت ملی ہے میں نے سب کو جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی آنکھوں سے درخت کو آگ لگائی یہ منظر دیکھ کر سب حیران رہ گئے اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں وکرم جادوگر کو مات دے سکوں گا۔ حالانکہ یہ میں جانتا تھا کہ آگے مجھے کن تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا خیر گاؤں والوں سے اجازت لے کر میں اپنے گھر آگیا گھر پہنچا تو دیکھا اسامہ سکول جانے کی تیاری کر رہا تھا ہم سب نے اکٹھے ناشتہ کیا اسامہ نے مجھ سے پوچھا بھیا آج لگتا ہے صبح ہونے کے بعد بھی پہرہ دیتے رہے ہیں آپ۔

نہیں بیٹا اصل میں گاؤں کے ساتھ گپ شپ کرتا رہا تو لیٹ ہوگیا۔ اتنے میں محسن بولا۔ چھمو لگتا ہے تمکا میاب رہے ہو۔

ہاں کامیاب رہا ہوں اسامہ بولا۔ بھیا کس میں کامیاب ہوئے ہیں آپ۔ کچھ نہیں بیٹا وہ میں محسن کو کہہ رہا تھا کہ آج پہرہ دینے میں اچھی طرح کامیاب رہا ہوں اور آج رات کوئی بھی بچہ غائب نہیں ہوا ہے گڈ بھیا۔

اچھا بھائی میں سکول جا رہا ہوں اللہ حافظ بھیا۔ اللہ حافظ بیٹا۔

وہ معصوم اپنی زندگی کے مزے میں گم تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ وقت اس سے کیسا امتحان لے گا یہ باتیں سوچ کر میری آنکھیں بھر آئیں محسن نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا۔ چھمو یار اللہ سب بہتر کرے گا میں شام تک سوتا رہا۔ شام کو جاگا محسن کو اسامہ کے بارے میں ضروری ہدایات دیں اسامہ کو بھی میں نے گھر سے باہر نکلنے کے لیے سختی سے منع کیا پھر میں نے اسامہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور ان دونوں سے ملنے کے بعد میں وکرم جادوگر کی طرف جانے کے لیے گھر سے نکل آیا۔ گاؤں والوں سے میل ملاپ کے بعد میں اپنے سفر پر گامزن ہوگیا گاؤں والوں نے مجھے بہت دعائیں دیں اور میری کامیابی کے لیے بھی خدا سے دعا کی میں نے راستے میں نیلم کو آواز دی وہ جلد ہی حاضر ہوگئی جیسے میرے حکم کی ہی وہ منتظر ہو میں نے اس سے پوچھا۔

نیلم کس سمت جانا ہے۔ اس نے مجھے وکرم جادوگر کے غار تک پہنچنے کے لیے تمام راستے بتا دیے وقت گزرتا گیا۔ مغرب اور پھر عشاء بھی راستے میں ہوگئی میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور خدا سے اس امتحان میں کامیابی کی دعا کی رات کافی بیت گئی تھی میں ان ویرانوں اور بیابانوں سے گزرتا رہا کہ اچانک نیلم کی آواز سنائی دی۔

آقا آگے خطرہ دکھائی دے رہا ہے۔ ذرا سنبھل کر جایئے گا۔ میں چند قدم ہی آگے چلا تھا کہ زمین کانپنے لگی کافی دیر زمین کانپتی رہی پھر اس میں دراڑیں پڑ گئیں تھوڑی دیر بعد ایک انتہائی ہیبت ناک مخلوق میرے سامنے کھڑی تھی جس کا قد انتہائی لمبا تھا اور جسم انتہائی مضبوط تھا اس کی آنکھوں کی جگہ دو گڑھے تھے کان بھی کافی بڑے تھے اور ناک نہیں تھی

ناخن دیکھ کر میرا جسم تھر تھر کانپنے لگا کیونکہ وہ تلوار کی طرح تیز دکھائی دے رہے تھے۔

اے لڑکے اس سے آگے میرا علاقہ ہے اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو نیست و نابود کر دوں گا میں نے بنا کچھ وقت ضائع کیے آنکھیں اس کے جسم پر مرکوز کیں اور کہا جل جا۔ وہ فوراً آگ کی لپیٹ میں آگئی سارے ویرانے میں اس کی چیخیں گونج رہی تھیں تھوڑی دیر میں وہ مخلوق راکھ بن چکی تھی اور ہوا نے اس راکھ کو بھی اڑا دیا تھا وکرم جادوگر آگ کے سامنے بیٹھا کوئی منتر الاپ رہا تھا کہ آگ بجھ گئی آگ بجھتے ہی وہ غصے سے دھاڑا۔

نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ وہ کمینہ میرے غلام رگودیو کو نہیں مار سکتا وہ اتنا طاقتور نہیں ہوسکتا۔ نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔ دیکھا شیطان دیوتا اس نے میرے غلام رگودیو کو مار دیا ہے۔۔۔ اے دیوتا۔ اگر میں تجھے آج ہی دونوں بچوں کی بلی دے دوں تو تو مجھے امر کر دے گا۔

نہیں وکرم آج تو صرف ایک بچے کی بلی دے گا کیونکہ ست نانوے بچوں کی بلی دے چکا ہے آج ایک دے گا تو سو پورے ہو جائیں گے پھر آخری بچہ جو کہ پورن ماشی کی رات پیدا ہوا ہے اور اسکی کمر پر ستارے کا نشان ہے تو اسکی بلی ان بچوں سے الگ دے گا اور وہ تو کل دے گا۔ ویسے بھی تمہاری جان تو اس پہاڑی کے پچھلے جنگل میں پنجرے میں بند ایک طوطے میں ہے یہ بات اس چھمو کو نہیں پتہ شیطان اپنے چیلے کو تمہارا بات سمجھا کر بالکل ساکت ہو چکا تھا وکرم جادوگر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور اس نے خوشی سے نعرہ لگایا شیطان دیوتا کی جے ہو۔ ساری گفتگو نیلم جن زادی نے غائبانہ طور پر سن لی تھی۔

آقا میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں نیلم نے مجھ سے اجازت طلب کی۔

ہاں نیلم کیا بات ہے بولو۔ پھر نیلم نے مجھے وکرم اور شیطان کی ساری باتیں بتا دیں۔

گڈ نیلم تمہارا ساتھ رہنا میرے لیے بڑے فائدے کی بات ہے یہی باتیں کرتے ہوئے میں اپنے سفر میں گامزن تھا اور نیلم اب پھر سے غائب ہو چکی تھی۔

وشنا میرے غلام اب چھمو کے انت کا سے آگیا ہے مجھے آج کی رات دو بچے چاہیں ایک چھمو کا چھوٹا بھائی اور دوسرا گاؤں سے کوئی بھی اٹھا لاؤ جو حکم مہاراج کا میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں وشنا دیوا نے تابعداری سے کہا اور غائب ہوگیا وہ ہواؤں میں اڑتا ہوا جا رہا تھا اس کا رخ گاؤں کی طرف تھا تھوڑی دیر میں وہ چھمو کے گھر میں اتر چکا تھا وہ اسامہ کی چارپائی کے پاس پہنچ گیا اور اسے اٹھانے ہی والا تھا کہ اسامہ کی اچانک آنکھ کھل گئی اس نے جونہی اپنے سامنے اس بلا کو دیکھا تو خوف سے چیخ ماری چیخ کی آواز سن کر محسن ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اپنے سامنے اتنی بڑی بلا کو دیکھ کر اس کو اپنے ہوش و حواس سجاتے ہوئے محسوس ہوئے وشنا دیوا اسامہ کو اٹھانے ہی والا تھا کہ محسن بیچ میں آگیا اور کہا۔

اے شیطان تجھے اس کو لے جانے کے لیے میری لاش پر سے گزرنا پڑے گا میرے جیتے جی تو اسے چھو بھی نہیں سکتا محسن نے وشنا کو چیلنج کر دیا تھا چل اگر تیری یہی مرضی ہے تو یہ لے اس نے محسن کی گردن پکڑی اور گلے کی ہڈی توڑ دی محسن زندگی کی بازی ہار گیا تھا وشنا دیو نے اسامہ کو اٹھایا جو مسلسل چیخے جا رہا تھا وشنا دیو نے اسامہ کو اٹھاتے ہی دیوار سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اور چھمو کے پڑوس والے گھر سے ایک بچہ اٹھا لیا تھا اس بچے نے جونہی وشنا دیو کو دیکھا تو بے ہوش ہوگیا وشنا دیو دونوں بچوں کو اٹھائے دیوار میں سے گزرتا ہوا باہر آگیا تو اسامہ کی چیخیں سن کر گاؤں کے کئی لوگ جمع ہو چکے تھے آج انہوں نے وشنا دیو کی ہیبت اور ہولناکی کو دیکھ لیا تھا وشنا دیو نے

www.luratech.com

جب دیکھا کہ گاؤں والے بچوں کو چھڑانے کے لیے آئے ہیں تو اس نے منہ کھولا جس سے آگ کے گولے برسے کچھ لوگ تو بھاگ گئے کچھ آگ کی لپیٹ میں آگئے وشنا دیو بچوں کو لے کر وکرم کے پس پہنچ گیا۔

شاباش وشنا اب چھمو میرے خلاف کوئی قدم اٹھا کے تو دکھائے اسے منہ کی کھانی پڑے گی وشنا اس چھمو کے بھائی کو تم اپنے قید خانے میں لے جاؤ اور دوسرا بچہ میرے پاس چھوڑ جاؤ وشنا نے حکم کی تعمیل کی اور ایک بچے کو وکرم جادوگر کے پاس چھوڑ گیا اور اسامہ کو ساتھ لے کر چل دیا اس نے اسامہ کو انتہائی تاریک کمرے میں بند کر دیا جہاں نہ ہوا نہ ہی کوئی روشنی کا انتظام تھا وہ اس تاریک کمرے میں بھی چیخ چلا رہا تھا کہ شاید کوئی اس کی مدد کو آجائے وہ بار بار اپنے بھائی کو پکار رہا تھا مگر لاحاصل۔

آقا اگر اجازت ہو تو آپ کو ایک خبر دوں مگر ہمت سے سنیئے گا نیلم جن زادی نے مجھ سے اجازت طلب کی۔۔

بولو نیلم۔ کیا بات ہے تم پریشان لگ رہی ہو۔

آقا بات بھی پریشانی کی ہے وکرم نے گاؤں سے دو لڑکے اٹھوالیے ہیں ایک آپ کا چھوٹا بھائی اسامہ اور دوسرا بچہ آپ کے پڑوس میں ہے گاؤں والوں نے روکنے کی بہت کوشش کی مگر وشنا دیو نے ان پر آگ برسادی جس سے کئی لوگ جل کر کوئلہ بن گئے۔ نیلم کی بات سن کر میرا کلیجہ کٹ گیا۔

نہیں نیلم۔ میں اس ناپاک کو امر نہیں ہونے دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ نیلم اگر وہ امر ہو گیا تو وہ ساری دنیا میں تباہی مچا دے گا لیکن میرے جیتے جی وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔

آقا وہ آج اس بچے کی بلی دے گا اس طرح سو بچے پورے ہو جائیں گے اور اسے امر ہونے کے لیے اس شرط پر عمل کرنا ہو گا کہ آخری بچے کی بھی وہ اکیلے میں بلی دے گا یعنی جب آخری بچے کی بلی دے گا تو اس رات اور کسی بچے کی بلی نہیں دے گا۔ وہ آپ کے بھائی کی بلی کل دے گا آج کی رات آپ کا بھائی محفوظ ہے مگر وہ انتہائی پریشانی میں ہے وہ ایسے کمرے میں بند ہے جہاں سانس لینے میں دقت ہوتی ہے کیونکہ وہاں ہوا کا عمل دخل نہیں ہے لیکن آقا آپ ہمت سے کام لیں انشاء اللہ کامیابی آپ کی ہو گی نیلم مجھے حوصلہ دے رہی تھی۔

اچھا نیلم تم شیطان کی طاقتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتی کیا میں نے نیلم سے پوچھا۔

نہیں آقا میری طاقت ان کے مقابلے میں انتہائی کم ہے مقابلہ تو دور کی بات ہے اگر میں ان کے سامنے بھی آگئی تو وہ میری طاقتوں کو ضبط کر کے مجھے اپنا غلام بنا سکتے ہیں نیلم نے اپنی مجبوری بتاتے ہوئے کہا۔

چلو ٹھیک ہے میں کچھ سوچتا ہوں۔

آقا ہوشیار ہو جایئے آگے خطرہ ہے۔ نیلم نے یکدم کہا اور میں نیلم کی بات سن کر چوکنا ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں اب اس قدر تیز ہوائیں چل رہی تھیں کہ خدشہ ہونے لگا کہ یہ ہوا مجھے کہیں دور نہ پٹخ دیں میں نے اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے۔ تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر ہوائیں رکنے لگیں اور آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو گئیں اب سامنے نظر پڑی تو انتہائی مکروہ چہرے کی حامل ایک چڑیل میرے سامنے کھڑی تھی اس کے ماتھے پر صرف ایک آنکھ تھی بالوں کی جگہ سانپ لٹک رہے تھے دانت کافی بڑے بڑے اور تیز تھے۔ دانتوں سے خون ٹپک رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر آئی ہو اس نے آتے ہی مجھ پر آگ برسادی میں ایک طرف ہو گیا آگ کا گولا میرے پیچھے گر گیا آگ کا گرنا تھا کہ زمین ایک دم کالی ہو گئی کافی دیر تک وہ مجھ پر آگ

برساتی رہی اور میں بچتا رہا لیکن آخر کار میں ایک گولے کی زد میں آگیا تھا جس سے میرا بایاں ہاتھ جل گیا تھا۔ میں نے ہمت کی اور اس کی طرف نگاہ مرکوز کر دیں اور کہا جل جا۔ اسے آگ لگ گئی وہ میرے وار کے لیے تیار نہ تھی اس لیے جلد ہی شکست کھا گئی مجھے ہاتھ میں جلن محسوس ہونے لگی لیکن میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اتنے میں نیلم نے مجھے ایک پتا دیا اور کہا۔

آقا اسے ہاتھ پر مل دو۔ میں نے اس سے پتا لے کر ہاتھ پر مل دیا میرے ایسا کرنے سے تمام درد اور جلن ختم ہو گئی۔ اب صرف جلنے کا نشان باقی رہ گیا تھا تھینک یو نیلم۔ میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں آقا ہر قدم پر آپ کا ساتھ دینا میرا فرض ہے چلیے اب فاصلہ کم ہی رہ گیا ہے جلدی کیجئے۔ کہیں وہ وکرم بچے کی بلی نہ دے دے اور کے نیلم میں پھر غار کی طرف رواں دواں ہو گیا۔

وکرم جادوگر اس بچے کو شیطان کے سامنے لا چکا تھا اور اپنا مخصوص منتر پڑھنے لگا جو وہ ہر روز بچے کی بلی دیتے ہوئے پڑھتا تھا چند لمحوں بعد منتر ختم ہو چکا تھا وکرم نے خنجر اٹھایا اور بچے کے پاس جا پہنچا جو ابھی تک بے ہوش تھا وکرم نے جاتے ہی خنجر ہوا میں بلند کیا اور بچے کی گردن تن سے جدا کر دی خون کا تیز فوارہ اٹھا جس نے سامنے رکھے شیطان کے بت کو سرخ کر دیا تھا اب اس بت میں عجیب سی روشنی چمک رہی تھی۔ وکرم جادوگر بت کے سامنے کھڑا ہو گا اور کہا۔

اے شیطان دیوتا میری اس بلی کو قبول کیجئے اور مجھے جلد از جلد شکتی شالی بنا دیجئے اور امر کر دیجئے پھر دنیا میں کوئی حق کا پیروکار نہ ہو گا سب تیرے سامنے جھکیں گے بس تو مجھے امر کر دے اسی دوران اس بت کی آنکھیں روشن ہوئیں اور اس کے لب ہلے۔

اے میرے پیروکار ہم نے تیری یہ قربانی قبول کی ہے تو ہمیں سو بچوں کی بلی دے چکا ہے اب صرف دینا اور اس کے خون سے مجھے غسل دینا پھر ہم تمہیں امر کر دیں گے اور تمہیں کئی طاقتیں اور رشکتیاں دان کر دیں گے اور تیرے دشمن نے تیری ایک اور طاقت سورش دیوی کو بھی ختم کر دیا ہے اے میرے دیوتا میرا دشمن اب میرے سامنے حرکت بھی نہیں کر سکے گا کیونکہ اب چال میرے ہاتھ میں ہے وکرم نے شیطان دیوتا کو یقین دلایا۔

ٹھیک ہے میرے چیلے۔ ہوشیار رہنا۔ شیطان نے وکرم کو چوکنا رہنے کا حکم دیا

ٹھیک ہے دیوتا شیطان دیوتا کی جئے ہو۔ وکرم نے شیطان کا نعرہ لگایا۔ اب وہ بت خاموش ہو چکا تھا اور اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

نیلم نے مجھے خبر دی تھی کہ وکرم نے اس بچے کی بلی دے دی ہے مجھے بہت دکھ ہوا لیکن میں کچھ نہ کر سکا اب نیلم نے غار کی نشاندہی کی اور کہا یہ وہ غار ہے جس میں وکرم ناپاک عمل میں مصروف ہے میرے چند قدم کے فاصلے پر تھا وہ غار میں نے غار کے اندر قدم رکھ دیا اور نیلم غائب ہو چکی تھی میں جونہی غار کے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب سی بدبو ہر سو پھیلی ہوئی ہے جس سے میرا دم گھٹ رہا تھا لیکن مجھے اپنے مشن کی کامیابی کے لیے اسے برداشت کرنا تھا غار میں اس قدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ تک سجھائی نہیں دے رہا تھا میں غار کی دیوار سے ہاتھ لگائے آگے بڑھ رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ راستے میں کسی چیز کا ڈھیر لگا ہوا ہے جب میں نے ہاتھ سے ٹٹولا تو کوئی گول چیز میرے ہاتھ میں آگئی اس پر ہاتھ پھیرنے لگا پتہ چلا کہ وہ کوئی انسانی کھوپڑی ہے یہ حقیقت مجھ پر آشکار ہوتے ہی مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا مجھ پر اس

www.luatech.com

درندے کی درندگی عیاں ہوچکی تھی۔اب میرا وجود غصے کی شدت کی وجہ سے کانپنے لگا کھوپڑی کے ڈھیر کے ایک طرف سے آگے نکل گیا تھوڑا سا آگے گیا تو مجھے اپنے دائیں طرف کچھ روشنی نظر آئی میں اس روشنی کی طرف دیکھنے لگا جب میں اس روشنی کے قریب پہنچا تو ایک نہایت ہی خوبصورت اور کشادہ کمرہ دکھائی دیا میں اس کمرہ نما غار میں داخل ہوا تو سامنے ہی ایک بت کے آگے ایک تخت پر ایک لمبا چوڑا آدمی براجمان تھا اس کے قدموں میں وشنا دیو بیٹھا تھا میں سمجھ گیا کہ تخت پر بیٹھا ہوا آدمی وکرم جادوگر ہے اتنے میں اس کی آواز سنائی دی۔

آجا چھمو آجا۔ مجھے تیرا ہی انتظار تھا تو کیا سمجھتا ہے کہ تو اس چھوٹی سی طاقت کے ساتھ میرا مقابلہ کرلے گا ہرگز نہیں میری ساری عمر ان طاقتوں کو حاصل کرنے میں گزر گئی ہے تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔تو خود چل کر موت کے منہ میں آیا ہے وکرم جادوگر مجھے اپنی فوقیت ظاہر کررہا تھا میں نے جواب میں کہا۔

اے خبیث تاریخ گواہ ہے ہمیشہ حق نے باطل کو شکست دی ہے تو بھلے بڑی بڑی طاقتوں کا مالک ہے مگر میری نورانی طاقت کے سامنے تیری طاقتیں کچھ بھی نہیں ہیں۔

ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔وکرم جادوگر نے زور دار قہقہہ لگایا اور کہا چل دیکھ لیتے ہیں اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری جس سے میرے ہاتھ پیٹھ پر بندھ گئے اور میری آنکھوں پر پٹی بندھ گئی اب میں وکرم کو وشنا اور اردگرد کا ماحول نہیں دیکھ سکتا تھا وکرم جادوگر چلایا اے نادان لڑکے اب تمہاری آنکھوں والی طاقت تو ناکارہ ہوگئی ہے اب کرکے دکھاؤ مجھ سے مقابلہ اور یہ لے میرا دوسرا وار وہ اونچی آواز میں کچھ بڑبڑانے لگا تھوڑی دیر بعد مجھے ایسا لگا کہ میرے پاؤں میں پانی کھڑا ہے کچھ وقت گزرنے کے بعد پتہ چل اکہ یہ انتہائی گرم ہے اور اس سے میرے پاؤں جلنے لگے اب رفتہ رفتہ وہ پانی اوپر آنے لگا اور میرے ٹخنوں سے اوپر ہوتا ہوا میری پنڈلی تک پہنچ چکا تھا پانی اتنا گرم تھا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ میرا گوشت گر جائے گا اور گل سڑ جائے گا میں پریشانی کی کیفیت میں ادھر ادھر بھاگنے لگا لیکن وہ پانی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا میں درد کی شدت سے بلبلانے لگا اتنے میں وکرم جادوگر اور وشنا دیو کے قہقہے گونجنے لگے اب پانی میرے گھٹنوں تک پہنچ چکا تھا میں اتنی پریشانی میں مبتلا تھا کہ ذہن نے بالکل بھی کام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن بنا کچھ سوچے سمجھے میرے منہ سے چلے والا دردجاری ہوگیا ورد پڑھتے ہی میرے ہاتھ آزاد ہوگئے۔اور گرم پانی بھی ختم ہوگیا میں نے فوراً آنکھوں سے پٹی ہٹادی اب میں اردگرد کا ماحول دیکھ سکتا تھا میری نظر جب پاؤں پر پڑی تو وہ خون سے سرخ تھے میں فوراً سمجھ گیا تھا کہ میرے پاؤں گرم پانی میں نہیں بلکہ گرم خون میں ڈوبے ہوئے تھے میری ٹانگیں بری طرح جل چکی تھیں اور ان میں بالکل ہلنے کی سکت نہ رہی تھی ایسے میں نیلم نے مجھے غائبانہ طور پر کہا۔

آقا میں نے آپ کی جیب میں وہی پنا رکھ دیا ہے جو جلن کو ختم کرتا ہے اگر میں آپ کے ہاتھ میں دیتی تو وکرم جادوگر مجھے دیکھ لیتا اور شاید میری زندگی کو ختم کردیتا اسی لیے میں نے آپ کی جیب میں رکھ دیا ہے آپ اسے اپنی ٹانگوں پر مل دیں جلن ختم ہوجائے گی۔

نیلم کی بات سن کر میں نے ایسا ہی کیا تو ساری جلن پلک جھپکتے ہی ختم ہوگئی لیکن جلنے کا نشان باقی تھا میں نے جب وکرم جادوگر اور وشنا دیو کی طرف دیکھا تو وہ حیران بت بنے میری طرف دیکھ رہے تھے وہ اس بات پر حیران تھے کہ ابلتے ہوئے خون کا وار ہاتھوں کی رسیاں اور آنکھوں کی پٹی اگر اتنی آسانی سے

کھل گئی ہے تو ضرور یہ کوئی طاقت رکھتا ہے ابھی وہ سوچوں میں ہی گم تھے کہ میں نے اپنی نظریں وشنا دیو پر جمادیں۔اور کہا جل جا۔تو اس کے گھنے بالوں کو فوراً آگ لگ گئی وہ خود کو بچانے کے لیے لاکھ جتن کرنے لگا جس سے خود کی آگ بجھا سکے لیکن وہ ایسا نہ کرسکا اور جلتے جلتے کوئلہ بن گیا وشنا دیو کی موت کو دیکھ کر وکرم جادوگر غصے سے چلایا۔

اے کمینے یہ تو نے کیا کردیا میری سب سے بڑی طاقت کو ماردیا اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہتے ہی وہ میری طرف بڑھنے لگا اس نے میرے پاس پہنچ کر میرے بالوں کو زور سے کھینچا اور میرے پیٹ پر لات دے ماری میں درد کی شدت سے چیخ اٹھا میں اس بات پر حیران تھا کہ وکرم جادوگر حلیے کے لحاظ سے بوڑھا دکھائی دے رہا تھا مگر اس میں طاقت اور پھرتی جوانوں کی طرح تھی اس نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دور پھینک دیا اب میں زمین پر لیٹا کراہ رہا تھا بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا میرے بالکل پیچھے اس شیطان دیوتا کا بت تھا جس کا وکرم پیروکار تھا وکرم نے ہاتھ ہوا میں بلند کیے تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر آگیا وکرم نے بلا تاخیر وہ پتھر میری طرف اچھال دیا میں نے فوراً سے پہلے دوسری طرف جست لگائی اور وہ پتھر بت پر جا لگا جس سے بت ریزہ ریزہ ہوگیا وکرم جادوگر نے جب یہ دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہا۔

اے خبیث لڑکے تو نے تو مرنا ہی تھا ساتھ میں میرا بھی ستیاناس کردیا۔

ابھی وہ مجھ پر غصہ ہی اتار رہا تھا کہ غار زور زور سے ہلنے لگا میں نے بند کچھ سوچے سمجھے باہر کی جانب دوڑ لگادی گرتے سنبھلتے میں غار کے دہانے پر پہنچ گیا اور باہر چھلانگ لگادی اس کے ساتھ ہی غار ایک زور دار دھماکے سے اڑ گیا اگر میں چند سیکنڈ اور باہر نہ آتا تو میری ہڈیاں بھی نہ ملتیں باہر آتے ہی مجھے اپنے بھائی اسامہ کی فکر ہونے لگی میں نے فوراً نیلم کو حاضر کیا اور اس سے کہا۔

نیلم پتہ کرو اسامہ کیسا ہے۔

جی اچھا۔وہ اتنا کہہ کر غائب ہوگئی اور کچھ دیر بعد وہ واپس آئی۔اور کہا۔آپ کا بھائی بالکل محفوظ ہے اور اس کو محفوظ اور حفاظت سے رکھنا وکرم جادوگر کی مجبوری تھی کیونکہ اسامہ کی بلی کے بغیر وہ امر نہیں ہوسکتا تھا۔

تھینک گاڈ میرا بھائی زندہ ہے۔میرے منہ سے بے اختیار شکریہ کے الفاظ نکلے۔

آقا اب اس پہاڑی کی طرف گامزن ہوجایئے جو اس غار کے پچھلی طرف تھی وہاں وی طوطا ملے گا جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے جلدی کیجئے گا آقا۔کہیں دیر نہ ہوجائے۔نیلم نے مجھے حالات کی نوعیت سے آگاہ کیا۔میں نے اپنا رخ پہاڑی کی طرف کرلیا رات کا بھی آدھے سے زیادہ حصہ بیت چکا تھا میں نے چلتے ہوئے نیلم سے کہا۔

نیلم بہت اندھیرا ہے کچھ نظر نہیں آرہا ہے۔

آقا وہی چلے والا ورد پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر ہاتھ آنکھوں پر لگادیجئے آپ کو ہر چیز یوں واضح دکھائی دے گی۔جیسے رات نہ ہو بلکہ دن ہو میں نے ویسا ہی کیا جیسا نیلم نے کہا تھا پھر ویسا ہی ہوا مجھے ہر چیز واضح دیکھائی دینے لگی میں نے اب اپنی رفتار تیز کردی تھی میں جلد از جلد وہ طوطا حاصل کرنا چاہتا تھا جس میں وکرم کی جان تھی تھوڑی دیر تک میں اس پہاڑی پر قدم رکھ چکا تھا اس پہاڑی پر درختوں اور جھاڑیوں کی بہتات تھی میں خود کو بچاتا ہوا وہ پنجرہ ڈھونڈنے لگا جس میں وہ طوطا بند تھا میں درختوں پر بڑے غور سے تلاش کررہا تھا آخر کار کافی دیر بعد مجھے ایک درخت پر ایک پنجرہ لٹکا ہوا دکھائی دیا میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں بھاگ کر اس طوطے کے پاس پہنچا تو اچانک میری نظر ساتھ والے درخت پر پڑی تو اس

www.lurtech.com

درخت پر بھی پنجرہ لٹک رہا تھا اور اس میں بھی طوطا بند تھا اور یہ صورت حال دیکھتے ہی میرا دماغ چکرانے لگا میں انتہائی سنگین پریشانی میں مبتلا ہو چکا تھا میں اب خود کو یوں محسوس کرنے لگا جیسے کہ میں بند گلی میں بھاگ رہا ہوں اتنے میں وکرم جادوگر بھی آ گیا وہ زور زور سے قہقہے لگانے لگا کہ میری بے بسی پر ہنس رہا تھا میں وکرم جادوگر کی مت کے لیے الگ پریشان تھا دوسرا اسامہ کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا میں نے نیلم کو آواز دی نیلم۔ اسامہ کا کچھ پتہ چلا کہاں ہے۔

نہیں آ قالا کھ کوشش کے باوجود بھی میں اسامہ کا پتہ نہیں لگا پائی کہ وہ کہاں ہے۔ نیلم نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ایسے میں وکرم جادوگر للکارا۔

اے چھمو تو نے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی غلطی کی ہے تو دیکھ پل پل تجھے موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ارے کبھی چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ سنا ہے تم نے۔ ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔۔ وہ قہقہے لگانے لگا۔

ارے ناپاک ذات۔ یاد رکھ جب چیونٹی اپنے آپے سے باہر ہو جائے تو بڑے سے بڑے ہاتھی کو دوڑیں لگا دیتی ہے میں نے بڑے حوصلے سے وکرم جادوگر کو جواب دیا۔ اب مجھے اس بات کی پریشانی تھی کہ کون سا طوطا ہے وہ جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے اتنے میں وکرم نے پنجروں کی طرف اشارہ کیا تو سارے طوطے پنجروں سے باہر آ کر درختوں کی شاخوں پر بیٹھ گئے سب طوطے بالکل ایک طرح کے دکھائی دے رہے تھے ایسے میں وکرم جادوگر کی جان والے طوطے کی پہنچان انتہائی مشکل تھی وکرم جادوگر نے طوطوں کو حکم دیا۔

اے میرے غلاموں اس کمینے کی بوٹی بوٹی نوچ ڈالو یہ سننا تھا کہ سرے طوطے مجھ پر جھپٹ پڑے سوائے ایک طوطے کے وہ طوطے اپنے پنجوں اور چونچوں سے مجھ پر انتہائی کاری وار کر رہے تھے مجھے کچھ یقین ہو چلا تھا کہ جو طوطا مجھ پر حملہ کرنے کے بجائے وہاں درخت پر الگ بیٹھا ہے وہ وہی طوطا ہے جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے میں اس تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن دوسرے تمام طوطے مجھے آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے تھے میں زخموں سے چور ہو کر چکا تھا اب میری ہمت جواب دے گئی اور میں زمین پر گر گیا تھا طوطے اب بھی میرا جسم نوچنے میں مصروف تھے ایسے میں نیلم ظاہر ہوئی اور اس نے دوڑ کر وہ طوطا اٹھا لیا اور بھاگ کر میرے پاس آئی اور طوطا میرے ہاتھوں میں تھما دیا طوطا جونہی میرے ہاتھوں میں آیا باقی طوطے غائب ہو گئے وکرم جادوگر اس اچانک پیش آنے والے واقعے کا قطعی گمان بھی نہیں کر سکتا تھا وہ غصے سے چلایا۔

اے کمینی جن زادی۔ تو نے میرے سامنے آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے اب تمہیں اس کی سزا ملے گی اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر نیلم پر پھونک ماری جس سے نیلم کو آگ لگ گئی جلتے جلتے اس نے میری طرف دیکھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جیسے وہ مسکراتے چہرے سے کہہ رہی تھی کہ آقا میں نے قربانی دے دی ہے آپ بھی گاؤں والوں کے لیے کسی قربانی سے دریغ مت کیجئے گا جاتے ہوئے اس نے میری طرف الوداعی انداز میں ہاتھ ہلائے میری آنکھوں میں اس کی جدائی کے آنسو آ گئے۔

نیلم گاؤں والے تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے کبھی بھی نہیں میں نے روہانسے انداز میں کہا نیلم کا وجود بالکل ختم ہو چکا تھا اب وہاں کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا تھا۔ پھر میں نے اپنا رخ وکرم جادوگر کی طرف کیا اور کہا۔

اے شیطان کی اولاد اب تمہیں بھی مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا شکست تمہارا مقدر بن چکی ہے اتنا کہتے ہی میں نے طوطے کے پر پکڑ لیے میں انہیں توڑنے ہی والا تھا کہ وکرم جادوگر چلایا رکو یہ دیکھ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو ابھی بچہ ہے میں نے جب اس کی طرف

دیکھا تو اس کے قبضے میں میرا بھائی اسامہ تھا اس نے میرے بھائی کی گردن پر خنجر رکھا ہوا تھا اپنے بھائی کو موت کے اتنے قریب دیکھتے ہوئے میں کانپ گیا تھا دیکھو وکرم میرے بھائی کو چھوڑ دو یہ معصوم ہے میں نے التجائیہ کہا۔ وکرم چلایا۔

ٹھیک ہے چھوڑ دوں گا تم یہ طوطا میرے حوالے کر دو اتنے میں اسامہ بولا نہیں بھیا آپ اسے یہ طوطا مت دیا آپ میری فکر نہ کریں مجھے کچھ بھی نہیں ہو گا وکرم جادوگر غصے سے دھاڑا۔ اے چھمو یہ نادان ہے لیکن تو تو عقلمند ہے اس کی باتوں میں نہ آ اور طوطا میرے حوالے کر دے میں انتہائی کشمکش کے عالم میں تھا آخر مجبور ہو کر میں وکرم کی طرف بڑھنے لگا نہیں بھیا نہیں پلیز اسے ختم کر دیجئے گا۔ میں مسلسل وکرم جادوگر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسامہ کے بار بار کہنے پر بھی میں نہ رکا تو اس نے اپنی گردن پر رکھے ہوئے خنجر کو اپنی گردن پر پھیر دیا خون کا ایک تیز فوارہ اٹھا اور اسامہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا میں غصے میں زمین پر لاتیں مارنے لگا بھائی کی موت سے میں حواس باختہ ہو گیا تھا۔ میں دھاڑیں مارنے لگا ایسے میں وکرم جادوگر بولا دیکھو چھمو یہ طوطا مجھے دے دو اب میں کبھی کسی کا خون نہیں کروں گا اس کے چہرے سے خوف اور پریشانی کی جھلک نمایاں نظر آ رہی تھی میں نے غصے سے طوطے کے پر توڑ دیئے تو جادوگر کے بازو کٹ گئے وہ مجھ سے رحم کی بھیک مانگتا رہا میں نے طوطے کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں جس سے جادوگر کی ٹانگیں کٹ گئیں اب وہ زمین پر گر چکا تھا اور مجھے لالچ دینے لگا کہ میں تمہیں اتنی دولت دوں گا کہ تمہاری سات نسلیں بھی اگر عیاشی کریں گی تو دولت ختم نہ ہو گی میں نے بغیر پرواہ کیے طوطے کی گردن مروڑ دی جادوگر کی گردن کٹ گئی اور اس کے جسم کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کچھ دیر بعد اس کی راکھ بن گئی اور امر ہونے کا خواب دیکھنے والا وکرم جہنم واصل ہو گیا میں اپنے بھائی کی یاد میں کافی دیر روتا رہا پھر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں اپنے گاؤں میں تھا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا میں یہاں کیسے آیا تو صدیق چاچا بولے بیٹا جس رات تم جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے تھے تو اس صبح گاؤں کا کوئی آدمی اس جگہ پہاڑی والے درختوں کی لکڑیاں کاٹنے کے لیے گیا تھا تو ادھر تمہیں بے ہوش پایا اور پھر وہ یہاں لے آیا آج پورے تین دن کے بعد تمہیں ہوش آیا ہے اچھا بیٹا کیا جادوگر مر گیا ہے۔ ہاں وہ مر گیا ہے پھر میں نے انہیں تمام روداد سنائی جب نیلم اور اسامہ کا ذکر آیا تو ایک مرتبہ پھر میری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے گاؤں والوں نے ہمت دلوائی اور کہا کہ ان کی قربانی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کچھ دنوں تک میرے زخم ٹھیک ہو گئے اور کچھ عرصے بعد گاؤں کی ایک لڑکی سے میری شادی ہو گئی اور ایک سال بعد خدا نے ہمیں ایک بیٹا دیا جو اسامہ جیسا تھا میں نے اس کا نام اسامہ رکھ دیا۔ اب وہ پانچ سال کا ہو چکا تھا۔

ایک صبح میں اپنے لان میں کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ دیکھا کہ اسامہ صحن میں دوڑ رہا ہے میں نے کہا بیٹا آہستہ کہیں گر نہ جاؤ اس نے کہا اپ میری فکر نہ کریں مجھے کچھ نہیں ہو گا یہ جملہ سنتے ہی مجھے اپنا بھائی اسامہ یاد آ گیا جب وہ وکرم جادوگر نے اس کی گردن پر خنجر رکھا تھا تو اس نے یہی جملہ کہا تھا ماضی کی یاد سے میری آنکھیں بھر آئیں میں جب بھی اپنا جلا ہوا بایاں ہاتھ جلی ہوئی ٹانگیں اور اپنا بیٹا دیکھتا ہوں تو میں ایک بار پھر ماضی میں کھو جاتا ہوں۔

قارئین کرام آپ کو میری یہ کاوش کیسی لگی اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔ آپ کی رائے میری اصلاح کا باعث بنے گی اور مجھ میں مزید لکھنے کا حوصلہ پیدا کرے گی۔

www.iuatech.com

حسن پری

---تحریر: ریاض احمد۔ باغبانپورہ۔ لاہور---

جادوگر کو میں نے مار دیا ہے۔ اس کا نہ صرف خون پی چکی ہوں بلکہ اس کا پورا جسم بھی ہڑپ کر چکی ہوں تم کو بہت ناز تھا ناں اپنی طاقت پر اب دیکھتی ہوں کہ تم میرے ہاتھ سے کیسے بچ کر جاتے ہو۔ اتنا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن پری۔ اس کی آواز لڑکھڑائی۔ مجھے معاف کر دو تم جانتی ہو کہ میں کتنا مجبور تھا میں اس کا غلام تھا اسکی مجھے ماننی پڑتی تھی جیسے تم کو ماننی پڑتی تھی میں مرنا نہیں چاہتا ہوں مجھے معاف کر دو میں ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلا جاتا ہوں۔ نہیں کالے دیو نہیں اب میرے ہاتھ سے کوئی بھی زندہ نہیں بچ سکے گا تم لوگوں نے مجھ پر بہت ظالم ڈھائے ہیں میرے ساتھ وہ کچھ کیا ہے جو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اور اب میری باری ہے اور میں معاف کیسے کر سکتی ہوں مجھے ان سزاؤں کا بدلہ لینا ہے جو مجھے ملی ہیں ایک کو تو میں نے نگل لیا ہے اب تمہاری باری ہے اتنا کہہ کر وہ کالے دیو کی طرف بڑھی اور اس کو اپنے ہاتھوں میں ایسے اٹھا لیا جیسے وہ روئی کا کوئی پتلا ہو اور اٹھا کر اس کو دور پھینک دیا ایک دردناک چیخ اس کے منہ سے نکلی اور پھر اس کے جسم کو آگ لگ گئی وہ میرے سامنے جلنے لگا اور جلتا ہی چلا گیا اس کا جسم راکھ بننے لگا اور کچھ ہی دیر میں وہ راکھ بن گیا حسن پری نے اس کی راکھ کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور پھر غائب ہو گئی وہ کہاں چلی گئی تھی مجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔۔۔ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

میں نیم بے ہوشی کے عالم میں ایک ویرانے میں پڑا ہوا تھا مجھ کو دنیا کا کوئی بھی ہوش نہ تھا ڈرا ڈرا سا تھا یوں جیسے ابھی کوئی آیا اور مجھ کو پکڑ کر لے گیا اور جاتے ہی میری زندگی کا خاتمہ کر دے گا۔ مجھے اپنی جان کا خطرہ تھا حالانکہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھے مارے گی نہیں لیکن اس پر وہ اعتماد بھی تو نہیں کر سکتا تھا اس کی وجہ سے ہی تو اس کے گاؤں میں قیامت بھر پا ہوئی تھی وہ وہ کچھ ہوا تھا کہ سوچ کر دل کانپ جاتا تھا گاؤں میں کھیلی جانے والی خون کی ہولی دیکھ کر بالآخر اس کے لیے مجھ کو گھر سے نکلنا پڑا اور پھر میں کہاں کہاں سے ہوتا ہوا یہاں آن پہنچا یہاں آتے ہی ایک بھیانک عفریت کے شکنجے میں پھنس گیا۔

لیکن میں یہاں گہرے کنویں میں گرنے کے باوجود بھی اتنا خوفزدہ نہیں تھا کیونکہ میں جانتا کہ وہ مجھے یہاں سے نکال کر لے جائے گی وہی جو مجھے کئی سالوں سے محسوس ہوتی ہے کبھی ہوا بن کر میرے اردگرد گھومتی محسوس ہوتی ہے اور کبھی سفید دھند کی مانند میرے اردگرد چھا جاتی تھی وہ جو کوئی بھی میری حفاظت کرتی آ رہی تھی اور میں جانتا تھا کہ وہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ انسانی روپ میں کوئی مارواٹی مخلوق ہے مجھے اس سے ڈر نہیں لگتا تھا بلکہ وہ مجھے بہت ہی اچھی لگتی تھی بہت ہی زیادہ اچھی۔ رات کی تنہائیوں میں وہ مجھے اکثر دکھائی دیتی تھی وہ مجھ سے باتیں نہ کرتی تھی اور نہ ہی میرے قریب آتی تھی بلکہ مجھے دور سے ہی دکھائی دیتی تھی کبھی نہر کنارے



www.luratech.com

کبھی قریبی جنگل میں اور کبھی گھر کی چھت پر اور اب... بھی مجھے یقین تھا کہ وہ میری مدد کو ضرور آئے گی اس کو جب معلوم ہوگا کہ میں یہاں اس ویرانے میں پھنسا ہوا تو وہ بھاگی چلی آئے گی لیکن شاید اس کو معلوم نہ ہو سکا تھا کہ میں یہاں پھنسا ہوا ہوں اس لیے وہ نہیں آ رہی تھی

میں اس وقت کو پچھتا رہا تھا جب میں نے یہاں آنے کا فیصلہ کیا تھا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ نوجوانوں کو اٹھا کر کہاں لے جاتی ہے اور پھر میں نے ایسا ہی کیا تھا کہ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا یہاں ویرانے میں آ گیا اور اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اسی جگہ رہتی ہے یہی اس ٹھکانا ہے اور یہاں سے ہی وہ گاؤں جاتی ہے اور وہاں سے نوجوانوں کو اٹھا کر اس ویرانے میں لے آتی ہے اور یہ ویرانہ کوئی زیادہ دور نہ تھا گاؤں کی دوسری طرف جنگل کو پار کرنے کے بعد یہ ویرانہ شروع ہو جاتا تھا یہاں ہریالی نہ تھی سوکھا پن تھا ہر سو خشکی تھی۔ زردی چھائی ہوئی تھی درختوں کے پتے ہرے نہ تھے زرد تھے جو درختوں سے جھڑنے کے بعد نیچے زمین پر بکھرے پڑے تھے درختوں کی سوکھی ہوئی شاخیں تھی جو بے ترتیب ایک دوسری میں پھنسی ہوئی تھیں اوپر تپش اگلتا سورج اور نیچے پتی ہوئی زمین نہ کوئی سایہ اور نہ ہی کچھ اور۔۔ اس کے باوجود بھی میں ہمت نہ ہار رہا تھا میں چاہتا تھا کہ میں جس مقصد کے لیے یہاں آیا ہے وہ مقصد پورا کر کے ہی جاؤں مجھ کو بدلہ لینا تھا ان مرنے والوں کا جو ایک خبیث چڑیل کے ہاتھوں مارے گئے تھے وہ ایسی چڑیل تھی کہ جس کو چاہتی تھی اپنے حسن کے جلوے دکھا کر اپنے ساتھ لے جاتی تھی کئی گاؤں کے نوجوان ایک ایک کر کے اس کے ہتھے چڑھتے رہے تقریباً اکیس بائیس نوجوان اس نے اپنے حسن کا جلوہ دکھا کر غائب کر دیئے جن کا ابھی تک پتہ نہ تھا اس کا چہرہ مجھ سے پوشیدہ نہ تھا میں نے اس کو دیکھا ہوا تھا اور اچھی طرح دیکھا ہوا تھا کئی بار دیکھا تھا میرے گھر کی چھت پر وہ اکثر مجھے دکھائی دیتی تھی اپنے بالوں کو کھولے ہوئے وہ چاند راتوں میں چکر کاٹا کرتی تھی مجھے اس سے خوف آتا تھا کیونکہ میں نے لوگوں سے سن رکھا تھا کہ چڑیلیں جو بھی چاہیں شکل اپنا لیتی ہیں چاہیں تو نہایت حسین بن جاتی ہیں اور چاہیں تو بدشکل ہو جاتی ہیں اس وجہ سے مجھے اس سے خوف آتا تھا میں اس کے حسن کا دیوانہ تھا اگر میں بھی اس کے حسن کا دیوانہ بن جاتا تو دوسرے نوجوانوں کی طرح نجانے میری ہڈیاں کہاں کہاں بکھری پڑی ہوتیں۔ اور وہ مسلسل مجھے پھانسنے کی کوشش کر رہی تھی یہ اس کا طریقہ کار تھا کہ اپنے حسن میں پھنسا کر ہی نوجوان کو اٹھا کر لے جاتی تھی اور پھر وہ نوجوان دوبارہ گاؤں میں کبھی بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔ مجھے موت سے بہت ڈر لگتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ میں اس کے حسن کے جال میں پھنسنا نہیں چاہتا تھا میں نے اس کے خوف سے اوپر چھت پر سونا بھی چھوڑ دیا تھا اتنی گرمی ہونے کے باوجود بھی اندر کمرے میں سوتا تھا اور وہ بھی دروازے بند کر کے کہ وہ اندر نہ آ سکے لیکن یہ بھی میری بھول تھی اس کے سامنے دروازے کوئی بھی اہمیت نہ رکھتے تھے وہ تو دیواروں میں بھی اندر آ سکتی تھی جیسے وہ آج میرے کمرے میں آ گئی تھی میں اس کے بارے میں سوچ رہا تھا اور میں جانتا تھا کہ کون چھت سے نیچے اتر رہا ہے اس کے قدموں کی چاپیں مجھے واضح سنائی دے رہی تھیں سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کے قدموں کی چاپیں سن کر میرا دل کانپنے لگا تھا اور مجھے یقین ہونے لگا تھا کہ جیسے آج میری زندگی کی آخری رات ہے وہ کیونکہ قدموں کی چاپیں لحہ بہ لحہ مجھے اپنے کمرے کی طرف آتی محسوس ہو رہی تھیں اور پھر وہ میرے سامنے

آ گئی دروازہ بھی بند رہا اور وہ بھی میرے سامنے میرے دل کو ایک جھٹکا لگا شدید جھٹکا۔

سانول۔ وہ میرا نام لے کر بولی۔ اس کی زبانی اپنا نام سن کر خوف کے ساتھ ساتھ میرے چہرے پر تجسس ناچنے لگا۔ اور میں ڈرے ڈرے انداز میں اسے دیکھنے لگا اس نے ایک بھرپور نظر میرے ڈرے ہوئے چہرے پر ڈالی اور پھر مسکرا دی پاگل مجھ سے ڈرو مت میں تم کو کچھ بھی نہیں کہوں گی کبھی بھی کچھ نہیں کہوں گی اگر میں نے تم کو کچھ کہنا ہوتا تو تم کو پکڑنا مارنا میرے لیے کوئی بھی مشکل کام نہ تھا۔ وہ میرے ایک طرف بیٹھتے ہوئے بولی اس کی یہ بات سن کر میرا خوف کچھ کم ہوا تھا لیکن اس کے باوجود بھی مجھے اس کی اس بات پر یقین نہ تھا کیونکہ میں نے چڑیلوں کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا کہ یہ انسانوں کو اٹھا کر لے جانے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہیں کسی بھی حد سے گزر سکتی ہیں اور شاید وہ مجھے بھی اپنی باتوں میں لگا کر میرے دل سے اپنا خوف ختم کر کے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی اور پھر دوسرے گاؤں کی طرح مجھے بھی خون کی ندی میں بہانا چاہتی تھی۔

ت۔تت۔ تم کو میرا نام کیسے پتہ۔ میں نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔ وہ مسکرا دی اس کے مسکرانے کا انداز بہت ہی سندر تھا یوں جیسے گلاب کی پنکھڑیاں کھل اٹھی ہوں۔

میں تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں اور تم کو ڈرا ڈرا دیکھ کر واپس لوٹ جاتی ہوں مجھ سے ڈرا نہ کرو۔ اس نے اپنے الفاظ پھر سے کہے اور میرا آدھے سے زیادہ خوف ختم ہو گیا تھا میں کچھ سنبھل سا گیا۔

یہ تم نوجوانوں کا خون کیوں کرتی ہو۔ میں دل کی بات کہہ دی۔

میری مجبوری ہے۔ وہ یکدم افسردہ سی ہو گئی

کیسی مجبوری۔ میں نے خود میں مزید ہمت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

بتایا ناں کہ یہ کام مجھ سے کوئی شخص کروا رہا ہے اگر میں نہ کروں تو پھر وہ مجھے سزائیں دیتا ہے اور وہ حال کرتا ہے کہ میں نہ جی سکتی ہوں نہ مر سکتی ہوں۔

جھوٹ۔۔ جھوٹ تم بھول رہی ہو ایسا کوئی بھی آدمی نہیں ہوتا جو انسانوں کا خون کرواتا ہو تم جھوٹ بول رہی ہو میں سب سمجھتا ہوں اور میں جانتا ہوں۔ تم یہ سب اس لیے کرتی ہو کہ تمہاری مخلوق انسانی خون سے پلتی ہے۔ میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی۔

نہیں تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میں ایسا کچھ بھی نہیں چاہتی ہوں اور پھر وہ ساتھ ہی اٹھ گئی مجھے دیر ہو رہی ہے مجھے جانا ہے۔ اتنا کہہ کر وہ ہوا کی طرح باہر نکل گئی اور میں بھی یکدم اس کے پیچھے ہو لیا وہ چھت کی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی جا رہی تھی اور میں اسے چھت پر کھڑا دیکھ رہا تھا وہ ایک گھر میں گھس گئی میری نظریں اسی پر تھیں میں نے دیکھا کہ وہ اس گھر سے باہر نکلی تھی اور اس بار وہ اکیلی نہ تھی اس کے کندھے پر ایک نوجوان تھا جو اس کندھے پر جھول رہا تھا وہ تیزی سے چلتی جا رہی تھی اس کا رخ گاؤں سے باہر کی طرف تھا اور تیزی سے گاؤں سے باہر کی طرف جا رہی تھی۔

اف خدایا۔ میرے منہ سے ایک دکھ بھری آہ نکلی۔ آخر اس نے وہی کر دیا جو میں نہیں چاہتا تھا اب مجھے اس کا کچھ کرنا ہوگا ہاں مجھے اس کا کچھ کرنا ہوگا میں ہر روز گاؤں نوجوانوں کی موت نہیں دیکھ سکتا ہوں میں نے پکا فیصلہ کر لیا اور پھر میں چھت سے نیچے اتر آیا اور سوچنے لگا کہ میں نے اس کو مارنے کا فیصلہ تو کر لیا ہے لیکن اسے ماروں کیسے وہ کوئی عام انسان نہیں ہے جو بہت کمزور ہو وہ تو اپنے

اندر نجانے کتنی طاقتیں رکھتی ہو اور پھر مجھے اپنے گاؤں سے دوسرے گاؤں کے ایک بزرگ کا چہرہ دکھائی دیا اس کے بارے میں سنا تھا کہ اس کا جن بھوتوں پر عبور ہے وہ ان چڑیلوں کو قابو کر سکتا ہے مجھے اس کے پاس جانا چاہیے ہاں میں اس کے پاس جاؤں گا اور پھر جو وہ کہیں گے میں کروں گا میں یہ سوچ کر سو گیا۔ اور دوسرے دن میں ناشتہ کرنے کے بعد بزرگ کی طرف جانے لگا تو مجھے اس گھر سے رونے کی آوازیں سنائی دیں جہاں وہ رات کو گئی تھی اور یہ رونا دھونا یہاں عام بات ہوگئی تھی ہر کسی کو ہر روز یہی فکر ہوتی تھی کہ نجانے صبح کو کس کے گھر سے رونے کی آواز سنائی دے گی کس کا گھر اجڑے گا ہر روز ہی ایسا ہوتا تھا میں کچھ دیر وہاں لوگوں میں بیٹھا پھر اٹھ کر دوسرے گاؤں کی طرف چل دیا اور کچھ مسافت طے کرنے کے بعد میں ان بزرگ کے پاس جا پہنچا وہ اس وقت اکیلے ہی تھے میں نے ان کو سب کچھ بتا دیا تو وہ بولے میں سب کچھ جانتا ہوں ہر روز مجھے خبر مل جاتی ہے کہ تمہارے گاؤں میں ایک خونی چڑیل آتی ہے جو ایک نوجوان کو اٹھا کر لے جاتی ہے اور وہ نوجوان کو لے جانے سے پہلے اپنا حسن دکھا کر اس کے دل میں اپنا پیار ڈال دیتی ہے اور پھر۔۔ بزرگ بات کرتے ہوئے رک گئے تو میں نے کہا۔

باباجی آپ ہی کچھ کریں اس کے لیے اس کا خاتمہ کریں آپ کے پاس بھی طاقتیں ہیں۔

ہاں میرے پاس بھی طاقتیں ہیں لیکن اتنی نہیں جتنی اس کو مارنے کے لیے ہونی چاہیے اس کے لیے مجھے ایک چلہ کرنا ہوگا جو مجھ سے ہو نہیں سکے گا وہ مشکل چلہ ہے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر کرنے والا ہے اور میری ٹانگوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں وہ چلہ کروں۔

مجھے بتائیں میں کروں گا وہ چلہ میں جلدی سے بول پڑا میری بات سن کر انہوں نے میری طرف دیکھا اور بولے۔

یہ کوئی گڈی گڈے کا کھیل نہیں ہے اس کے لیے دل کو مضبوط کرنا پڑتا ہے کیونکہ کوئی بھی جن بھوت خود کو کسی کی قید میں برداشت نہیں کر سکتا اور یہی وجہ ہے کہ وہ چلہ کرنے والے کو خوب ڈراتے ہیں اتنا ڈراتے ہیں کہ وہ چلہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی دو ڈ موت تک ہوتی ہے وہ زندہ نہیں بچ پاتا۔

ان کی بات سن کر میں نے کہا باباجی میں بھی جانتا ہوں کہ یہ کام کوئی گڈے گڈی کا نہیں ہے اسی لیے تو کہا ہے کہ میں یہ کام کروں گا مجھے اس کو مارنا ہے ہاں میں اس کو مارنا چاہتا ہوں مجھ میں اب ہمت نہیں ہے کہ میں ہر روز گاؤں میں کسی نوجوان کو غائب ہوتا ہوا دیکھوں بس مجھے چلہ بتا دیں اس کے بعد میرا کام ہے میں اس کو کر سکتا ہوں کہ نہیں میری بات سن کر انہوں نے میری طرف غور سے دیکھا اور بولے۔

ٹھیک ہے میں تم کو چلہ بتا دیتا ہوں لیکن اس کو کرنا وہی ہے جہاں وہ رہتی ہے اس کے لیے تم کو اس کا پیچھا کرنا ہوگا جہاں جہاں وہ جائے تم کو اس کے پیچھے پیچھے جانا ہوگا اور جہاں جا کر وہ رک جائے سمجھ لینا کہ وہ وہاں ہی رہتی ہوگی۔

ٹھیک ہے باباجی میں نے جلدی سے کہا تو انہوں نے مجھے چلہ بتا دیا جو واقعی بہت ہی مشکل تھا ایک بار تو میرا جی چاہا کہ نہ کروں لیکن جب مرنے والے نوجوان جن میں میرے دوست بھی شامل تھے سب کے چہرے میری نظروں کے سامنے آگئے تو میں نے اس کو کرنے کی حامی بھر لی اور یوں وہاں سے چلہ یاد کرتا ہوا واپس چل دیا گاؤں میں مکمل سکوت تھا چہروں پر ہر روز کی طرح خوف چھایا ہوا تھا میں نے ان سب کے چہروں کو دیکھا تو

میں نے کہہ دیا کہ میں باباجی کے پاس گیا تھا انہوں نے مجھے ایک چلہ بتایا جو اس چڑیل کو مارنے والا ہے اور میں اس چڑیل کو مار کر ہی دم لوں گا میری بات سن کر سب نے حیرانگی سے میری طرف دیکھا میں نے محسوس کیا کہ ان کے چہروں پر کچھ سکون سا ہو گیا تھا۔

بیٹا اگر تم ایسا کر سکو تو اس سے بڑھ کر ہمارے لیے اور کیا بات ہے ہم تو اپنے کھوئے ہوئے بیٹوں کو یاد کر کر کے خود بھی بے جان سے ہو گئے ہیں۔ وہ مجھے ایک امید کی کرن سمجھتے ہوئے بولے۔

ہاں چاچا میں نے بھی بہت کچھ دیکھ لیا ہے بہت سے اپنے دوستوں کو اپنے سامنے غائب ہوتا ہوا دیکھا ہے اور اب بھی اگر کچھ نہ کیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ یہ گاؤں ویران ہو کر رہ جائے یہاں کوئی بھی کسی کو دکھائی نہ دے اور اب میں ایسا نہیں ہونے دوں گا میں نے جو فیصلہ کیا ہے اس کو پورا کرنا چاہتا ہوں چاہے اس کے لیے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے مجھے اب اپنی جان کی فکر نہیں ہے مجھے اگر فکر ہے تو ان لوگوں کی ہے جو اس کے حسن کے جال میں با آسانی پھنس کر ہمیشہ کے لیے غائب ہو جاتے ہیں۔ مجھ پر وہ مسلسل حملے کر رہی ہے رات کو بھی میرے پاس آئی تھی اور مجھے چاہت بھری نظروں سے دیکھتی رہی تھی اس کی آنکھوں میں ایک کشش تھی جو وہ مجھ میں ڈالنا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی کہ دوسروں نوجوانوں کی طرح میں اس کی زلفوں کا اسیر ہو جاؤں میں بھی اس کے حسن میں کھو کر اس کے چلتا جاؤں وہاں تک جہاں تک وہ چاہے اور پھر میں بھی کبھی بھی واپس نہ آؤں لیکن میں اس کی چالوں میں آنے والا نہیں ہوں اس کی باتوں میں آنے والا نہیں ہوں وہ جو جو مرضی کر لے میں اب اس سے لڑوں گا اس کا مقابلہ کروں گا اور پھر اس کو اس کے انجام تک پہنچاؤں گا اور دیکھنا ایسا ہو کر رہے گا۔

میری باتیں سن کر ان کے چہروں پر روشنی کی کچھ کرنیں مجھے دکھائی دیں۔ اللہ کرے ایسا ہو جائے ورنہ ہم تو تھک گئے ہیں ٹوٹ گئے ہیں اپنے جوانوں کو تلاش کرتے کرتے نہ وہ ملے ہیں اور شاید نہ وہ ملیں۔ وہ صرف تمہیں ہی نہیں ہمیں بھی کئی بار نظر آئی ہے وہ نڈر ہے اس کو اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے وہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہے جس کا اس نے شکار کرنا ہوتا ہے وہ خود بخود اس کے حسن کے جال میں پھنس جاتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔ وہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولے۔

ہاں چاچا ایسا ہی ہوتا ہے ہم سب جانتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے وہ نہ صرف نڈر ہے بلکہ بہت طاقت والی ہے باباجی اتنی طاقت رکھنے کے باوجود بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکے ہیں انہوں نے بتایا تھا کہ انہوں نے کئی بار اس کو قید کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہر بار وہ ہار گئے ہیں بلکہ اس کی سزائیں بھی اس کو ملیں ہیں۔ اب انہوں نے مجھے یہ کام سونپا ہے اور میں انشاء اللہ یہ کام کروں گا۔ اور سب کو کر کے دکھاؤں گا بھی۔

دیکھو سانول تم جو کچھ کرنے جا رہے ہو بہت ہی غلط کرنے جا رہے ہو تم مجھے مارنا چاہتے ہو ناں لو مار لو وہ میرے پاس بیٹھی ہوئی مجھ سے کہہ رہی تھی اور اس نے میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اپنی گردن کے قریب کر دیا۔ لو میرا گلہ دبا دو مجھے ختم کر دو لیکن میں نہیں چاہتی کہ تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ یہ چلے کرنے کوئی آسان کام نہیں ہے۔ سو میں سے چند ہی لوگ ان چلوں کو پورا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور میں جہاں تک جانتی ہوں کہ تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے تم نے میرے علاوہ ابھی

www.urdutech.com

کسی بھی جن بھوت کو نہیں دیکھا ہے تم نے مجھے دیکھا ہے وہ بھی ایسے روپ میں کہ تم کو مجھ سے ذرا بھی خوف نہیں آرہا کیونکہ میرا روپ تم کو ڈرانے والا نہیں ہے اگر تم وہ روپ دیکھ لو جو ہماری مخلوق میں ہے تو ہوسکتا ہے کہ تمہاری سانسیں چلتے چلتے رک جائیں۔ اور تم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو میری مانوں تو یہ سب رہنے دو اور ہمیشہ کی زندگی جیو۔ میں تم کو کچھ بھی نہیں کہوں گی کیونکہ میں تم سے پیار کرتی ہوں اور یہ پیار آج سے نہیں کئی سالوں سے کرتی آرہی ہوں میں۔ تم میرے پیار کی شدت کو نہیں جانتے ہو اس گہرائی کو نہیں جانتے ہو جو میری آنکھوں میں ہے تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو ہاں اتنا جانتے ہو کہ تم مجھے مار دو بس۔۔

وہ بولتی جارہی تھی اور میں اس کی باتیں سنتا جارہا تھا رات کا پچھلا پہر شروع ہو چکا تھا وہ میری چھت پر میری چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی اور میں بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ آج اکیلی نہ آئی تھی گاؤں ایک نوجوان جو میرا دوست تھا ناصر وہ بھی اس کے ساتھ تھا جو زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا وہ اسے اٹھا کر لائی تھی میری نظریں اس پر تھیں۔ جو صرف سانسیں لے رہا تھا اس کے علاوہ اس کا جسم یوں تھا جیسے برف کا کوئی تودا ہو۔

یہ۔ یہ اسے تم کہاں لے کر جارہی ہو میں نے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہیں جہاں ہر روز کسی نہ کسی نوجوان کو لیکر جاتی ہوں اور یہ بھی کچھ لمحوں کا مہمان ہے اس کے بعد اس کی گردن کہیں ہوگی دھڑ کہیں ہوگا اور اس کا خون ایک مجسمے پر تیرتا جارہا ہوگا۔

تم تم اسے چھوڑ دو۔ ہاں اسے چھوڑ دو تم اسے کچھ بھی نہیں کہو گی۔

پاگل۔ ایسا نہیں کہتے اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ مجھے مار دے گا اور میں مرنا نہیں چاہتی کیونکہ میں تم کو حاصل کرنا چاہتی ہوں تم کو اپنانا چاہتی ہوں اپنی ان خواہشوں کو پورا کرنا چاہتی ہوں جو تمہیں دیکھنے کے بعد میں اپنے دل میں لیے ہوئے ہوں۔ تمہارے پیار نے مجھے بے بس کر رکھا ہے اگر چاہوں تو تمکو اٹھا کر کسی ایسی جگہ لے جاسکتی ہوں جہاں کوئی بھی نہ ہو تم ہو اور میں ہوں لیکن میں جانتی ہوں کہ تم ڈرپوک انسان ہو تمہارے اندر خوف موجود ہے تم وہاں ایک سایہ کو دیکھ نہ پاؤ گے اسی وجہ سے میں تم کو کہیں بھی نہیں لے جاسکتی میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں ہاں سانول میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں بس ایک بار تم بھی مجھے پیار بھری نظروں سے دیکھو۔ اس نے گہری نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا مجھے اس سے اب ڈر نہیں لگتا تھا پتہ نہیں لگتا تھا یہ میں خود نہیں جانتا لیکن اتنا جانتا تھا کہ ڈر کا ایک لمحہ بھی میرے اندر نہ تھا۔ میں نے کہا۔

دیکھو تم مجھ سے پیار کرتی ہو کہ نہیں یہ میں نہیں جانتا میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم خونی ہو تم قاتل ہو تم ہمارے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے مار رہی ہو تم ایسا کیوں کرتی ہو یہ بھی نہیں جانتا ہاں اب یہ جانتا ہوں کہ بہت جلد تم میرے قبضے میں ہوگی اور پھر میں تم کو وہ وہ سزائیں دوں گا کہ تم تصور بھی نہ کرسکو گی میں نے اس دن بھی تم سے ایک ہی بات کی تھی کہ تم خون کرنا چھوڑ دو لیکن تم نے میری بات کو رد کردیا میرے پاس سے اٹھی اور سیدھی میرے دوست کے گھر جا گھسی اور پھر میں نے خود اس کو تمہارے پیچھے پیچھے جاتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لڑکوں کی طرح وہ بھی واپس نہیں آیا اور شاید کبھی بھی واپس نہ آئے۔ اور اب یہ ناصر میرا دوست جس کو تم نے ابھی شکار کیا ہے اس کو اٹھا کر لے آئی ہو۔ یہ بھی۔۔

ہاں یہ بھی اور وہ سب بھی کبھی بھی واپس

نہیں آئیں گے جو جو میرے ساتھ گیا ہے وہ واپس آنے کے لیے نہیں گیا۔ اور میں نے تم کو یہ بات بتا رکھی ہے کہ یہ سب میں اپنے شوق کے لیے نہیں کرتی مجھ سے یہ سب کروایا جاتا ہے نہ کروں تو وہ کچھ میرے ساتھ ہوتا ہے اگر کسی انسان کے ساتھ ہوا ایک لمحہ بھی جی نہ سکے تم کچھ بھی نہیں جانتے میری مجبوریوں کو نہیں جانتے ہو اگر تم چاہتے ہو کہ میں ایسا کچھ بھی نہ کروں تو۔۔۔ تم اس کالے دیو کو مار دو جو تمہارے اسی علاقے کا ہے جو مجھ سے یہ سب کرواتا ہے وہ ہی ہے جو تمہارے کسی انسان بابے کا غلام ہے اور وہ بابا ہر روز اس سے انسانی وجود مانگتا ہے اور وہ دیو یہ کام مجھ سے کرواتا ہے۔ سانول اس کی نظریں مجھ پر جمی رہتی ہیں میں جو جو کرتی ہوں وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور اگر اس کو معلوم ہوگیا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں تو ہوسکتا ہے کہ تم کو ایک لمحہ کے لیے بھی زندہ نہ چھوڑے سیما کی یہ بات سن کر میں کانپ کر رہ گیا کالا دیو نام ہی خوفناک تھا۔

ت۔ت۔ تم مجھے ڈرا رہی ہو۔ میں نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا میری بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی۔

ہاں سانول میں واقعی تم کو ڈرا رہی ہوں تم کو روک رہی ہوں کہ اپنی ضد کی بنا پر اس کے رستے نہ چڑھ جاؤ۔ سنبھل جاؤ کسی کا بھی نہ سوچو یہ سوچو کہ میں تم کو کبھی بھی نہیں ماروں گی تمہارا کبھی بھی قتل نہیں کروں گی میں خود مر جاؤں گی لیکن تمہارے جسم پر ایک خراش بھی آئے یہ سب میں برداشت نہیں کروں گی۔ بس تم یہ سب چھوڑ دو۔

نہیں ہرگز نہیں۔۔ میں نے فیصلہ کن انداز میں کہا میں تیری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں تم جو بھی کہہ لو میں وہی کروں گا جو میں نے سوچ لیا ہے میں نے تم تو ان سب کو مزا چکھانا ہے جس جس نے انسانی زندگی سے کھیلا ہے۔ میری بات سن کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور زمین پر لیٹے ہوئے میرے دوست کو کندھے پر اٹھایا اور چل پڑی اور میں ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گیا میں جانتا تھا کہ وہ اب زندہ واپس نہیں آئے گا لیکن میں اس کو بچا بھی تو نہیں سکتا تھا صرف اس کو مرتا ہوا دیکھ سکتا تھا اور پھر نجانے مجھے کیا ہوا کہ میں بھی اس کے پیچھے چل دیا اور چلتا ہی رہا وہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر چل رہی تھی اور میں اس کے تعاقب میں چل رہا تھا اس کا رخ جنگل کی طرف تھا رات کے مہیب سناٹے میں جنگل کو جاتا ہوا دیکھ کر میں کانپ سا ایک دل چاہا کہ واپس چلا لیکن پھر سوچا کہ نہیں اب مجھے کسی طرح بھی واپس نہیں جانا چاہیے میں جس مقصد کے تحت اس کے پیچھے آیا ہوں وہ پورا کرنا ہے مجھے بابا جی کی بات یاد آگئی کہ مجھے چلہ اس جگہ کرنا ہوگا جہاں وہ رہتی ہے اور اس کا ٹھکانہ کا کسی کو بھی علم نہ تھا اب میں اس کے ٹھکانہ پر پہنچ سکتا ہوں مجھے رکنا نہیں چاہیے بس یہ سوچ آتے ہی میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا وہ جنگل میں داخل ہوگئی تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے اللہ کا نام لے کر داخل ہوگیا جنگل بہت ہی گھناؤنا تھا اس میں قدم رکھتے ہی میرے دل کو کچھ اؤ سا پڑنے لگا لیکن اس کے باوجود بھی میں نے اس کا پیچھا کرنا نہ چھوڑا اور چلتا ہی رہا۔ ایک جگہ جا کر وہ رک گئی میں بھی ایک درخت کی اوڑھ میں چھپ گیا میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے دیکھ نہ پائے لیکن شاید یہ میری بھول تھی۔ اس نے شاید مجھے دیکھ لیا تھا۔

سانول تم بہت غلط کر رہے ہو تم نہیں جانتے کہ تم کہاں آگئے ہو یہاں ہماری بستی ہے یہاں ہمارے لوگ ہیں میں چاہتی تھی کہ تم زندہ رہو لیکن تمہارے فیصلہ نے تم کو موت کے قریب کردیا ہے ابھی بھی وقت ہے واپس لوٹ جاؤ ہاں سانول واپس جاؤ۔ اس کی بات سن کر میں حیران سا رہ گیا

www.Muratee.com

کہ وہ جانتی ہے کہ میں اس کے پیچھے ہوں میں تو بنا کسی آہٹ کے اس کا پیچھا کر رہا تھا اور یہ سب دیکھ رہی تھی۔

نہیں میں پیچھے نہیں ہٹوں گا مجھے وہاں تک جانا ہے جہاں تک تم جاؤ گی۔ میں ڈرتے ہونے کے باوجود بھی ہمت دکھاتے ہوئے کہا۔ میری بات سن کر وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ پاگل ہو تم پاگل تم میری ہر بات کو غلط سمجھ رہے ہو حالانکہ میں غلط نہیں ہوں میں تمہارے حق میں بہتر کہہ رہی ہوں۔ یہ لفظ کہتے کہتے وہ میرے قریب آنے لگی اور میرے سامنے آکر رک گئی۔ سانول تم مجھے مارنا چاہتے ہو مار لینا میں خود ہی اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دوں گی لیکن پلیز تم اس وقت واپس چلے جاؤ میں تم کو کسی بھی خطرے میں دیکھنا نہیں چاہتی ہوں ضد نہ کرو میں جانتی ہوں کہ تم میرا ٹھکانہ دیکھنا چاہتے ہو کیونکہ اس بوڑھے نے تم کو یہی کہا تھا کہ تم چلہ وہاں کرنا جہاں میں رہتی ہوں میں خود تم کو کسی وقت اپنے ٹھکانے پر لے چلوں گی لیکن اب یہاں سے واپس لوٹ جاؤ تمہارے لیے اب آگے بہت خطرہ ہے پتہ نہیں مجھے اس کی یہ بات کیوں سچ سی لگی میں نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر کچھ کہے بنا واپس ہو لیا۔ اور مجھے دیکھتی رہی جب میں جنگل سے باہر نکل گیا تو تب وہ آگے چل دی۔ اور میں چلتا ہوا گھر آ گیا۔

چلو آؤ میرے ساتھ تم میرا ٹھکانہ دیکھنا چاہتے ہو ناں میں تم کو خود لیے چلتی ہوں وہ ایک رات میرے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا جیسے مجھے اس کا ہی انتظار تھا۔ وہ چل دی میں اور کمرے سے باہر نکل گئی باہر ایک نوجوان زمین پر بے ہوش لیٹا ہوا تھا اس نے اس کو کندھے پر اٹھایا اور چل دی۔ میں بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

کیا کرو گے چلہ کر کے۔ اس نے چلتے ہوئے پوچھا۔

تیرا خاتمہ۔ جس طرح تو ان لوگوں کا خاتمہ کر رہی ہو۔ وہ ایک گہری سانس لے کر رہ گئی۔

دیکھو سانول۔ مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ میرے دل میں جھانکو۔ میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہے ہو میں نے بتایا ناں کہ میں مجبور ہوں جو کچھ میں کر رہی ہوں یہ سب کرنا نہیں چاہتی ہوں لیکن اس کے باوجود بھی مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑ رہا ہے میں تمہیں اس کا چہرہ بھی دکھاؤں گی جو انسانی روپ میں درندہ ہے جو مجھ سے یہ سب کچھ کروا رہا ہے اور کالا دیو جو اس کا بہت ہی فرمانبردار ہے وہ۔ وہ تو ایسا ظالم ہے کہ وہ انکار سننے کا عادی ہی نہیں ہے اس نے جو کہہ دیا پتھر پر لکیر ہوتا ہے میں اس کی طاقتوں کو جانتی ہوں۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ وہ کیا بلا ہے وہ کیا کچھ کر سکتا ہے۔ تم مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہو۔ اس کی باتیں سن کر مجھے کچھ یقین سا ہونے لگا لیکن پھر مجھے اپنے ساتھیوں کے چہرے دکھائی دیئے جو اس کے کندھے پر ہوتے تھے جن کو بے ہوش کر کے وہ گاؤں سے اٹھا کر لے جاتی تھی اور پھر وہ واپس نہ آتے تھے۔

تم پر اعتبار کرنا میرا سب سے بڑا پاگل پن ہوگا۔ میں نے اٹل لہجے میں کہا تم اگر مجھے مارنا چاہتی ہو تو مار ڈالو لیکن میں چلہ ضرور کروں گا اور سب سے پہلے تم کو ہی ماروں گا تمہارے پیچھے کیا کیا کہانیاں پوشیدہ ہیں یہ گاؤں والے نہیں جانتے وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ تم اپنے حسن کے جلوے دکھا کے نوجوانوں کو اٹھا کر لے جاتی ہو اور بس اس کے آگے کوئی بھی کچھ نہیں جانتا ہے۔ میری بات سن کر وہ ایک بار پھر سرد سی آہ بھر کر رہ گئی اور اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

میرا ہاتھ تھام لو یوں چلتے چلتے بہت ہی دیر ہو جائے گی میں تم کو جلد تمہاری منزل تک پہنچا دوں گی میں چاہتی تھی کہ یہ کام نہ کرو لیکن تم شاید پوری طرح ضد پر اترے ہوئے ہو میری کسی بات پر بھی تم کو یقین نہیں ہے لیکن اتنا یاد رکھنا کہ میں نے تم کو چاہا ہے اور تم سے پیار کیا ہے مجھے خوشی ہوگی کہ تمہارے ہاتھوں میری موت ہو کم از کم اتنا تو ہوگا کہ میں کسی اور کے ہاتھوں نہیں اپنے محبوب کے ہاتھوں مری ہوں۔

اس کی باتیں سن کر کچھ دیر کے لیے مجھے اس پر یقین سا آیا لیکن پھر وہ باتیں سامنے آ گئیں کہ یہ تو ہر کسی کو اپنے پیار کے جال میں پھنسا کر اس کی زندگی کا خاتمہ کرتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی چاہتی ہے لیکن جو بھی ہے مجھے وہ سب کچھ کرنا ہے جو میں نے سوچا ہوا ہے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور یوں مجھے ایک جھٹکا سا لگا اور اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کیا میں نے دیکھا کہ ایک لمحہ سے پہلے ہم دونوں ایک ویرانے میں تھے۔

یہ میرا ٹھکانا ہے۔ وہ مجھے وہاں اتارتے ہوئے بولی میں یہاں سے ہی تمہارے گاؤں کو اٹھانے جاتی ہوں اور پھر یہاں ہی واپس لاتی ہوں وہ سامنے میں لانے والے نوجوان کو رکھ دیتی ہوں اس کے بعد وہ کچھ ہی دیر میں غائب ہو جاتا ہے وہ کہاں جاتا ہے میں کچھ نہیں جانتی لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس کو وہاں سے کالا دیو اٹھا کر لے جاتا ہے کیونکہ مجھے کالے دیو کا عکس واضح دکھائی دیتا ہے وہ ہوا کے ایک تیز جھونکے کی طرح آتا ہے اور پھر نوجوان موجود نہیں ہوتا ہے۔ اب میں چلتی ہوں کیونکہ اگر کسی نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا تو پھر مجھے یقین ہے کہ تم ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکو گے اتنا کہہ کر وہ فوری طور پر غائب ہو گئی اور میں اس ویرانے کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا اس کے جاتے ہی مجھے اس ویرانے سے خوف آنے لگا یوں لگنے لگا کہ جیسے ابھی کوئی مجھے اٹھا کر لے جائے گا اور میرا خاتمہ کر دے گا۔ خوف میرے چہرے پر واضح جھلک رہا تھا میں اس کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن شاید میری یہ کوشش بیکار جا رہی تھی کچھ دیر تک میں وہاں ہی کھڑا رہا اور پھر ایک طرف کو چلنے لگا مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں اب کس طرف جاؤں کہاں چلہ کروں لیکن پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ بزرگ نے کہا تھا کہ جہاں اس چڑیل کا ٹھکانہ ہوگا وہاں میں یہ چلہ کروں اور سیما کے بقول کہ یہ ہی اس کا ٹھکانہ ہے مجھے یہاں ہی چلہ کرنا چاہیے۔ ہاں مجھے یہاں ہی چلہ کرنا چاہیے میں نے پختہ فیصلہ کر لیا اور پھر چند قدم دور ہی ایک درخت کے سوکھے تنے کے پاس چلا گیا یہ جگہ مجھے چلے کے بہت ہی مناسب لگی اور میں نے اس جگہ پر چلہ کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن آج میں یہ سب نہیں کر سکتا تھا آج وقت گزر گیا تھا کل رات کو چلہ شروع کروں گا یہ سوچ کر میں اس سوکھے ہوئے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا ابھی مجھے وہاں بیٹھے ہوئے چند ہی منٹ بیتے ہوں گے کہ مجھے ایک سایہ دکھائی دیا جو میری طرف ہی آ رہا تھا۔ اف خدایا اس سائے کو دیکھ کر میری سانسیں بند سی ہو گئیں۔ کئی فٹ تک اونچا اس کا قد تھا اور جسم یوں سیاہ بالوں سے بھرا ہوا تھا جیسے وہ ریچھ ہو بڑے بڑے دھب بھرتا ہوا وہ میری ہی طرف چلا آ رہا تھا اور پھر وہ میرے سامنے آ کر رک گیا۔ اور اپنی بڑی بڑی جلتی ہوئی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ میں خوف میں بھیگا ہوا اسے ہی دیکھ رہا تھا اور میں نے اندازہ لگا لیا کہ یہی ہے کالا دیو جس کے بارے میں سیما نے مجھے بتایا تھا۔

تم یہاں ہمارے علاقے میں کیا کر رہے ہو مجھے اس کی بھاری سی آواز سنائی دی میں اس کی

www.luratech.com

بات کا کوئی بھی جواب نہ دے پایا۔ وہ پھر سے بولا تم یہاں پہنچے کیسے حالانکہ یہاں جو بھی آتا ہے میری نظروں سے بچ نہیں سکتا لیکن میں تم کو آتے ہوئے دیکھ کیوں نہیں سکا ہوں۔ اس کی بات سنتے ہی یکدم ہی میرے دل میں ایک آئیڈیا آیا سیما کا چہرہ میری نظروں سامنے گھوما کہ اگر میں نے اس کا نام لے لیا تو پھر مجھے بغیر کسی محنت کے اس کو مرتا ہوا دیکھنا ہوگا اور کم از کم از ایک بلا سے تو میری جان چھوٹ جائے گی۔ میں نے فوری کہا۔

وہ۔ وہ مجھے سیما چڑیل اٹھا کر یہاں لائی ہے سیما چڑیل کا نام سن کر وہ ہنس دیا۔ واہ بھئی اس نے تو کمال کر دیا کل کرنے والا اس نے آج ہی کر دیا ہے لیکن تم کو اس نے یہاں آزاد کیوں چھوڑ دیا ہے تم کو تو ایسی جگہ رکھنا چاہیے تھا جہاں تم کو لگے کہ تم موت کے قریب ہو اتنا کہہ کر اس نے اپنا میری گردن تک لایا اور پھر مجھے گریبان سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا اور پھر ایک طرف چل دیا میری سانسیں رکنے لگی میں اس کے ہاتھوں میں جھول رہا تھا وہ واقعی بہت ہی بے درد اور ظالم دیو تھا وہ جانتا تھا کہ میری سانسیں کسی بھی وقت بند ہو جائیں گی اس کے باوجود بھی مجھے اٹھائے ہوئے چل رہا تھا اور پھر اس نے ایک جگہ مجھے جا پھینکا اور میں نیچے ہی گرتا چلا گیا۔ اور کافی گہری میں گرنے کے بعد مجھے یوں لگا جیسے میری کمر ٹوٹ گئی ہوں درد سے میں کراہنے لگا۔ یہ کوئی کنواں تھا تاریک کنواں میں نے اس کا اندازہ لگا لیا تھا اور اسکی گہرائی کو بھی جانچ لیا تھا کہ میں کس قدر زمین سے نیچے گرا ہوں نیچے گہری گھاس تھی اونچی اونچی۔۔ یہ سب دیکھ کر میں خوف سے کانپنے لگا اور میں نے اندازہ لگا لیا کہ اب میری موت یقینی ہے مجھے مرنے سے اب کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ اور پھر مجھے بچاتا بھی کون یہاں کوئی انسان تھا نہیں جو میری مدد کرتا یہاں تو ہر طرف عفریت ہی تھے ڈراؤنی شکلوں والے خوفناک قسم کے عفریت۔ اف خدایا میں یہ کہاں پھنس گیا ہوں میں نے خود کو کوسا۔

دیکھو سانول مجھ پر یقین کرو میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں تم کو اس کے آگ اگلتے ہوئے شکنجے سے چھٹکارا دلا سکتی ہوں۔ یکدم میرے سامنے سیما کا سایہ لہرایا۔ میں اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ اپنے اصل روپ میں اس تاریک کنویں میں میرے سامنے کھڑی تھی میں چند لمحوں کے لیے اس کے حسن میں کھویا رہا ایسا لاجواب حسن میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا خدا نے اس کو فرصت کے لمحات میں بنایا تھا وہ واقعی ایک خوبصورت و حسین پری دکھائی دے رہی تھی لیکن جلد ہی مجھے وہ سب مناظر دکھائی دیئے جو میں نے دیکھے تھے جو جو سیما نے اس کے گاؤں والوں کے ساتھ کیا تھا جو جو کچھ اس کے خاندان والوں کے ساتھ کیا تھا سب کچھ میرے سامنے آ گئے۔ غصے سے میری آنکھیں آگ اگلنے لگیں۔

چلی جاؤ یہاں سے میں کہتا ہوں کہ چلی جاؤ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے میں۔ میں جانتا ہوں تم کون ہو تم آدم خور ہو ہاں آدم خور اور آدم خور کبھی بھی انسان کا ہمدرد نہیں ہوتا۔ وہ انسان کا دشمن ہوتا ہے اور ہمیشہ دشمن ہی رہتا ہے اور اگر دوست بن بھی جائے تو اس میں بھی اس کا مطلب ہوتا ہے ہاں میں سب جانتا ہوں تم پر اعتماد کروں۔ میں پاگلوں کی طرح ہنس دیا۔۔ ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔۔ تو ایک چڑیل ہے انسانوں کی دشمن۔ اور دیکھنا بہت جلد تو میرے شکنجے میں ہوگی اور پھر میں تم سے دیے ہی بدلا لوں گا جس طرح تو نے ہمارے ساتھ کیا ہے میں تمہارے گلے میں پھندا ڈال کر گاؤں والے کے سامنے لے جاؤں گا اور پھر۔ پھر۔۔ میں کچھ

کہتے کہتے رک گیا۔

سیما ایک سرد سی دکھ بھری آہ بھر کر رہ گئی اور گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

نہیں سانول۔ تم میرے بارے میں بہت غلط سوچ رہے ہو میں نے تم کو کئی بار بتایا ہے کہ میں آدم خور نہیں ہوں انسانوں کی ہمدرد ہوں صرف ایک انسان نے مجھے مجبور کر دیا ہوا ہے کہ میں ایسا کروں نہ کروں تو وہ مجھے سزائیں دیتا ہے مجھے مارتا ہے مجھ پر ظلمات کی انتہا کر دیتا ہے یہ دیکھو اتنا کہہ کر وہ اپنی کمر اسے دکھانے لگی تو وہ فوری بول پڑا۔

نہیں نہیں مجھے کچھ بھی نہیں دیکھنا اگر دیکھ بھی لوں تو مجھ پر کچھ بھی اثر نہ ہوگا کیونکہ تم نے مجھے بہت زخم دیئے ہیں بہت دکھ دیئے ہیں۔ میں نے تو کبھی خواب میں ایسے ویرانوں کے بارے میں سوچا نہ تھا۔ جن سے اب میرا پالا پڑا ہوا ہے۔

ہاں سانول میں جانتی ہوں کہ تم نے ایسے ویرانوں کو کبھی خواب بھی نہیں دیکھا تھا اور میں چاہتی تھی کہ تم ایسے ویرانوں کو کبھی دیکھو بھی نہ لیکن یہ تمہاری اپنی ضد تھی تم ایسا ہی چاہتے تھے۔ تمہارے اوپر جنون سوار تھا مجھے مارنے کا۔ میرے بار بار منع کرنے کے باوجود بھی تم نے یہاں آنے کی ضد کی اور پھر میں تم کو یہاں لے آئی حالانکہ میں سب جانتی تھی کہ تم یہاں آتے ہی کسی مصیبت میں پھنس جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا لیکن ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا ہے ابھی میں بہت کچھ کر سکتی ہوں اگر تم کو مجھ پر اعتماد ہے تو میں تم کو یہاں سے نکال کر اپنی دنیا میں پہنچا سکتی ہوں۔

نہیں نہیں مجھے تمہاری دنیا میں نہیں جانا ہے ہاں اگر تم مجھ پر احسان کرنا چاہتی ہو تم مجھے میرے گاؤں پہنچا دو میں بزرگ سے کہہ دوں گا کہ میں یہ چلہ نہیں کر سکتا ہوں۔ میری بات سن کر اس نے ایک خوشگوار سانس لی۔

تھینکس سانول۔ بس میں یہی چاہتی تھی کہ تم ایسی الجھنوں میں نہ پڑو میں تم کسی بھی خطرے میں نہیں دیکھ سکتی ہوں دیکھو یہ لوگ مجھ سے زیادہ طاقت والے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی میں تم کو یہاں سے نکال سکتی ہوں کیونکہ ابھی اس نے اپنا طلسم تم پر نہیں چھوڑا ہے ابھی صرف موت کے کنویں میں پھینکا ہے اس کا خیال تھا کہ تم کو کل اٹھا کر لے جائے گا اور پھر تم کو بھی دوسرے نوجوانوں کی طرح اس بت کے سامنے۔۔۔ وہ بات کرتے کرتے رک گئی اور میں سمجھ گیا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے مجھے اس وقت اس کی تمام باتیں اچھی لگ رہی تھی کیونکہ میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ اس وقت میرے ساتھ بالکل مخلص ہے اگر اس کے دل میں کوئی ایسی بات ہوتی تو وہ مجھے اس موت کے کنویں میں دیکھ کر میری مدد کو نہ کہتی بلکہ وہی کچھ کرتی جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کرتی آئی تھی۔ میں نے کہا۔

سیما بس مجھے یہاں سے نکال دو۔ مجھے یہاں خوف آ رہا ہے یوں لگ رہا ہے کہ میں جدھر دیکھوں وہاں ہی موت ہی موت ہے۔ میری بات سن کر وہ مسکرا دی اور بولی شکر ہے کہ تم نے مجھ پر اعتبار تو کیا اتنا کہہ کر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور پھر جس تیزی سے میں کنویں میں گرا تھا اس تیزی سے میں باہر آیا اور ہواؤں میں اس کے ساتھ اڑتا ہوا اپنے گاؤں تک آ گیا وہ مجھے میری چھت پر لے آئی مجھے دلی سکون سا ملا۔ وہ بولی۔

سانول بس تم نے اب کوئی بھی چلہ نہیں کرنا ہے اگر مجھے مارنا ہے تو ایسے ہی مار ڈالو میں انکار نہیں کروں گی لیکن چلہ مت کرنا کیونکہ میں جانتی ہوں کہ کسی بھی طرح چلہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکو گے اور نہ ہی ہماری مخلوق تم کو کامیاب ہونے دے گی بس دوسرے لوگوں کی طرح تم بھی

www.luratech.com

سب کچھ دیکھتے جاؤ اور آنکھیں بند کیے رکھو۔ اس کی باتیں سن کر میں خاموش ہو گیا وہ میری نظروں کے سامنے ہی غائب ہو گئی اور میں ایک پرسکون آہ بھر کر رہ گیا۔

میں گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہتا تھا میں جانتا تھا کہ جس نے بھی مجھے گاؤں میں دیکھنا تھا اسی نے مجھ پر سوالات کی بوچھار کرنی تھی میں سارا دن کمرے میں ہی بند رہا لیکن کب تک آخر مجھے باہر نکلنا ہی تھا اور پھر میں نکل آیا میں نے سوچ لیا تھا کہ جو بھی مجھ سے سوال کرے گا اس کو ویسا جواب دوں گا یہ کہوں گا وہ کہوں گا ان کو مطمئن کر دوں گا مجھے دیکھتے ہی کافی گاؤں والے جمع ہو گئے۔

تم تو چلہ کرنے کے لیے ویرانے میں گئے تھے پھر واپس کیوں آ گئے مجھ سے گاؤں کے لوگوں نے پوچھا۔ میں نے جو کچھ سوچ رکھا تھا وہی کچھ کہہ دیا میں نے ان سے کہا۔

میں چلہ بھول گیا تھا اس لیے واپس آ گیا ہوں۔ میری بات سن کر وہ بولے۔

ہم نے تو تم سے بہت سی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں لیکن تم نے ہماری ساری امیدوں پر پانی پھیر کر رکھ دیا ہے اگر تم چلہ نہیں کر سکتے ہو تم پھر ہم کو وہ چلہ دے دو ہم کر لیتے ہیں کم از کم گاؤں میں جو قیامت ٹوٹ رہی ہے اس سے تو چھٹکارہ مل سکے ان کی بات سن کر میں کچھ شرمندہ سا ہوا لیکن میں جانتا تھا کہ یہ بھی میری طرح جذباتی ہو رہے ہیں ان سے کچھ بھی نہیں ہو گا جو کچھ میں دیکھ کر آیا ہوں وہ اگر یہ دیکھ لیتے تو شاید کبھی بھی چلے کرنے کی بات نہ کرتے میں نے کہا۔

دیکھیں یہ چلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اس میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے آپ لوگ کچھ بھی جانتے ہیں میں نے ویرانے میں جا کر بہت ہی خوفناک شکلوں کو دیکھا ہے آسمان کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے ان کے قد ہیں اور ریچھ جیسے ان کے سیاہ جسم۔ انسانی خون سے رنگے ہوئے دانت اور آنکھیں آگ کی مانند۔ میری بات سن کر وہ کچھ کچھ خوفزدہ سے ہو گئے اور بولے۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ ہم کیا کریں تم تو جانتے ہو کہ اگر ہم لوگ خاموش رہے تو کسی کی بھی زندگی محفوظ نہیں رہے گی ایک ایک کر کے سب ہی اس حسین چڑیل کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ ان میں سے ایک دوسرا آدمی بولا رہنے دو اس کو اس کو اپنی زندگی کی فکر ہے گاؤں والوں کی نہیں میں خود ان باباجی کے پاس جاتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ وہ چلہ مجھے بتائیں تاکہ میں گاؤں والوں کو اس موت کے شکنجے سے نکال سکوں اس کی بات سن کر مجھے پھر سے شرمندگی ہوئی میں نے کہا۔

نہیں بھائی میں بھاگنے والا نہیں ہوں میں چلہ کروں گا اور ضرور کروں گا بس ایک دو کی بات ہے میں چلے کو اچھی طرح یاد کر لوں میری بات سن کر وہ بولے۔

ٹھیک ہے۔ ہم دو دن مزید دیکھ لیتے ہیں اس کے بعد بھی اگر تم نے کچھ نہ کیا تو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم کو اپنی زندگی سے پیار ہے کسی کی نہیں اتنا کہہ کر وہ ادھر ادھر چلے گئے اور میں سوچوں میں کھو گیا اور پھر ایک سوچ آئی کہ میں صبح ہی باباجی کے پاس جاؤں گا اور ان سے کہوں گا کہ باباجی مجھے ویرانے کی گاؤں کے آس پاس چلہ کرنے کی اجازت دی جائے ہم نے تو گاؤں والوں کو بچانا ہے اور جب وہ چڑیل گاؤں میں آئے گی یا کوئی بھی جن بھوت یہاں آئے گا ہم اس کو پکڑ لیں گے اور اس کو آگ میں جلا دیں گے یہ ایسی سوچ تھی جس نے میرے اندر پھر سے چلے کا جنون پیدا کر دیا رات کو وہ پھر مجھے دیکھائی دی اس کے کندھے پر ایک نوجوان

موجود تھا اس کو دیکھتے ہی میری آنکھیں آگ اگلنے لگیں اور میں چیخ ہی پڑا۔

تم نے جان بوجھ کر مجھے چلہ کرنے سے روکا ہے تاکہ تمہارے کاموں میں کوئی رکاوٹ نہ ڈال سکے تم نے مجھ سے ڈرامہ بازی کی ہے۔ لیکن اب میں کبھی بھی تمہاری باتوں میں نہیں آؤں گا۔ میری بات سن کر وہ دکھ بھری سانس بھر کر رہ گئی اور بولی۔ سانول تم سمجھتے کیوں نہیں ہو میری باتوں پر یقین کیوں نہیں کرتے ہو میں نے کہا تو ہے کہ میں یہ کام اپنی خوشی سے نہیں کرتی ہوں مجھ سے یہ کام کروائے جاتے ہیں۔

تم کرتی ہو یا تم سے کروائے جاتے ہیں میں یہ نہیں جانتا ہوں میں بس یہ جانتا ہوں کہ ہمارے گاؤں کا ہر روز ایک نوجوان غائب ہو جاتا ہے جو واپس نہیں آتا ہے اور پھر گاؤں والوں نے جو کچھ مجھے کہا ہے مرمٹنے کی بات تھی مجھے تمہاری بات نہیں ماننی چاہیے تھی وہ کچھ کرنا چاہیے تھا جو کچھ میں کرنے گیا تھا زیادہ سے اس کالے دیو کے ہاتھوں مر ہی جاتا۔

ٹھیک ہے تم کو مرنے کا شوق ہے تو چلو میرے ساتھ میں تم وہاں لے جاتی ہوں اور پھر اسی اندھیر کنویں میں پھینک دیتی ہوں پھر تم جانو اور تمہارا کام۔

اس کی بات سن کر میں کانپ سا اور کہا نہیں میں نے کچھ اور فیصلہ کر لیا ہے اور میں اس فیصلہ پر عمل کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ باباجی میری بات کو مان جائیں گے۔ بہرحال میں وہ کروں گا جو میرا دل چاہے گا مجھے نہ تو تمہاری محبت چاہیے اور نہ ہی کچھ اور میں نے اٹل فیصلہ سنا دیا میری بات سن کر وہ بجھ سی گئی اور پھر مسکرا دی اور بولی۔

سانول ایسی باتیں نہیں کرتے۔ تم نے نہیں جانتے تمہاری اس بات نے میرے دل پر کتنا گہرا زخم لگایا ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ تم نے یہ بات دل سے نہیں کی ہے صرف زبان سے کی ہے اور اب یہ بات زبان سے بھی نہ کرنا بہت دکھ ہوا مجھے۔ میں تم کو دنیا کا انمول انسان بنانا چاہتی ہوں میری محبت کو دیکھ کر تم تصور بھی نہ کر سکو گے کہ میں تم کو کتنا چاہتی ہوں اور پھر محبت کرنے سے نہیں ہوتی یہ تو ہو جاتی ہے جیسے مجھے ہو گئی تھی میں تمہارے لیے کتنی دیوانی ہوں یہ میں ہی جانتی ہوں تم سوئے ہوتے ہو تو میں تمہاری نگرانی کرتی ہوں اور کئی سالوں سے ایسا کرتی آ رہی ہوں ایک سایہ کی طرح میں ہر پل تمہارے ساتھ ہوتی ہوں ہاں کبھی کبھی مجھے تم سے دور جانا ہوتا ہے جب مجھے کسی نوجوان کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر ان لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے اس کے علاوہ میں ہر پل تمہارے آس پاس ہی ہوتی ہوں۔

اس کی باتیں سن کر میں حیران سا رہ گیا اور پھر سوچنے لگا کہ اس کی یہ بات کہاں تک ٹھیک ہے اور پھر یوں لگنے لگا کہ جیسے اس نے یہ بات ٹھیک کی ہے کیونکہ میں اکثر اپنے اردگرد ایک سایہ کو محسوس کرتا آ رہا تھا اور کئی سالوں سے اسے محسوس کرتا آ رہا تھا میں سوچا کرتا تھا کہ یہ کون ہے جو ایک دھند کی مانند دکھائی دیتا ہے اور پھر وہ دھند لا عکس غائب ہو جاتا ہے کبھی ہوا میں لہرا لگتا ہے اور کبھی زمین پر چلنے لگتا ہے کبھی اوپر چاند ستاروں کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے وہ کوئی اور نہیں تھا وہ سایہ سیما کا ہی تھا اف اس نے یہ بات کر کے مجھے سوچوں میں الجھا دیا تھا میں گہری نظروں سے اس کو دیکھنے لگا۔

اچھا تو وہ تم ہی ہو جو مجھے کئی سالوں سے دکھائی دیتی رہی ہو جو قدم قدم پر مجھے محسوس ہوتی رہی ہو۔ کبھی کہیں کبھی کہیں۔ میں نے ایک خوشگوار سانس لیتے ہوئے کہا۔

ہاں سانول وہ میں ہی ہوں اب شاید تم کو

www.luratech.com

یقین ہو گیا ہو گا کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں کتنا چاہتی ہوں تم کو۔۔ سانول تم لوگوں کی باتوں میں مت آیا کرو۔ بلکہ میری طرف دیکھا کرو میں نے تم کو بتایا ہے ناں کہ یہ سب میں کسی مجبوری کے تحت کر رہی ہوں مجھے انسانی زندگیوں سے کھیلنے کا نہ تو شوق ہے اور نہ ہی میں ایسا چاہتی ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے میں چلتی ہوں تم آرام کرو میں اس کو ان کے پاس چھوڑ کر پھر آتی ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھی اور اس کو اٹھایا اور چلی گئی میں اس کے بارے میں سوچنے لگا اور پھر سوچتا ہی چلا گیا۔ میں گاؤں والوں کی باتوں اور سیما کی محبت کے درمیان پھنس کر رہ گیا تھا ایک جی چاہتا کہ وہ جو کچھ کرتی ہے اس کو کرنے دوں لیکن دوسری طرف گاؤں والوں کو دیکھتا تو میرے جسم کو آگ لگ جاتی جی چاہتا وہ چاہے مجھ سے کتنا ہی پیار کیوں کرتی ہو مجھے اس کو مار ڈالنا چاہیے اور جب اس کی کئی سالوں کی محبت کو دیکھتا تو مجھے اس کی حالت پر ترس آتا دل میں اس کے لیے جو پیار میرے اندر پرورش پا رہا تھا وہ ابھرنے لگتا۔ میں کیا کروں کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا میں نے ایک فیصلہ کیا اور وہ یہ تھا کہ میں بابا جی سے ملوں گا ان کو سب باتیں سچ سچ بتا دوں گا وہ پھر جو کہیں گے میں وہی کروں گا میں یہ فیصلہ کرنے کے بعد سو گیا۔

میں نے بابا جی کو سب کچھ سچ سچ بتا دیا تھا اور اب ان کے جواب کا انتظار کر رہا تھا وہ آنکھیں بند کیے کچھ سوچنے میں مگن تھے پھر بولے۔ سانول بیٹا۔ تمہاری باتوں نے مجھے بھی الجھا سا دیا ہے کہ وہ یہ سب اپنے شوق سے نہیں کرتی ہے اس پہ کوئی جادوگر یہ سب کچھ کروا رہا ہے وہ بے قصور ہے پھنسی ہوئی ہے نہ کرے تو جان جاتی ہے اس کی اور اگر کرتی تو ہم اس کے دشمن بنے ہوئے ہیں کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں اتنا ہی کہوں کہ وہ انسانی مخلوق نہیں ہے ہوائی مخلوق ہے جو انسانی کی دوست نہیں ہوتی ہے تم کو یہ چلہ کرنا ہو گا اور پھر وہ سب کچھ کرنا ہو گا جو گاؤں والے چاہتے ہیں تاکہ کوئی بھی انسانی خون سے کھیل نہ سکے۔

ٹھیک ہے بابا جی میں یہ چلہ ضرور کروں گا اور اس کو اس کی سزا ضرور دوں گا لیکن میری ایک گزارش ہے۔

وہ کیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہوئے بولے۔

میں یہ چلہ ویرانے میں نہیں کر سکتا ہوں وہاں میں نے بہت کچھ دیکھا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گاؤں میں ہی کہیں کر لیتا ہوں تاکہ مجھے حوصلہ تو ہو کہ میں اپنوں کے بیچ میں ہوں۔ میری بات سن کر وہ مسکرائے اور بولے

ٹھیک ہے ایسا ہی کر لو۔ گاؤں کے قبرستان میں یہ چلہ کر لو اور پھر قبرستان کون سا دور ہے گاؤں کے اندر ہی ہے۔

ہاں بابا جی یہ ٹھیک ہے میں خوش ہوتے ہوئے بولا میں یہ چلہ آج ہی شروع کر دوں گا بس میری کامیابی کے لیے دعا کیجیے گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ تم کو کامیابی ملے گی تم کسی سے بھی نہ ڈرنا وہ چاہے کالا دیو ہو چاہے کوئی بھی ہو تم نے اپنا کام کرتے جانا ہے کسی کو دیکھنا بھی مت جب خوف محسوس کرو تو آنکھیں بند کر لینا اور کانوں میں روئی ٹھونس لینا کرنا تاکہ تم کسی کی بھی بات نہ سن سکو۔ بابا جی کی بات سن کر میرے اندر جذبہ پیدا ہوا اور میں وہاں سے گاؤں واپس آ گیا۔

سانول یہ تم نے کیا کروایا ہے میں نے تم سے کہا تھا کہ چلہ نہ شروع کرنا لیکن تم نے میری ایک بھی نہیں مانی وہی کیا جو تم چاہتے تھے تم مجھے

مارنا چاہتے تھے تو ایسے ہی مار لیتے میں کون سا تم سے دور تھی۔ تمہارے پاس ہی تو ہوتی تھی۔ وہ مرجھائی ہوئی آواز میں بولی۔

آج اس کے چہرے پر وہ حسن نہ تھا جو میں دیکھا کرتا تھا آنکھوں میں وہ کشش نہ تھی جو لوگوں کو اپنا دیوانہ بنا لیا کرتی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ رو رہی تھی اور بار بار مجھے دیکھ رہی تھی میں بھی حصار میں ایک پاؤں پر کھڑا اس کو دیکھ رہا تھا مجھے اس لمحے اس پر بہت ہی ترس آ رہا تھا جی چاہ رہا تھا کہ چلہ چھوڑ دوں اور اس کے ساتھ کہیں دور چلا جاؤں لیکن شاید ایسا کرنا اب میرے لیے خطرہ ہو سکتا تھا کیونکہ اب میں وہ کچھ کر چکا تھا جو وہ نہ چاہتی تھی۔

میں نے اس کی کسی بھی بات کا جواب نہ دیا بلکہ اپنے ورد کو جاری رکھے ہوئے تھا وہ گہری نظروں سے مجھے دیکھتی جا رہی تھی کبھی ادھر گھوم رہی تھی اور کبھی ادھر اور پھر وہ یکدم غائب ہو گئی اور کچھ ہی دیر بعد وہ مجھے دکھائی دی اس کے کندھے پر کسی کا بے ہوش پڑا جسم لٹک رہا تھا جسے اٹھائے وہ انہی راستوں پر چلتی جا رہی تھی جن راستوں پر وہ پہلے جاتی تھی لیکن آج اس کے قدموں میں وہ تیزی نہ تھی جو ہوتی تھی وہ مرجھائے انداز میں چل رہی تھی۔ چہرے پر وہ شوخی نہ تھی ٹوٹے ٹوٹے ہوئے اور بوجھل قدموں سے چلتی جا رہی تھی اس نے پلٹ کر میری طرف نہ دیکھا تھا مجھے نجانے کیوں اس کی حالت پر ترس سا آ گیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا وہ میرے لیے مخلص تھی اگر وہ میری دشمن ہوتی تو اب تک مجھے بھی اس جادوگر کے ہاتھوں مروا چکی ہوتی لیکن اس نے ایسا کچھ بھی نہ کیا تھا اور پھر اب میں نہ چلہ چھوڑ سکتا تھا اور نہ ہی کر سکتا تھا میرا دھیان اس کی طرف ہی تھا جو آہستہ آہستہ چلتی جا رہی تھی یوں جیسے کوئی اپنا سب کچھ لٹا جا رہا ہو۔ کافی دور جانے کے بعد وہ مجھے دھواں بنتی ہوئی دکھائی دی اس کے بعد وہ پھر مجھے نظر نہ آئی میں نے اس رات کا چلہ کر لیا۔ میری پریشانی بڑھتی جا رہی تھی وہ مجھے دکھائی نہ دے رہی تھی اور ہزاروں خیالات میرے دماغ میں گھوم رہے تھے۔

آج پھر میں اس کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن وہ آج پھر نہ آئی تھی۔ اس کا ہیولہ تک مجھے دکھائی نہ دیا تھا اف خدایا وہ کہاں چلی گئی ہے وہ سمجھتی کیوں نہیں ہے۔ کہ میں اس کو مارنے کے لیے چلہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس دیو کے لیے کر رہا ہوں جو اس کو یہاں گاؤں بھیجتا ہے جو اس سے قتل کرواتا ہے۔ وہ کچھ بھی تو نہیں سمجھ رہی ہے۔ ایک دن دو دن تین دن آج پورے دس دن ہو گئے تھے وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دے رہی تھی میری آنکھیں اس کے انتظار میں لگی ہوئی تھی اس کو تلاش کرتی پھر رہی تھیں میرا چلہ کی طرف کم دھیان تھا لیکن اس کی تلاش کی طرف زیادہ تھا۔ لیکن وہ تھی کہ وہ نجانے کہاں غائب ہو گئی تھی کہیں اس کالے دیو نے اس کو مار تو نہیں دیا ہے دماغ میں گونجنے والی اس سوچ نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ نہیں نہیں اسے کچھ بھی نہیں ہو گا اگر کسی نے اس کو کچھ کہہ دیا تو میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا میں اس کی جان لے لوں گا میں یہی سوچ رہا تھا کہ وہ مجھے قبرستان میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی اجڑا ہوا چہرہ بکھرے ہوئے بال چہرے پر چھائی ہوئی زردی۔ اور سفید لباس میں ملبوس اسے دیکھتے ہی میری نظریں اس پر رک گئیں۔ جی چاہا کہ چلہ چھوڑ کر اس سے پوچھوں کہ وہ کہاں غائب ہو گئی تھی وہ مجھے دکھائی کیوں نہیں دی تھی لیکن میں اس سے کچھ بھی نہ پوچھ سکتا تھا۔ صرف اسے دیکھ سکتا تھا وہ چلتی ہوئی میرے سامنے ہی ایک درخت کے تنے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی اور مجھے گہری نظروں سے دیکھنے لگی اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں

www.iqbaltech.com

اور آنکھوں کو میں نے غور سے دیکھا تو کانپ سا لیا یوں لگا جیسے وہ بہت زیادہ روتی رہی ہے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر میں اپنا چلہ بھول گیا اور اسے ہی دیکھے جانے لگا۔ کافی دیر تک وہ دور کھڑی رہی پھر وہ دھیرے دھیرے سے میری طرف آنے لگی۔ اور میرے حصار کے بالکل قریب کھڑی ہوگئی اور ایک گہری نظر مجھ پر ڈالی۔

تم یہ چلہ مجھے ختم کرنے کے لیے کر رہے ہو ناں تو میں تمہارے حصار میں قدم رکھتی ہوں پھر دیکھنا میں خود ہی جل کر مر جاؤں گی پھر شاید تم کو دلی سکون مل جائے گا اور تمہاری دلی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ اتنا کہہ کر وہ حصار کے اندر داخل ہونے لگی تو میں چیخ ہی پڑا۔

نہیں نہیں تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گی۔ میری اس بات پر وہ چونک سی گئی اور گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی اس کو میری فکر ہونے لگی۔

سانول یہ تم نے کیا کر دیا ہے تم بول کیوں پڑے ہو مجھے لگتا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا تم نے بہت غلط کر دیا ہے چلہ کرتے ہوئے ایسا تو نہیں کرتے ناں لیکن خیر کوئی بات نہیں میں سب کو دیکھ لوں گی تم اپنے بنائے ہوئے حصار سے باہر نہ نکلنا اور اپنا چلہ پھر سے شروع کر دو۔ اس کی بات سن کر میں نے جلدی سے اپنا چلہ پھر سے شروع کر دیا اور تیزی سے چلہ پڑھتا چلا گیا۔ اس نے مرجھائے ہوئے جسم میں نجانے کیسے جان پڑ گئی تھی وہ میرے اردگرد تیزی سے چکر لگانے لگی اس کا دھیان میری طرف کم تھا ادھر ادھر زیادہ تھا وہ ہر طرف کو دیکھتی جا رہی تھی اس کو شاید پتہ تھا کہ میں بول کر اپنے چلے کو کمزور کر لیا ہے۔ میں چلے میں مصروف رہا اور وہ میرے اردگرد ایک سایہ کی طرح لہراتی رہی اس کے اندر ایک بے چینی سی تھی اس کی نظریں ادھر ادھر گھوم رہی تھیں اور پھر وہ کچھ ہوا جس کا شاید اس کو ڈر تھا۔ مجھے کالا دیو قبرستان میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر تھا یہ خنجر عام خنجروں سے بہت ہی ہٹ کر تھا بہت ہی بڑا اور عجیب سے شکل کا تھا وہ اس کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے میری ہی طرف آنے لگا۔

تم یہاں کیا کر رہی۔ وہ آتے ہی ڈراؤنی آواز میں سیما سے بولا۔

میں۔۔۔ میں وہ بوکھلا سی گئی میں اس نوجوان کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ اس نے چلہ شروع کر کے ہمیں قید کرنے کا پروگرام بنا لیا ہے۔ شاید سیما نے یہ جھوٹ بولا تھا یا سچ لیکن مجھے اس لمحے بہت ہی خوف آیا کہ اس نے ایسا کیوں کہہ دیا۔

تم جاؤ میں اس کو دیکھ لوں گا۔ یہ زندہ رہے گا تو چلہ کرے گا میں اس کو تر ساتر سا کر ماروں گا میں کافی دنوں سے اس کو دیکھ رہا تھا اور شاید یہ ہی نوجوان دیرانے میں بھی گیا تھا اور میں نے اس کو کنویں میں پھینکا تھا یہ وہاں سے کیسے نکل گیا میں ابھی تک یہی سوچ رہا ہوں۔

ہاں کالے دیو مجھے خود بھی یوں لگتا ہے کہ جیسے اس کے پاس بہت سی طاقتیں موجود ہیں میں یہاں روزانہ آتی ہوں اس کو مارنا چاہتی ہوں لیکن یہ مجھ سے بچ نکلتا ہے یہ مجھے کہہ رہا تھا کہ یہ کالے دیو کو سب سے پہلے مارے گا اگر کالے دیو نے اس کے کسی بھی کام میں رکاوٹ ڈالی تو۔ اس نے آپ کو دیکھا ہوا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میں یہاں سے جتنے بھی انسانوں کو اٹھا کر لے جاتی ہوں وہ سب کچھ تمہارے کہنے پر لے کر جاتی ہوں اور یہ خاموش رہتا ہے اس کو ابھی کچھ بھی کہنے کا حکم نہیں ملا ہے اور یہ حکم کا انتظار کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کو کس بھی وقت حکم مل جائے پھر۔۔۔ پھر دیو تم بھی میں بھی اور وہ بوڑھا جادوگر بھی زندہ نہ بچ پائیں گے وہ مسلسل بولتی جا رہی تھی اور میں جان گیا تھا کہ وہ دیو

کو مجھ سے ڈر لگ رہی ہے اسے خوفزدہ کر رہی ہے اور میں خوش ہو رہا تھا کالا دیو کچھ ڈر سا گیا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ واقعی میرے پاس بہت سی طاقتیں ہیں بولا۔

نہیں نہیں یہ ہمیں نہیں مار سکتا ہے کبھی بھی نہیں مار سکتا ہے اس کا چلہ میں مکمل نہیں ہونے دوں گا میں اس کا خاتمہ کر دوں گا اتنا کہہ کر وہ میری طرف بڑھنے لگا میں نے دیکھا کہ سیما اس کو آگے بڑھتا ہوا دیکھ کر کانپ گئی تھی شاید وہ جانتی تھی کہ دیو کچھ بھی کر سکتا ہے اس نے یکدم ایک پھونک ماری اور میرے سامنے لگے ہوئے درخت کے تنے کو آگ لگ گئی آگ اس وقت لگی جب کالا دیو اس درخت کے پاس سے گزرنے والا تھا۔ یہ سب دیکھتے ہی وہ کانپ سا گیا۔

کالے دیو بھاگ جاؤ یہ ہم کو مار دے گا۔ سیما تقریباً چیخ پڑی تھی اس نے کالے دیو کو خوفزدہ کر دیا تھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تھی وہ کالا دیو یہ سب دیکھ کر واقعی غائب ہو گیا تو سیما نے ایک گہری سانس لی میں نے یقین کر لیا کہ سیما کو واقعی مجھ سے سچا پیار ہے وہ جو کچھ کر رہی ہی وہ صرف اور صرف میرے لیے کر رہی ہے آج مجھے بھی اس سے پیار ہونے لگا تھا انتظار تو مجھے پہلے ہی اس کا رہتا تھا اور آج میرا انتظار پیار میں بدل گیا تھا میں نے فیصلہ کر لیا کہ حصار سے باہر نکلتے ہی اس کے پیار کا جواب پیار سے دوں گا۔ اور وہ کچھ کہہ دوں گا جو وہ کئی سالوں سے میرے منہ سے سننا چاہتی تھی میری نظریں اس پر لگی ہوئی تھی وہ پرسکون ہو چکی تھی اس کو یقین ہو گیا تھا کہ اب یہاں کوئی بھی نہیں آئے گا جس کا اس کو خطرہ تھا وہ چلا گیا تھا میں چلہ کرتا رہا اور وہ مجھے دیکھتی رہی پھر چلتی ہوئی میرے قریب آئی اور بولی۔

سانول میں تمہارے لیے کھانا رکھے جا رہی ہوں چلے سے فارغ ہونے کے بعد کھا لینا یہ کھانا دوسرے کھانوں سے ہٹ کر ہوگا اس میں کچھ طاقتیں ہوں گی میں جانے لگی ہوں تاکہ میں کالے دیو کی باتیں سن سکوں اتنا کہہ کر اس نے ہاتھ پھیلائے تو خوشبودار کھانا میرے سامنے حصار سے باہر پڑا ہوا تھا جس کی خوشبو تقریباً پورے قبرستان میں پھیلنے لگی تھی پھر وہ غائب ہو گئی اس کے جانے کے بعد میں کام میں مگن رہا اور پھر میں نے چلہ کر لیا اور فوراً سے پہلے میں حصار سے باہر نکل آیا اور پھر کھانے پر ٹوٹ ہی پڑا۔ کھانے نہ صرف لذیذ تھا بلکہ طاقت والا بھی میں محسوس کرنے لگا کہ میرے اندر کوئی غائبی طاقت بھری جانے لگی تھی آج مجھے بہت ہی سکون ملا تھا یہ سکون سیما دیوی کی وجہ سے ملا تھا اس کے پیار کے لیے ملا تھا مجھے اب اس کے آنے کا انتظار تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ میرے پاس آئے اور میں اس کو وہ سب کچھ کہہ دوں جو میرے دل میں ہے وہ تو نہ آئی۔

سانول۔ بہت برا ہوا ہے آج گاؤں میں ایک نہیں دو نہیں تین نہیں بلکہ پوری سات لڑکیاں غائب ہو گئی ہیں۔

کیا کیا۔ لڑکیاں میں چونکا۔

ہاں۔ لڑکیاں وہ بھی سب جوان۔ وہ مجھے ان سب کے والدین کے نام بتانے لگے جن میں ایک لڑکی نشا بھی تھی جو میرے دوست عاصم کی بہن تھی جو بہت ہی خوبصورت تھی پہلے عاصم غائب ہو گیا تھا اور اب اس کی بہن مجھے شدید دکھ ہوا۔

وہ غائب کس نے کی۔ میں نے سوال کیا۔

اس حسن پری نے۔

کیا۔ میں چونکا۔

ہاں۔ ہم نے اس کو خود دیکھا تھا اس نے ان کو زندہ نہیں اٹھایا تھا بلکہ اس کی گردنیں کاٹی تھیں۔ ان

www.luatechcom

کو خون میں یہاں ہی رنگ دیا تھا تا کہ گاؤں والوں کو معلوم ہو سکے کہ وہ مر چکی ہیں۔

یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ایسا وہ نہیں کر سکتی ہے اس نے تو وعدہ کیا تھا کہ وہ میرا ساتھ دے گی اور اب میں ان کی باتیں سن کر پریشان ہو گیا تھا۔

ہاں اس نے ہی ایسا کیا ہے تمہارا چلہ کب ختم ہو گا کب تم اس سے ہمیں چھٹکارہ دلاؤ گے ان میں ایک نوجوان نے کہا۔

بس کچھ دنوں کی بات ہے کچھ دن اور برداشت کر لو پھر دیکھنا جو جو تم چاہو گے ویسا ہی کروں گا وہ حسن پری تو کیا پوری جنات کی بستی کو آگ لگا دوں گا۔

میری بات سن کر وہ بولے پتہ نہیں ہمارے گاؤں کو کس کی نظر لگ گئی ہے اس حسن پری میں ایسی کون سی طاقت ہے جو کسی سے بھی نہیں مرتی ہے جو بھی اس کا مقابلہ کرتا ہے ہار جاتا ہے۔ اور ہمیں نہیں لگتا ہے کہ تم بھی کامیاب ہو سکو گے۔ ان کی بات سن کر میں نے کہا۔

انشاء اللہ تعالیٰ میں کامیاب ہوں گا تم دیکھتے جانا۔ بس کچھ دنوں بعد میرا چلہ ختم ہو جائے گا۔ اور پھر میں سب کو دیکھ لوں گا۔ میری باتیں سن کر وہ مایوس ہو کر واپس گاؤں چلے گئے اور میں اس پری کے بارے میں سوچنے لگا کہ اس نے ایسا کیوں کیا کیوں گاؤں کی لڑکیوں کا قتل عام کیا ہے کیوں ان کی زندگیوں کا خاتمہ کیا ہے عجیب سی صورت حال میں میں مبتلا ہو گیا تھا مجھے اب صرف سیما کا انتظار تھا لیکن وہ آج سارا دن نظر نہ آئی میں گاؤں گیا تو وہاں ہر طرف رونا دھونا تھا ہر طرف چیخ و پکار سن کر میرا دل کٹ سا گیا جی چاہا کہ میرے پاس ابھی کوئی طاقت آ جائے تو میں سب جن بھوتوں کو ختم کر دوں لیکن یہ میری سوچ تھی اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا طاقتیں حاصل کرنے کے لیے ابھی کم از کم دس دن باقی تھے آج کا دن میں نے گاؤں ہی گزارا اور رات گئے واپس قبرستان آیا جب میرے چلے کا وقت ہونے والا تھا۔

قبرستان میں داخل ہوتے ہی مجھے وہ ایک جگہ دکھائی دی۔ وہ ایک طرف کھڑی تھی اور گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی اس کے چہرے کی رنگت بھی بدلی ہوئی تھی اس کے لبوں پر خون لگا ہوا تھا اس کے لبوں پر خون دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ گاؤں والے غلط نہیں کہہ رہے تھے یہ خبیث چڑیل ہی ہمارے گاؤں کی سب سے بڑی دشمن بنی ہوئی ہے یہ میرے ساتھ پیار کا کوئی کھیل رچی ہے یہ چاہتی ہے کہ میں کسی طرح اس کے پیار کے جال میں پھنس جاؤں اور پھر وہ میرا اسی طرح حال کرے جس طرح اس نے دوسرے لڑکوں کا کیا تھا بس اسے قبرستان میں دیکھتے ہی میری آنکھیں آگ اگلنے لگیں میں دوسرے راستے سے ہوتا ہوا اس کے پیچھے پہنچ گیا اور میں نے جاتے ہی اس کو بالوں سے پکڑ لیا اور بری طرح جھنجھوڑنے لگا وہ میرے ہاتھوں میں تڑپنے لگی۔

چھوڑ دو مجھے سانول خدا کے لیے چھوڑ دو مجھے تمہیں چھوڑ دوں واہ کیا بات کی تم نے آج ہی تم میرے قابو آئی ہو اور میں تم کو چھوڑ دوں دیکھنا میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں اتنا کہہ کر میں نے اس کے نیچے گرا دیا اور پھر اس کے چہرے پر گھونسوں اور مکوں کی بارش شروع کر دی وہ مسلسل چیخ رہی تھی اپنی محبت اور چاہت کے واسطے دے رہی تھی لیکن مجھ پر اس لمحے خون سوار تھا میں چاہتا تھا کہ میں اس کو جان سے مار دوں چاند کی روشنی نہ تھی آسمان پر گہرے کالے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور چاند ان سیاہ بادلوں میں چھپا ہوا تھا ہر طرف اندھیرا تھا اتنا جانتا تھا کہ وہ میرے قابو میں ہے اور میں اس کو مارتا جا رہا ہوں اور جہاں جہاں ضرب لگتی تھی میں

لگاتا جا رہا تھا۔ اور جونہی بادلوں کی اوڑھ سے چاند باہر نکلا تو میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو میں کانپ سا گیا اس کا چہرہ بری طرح لہولہان ہو رہا تھا۔ میں نے اس کے بالوں کو چھوڑ دیا۔ میرے چھوڑتے ہی وہ غائب ہو گئی اور پھر وہ کئی دنوں تک میرے سامنے نہ آئی۔ نجانے کیوں مجھے خود پر غصہ آنے لگا کہ میں نے اس کے ساتھ ٹھیک نہیں کیا ہے اس کو اس قدر برے طریقے سے مارا تھا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئی تھی اگر وہ چاہتی تو مجھے مار سکتی تھی میری جان بھی لے سکتی تھی لیکن اس نے ایسا کچھ بھی نہ کیا تھا۔ آج مجھے وہ کئی دنوں بعد دکھائی دی تھی اس کے چہرے پر لہو جما ہوا تھا۔ سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھی اور چہرہ ایسے ہو رہا تھا کہ جیسے اس کو جگہ جگہ سے جلایا گیا ہو۔ میں ابھی چلے میں داخل نہ ہوا تھا اس کی یہ حالت دیکھ کر میں اس کی طرف ہو گیا اور جاتے ہی پوچھا۔

یہ تم کو کیا ہوا ہے۔

جادوگر نے مجھے آج بہت اذیت دی ہے ایسی اذیت جو اس سے قبل مجھے نہ دی تھی دیکھو میرا چہرہ بگاڑ دیا ہے وہ رودی اور اس کی سسکاریاں گونجنے لگیں۔ اف خدایا میں کانپ سا گیا۔

لیکن اس نے ایسا کیوں کیا۔

وہ تمہارا قتل کروانا چاہتا ہے میرے ہاتھوں۔

وہ روتے ہوئے بولی اور تم جانتے ہو کہ میں ایسا کبھی نہیں کرنا چاہتی خود مرنا منظور ہے لیکن تمہارا قتل یہ تو میں نے خواب بھی نہیں سوچا تھا میں جانتی ہوں کہ تم میرے دشمن ہو تم یہ چلہ مجھے مارنے کے لیے کر رہے ہو کیونکہ تم اس کے علاوہ مجھے مار نہیں سکتے ہو اس دن تم نے پوری کوشش کر لی تھی مجھے مارنے کی لیکن مار نہ سکے میرا گلا بھی زور سے دبائے رکھا تھا اور نجانے کس کس سے مجھے مارتے رہے تھے لیکن میں نہ مری اور میں بھی جانتی ہوں کہ میں چلہ سے ہی مروں گی ان طاقتوں سے مروں گی جو تمہیں ملنے والی ہیں لیکن تمہارے ہاتھوں مرنے سے مجھے دکھ نہ ہو گا میں تو چاہتی ہوں کہ مروں تو تمہارے ہاتھوں ورنہ کبھی بھی نہ مروں اور سانول سنو تم ہمت نہ ہارنا اپنے چلے کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنا کبھی بھی ان جن بھوتوں کے ڈر سے چلے کو ختم نہ کرنا میں جانتی ہوں کہ وہ تمہیں کسی طرح بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے میں نے ان کی سب باتیں سن کر آ رہی ہوں جو جو وہ کرنا چاہتے ہیں وہ سب کچھ میں جان چکی ہوں مجھے اپنی زندگی کی فکر نہیں ہے وہ مجھے مارتے ہیں تو ماردیں لیکن تم کو کچھ کہیں یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ اور جہاں تک میرا تعلق ہے تم کو مارنے کا یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے میں اپنے ہی محبوب کو اپنے ہاتھوں سے کیسے مار سکتی ہوں میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی ہوں یہ دیکھو میری حالت انہوں نے مجھ کو باتیں سنتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور پھر میرا ایسا حال کر دیا کہ میں بتا نہیں سکتی ہوں۔

اس کی باتیں سن کر میں ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گیا میں اس کو کیا سمجھ رہا ہوں اور وہ میرے لیے کیا کچھ کر رہی ہے کہیں یہ بھی اس کی کوئی چال تو نہیں ہے۔ یکدم میرا دماغ خراب ہو گیا۔ ہاں اس کی یہ چال ہے کیونکہ میں نے دوستوں سے سنا ہے کہ وہ جس کو مارنا چاہتی ہے پہلے اس کو اپنے جال میں پھنساتی ہے اس کے بعد اس کو اٹھا کر لے جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اب میں اس کے ہاتھوں میں نہ آیا ہوں اس کے پیار میں نہ پھنسا ہوں اور یہ رنگ رنگ کے حربے استعمال کر رہی ہو۔ لیکن نہیں اگر اس نے مجھے مارنا ہوتا تو اس کے لیے کوئی بھی مشکل کام نہیں ہے وہ مجھے اس کنویں سے نہ نکالتی جہاں میں پڑا ہوا تھا اور نہ ہی میرا چلہ مکمل کرنے میں میری مدد کرتی وہ ضرور مجھ سے سچی محبت کرتی ہے اس کے

www.lurtech.com

دل میں میرے لیے سچی چاہت ہے اور میں اس کو غلط سمجھ کر اس کو ہاتھ سے نہیں نکالنا چاہتا۔ میں نے یہ سوچنے کے بعد اس سے کہا۔

سیما میری جان۔ میرے یہ لفظ سن کر وہ چونکتے ہوئے مجھے دیکھنے لگی اس کی آنکھوں میں سرخی بھرنے لگی۔

کیا کہا۔ پھر سے کہنا۔

کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا ہے۔

نہیں سانول نہیں تم نے کچھ بھی غلط نہیں کہا ہے بس جو تم نے کہا ہے ایک بار پھر کہہ دو اس لفظ کو سننے کے لیے نجانے مجھے کتنے سال انتظار کرنا پڑا ہے تم نے نہیں جانتے ہو کہ تمہارے اس ایک لفظ نے میرے زخمی جسم میں کتنی جان ڈال دی ہے تم نہیں جانتے میں کتنی خوش ہوئی ہوں کیا واقعی تم نے مجھے جان کہا ہے کہیں جھوٹ تو نہیں بولا ہے۔ کہیں میرا دل توڑنہیں رکھ رہے ہو بس سچے دل کہہ دو کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو۔

ہاں سیما میں تم سے پیار کرتا ہوں۔ بہت پیار کرتا ہوں۔ تم میری جان ہو۔ میری چاہت ہو بہت یاد کرتا ہوں میں تم کو بہت پیار کرتا ہوں میں تم سے لیکن دیکھو تم بھی ناں کیوں قتل کرتی ہو اس رات پورے گاؤں میں سات لڑکیوں کو تم نے قتل کر دیا تھا ان کے سروں کو کاٹ دیا تھا۔

نہیں سانول نہیں میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے میں تو کئی دنوں سے اس گاؤں میں آئی ہی نہیں تھی اس نے مجھے قید کر دیا تھا مجھے ایسی سزائیں دے رہا تھا کہ میں اندر سے ٹوٹ گئی تھی۔

کیا کیا۔ اس کی بات سن کر میں حیران سا ہو گیا۔ پھر پھر یہ سب کس نے کیا ہے لوگ تو کہہ رہے تھے کہ انہوں نے تمہیں دیکھا ہے تم ہی نے ان لڑکیوں کی گردنیں کاٹی ہیں تم نے ہی ان سب کو مارا ہے۔

نہیں جان نہیں میں نے کہا ہے ناں کہ میں ۔دیکھو میری حالت میں تو خود اپنی زندگی سے ۔۔لیکن یہ جو بھی ہوا ضرور کوئی چال ہے اس جادوگر کی اس نے کسی اور کو میرے روپ میں یہاں بھیجا ہوگا کیونکہ میں نے پہلے دن ہی اس سے کہہ دیا تھا کہ میں کسی بھی لڑکی کا خون نہیں کروں گی ہاں تمہارے چلے کے لیے میں لڑکوں کو مار سکتی ہوں لیکن لڑکیوں کو نہیں۔۔

اس کی باتیں سن کر میں شش و پنج میں پڑ گیا کیا واقعی سیما کے روپ میں کوئی اور چڑیل آئی تھی کہیں یہ مجھے پاگل تو نہیں بنا رہی ہے کہیں یہ کوئی چال تو نہیں چل رہی ہے۔

سیما تم یہ کیا کہہ رہی ہو میں نے نہیں کئی گاؤں والوں نے تم کو دیکھا تھا ان کا کہنا تھا وہی ہے جو یہاں سے نوجوانوں کو اپنے پیار کے جال میں پھنسا کر اٹھا کر لے جاتی ہے اس نے ہی ان سب لڑکیوں کو مارا ہے ہم نے اس کو خود ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

سانول میری بات کا یقین کرو میں یہاں نہیں آئی تھی میں نے بتایا کہ انہوں نے مجھے قید کر رکھا تھا کیونکہ ان کو پتہ چل گیا تھا کہ میں تمہارا ساتھ دے رہی ہوں تمہارے چلے کو مکمل کرنا چاہتی ہوں اور وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتے ہیں وہ میرے بارے میں ایسے کام کسی چڑیل سے کروا کر تمہارے دل میں میرے لیے نفرت بھرنا چاہتے ہیں۔

دیکھو سیما کون سچا ہے کون جھوٹا ہے اس بات کا فیصلہ بھی جلد ہو جائیگا اگر میں چلہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر دیکھ لوں کہ گاؤں میں یہ سب کرنے والا کون ہے اگر تم ہوئی تو پھر یاد رکھنا کہ تم بھی میرے ہاتھوں سے بچ نہ سکو گی مجھے اپنے پیار کی غرض نہیں ہے مجھے گاؤں والوں کی زندگیاں پیاری ہیں ان کا ساتھ عزیز ہے۔

ہاں سانول تم نے ٹھیک کہا ہے اگر میں ہوئی تو پھر مجھے بھی زندہ نہ چھوڑنا بے شک مجھے بھی مار دینا لیکن یقین کرو میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے اور نہ ہی اب کبھی کروں گی جو کچھ ہوا سو ہوا اب مجھے ایسا کرنے کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے وہ لوگ چاہے مجھے جان سے مار دیں میں اب کبھی بھی گاؤں میں یا کسی بھی شہر میں انسانی قتل نہیں کروں گی مجھے تمہاری قسم۔

اس کی یہ بات سن کر مجھے لگنے لگا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے اگر جھوٹ بولتی تو اس کے چہرے پر پھیکا پن ضرور دکھائی دیتا میری دھمکی سے وہ کانپ ضرور جاتی لیکن ایسا کچھ بھی نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کے روپ میں کوئی چڑیل ہے جواب یہ سب کام کر رہی ہے۔ میں ابھی ایسی ہی سوچیں سوچ رہا تھا کہ وہ بولی۔

سانول بہت برا ہونے والا ہے مجھے یوں لگ رہا ہے کہ وہ اب اٹھ کھڑے ہوئے ہیں انہوں نے جان لیا ہے کہ تم کسی بھی طرح اپنے چلے سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہو تو انہوں نے ایسا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے لیکن اب ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا اب میں لڑوں گی ہاں جان میں تمہارے لیے لڑوں گی چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے تم حصار کھینچ کر اپنا چلہ شروع کرو تمہارے چلے کا ٹائم ہونے والا ہے۔

ہاں سیما جان میں بھی تم سے یہی کہنے لگا تھا اتنا کہہ کر میں نے اپنا حصار تیار کیا اور اپنا چلہ شروع کر دیا۔ وہ میرے اردگرد چکر کاٹنے لگی۔ ابھی مجھے وظیفہ شروع کیے ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ ہر طرف سے مجھے گرجتے ہوئے بادلوں کی گونج سنائی دی چمکتی ہوئی آسمانی بجلی دکھائی دی میں یہ سب دیکھ کر یکدم ہی پریشان ہو گیا کیونکہ ابھی ابھی تو آسمان پر چاند چمک رہا تھا اور اب ایسا موسم ہو گیا تھا کہ اف میں بتا نہیں سکتا۔

سانول ڈرنا نہیں ہے۔ مجھے اس کی آواز سنائی دی وہ حملہ کرنے والے ہیں۔ وہ ایک طوفان کی شکل میں یہاں آنے والے ہیں نجانے وہ کیا کچھ کریں لیکن تم نے اپنے حصار سے باہر نہیں آنا چاہے وہ جو بھی کر لیں تم نے اپنے وظیفہ کی طرف دھیان دینا ہے۔ وہ چیختے ہوئے بول رہی تھی اور تیز طوفانی ہواؤں میں اس کی آواز مجھ تک ایسے پہنچ رہی تھی جیسے وہ قریب سے مجھے سمجھا رہی ہو میں یہ سب منظر دیکھ رہا تھا لیکن میرے اندر خوف نہ تھا کیونکہ وہ میرے سامنے تھی مجھے اس پر یقین تھا کہ وہ میری حفاظت کرے گی۔ اور پھر ایسا ہی ہونے لگا میں نے دیکھا کہ کئی ہیبت ناک شکلوں والے مجھے قبرستان میں دکھائی دیئے ان کی شکلیں میں نے پہلی مرتبہ دیکھی تھیں ان کو دیکھتے ہی میں کانپ سا گیا۔ لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ سیما نے ان سے مقابلہ شروع کر دیا تھا اور ہر ایک کو آگ لگاتی جا رہی تھی مجھے کچھ حوصلہ ہوا میں اس کو دیکھنے لگا جو میری حفاظت کے لیے ان سے لڑ رہی تھی اور اونچے اونچے قدوں والے بھوت اس پر حملہ کر رہے تھے وہ بھی ان کے حملوں کا جواب دے رہی تھی اور خود زخمی ہونے کے باوجود بھی ان کے سامنے ایسے ڈٹی ہوئی تھی جیسے وہ ان کو مار کر ہی سانس لے گی اور پھر ایسا ہی ہونے لگا وہ سب اس کے سامنے یوں مات کھاتے جانے لگے جیسے وہ اس کے سامنے کچھ بھی نہ ہوں یہ سب دیکھ کر مجھے بہت سا سکون مل گیا تھا لیکن ساتھ ہی دکھ بھی ہو رہا تھا کہ وہ خون سے تر تھی وہ پہلے بھی زخمی تھی اور اب ان سے مقابلہ کرنے کے بعد اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ وہ گر ہی پڑی ان سب کو تو اس نے ختم کر دیا۔ لیکن اپنا بھی برا حال ہو گیا تھا جی چاہا کہ میں چلہ توڑ کر اس کی مدد کروں اس کی مرہم پٹی کروں لیکن ایسا نہ کر سکتا تھا ایسا کرنا میرے لیے

نقصان دہ تھا۔ وہ میرے سامنے ہی زمین پر لیٹی ہوئی تھی اور اپنے زخموں کو دیکھ رہی تھی مجھے اس پر بہت ترس آرہا تھا میں نے بھی تو اس کے ساتھ اچھا نہ کیا تھا لوگوں کی باتوں میں آکر آتے ہی اس کو بالوں سے پکڑ لیا تھا اور اس قدر زور سے کھینچا تھا کہ وہ چیخ ہی پڑی تھی۔ میں نے دیکھا کہ جو موسم یکدم خراب ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہونے لگا تیز ہواؤں کا زور ٹوٹنے لگا اور آسمان پر تیرتے بادل ختم ہونے لگے تھے پھر سے وہی روشن چاند آسمان پر چمکتا ہوا دیکھائی دینے لگا چاند کی روشنی میں وہ مجھے واضح دکھائی دینے لگی میں نے اپنی نظریں اس پر جمادیں وہ بری طرح زخمی تھی اور مجھے ہی دیکھ رہی تھی میں نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ پیار دیکھا تھا۔ بہت زیادہ چاہت دیکھی تھی۔ وہ اٹھی اور دھیرے دھیرے چلتی ہوئی میرے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔

سانول۔ بہت سخت وار کیا تھا ان لوگوں نے اگر میں یہاں نہ ہوتی تو یقیناً بہت ہی برا ہوجاتا ہوسکتا تھا کہ تیز آندھی کا تم مقابلہ نہ کرسکتے اور وہ سب ہوجاتا جو میں نہیں چاہتی تھی مجھے اب ہر لمحہ تمہاری حفاظت کرنا ہوگی کیونکہ وہ اب پوری طرح تمہارے پیچھے پڑ چکے ہیں لیکن پلیز تم نے جو بھی ہوجائے چاہے میں مر ہی کیوں نہ جاؤں وہ مجھے آگ میں ہی کیوں نہ جلادیں تم نے حصار سے باہر نہیں نکلنا تم نے وہ مقصد حاصل کرنا ہے جس کے لیے تم راتوں کے یہاں اکیلے آتے ہو میں اب چلتی ہوں اب کوئی بھی خطرہ نہیں ہے۔ اتنا کہہ کر وہ چند قدم چلی اور پھر غائب ہوگئی۔

آج میرے چلے کی آخری رات تھی باقی کے تمام راتیں اس نے میری خوب حفاظت کی تھی وہ کچھ کر دکھایا تھا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا اس نے نہ صرف جنات سے لڑنے کے بعد ان کو ختم کیا تھا بلکہ کالے دیو سے بھی دشمنی لے لی تھی کل ہی کی بات تھی کہ کالا آگیا تھا اس نے آتے ہی اسے دھمکی دی تھی کہ تمہاری وجہ سے یہ لڑکا دن بدن چلہ میں کامیاب ہوتا جارہا ہے ہم نے تم پر چھوڑ رکھا تھا کہ تم اس کو ختم کردو گی لیکن یوں لگتا ہے کہ تم بھی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو تم بھی چاہتی ہو کہ یہ کامیاب ہوجائے۔

ہاں میں ایسا ہی چاہتی ہوں مجھے سیما کی گونجتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

کیا۔ وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

ہاں۔ اس نے اپنے لفظوں کو دہرایا تم نے یہی کہا ناں کہ میں اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوں اور میں نے کہہ دیا ہے کہ ہاں میں اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوں اور تم اب اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ہو اس کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہو اور اگر تم نے ایسا کرنے کی کوشش بھی تو میں تمہارے راہ میں رکاوٹ بن جاؤں گی اس کی بات سن کر کالا دیو خونخوار نظروں سے اسے گھورنے لگا اور چیختے ہوئے بولا۔ تمہاری یہ ہمت کہ تم میرے سامنے زبان چلاؤ تم جانتی ہو کہ میں وہ سب کچھ کرسکتا ہوں جو تم نے سوچا بھی نہ ہو۔

ہاں میں جانتی ہوں بہت کچھ جانتی ہوں لیکن تم بھی آج یہ بات جان لو کہ تم اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے میں تمہاری سب سے بڑی دشمن بن کر تمہارے سامنے آؤں گی۔

پھر میں نے دیکھا کہ ان دونوں کے درمیان بہت ہی خونی جنگ شروع ہوگئی تھی وہ طاقت میں زیادہ تھا اس نے کئی قاتلانہ وار اس پر کیے جن کو وہ بمشکل برداشت کرتی رہی وہ خود بھی لہولہان ہوگئی تھی اور اس کو بھی نڈھال کردیا تھا وہ چیختا ہوا چلا گیا تھا جبکہ وہ ایک طرف گری ہوئی سانسیں لے

رہی تھی مجھے چند لمحوں کو تو یوں لگا کہ وہ مرگئی ہے لیکن جب میں نے اس کے ہلتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا تو کچھ سکون ہوا تھا۔ میری نظریں اسی پر جمی ہوئی تھی کیونکہ اس کے ہاتھ ایک بار پھر ساکت ہوگئے تھے وہ نہ ہل رہی تھی اور نہ ہی سانسوں کی آوازیں مجھے سنائی دے رہی تھی ابھی چلہ ختم ہونے میں بھی کافی ٹائم پڑا ہوا تھا۔ اور میری عجیب سی حالت ہورہی تھی چلہ کرنے کو جی نہ چاہ رہا تھا ایک ہی خیال بار بار آرہا تھا کہ میں جلدی سے جاکر اس کو دیکھوں اور معلوم کروں کہ وہ زندہ بھی ہے کہ یا نہیں۔ لیکن چلہ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ وہ ابھی تک ساکت تھی اس نے ہلنا چھوڑ دیا تھا میرے دل کو کچھ ہونے لگا وہ چاہے چڑیل تھی چاہے خونی تھی میں اس سے محبت کرنے لگا تھا اس سے پیار کرنے لگا تھا۔

میرا چلہ ختم ہوگیا تو میں تیزی سے اس کی طرف بھاگا اور جاکر اس کو دیکھا تو اس کے جسم میں جان نہ تھی وہ اکڑی ہوئی تھی آنکھیں کھلی ہوئی تھی اور وہ سفید تھیں ان میں نور نہ تھا چہرے پر بڑے بڑے کٹ لگے ہوئے تھے چڑا اترا ہوا تھا۔ میں نے اس کو جھنجھوڑ ہی ڈالا۔

سیما۔ سیما اٹھو دیکھو میں ہوں ہاں میں ہوں۔ میری آنکھیں بہنے لگیں میرا دماغ گھومنے لگا کچھ بھی سمجھ نہ آرہا تھا کہ میں کیا کروں بس ایک ہی خیال آرہا تھا کہ وہ کالا دیو میرے سامنے ہو تو میں اس کو ابھی سے ختم کردوں ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ دور سے مجھے کالا دیو قبرستان میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا اس کو دیکھتے ہی میں کانپ سا گیا میری سانسیں رکنے لگیں وہ بہت ہی غصہ میں تھا اس کے چلنے کا انداز بھی ہی خوفناک تھا میں تیزی سے حصار میں چلا گیا وہ اپنے انداز میں چلتا ہوا آرہا تھا اور کنپری کے پاس آکر رک گیا پاؤں کی ایک تیز ٹھوکر اس نے پری کو ماری تو وہ بری طرح کانپ گئی۔ اس کو ہلتا ہوا دیکھ کر مجھے کچھ سکون سا ملا میں سمجھ گیا کہ وہ مری نہیں ہے بلکہ زندہ ہے اور پھر ایک نیا منظر میرے سامنے تھا شاید وہ جانتی تھی کہ وہ کالا دیو ضرور آئے گا اور شاید مرنے کا اس نے ڈرامہ کیا تھا وہ اس قدر تیزی سے اٹھی کہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا اس نے اس قدر تیزی سے اس پر حملہ کیا کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ وہ بار بار اس پر حملے کرتی جارہی تھی۔

مار ڈالو اس کو۔ ہاں مار ڈالو اس کو میں حصار میں بیٹھا ہوا چیخ رہا تھا میری آواز میں عجیب سی وحشت تھی یوں جیسے میں اس وقت انسان تھا اور یہ آواز میری نہ تھی میرے اندر سے کوئی بول رہا ہو میں خود بھی حیران تھا کہ میری آواز کو کیا ہوگیا ہے کیوں اتنی بدل گئی ہے لیکن جو بھی تھا مجھے اس کی موت چاہیے تھے جو وہ پوری کوشش کررہی تھی مارنے کی وہ بری طرح زخمی ہونے لگا اور نیچے زمین پر گر پڑا تھا اس کو زمین پر گرے ہوئے دیکھ کر میں تیزی سے حصار سے باہر نکل آیا اور سیدھا اس طرف گیا جہاں درخت کا ایک بہت بڑا تنا موجود تھا میں نے اس کو اٹھالیا اور دیو کی طرف آیا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اور سیما اس کے چہرے کو نوچ رہی تھی۔ وہ وحشی ہورہی تھی۔

سیما ہٹ جاؤ میں چیختے ہوئے بولا میری آواز سن کر اس نے میری طرف دیکھا میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں خون کی مانند سرخ تھیں ان میں اتنا خوف تھا کہ میں خود بھی کانپ گیا وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گئی اور میں نے اٹھایا ہوا تنا کالے دیو پر پھینک دیا وہ بری طرح تڑپا اور پھر تنے کے نیچے سے ہی وہ غائب ہوگیا۔ اس کے غائب ہوتے ہی سیما بھی غائب ہوگئی۔۔

---

www.luratech.com

یہ سب واقعات کل کے تھے جو مجھے ابھی تک یاد تھے اور آج تو میرا آخری دن تھا میں چلے میں مگن تھا اور کچھ بھی مجھے دکھائی نہ دے رہا تھا نہ حسن پری اور نہ ہی دیو حالانکہ میں چاہتا تھا کہ حسن پری مجھے دکھائی دے میں اس کو دیکھ سکوں کہ وہ کس حال میں ہے لیکن آج وہ نہ آئی تھی چلہ کا آخری وقت ہوا تو وہ مجھے قبرستان میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی مجھے اس کو دیکھ کر کچھ سکون سا ملا اس کی حالت کل سے کافی بہتر تھی آج اس کا چہرہ بھی ٹھیک تھا وہ مسکرا رہی تھی چلتے ہوئے وہ میرے سامنے آکر رک گئی۔ اور گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی۔

سانول میری جان مبارک ہو تم کامیاب ہونے جا رہے ہو کچھ دیر بعد تمہارے اندر وہ طاقت آجائے گی جو کم ہی لوگوں میں آتی ہے مجھے خوشی ہے تم نے کامیابی سے اپنا چلہ مکمل کر لیا ہے لیکن جان ابھی بہت خطرہ ہے یہ ایک گھنٹہ تمہارے لیے بہت ہی مشکل ہے اس کو ہمت سے گزارنا کیونکہ میں نے جادوگر کی باتیں سن لیں ہیں وہ آج خود تمہارے پاس آرہا ہے تم اس کی طاقتوں کو جانتے نہیں ہو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے لیکن تم حصار سے باہر نہ نکلنا اگر باہر نکل گئے تو پھر شاید کچھ بھی نہ بچ سکے گا۔ ابھی اس نے یہ لفظ بولے ہی تھے کہ میرا حصار جلنے لگا۔ وہ یکدم آگ کی شکل میں ہو گیا اور پر ساتھ ہی میرا جسم بھی جلنے لگا یوں لگنے لگا جیسے میرے جسم کو آگ لگا دی گئی ہو۔ میں چیخنے لگا۔ مجھے اس حالت میں دیکھ کر حسن پری وحشی ہو گئی تھی۔

سانول ہمت سے کام لو وہ آگیا ہے میں دیکھتی ہوں اس کو۔ تم حصار سے باہر نہ نکلنا میں نے کہا تھا ناں کہ وہ آنے والا ہے اور وہ آگیا ہے اس کے پاس بہت سی طاقتیں ہیں تم کو وہ مجبور کر دے گا کہ وہ تم چلہ ادھورا نہ کرو لیکن تم نے ہمت نہیں ہارنی وہ اتنا کہتے ہوئے ایک طرف کو تیزی سے جانے لگی میں ابھی تک بری طرح لرز رہا تھا میرا جسم اندر ہی اندر جلتا جا رہا تھا اور پھر میں نے اپنی ٹانگ میں کسی ان دیکھی چیز کو محسوس کیا جو مجھے مسلسل کاٹنے لگی اف خدایا میں کانپ سا گیا وہ کوئی زہریلی چیز تھی جو یکدم میرے حصار میں گھس آئی تھی میں پاؤں کو ہلا بھی نہ سکتا تھا ایک ہی پاؤں پر میں کھڑا تھا اور جس پر کھڑا تھا اس پاؤں کو وہ چیز کاٹ رہی تھی اور پھر وہ کچھ ہو گیا جو نہیں ہونا چاہیے تھا میں حصار کے اندر ہی گر گیا اور اپنی ٹانگ کو دیکھنے لگا میری ٹانگ میں سے تیزی سے خون بہنے لگا تھا ایک بہت بڑا سوراخ میری ٹانگ میں ہو گیا تھا۔ اس کے اندر سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا

سانول سنبھلو۔ مجھے دور سے حسن پری کی آواز سنائی دی ایک گھنٹہ کسی طرح گزار لو اٹھو کھڑے ہو جاؤ لیکن مجھ سے کھڑے ہونے کی ہمت نہ تھی میں جہاں گرا ہوا تھا وہاں ہی پڑا رہا میرا جسم ابھی تک جل رہا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی پورا دریا میرے اوپر پھینک دے تاکہ میرے جسم کو لگی ہوئی آگ ختم ہو سکے۔ دور سے مجھے ایک بوڑھا اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا چہرہ وحشت سے بھرا ہوا تھا اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا وہ اپنے خوفناک انداز میں چلتا ہوا میری ہی طرف آرہا تھا۔ اور پھر میرے سامنے آکر وہ رک گیا۔ اور مجھے دیکھنے لگا۔

تم کیا سمجھتے ہو کہ تم ایک چلہ کرنے کے بعد وہ کچھ کر سکو گے جو میں ہزاروں چلے کرنے کے باوجود بھی نہ کر سکا ہوں۔ دیکھا میں نے ایک ہی منٹ میں تمہیں نیچے گرا دیا اور تمہارے چلے کو ناکام بنا دیا۔ اب اپنی موت کا انتظار کرو۔ اپنے گاؤں کی طرف دیکھو جس کو میں نے ایک ایک کر کے ختم کر دیا ہے تمہارے گاؤں کے لوگ بہت ہی ظالم ہیں انہوں نے مجھے بہت اذیتیں دی تھیں

انہوں نے مجھے یوں حقیر سمجھ لیا تھا کہ میں انسان ہوں بلکہ کوئی بھکاری ہوں آج دیکھو میں نے کیسا بدلہ لیا ہے ان سے ایک ایک کو ختم کر رہا ہوں۔ اور بہت جلد پورا گاؤں خالی ہو جائے گا یہاں کوئی بھی زندہ نہ رہے گا میں اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا خوب جانتا ہوں اور تم میرا مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے ہو تم نہیں جانتے ہو کہ میں کیا ہوں تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو۔

وہ بولتا جا رہا تھا اور میں بے بسی کی سی کیفیت میں اس کو دیکھے جا رہا تھا میرا جسم ابھی تک جھلس رہا تھا پھر یکدم میری نظر حسن پری پر پڑی جو ایک طرف سے چلتی ہوئی آرہی تھی اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا چمکتا ہوا خنجر جو اس نے اپنے ہاتھ پکڑ رکھا تھا اس کا رخ بوڑھے کی طرف تھا اور بوڑھے کا اس وقت سارا دھیان میری ہی طرف تھا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے اس کو مارنے کے لیے پر تول رہا ہے وہ تو مجھے دھمکا رہا تھا مجھے بتا رہا تھا کہ میں اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوں میری نظریں بوڑھے پر کم اور حسن پری کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کی طرف زیادہ تھیں وہ دھیرے دھیرے اس کے پیچھے چلی آرہی تھی اور پھر وہ کچھ ہو گیا جو میں نے سوچا بھی نہ تھا میں نے جان لیا تھا کہ بوڑھا ایسے ہی دھمکیاں نہیں دے رہا ہے اس کے پاس بہت کچھ ہے اس نے بنا دیکھے ہی کہا۔

تم کیا سمجھتی ہو کہ میں تمہیں دیکھ نہیں رہا ہوں میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں جو جو ہو رہا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور میں یہ بات جانتا تھا کہ تم اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس کے چلے کو کامیاب کروانا چاہتی ہو ہماری غلام بن کر بھی ہمیں مات دینا چاہتی ہو لیکن یہ سب تمہاری بھول تھی اتنا کہہ کر اس نے ایک پھونک ماری اور میرے سامنے ہی حسن پری کے جسم کو آگ لگ گئی وہ چیخی اور دوسرے ہی لمحے وہ غائب ہو گئی۔ ہاہاہا۔ ہاہاہا۔ اس کے منہ سے قہقہے گونجنے لگے۔ وہ تو اب زندہ نہیں رہے گی اب تمہاری باری ہے وہ مجھ سے مخاطب ہوا اس کی بات سن کر میں کانپ سا گیا اور کچھ کہنا چاہ رہا تھا کہ مجھے ایک آواز سنائی دی یہ آواز بزرگ بابا کی تھی۔

سانول ابھی کچھ بھی نہیں بگڑا ہے تم حصار سے باہر نہیں گرے ہو تم دوبارہ کھڑے ہو جاؤ اور اپنا چلہ مکمل کرو تمہارے گرنے سے ایک طاقت تمہاری کم ہوئی ہے لیکن تم ناکام نہیں ہوئے ہو تم اپنا کام جاری رکھو اور پھر میں دیکھ لوں گا کہ یہ لوگ کیا کچھ کرتے ہیں تم ان کی باتوں پر دھیان مت دو اپنا کام کرو یہ آواز سن کر مجھے بہت ساری تسلی ہوئی میں سمجھ رہا تھا کہ میں ناکام ہو گیا ہوں لیکن ابھی تک ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا میں ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر سے ایک ٹانگ پر کھڑا ہو گیا اور مجھے دوبارہ کھڑا ہوتے ہوئے دیکھ کر بوڑھا جادوگر چیخا۔

اس کا مطلب ہے کہ ابھی تمہارے اندر اتنی ہمت ہے کہ تم دوبارہ کھڑے ہو سکو میں تم سے وہ بھی ہمت چھین لیتا ہوں اتنا کہہ کر اس نے دوبارہ میری طرف منہ کر کے پھونک ماری تو میرے جسم میں اس سے زیادہ جلن ہونے لگی میرا جسم آگ کی مانند تپنے لگا۔ میں تڑپنے لگا۔ لیکن میں نے ہمت نہ ہاری اذیت کے باوجود بھی میں نے چلہ جاری کر دیا اور کرتا ہی رہا میں جانتا تھا کہ میں کیسے چلہ کر رہا تھا اور اسے بھی دیکھ رہا تھا وہ میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور کبھی کچھ اور کبھی کچھ کر رہا تھا اس کا ہر وار ضائع جانے لگا جو جو بھی کر رہا تھا حصار سے باہر ہی ہو رہا تھا اندر صرف میرے جسم کو وہ اذیت دے سکتا تھا وہ جادو بھری آگ کی اذیت اور پھر یہ دیکھ کر میں حیران سا رہ گیا کہ میرا جسم یکدم ٹھنڈا ہو گیا یوں جیسے کسی نے مجھ پر ٹھنڈا پانی پھینک دیا ہو یہ منظر

www.lurtech.com

میرے لیے بہت ہی انوکھا تھا۔ یہ اچانک کیسے ہوگیا میں حیرانگی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا تو مجھے ایک طرف حسن پری کھڑی دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں کوئی برتن تھا جو اس نے اشارے سے وہاں کھڑے کھڑے میری طرف انڈھیلا تھا اور اس کا اثر مجھ پر ہوا تھا نہ صرف میں اب پرسکون تھا بلکہ وہ بھی پرسکون تھی وہ دھیرے دھیرے چلتی آرہی تھی آگے پہنچ کر اس نے میرے والا تنا اٹھالیا جو میں نے کالے دیو کو مارا تھا وہی تنا اٹھائے وہ جادوگر کی طرف بڑھنے لگی جادوگر مجھے مات دینے کے لیے اپنے کام میں لگا ہوا تھا اس نے حسن پری کو دیکھ لیا تھا لیکن وہ اب اسے روک نہ سکتا تھا وہ جو کچھ پڑھ رہا تھا اگر وہ پڑھنا چھوڑ دیتا تو ہوسکتا تھا کہ اس کو نقصان ہوتا۔ حسن پری کی رفتار میں تیزی آنے لگی اور پھر ایک دم ہی اس نے وہ تنا سر سے اوپر اٹھا کر بوڑھے کے سر پر دے مارا ایک چیخ قبرستان میں گونجی بوڑھا پوری طرح تڑپا اس کے سر سے خون کا فوارا ابل پڑا وہ حسن پری کو دیکھنے لگا اس کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ حسن پری اس کے ساتھ ایسا بھی کرسکتی ہے وہ اس کو خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگا اور پھر اس کی ڈھگمگاتی ہوئی آواز ابھری میری جان اس وقت تک نکل نہ پائی گی جب تک میرے پاس کالے علم کی یہ سب طاقتیں موجود ہیں اور میں یہ سب طاقتیں تم کو دیتا ہوں۔ ہاں حسن پری میں یہ سب طاقتیں تم کو دیتا ہوں میں یہ سب طاقتیں تم کو دیتا ہوں۔

اس کے بعد گہرا سکوت چھا گیا بوڑھا جادوگر ایک لمحہ میں ہی ٹھنڈا ہوگیا اس کے ٹھنڈا ہونے کے کچھ ہی دیر بعد قبرستان میں مجھے کئی سائے دکھائی دیئے۔ خوفناک شکلوں کے سائے جو شاید اس بوڑھے نے قید کر رکھے تھے اور وہ اب آزاد ہوگئے تھے حسن پری بوڑھے جادوگر کے اوپر جھک گئی اور اس کے سر سے ابلنے والے خون کو ایسے پینے لگی جیسے وہ پانی پی رہی ہو اور پھر اس نے اپنے تیز اور نوکیلے دانت اس کی گردن سے اس کا خون نچوڑنے میں مصروف تھے میں یہ سب دیکھ رہا تھا اور دل میں خوش بھی ہو رہا تھا لیکن حسن پری کا خون پینا مجھے ذرا بھی دل کو نہ بھایا میں چاہتا تھا کہ وہ ایسا کچھ بھی نہ کرے لیکن وہ میری موجودگی سے بے خبر اپنے کام میں مگن تھی اور اس کے خون سے اپنی پیاسی رگوں کو تر کرتی جارہی تھی۔ اس کا خون پینے کے بعد وہ اس کے جسم کو کھینچ کھینچ کر کھانے لگی وہ اپنے کام میں اس قدر مگن تھی کہ مجھے بھی نہ دیکھا کہ میں اس سے کچھ کہنا چاہتا ہوں بس اپنے ہی کام میں لگی ہوئی تھی اس نے بوڑھے کے دونوں بازوؤں کو کھالیا اور پھر اس کی ٹانگیں کھانے لگی اور پھر پیٹ کو کہ وہ کچھ ہی دیر میں اس کو ہڑپ کرگئی اور میں اسے دیکھتا رہا۔ وہ پورے کا پورا اس کو ہضم کرگئی اس کے بعد وہ پرسکون سی ہوگئی۔ اس کا چہرہ اور ہونٹ بوڑھے کے خون سے بھرے ہوئے تھے وہ انسان نہیں ایک وحشی حسینہ دکھائی دے رہی تھی پورے کا پورے انسان اس کے پیٹ میں چلا گیا تھا میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور اپنا ورد پڑھنے لگا اور پھر مجھے کسی کی آواز سنائی دی میں نے فوری آنکھیں کھول دیں میں نے دیکھا کہ کالا دیو اس کے سامنے کھڑا ہے اور بے بسی سے حسن پری کو دیکھ رہا ہے اور حسن پری اس کو دیکھ کر ایسے بل کھا رہی تھی کہ جیسے ابھی اس کو بھی کھا جائے گی۔

جادوگر کو میں نے مار دیا ہے۔ اس کا نہ صرف خون پی چکی ہوں بلکہ اس کا پورا جسم بھی ہڑپ کرچکی ہوں تم کو بہت ناز تھا ناں اپنی طاقت پر اب دیکھتی ہوں کہ تم میرے ہاتھ سے کیسے بچ کر جاتے ہو۔ اتنا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھی۔

حسن پری۔ اس کی آواز لڑکھڑائی۔ مجھے

معاف کردو تم جانتی ہو کہ میں کتنا مجبور تھا میں اس کا ... تھا اسکی مجھے ماننی پڑتی تھی جیسے تم کو ماننی پڑتی تھی میں مرنا نہیں چاہتا ہوں مجھے معاف کردو میں ... کے لیے یہاں سے چلا جاتا ہوں۔

نہیں کالے دیو نہیں اب میرے ہاتھ سے کوئی ... زندہ نہیں بچ سکے گا تم لوگوں نے مجھ پر بہت ظلم ڈھائے ہیں میرے ساتھ وہ کچھ کیا ہے جو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اور اب میری باری ہے ... میں معاف کیسے کرسکتی ہوں مجھے ان سزاؤں کا ... لینا ہے جو مجھے ملی ہیں ایک کو تو میں نے نگل لیا ... اب تمہاری باری ہے اتنا کہہ کر وہ کالے دیو کی ... طرف بڑھی اور اس کو اپنے ہاتھوں میں ایسے اٹھالیا ... وہ روئی کا کوئی پتلا ہو اور اٹھا کر اس کو دور پھینک ... ایک دردناک چیخ اس کے منہ سے نکلی اور پھر اس ... جسم کو آگ لگ گئی وہ میرے سامنے جلنے لگا اور ... جلتا چلا گیا اس کا جسم راکھ بننے لگا اور کچھ ہی دیر ... وہ راکھ بن گیا حسن پری نے اس کی راکھ کو اپنے ... میں اٹھایا اور پھر غائب ہوگئی وہ کہاں چلی گئی ... مجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔ ہاں اتنا جانتا تھا کہ میں ... چلہ کرلیا تھا اور حصار سے باہر نکل آیا تھا۔ میں ... شکر کیا کہ میں جس مقصد کے لیے قبرستان میں ... تھا وہ میرا مقصد پورا ہوگیا تھا۔ اب میں پرسکون ... لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ مجھے طاقتیں کون سی ... تھیں میں نے ہر طرح سے پھونکیں مار کر دیکھ لیا تھا ... کچھ بھی نہ ہو رہا تھا میں نے سوچا کہ میں بابا جی ... چلا جاتا ہوں اور ان سے بات کرتا ہوں سو ... گاؤں کی بجائے سیدھا بابا جی کے گاؤں کی ... چل دیا۔ ابھی آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ مجھے ... کی آواز سنائی دی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ ... پری تھی۔ جو مسکرا رہی تھی۔

سانول۔ وہ دھیرے سے بولی تم کو کہیں بھی ... کی ضرورت نہیں ہے تم نے وہ سب کچھ پالیا ہے جو تم نے چاہا تھا اب تمہارے گاؤں میں کسی کا کوئی بھی قتل نہیں ہوگا تمہارے گاؤں میں ہمیشہ سکون رہے گا۔

حسن پری وہ تو ٹھیک ہے لیکن پورے چالیس دن تک میں ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر چلہ کرتا رہا ہوں لیکن مجھے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا ہے کہ میں کامیاب ہوا ہوں کہ نہیں۔ نہ میرے جسم میں کوئی تبدیلی محسوس ہو رہی ہے اور نہ ہی کچھ دکھائی دے رہا ہے کہ میں نے کچھ پایا ہے کہ نہیں۔ میری بات سن کر وہ مسکرائی۔

آؤ میں تم کو بتاتی ہوں کہ تم میں کیا کچھ ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور ایک طرف چل دی اور ایک درخت کے تنے کے ساتھ کھڑی ہوگئی بولی۔

اس درخت کو دیکھو اور غور سے دیکھو۔

میں نے ایسا ہی کیا درخت کو غور سے دیکھنے لگا اور پھر میں نے دیکھا کہ درخت سے دھواں اٹھنے لگا تھا وہ دھیرے دھیرے جلنے لگا تھا۔ یہ سب دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

تم جانتے ہے کسی انسان کو دیکھو یا کسی بھی چیز کو وہ تمہارے دیکھنے سے جلنا شروع ہوجائے گی اور یہ طاقت عام طاقت نہیں ہے بہت بڑی ہے۔ اس نے مجھے تفصیل سے بتایا۔ اور میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں نے کہا۔

سیما اب میں گاؤں چلتا ہوں اور ان کو بتاتا ہوں کہ میں نے چلہ کرلیا ہے اب گاؤں میں کسی کی موت نہ ہوگی۔ میری بات سن کر وہ ہنس دی۔ اور بولی۔

ہاں جا کر ایسے ہی کہو اور ان کو تسلی دو کہ تم کامیاب ہوگئے ہو اور وہ کچھ کرسکتے ہو جو تم چاہو اتنا کہہ کر وہ میرے ساتھ ہی چلنے لگی۔ اور چلتے چلتے ہی دھواں بننے لگی اس کے بعد وہ غائب ہوگئی میں اس

www.luratech.com

کو تلاش کرتا رہا لیکن وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دی نجانے وہ کہاں چلی گئی تھی اور کیوں چلی گئی حالانکہ اس کو اب کوئی اور کام بھی نہ تھا اس کے باوجود بھی وہ چلی گئی لیکن خیر پھر میں گاؤں کی طرف چل دیا۔ گاؤں والوں کو میرا ہی انتظار تھا کیونکہ ان کو پتہ تھا کہ آج میرا چلہ ختم ہو جائے گا مجھے دیکھتے ہی وہ خوشی سے بولے۔

چند دنوں سے کوئی بھی گاؤں میں قتل نہیں ہوا ہے سب خیریت ہے میں نے ان کی بات سن کر ایک خوشگوار سانس لی۔ اور کہا۔

اب کوئی بھی قتل نہیں ہوگا میں نے ان سب کو مار دیا ہے جو یہ کام کرتے تھے

اس کو بھی مار دیا ہے جو نوجوانوں کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر لے جاتی تھی اور پھر وہ کبھی بھی واپس نہیں آتا تھا۔ ان کی یہ بات سن کر میں چپ سا ہو گیا۔ اور پھر کہا۔

نہیں بھئی اس نے توبہ کر لی ہے کہ اب وہ ایسا کوئی بھی کام نہیں کرے گی جو گاؤں والوں کے لیے پریشانی کا باعث بنے۔ میری بات سن کر وہ بولے

نہیں سانول ہمیں سب سے زیادہ اس پر غصہ ہے جو کچھ اس نے کیا ہے کسی اور نہیں کیا ہے اگر تم واقعی گاؤں والوں کے ہمدرد ہو تو اس کو ہمارے سامنے مارو۔ ان کی بات سن کر میرے دل کو ایک جھٹکا سا لگا ان کو کیا معلوم کہ میں اس کو مار نہیں سکتا ہوں وہ میرا پیار ہے میری چاہت ہے میرا سب کچھ ہے۔ میں نے کہا۔

دیکھو میرے ساتھیو۔ چلے کے دوران جتنی مدد میری اس نے کی ہے کسی اور نے نہیں کی اور جب کہ اس نے معافی مانگ لی ہے تو میں خواہ مخواہ اس کی جان نہیں لے سکتا اگر اس نے کسی کو نقصان پہنچایا تو پھر میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا میری بات سن کو وہ چپ سے ہو گئے اور پھر کچھ دنوں تک گاؤں میں سکون رہا۔

آج کئی دنوں کے بعد وہ مجھے دکھائی دی اسے دیکھتے ہی میں اس کی طرف بھاگا وہ نہر کنارے کھڑی تھی اداسی اس کے چہرے پر واضح تھی یہ وہ نہر میں بہتے ہوئے پانی کی لہروں میں کھوئی ہوئی تھی میں سیدھا اس کے پاس جا پہنچا۔

سیما۔ میں نے دھیرے سے اسے پکارا۔

ہاں بولو سانول۔ اس نے ایک اداس سے نظر مجھ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

بہت اداس ہو کہاں غائب ہو گئی تھی تم۔

کہیں بھی یہیں تمہارے اردگرد رہتی ہوں میں نے لوگوں کی باتیں سن لی ہیں وہ مجھ کو مرتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہاں وہ ایسا ہی چاہتے ہیں لیکن میں ایسا نہیں چاہتا ہوں میں تم کو کبھی بھی نہیں مار سکتا ہوں تم میری چاہت ہو میرا پیار ہو۔ میری یہ بات سن کر اس نے جھکتے ہوئے میری طرف دیکھا۔

واقعی سانول میں تمہارا پیار ہوں تمہاری چاہت ہوں۔

ہاں سیما میں تم سے پیار کرنے لگا ہوں اور بہت زیادہ کرنے لگا ہوں تمہارے بغیر اب شاید میں نہ رہ سکوں۔

تو پھر آؤ سانول کہیں دور چلے جاتے ہیں کسی ایسی جگہ جہاں ہمارا کوئی بھی دشمن نہ ہو جہاں کوئی بھی ایسا نہ ہو جو ہم دونوں کو جدا کر سکے۔

کہاں لے کر جاؤ گی مجھے میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

میری دنیا میں چلو وہاں میں ہوں گی اور تم ہو گے اس کے علاوہ کوئی بھی اور نہ ہوگا۔ اس کی بات سن کر میں ہنس دیا اور کہا۔

ٹھیک ہے لے چلو جہاں چاہو مجھے۔

میرا اتنا کہنے کی دیر تھی کہ اس نے جھٹ سے میرا ہاتھ پکڑا اور لے اڑی اور کچھ ہی دیر میں ایک پرسکون اور خوبصورت بستی میں تھا جہاں ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ تھے ہریالی ہی ہریالی تھی۔ ان پہاڑوں کے درمیان ایک شیش محل تھا وہ مجھے اس محل میں لے گئی اور بولی۔

سانول یہ میرا گھر یہاں کبھی بہت رونق ہوا کرتی تھی لیکن سب کچھ ختم ہو گیا اس بوڑھے نے سب کو ختم کر دیا اس پر رونق بستی کو ویران کر دیا مجھے اس نے مارنا تھا اٹھا کر لے گیا کئی بار میں یہاں آئی ہوں لیکن کوئی بھی مجھے اپنا نظر نہ آیا سو واپس لوٹ گئی اب تم میرے ساتھ ہو تو میں چاہتی ہوں کہ دوبارہ سے اس بستی کی اجڑی ہوئی رونقوں کو بحال کروں اس کی بات سن کر میں نے ایک پرسکون سی سانس لی اور کہا۔

ہاں سیما ہم اس بستی کو پھر سے آباد کریں گے یہاں ان جن بھوتوں کو لائیں گے جو ہمیشہ ہمارے غلام بن کر رہیں اور ہمارا یہاں راج ہو میری بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی۔

ٹھیک ہے سانول ہم ایسا ہی کرتے ہیں اور پھر کچھ ہی دنوں میں وہاں رونقیں ابھرنے لگیں کئی جن بھوتوں چڑیلوں کو ہم نے اس بستی میں لے آئے اور پھر سے وہ رونقیں شروع ہو گئیں لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ یہ سب میرے لیے بربادی لائے گا۔

ان جنات میں ایک جن ایسا بھی تھا جس کی نظریں ہر وقت سیما پر لگی ہوتی تھیں اور میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ بھی اس میں دلچسپی لینے لگی تھی اور ایک روز میں نے ان کی باتیں سن لیں وہ چاہتے تھے کہ وہ یہاں سے کہیں دور چلیں جائیں وہ بار بار کہہ رہی تھی رگو پو مجھے اس انسان سے خوف آنے لگا ہے یہ میرا دلی دشمن ہے لیکن میں اس کا مار نہیں سکتی ہوں اس کے پاس بہت بڑی طاقت ہے جس کا مقابلہ تم بھی

میں آج کل اپنے گاؤں میں ہوتا ہوں اور اس کا انتظار کرتا رہتا ہوں کیونکہ وہ میرا پیار تھی میری چاہت تھی لیکن اب میں اس کو اپنے سامنے رکھنا نہیں چاہتا ہوں اس کو تلاش اس لیے کر رہا ہوں کہ اس کو اس کی بے وفائی کی سزا دے سکوں اس کو ہمیشہ کے لیے ختم کر سکوں ہو سکتا ہے کہ میں اس کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤں لیکن ابھی تک مجھے کوئی بھی کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ایسا کر سکتی ہے لیکن اس نے ایسا کر دیا۔ لیکن ایک دن وہ میرے ہاتھوں ضرور آئے گی اور جس دن بھی وہ میرے ہاتھ لگ گئی وہ دن اس کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔ میری تلاش جاری ہے میں اس کو پکڑنے کے لیے چلے کرتا جا رہا ہوں لیکن ابھی تک میں کامیاب نہیں ہوا ہوں وہ نجانے اس کو لیے کہاں غائب ہو گئی ہے کس ملک میں ہے کس شہر میں ہے مجھے کچھ بھی پتہ نہیں ہے لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ ایک میرے قابو ضرور آئے گی۔ کیسی لگی میری کہانی اپنے رائے سے نوازیئے گا۔

---

www.luratech.com

درندے

---تحریر: وارث آصف خان۔واں بچھراں---

روٹی نے ان کو بالکل مزہ نہ دیا اور بھوک ویسی کی ویسی رہی مجبوراً اٹھنا پڑا اور وہی کھانا جو وہ روز کھاتے تھے اسے ہی ڈھونڈنا پڑا مختلف گلیوں میں گھومے اور گاؤں کے باہر کا بھی چکر لگایا کہ شاید کوئی کتا یا بلی مل جائے مگر نہ ملا وہ قبرستان میں آئے جو عام طور پر کتوں کا مسکن ہوتا ہے مگر سارے قبرستان کا چپا چپا چھان مارا کچھ نہ ملا بھوک نے پھر ان کا برا حال کر دیا چلنا بھی دوبھر ہو گیا تو اسی عمران کی قبر پر آ بیٹھے جوں جوں ٹائم گزر رہا تھا بھوک کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا کھانے کو کچھ بھی نہ تھا کہ وہ کھاتے اتنی سکت بھی نہیں تھی کہ گھر چلے جاتے یا مزید گشت کرتے سوچ سوچ کر پاگل ہونے لگے کہ کھانا کہاں سے ڈھونڈا جائے مگر عقل میں کچھ نہ آیا مجبوراً ہاتھوں کو کاٹنے لگے۔ارشد نے اپنے بازو پر کاٹا تو دانت جلد کو چیرتے ہوئے اندر گھس گئے اور خون ان کے منہ پر لگا تو ذائقہ اچھا لگا تو اس نے نکلنے والا سارا خون چوس لیا اور زبان پھیری بازو پر دماغ نے کچھ کام کیا تو اس کے عقل میں ایک بھیانک منصوبہ آیا اس نے ہاتھوں سے عمران کی قبر کھودنی شروع کر دی بھوک سے ہلنا بھی مشکل تھا مگر جوتر کیب اس کے دماغ میں اپنا خون اور گوشت چاٹ کر آئی تھی اس پر عمل کرنا ضروری تھا منیر نے بھی اپنے بھائی کی مدد کی وہ کچھ نہ سمجھا کہ وہ کیوں قبر کھود رہا ہے بس وہ اس کا ہاتھ بٹاتا رہا سری قبر کھود کر انہوں نے لاش کو باہر نکالا اور سائیڈ پر رکھ کر قبر بند کی۔اس کام میں ان کو کافی ٹائم لگا اور حلق سوکھ کر کانٹا بن گیا پیٹ سکڑ گیا ہلنے کی سکت بھی نہ رہی مجبوراً جیسے تیسے قبر بند کی اور مردہ عمران کو گھر لائے اسے کاٹا گوشت کی بوٹیاں بنائیں اور بھونا اور چار دن میں مردے کا سارا گوشت کھا گئے یوں ان کو کھانے کا نیا ذریعہ مل گیا۔ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

رات کا مہیب سناٹا چاروں طرف اپنے پر پھیلا چکا تھا۔ اور ایک عجیب وحشت ناک سا سناٹا چاروں طرف طاری تھا ہر سو موت کی سی ویرانی چھائی ہوئی تھی انسان کیا سب ہی چرند اور پرند اپنے اپنے گھروں میں خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے ماحول میں وحشت ناک چپ سی طاری تھی مگر کبھی کبھار جھینگروں اور دیگر حشرات کی آوازیں ماحول میں سنسنی سی پیدا کرنے کی ناکام کوشش کرتیں مگر خاموشی کا جادو تھوڑی دیر بعد پھر حاوی ہو جاتا تھا اس دن چاند بھی نہیں نکلا تھا چاند کی آخری راتیں تھیں سردی سے سب ٹھٹھر رہے تھے اپنے اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو سینے سے لگائے ہوئے تمام جاندار آرام کر رہے تھے۔

ایسے میں اچانک قبرستان کی دس فٹ اونچی دیوار سے ایک نقاب پوش نے بھی دیوار سے قبرستان کی چار دیواری کے اندر چھلانگ لگائی اس بار آواز کچھ زیادہ نکلی تو قبرستان کے حشرات نے اس آواز کو سنا اور چیخ چیخ کر چھائی خاموشی کو توڑ ڈالا جھینگروں کی بھیانک آواز قبرستان میں گونجنے لگی۔دونوں نقاب پوشوں نے احتیاطاً ادھر



www.lurtech.com

ادھر دیکھا جیسے یقین کررہے ہوں کہ ان کو کسی نے دیکھا تو نہیں تھوڑی دیر تک اطمینان کرلینے کے بعد انہوں نے دیوار پر ہاتھ مارا تو ان کے ہاتھ میں اک کدال آگئی جو انہوں نے شاید نقب لگاتے وقت دیوار پر رکھی تھی کدال اٹھانے کے بعد ایک نقاب پوش تیزی سے قبروں کو پھیلانگنے لگا اور ایک سمت میں چلتا گیا دوسرے نقاب پوش نے اس کی تقلید میں قدم بڑھائے۔

اگلا نقاب پوش نہایت ہی تیزی سے کدال ہاتھ میں لے کر اس کی مدد سے قبروں کے اردگرد موجود کیکر کی کانٹے دار شاخوں سے خود کو بچاتا ہوا ایک سمت رواں دواں تھا پچھلا بھی اس کی تقلید میں تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا اور خود کو کانٹوں سے بچاتا ہوا اس کے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش میں تھا مگر اگلے کی رفتار کافی زیادہ تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہونے سے وہ تقریباً دوڑ ہی رہا تھا۔ چلتے چلتے وہ ایک تازہ سی قبر کے پاس آکھڑے ہوئے پچھلا نقاب پوش گرتا پڑتا اس جگہ آکر ٹھہر گیا سخت سردی کے باوجود اسے پسینہ آگیا تھا جسے اس نے اپنے نقاب کو اتار کر پہن لیا صاف کیا اور ایک ٹھنڈا سانس لیا۔

یہی قبر ہے ناں اس کی جسے آج دفنایا گیا ہے پہلے والے نے پوچھا۔

ہاں یہی ہے۔ دوسرے نے جواب دیا۔

اچھی طرح تسلی کرلی ناں تم نے۔

ہاں ہاں میں خود صبح آیا تھا جنازے کے ساتھ اور قبر مکمل ہوتے وقت تک ادھر ہی تھا مجھے یقین ہے کہ یہی قبر ہے نشانیاں جو میں نے ذہن میں رکھی تھیں وہ بھی اسی قبر کی طرف ہی اشارہ کرتی ہیں۔ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اب کھودو بھی سہی بھوک سے برا حال ہے صبح سے انتظار کررہے ہیں مزید انتظار مت کرواؤ

کھودو شاباش دوسرے نے نشاندہی کرتے ہوئے اور اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔

ٹھیک ہے میں کھودتا ہوں تم ادھر ادھر کا چکر لگاتے رہنا ایسا نہ ہو کہ ہم بے خبر رہیں اور کوئی ہم کو دبوچ لے جب میں تھک جاؤں گا تو میں تم کو ہلکی سی سیٹی سے اشارہ دونگا پھر تم کھودنا۔ ساتھ مل کر کام کریں گے اکیلا میں نہیں کھود پاؤں گا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے وقت ضائع مت کرو دوسرے نے تیزی سے کہا اور وہ ایک طرف چلنے لگا وہ ہلے والے کو پروٹیکشن دینا چاہتا تھا تاکہ ان کا یہ کام راز میں رہے اور وہ اطمینان سے اپنا کام کرسکیں پہلے والے نے اپنا نقاب اتارا اور کدال کا ایک بھرپور وار اس تازہ قبر پر کیا اور مٹی قبر سے ہٹانے لگا نجانے کون سا اسرار تھا جس کے لیے وہ اس ہولناک اور وحشت ناک قبرستان میں آکر ایک تازہ قبر کو کھود رہے تھے کدال کی بھرپور ضرب قبر میں موجود مردے اور اس شخص کے درمیان پھیلی ہوئی تھی مٹی کو بتدریج کم کررہی تھی۔

وہ بڑی تیزی سے ہاتھوں اور بازوؤں کا استعمال کررہا تھا اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے سخت سردی میں اسے گرم لگ رہی تھی وہ نہایت ہی اطمینان سے اور تیزی سے قبر کھود رہا تھا وہ جب تھک جاتا تو دو منٹ تک ذرا ٹھہر جاتا پھر دوبارہ سے اپنے کام میں مگن ہوجاتا۔ جب وہ قبر کو آدھے سے زیادہ کھود چکا تو اس کی ہمت جواب دے گئی وہ کافی تھک گیا تھا اس نے ہلکی سی آواز میں سیٹی نکالی یعنی سیٹی بجائی اور کدال ہاتھ میں پکڑے قبر سے باہر آگیا۔

نقاب پوش نے دوسرے کو کاشن دیا تھا اس لیے اب وہ اسکی کھدائی کرنے والا تھا اور پہلا اسے پروٹیکشن دینے والا تھا سیٹی کی آواز سن کر وہ تیزی سے پہلے والے کی جانب آیا اور اس سے کدال لے

کر وہ تیزی سے بقیہ کام کو پورا کرنے لگا پہلے والا ایک جگہ ہو کر بیٹھ گیا اور اپنا سانس درست کرنے لگا ساتھ میں وہ احتیاط کے طور پر ایک طائرانہ سی نگاہ اردگرد بھی ڈال لیتا تھا سانس درست کرنے کے بعد وہ تیزی سے اٹھا قبر کا معائنہ کیا۔

قبر تختوں تک پہنچ چکی تھی وہ احتیاط اور آرام آرام سے اور ہاتھوں کی مدد سے تختوں کی مٹی دیہاتوں میں قبر میں تختوں کی بجائے پانی پینے والے گھڑے قبر میں تختے یا سل کی جگہ بزرگ جاتے ہیں اور اس قبر میں بھی گھڑے ہی تھے یعنی گھڑوں کے اردگرد سے مٹی صاف کررہا تھا یہ کام وہ خاصی تیزی سے کررہا تھا پھر اس نے کدال کا ایک ہلکا سا وار گھڑے پر کیا گھڑا آرام سے تھوڑی سی آواز پیدا کے ٹوٹ گیا اس نے نہایت ہی احتیاط سے گھڑے کی کرچیوں کو اکٹھا کرکے ایک جگہ ڈال دیا اور بقایا گھڑے میت سے اتارنے لگا۔

اس کام میں اسے چند منٹ لگے میت کے اوپر سے تمام رکاوٹیں ہٹانے کے بعد اس نے ہلکی سیٹی سے ساتھی کو بلایا ان دونوں نے احتیاط سے مردے کو قبر سے نکال کر قبر کے سرہانے کی جانب ڈال دیا خود باہر آئے اور پھر تیزی سے انہوں نے قبر کی مٹی برابر کردی یہ کام انہوں نے اس صفائی سے کیا کہ کوئی بھی ثابت نہ کرسکتا تھا کہ قبر دوبارہ کھودی گئی ہے یا کوشش کی گئی ہے حتیٰ کہ مردوں کو کھانے والا بچھو بھی بے چارہ دھوکے میں پڑ جاتا اور اس کی بھی ساری محنت ضائع ہوجاتی

مردے کو انہوں نے تیزی سے اٹھایا اور دیوار کراس کرتے ہوئے نہایت تیزی سے مختلف گلیاں عبور کرتے ہوئے ایک کچے گھر میں داخل ہوگئے چاردیواری کا دروازہ اچھی طرح بند کرنے کے بعد انہوں نے ایک کمرے میں لاش رکھ دی اور اس کا دروازہ بھی اچھی طرح سے بند کردیا اس سارے واقعے کی کسی کو بھی کان وکان خبر نہ ہوئی کہ قبرستان میں کیا ہوا ہے نہایت ہی چالاکی اینڈ ہوشیاری سے سارا کام کیا گیا مردے کو بوسیدہ سے کمرے میں ڈالنے کے بعد وہ دھڑام سے ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر گرے اور اپنی تھکاوٹ دور کرنے لگے تھوڑی دیر بعد یک اٹھا اس نے کمرے کے ایک صندوق سے جو حالات کی تم ظریفی کی نظر ہوچکا تھا چھرا نکالا اور ساتھ میں بڑا سا ایک ٹوکہ بھی تھا جس پر خون کے جمے ہوئے نشانات تھے پہلا وار اس نے مردے کی گردن پر کیا مگر گردن کا گوشت سخت ہوچکا تھا اس لیے وہ تھوڑا سا کٹا پے در پے واروں کے بعد آخر کار گردن کٹ گئی گردن کے کٹنے سے کافی گاڑھا خون نکلا جو فرش پر تھوڑا سا گرا اس کے بعد دوسرا نشانہ مردے کے بازو پر جس سے اس نے بھی کئی وار کیے بازو کو الگ کرنے کے بعد اس نے ایک طرف ڈال دیا جیسے ہی اس نے بازو کو الگ کیا چارپائی پر ڈھیر ہونے والا شخص تیزی سے اٹھا اور اس نے مردے کے بازو سے گوشت چھرے کی مدد سے اتارا اتار کر قریبی بڑے سے دیگچے میں ڈالنا شروع کردیا۔

یہ کام وہ نہایت تیزی سے کررہا تھا اتنے میں دوسرا بازو بھی کٹ گیا تو اس نے اس بازو سے بھی گوشت اتار کر دیگچے میں منتقل کردیا پھر اس چھرے کی مدد سے مردے کی گردن سے لے کر ناف تک چھرے سے چیرا سا دیا پھر اس نے اس لکیر یا چیرے کو کاٹنا شروع کردیا مطلب سینے کے پنجر کی ہڈیاں توڑنے لگا چھری کی مدد سے کافی صبر آزما کام تھا چھرے سے ہڈیاں کاٹنا مگر شاید وہ عادی تھا اس لیے وہ کافی مہارت سے ہڈیاں کاٹتا گیا دوسرا آدمی اس دوران دونوں ٹانگیں کاٹ کر ان سے گوشت اتار کر دیگچے میں ڈال چکا تھا اس نے کئی ہڈیوں کو ٹوکے کی مدد سے کمر تک کاٹ دیا اور

اندرونی اعضا باہر نکالے جن میں دل گردے پھیپھڑے وغیرہ ان حصوں کو اس نے ایک کڑھائی میں ڈالا اور تقریباً دو گھنٹے میں مردے کے جسم کا سارا گوشت کڑھائی میں ڈال چکے تھے صبح کی لو پھوٹ رہی تھی اور مرغے اذانیں دے رہے تھے یعنی صبح کا ٹائم ہونے کو تھا ان میں سے ایک باہر نکلا اور اس نے قریبی گھڑے سے پانی ایک بوسیدہ سی بالٹی میں انڈیلا اور اندر لے آیا۔

دوسرے نے کدال اٹھائی اور صحن کو ایک طرف سے تیز تیز سے کھودنے لگا دو فٹ گہرا اور انتہائی لمبا اور چوڑا کھوندے کے بعد وہ اندر آیا مردے کی ہڈیوں کو جمع کیا اور چادر میں ڈال کر اس نے زمین میں ڈال کر چادر ایک جانب رکھ دی مٹی کو برابر کو دیا دوسرا اس دوران آگ جلا کر دیگچے میں گوشت کو پکنے کے لیے آگ پر رکھ چکا تھا پانی کو آگ کی تپش مسلسل بھاپ کی شکل میں دے رہی تھی اور پانی انسانی گوشت کو بھون رہا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے اک مٹھی لال پسی ہوئی مرچوں کی اور چٹکی نمک کی ڈالی دیگچے میں تھوڑی دیر بعد تمام گوشت پک گیا تھا اس نے وہ دیگچہ اتار دیا اور کٹے ہوئے اندرونی اعضا کو ٹکڑوں کی شکل میں موجود کڑھائی میں اسی آگ پر رکھ دیا اور پانی کی اچھی خاصی مقدار اس میں ڈال کر آگ پر پکنے کے لیے رکھ دیا لپٹے ہوئے کفن کو اس نے اپنے کپڑوں والے صندوق میں رکھا اور اتنے میں صبح کا اجالا نمودار ہوا وہ دونوں چارپائی پر آمنے سامنے بیٹھ گئے دیگچے کو انہوں نے اپنے سامنے رکھا اور پھر ایک ایک بوٹی نکال کر کھانے لگے۔

اس دوران ان میں تھوڑی بہت بحث بھی ہوتی رہی۔ گفتگو کا موضوع یہی مردے اور ان کا گوشت تھا وہ کھاتے رہے اور گوشت ان کے جسم میں منتقل ہوتا گیا ساری دیگچے کو خالی کرنے کے بعد انہوں نے گندے کپڑے سے مٹی کا فرش صاف کیا پھر پانی حلق میں انڈیلا اور سو گئے۔ انکا پیٹ گوشت سے بھر چکا تھا اور انسانی گوشت کی بھوک فی الحال ختم ہو گئی تھی سونے سے قبل ایک بندے نے کڑھائی اتار کر اس میں موجود گوشت کو اسی دیگچے میں ڈالا اور ڈھانپ کر کمرے کے ایک پرانے سے صندوق میں چھپا کر رکھ دیا بعد میں کھانے کے لیے جب وہ سو کر اٹھے تو عصر کا ٹائم ہو چکا تھا وہ اٹھ کر نہائے کپڑے بدلے اور شہر میں گھومنے پھرنے نکل گئے وہ کافی دیر تک آوارہ گردی کرتے رہے۔

جب شام کا اندھیرا خاصا پھیل گیا تو واپس آئے اور اپنے بوڑھے اور جوان دوستوں کی بیٹھک میں گپ شپ کرنے چلے گئے وہاں انہوں نے حقہ اور چائے پی اور رات گئے تک واپس آ گئے۔ انکا اصل روپ ابھی تک کسی کو بھی پتہ نہ تھا سب لوگ بس ظاہری روپ کو دیکھ رہے تھے۔

وہ دونوں بھائی تھے دونوں جوانی کی حدوں سے نکل کر اب بڑھاپے کی راہوں میں تھے بڑا بھائی تینتالیس سال کا تھا اور چھوٹا بھائی اکتالیس سال کا تھا بڑے کا نام ارشد تھا اور چھوٹے کا نام منیر تھا ارشد کافی کمینہ اور چالاک انسان تھا اس کا کام مرنے والوں کے جنازے میں ساتھ جانا تھا اور قبر کی نشاندہی کرنے اور مرنے والے کے لواحقین سے مگرمچھ کے آنسو بہا کر تعزیت کرنا اور ان کی ہمدردی اور تھوڑے بہت پیسے اور مردے کے ساتھ آئے خوشبو کپڑے وغیرہ اور پیسے بھی حاصل کرنا تھا۔ نیچ اور گھٹیا ذہنیت والا ارشد لوگوں کو بہت جلد اپنے چکر میں پھانس لیتا تھا منیر کا کام بازار سے امیر لوگوں سے ملاقات وغیرہ کرنا محلے والوں کی خبر گیری اور دوستوں کو بے وقوف بنانا تھا وہ دونوں کافی کمزور اور دبلے انسان تھے مگر حرائی پن اور شیطانیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ان کی

باتوں اور ان کے رویوں سے لگتا تھا کہ ان جیسا بے غیرت بے حیا کمینہ اور حرامی بندہ اس دنیا میں نہیں ہوگا انسانوں کے بھیس میں چھپے ہوئے حرام کے پلے ہوئے درندے تھے جن کا مقصد صرف اور صرف مردہ انسانوں کو گوشت کھانا اور معصوم لوگوں کو زبان سے لوٹنا اور انسانیت کو بدنام کرنا تھا کوئی بھی مسلمان شخص مردوں کے ساتھ ایسا نہیں کرتا تھا مگر وہ ذلیل کتے انسان یہ کام کر رہے تھے۔

میں ڈیوٹی پر تھا میری ڈیوٹی اکثر رات بارہ بجے سے لے کر صبح چھ بجے تک لگواتا ہوں کیونکہ اس دوران میں نہ تو لوگوں کا رش ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ٹینشن۔ شام کو میرے دوست نے مجھے فون پر کہا کہ یہاں کسی دن آؤ میں نے تم کو ایک بابا جی ملانا ہے جن کے پاس ایک بہت ہی حیران کن کہانی ہے ہم نے وہ کہانی سنی ہے توبہ یار انسان کو درندے بنتے ہوئے انہوں نے دیکھا ہے دوست کی باتیں سن میں کافی حیران ہوا میں نے سوچا کہ اس کے گھر جا کر اس بارے میں پوچھ گچھ کروں گا کچھ دنوں بعد میں گھر چھٹی پر گیا تو میں سیدھا دوست کے گھر چلا گیا۔ اور ان سے تفصیلی بات کی دوست نے کہا صبح میں تم کو بابا کے پاس لے چلوں گا وہ تم کو وہ کہانی سنائیں گے جو ہم نے بھی سنی ہے۔

میں تجسس میں تھا کہ پوری رات میں سو نہ سکا لہٰذا دوسرے دن میں بزرگ کے پاس چلا گیا اور ان کو سلام کرنے کے بعد میں نے ان سے کہا بابا جی مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے انسانوں کو درندہ بنتے ہوئے دیکھا ہے۔

میری بات سن کر انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے اور پھر میرے کہنے پر انہوں نے کہانی سنائی کہ شام نگر میں ارشد اور منیر دونوں بھائی رہتے تھے ان کا والد کافی عرصہ پہلے فوت ہو گیا تھا اس وقت وہ جوانی کی حدوں میں آ رہے تھے ان کی بوڑھی ماں نے ان کو پالا مختلف گھروں میں کام کاج کر کے کسی سے مانگ کر یا مطلب جیسے بھی اس نے ان کو نہ صرف پالا بلکہ ان دونوں کی شادیاں بھی کیں ماں کو اپنے دونوں بیٹوں سے بہت محبت تھی اور وہ بھی اپنی ماں پر جان چھڑکتے تھے مگر ان کی جو بیویاں آئیں تو انہوں نے ان کی ماں کو اپنی جوتی پر رکھا اور اس کا جینا حرام کر دیا بوڑھی ماں اپنے بیٹوں کی خاطر یہ برداشت کر گئی اور کوئی شکایت نہ کی دن کو دونوں بھائی قریبی جگہ کام کرتے اور شام کو تھکے ہارے واپس آتے ایک بار ان کی بیویوں نے طیش میں آ کر اپنی ساس کو بہت مارا اور لہولہان کر دیا ماں نے اس کی شکایت اپنے بیٹوں سے کی اور اگلا پچھلا سارا حساب کتاب کھول دیا بیٹوں نے یہ سن کر اپنی بیویوں کو بہت مارا اور گھر سے نکال دیا ان کی بیویاں بھی شاید ہٹلر کے خاندان سے تھیں فوراً گھر جا کر جھوٹ موٹ کا قصہ سنایا اور بھائیوں نے ان دونوں پر ہلہ بول دیا۔ ان کی وہ ٹھکائی کی بس پوچھئے مت ماں اپنے لخت جگروں کو چھڑانے آئی تو اس کی سمدھن نے اس کا وہ حال کیا اپنی بیٹیوں کے ساتھ کہ پوچھئے مت۔

بحرحال ان کا گھر خراب ہو گیا مطلب یہ کہ ان کی بیویاں ہمیشہ کے لیے ان سے روٹھ کر میکے چلی گئیں منانے کی لاکھ کوشش کی مگر بے سود۔ کچھ عرصہ تک کوشش جاری رہیں مگر کچھ نہ ہوا وہ نہ آئیں بلکہ جو بھی ان کو منانے آتا اس کی وہ حالت کرتیں کہ پوچھئے مت بحرحال کچھ عرصہ بعد ان کی ماں ان کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلی گئیں۔ مطلب مر گئیں۔ عزیز و اقارب کی ان سے بنتی نہیں تھی کسی نے کچھ ساتھ نہ دیا روٹی ہوٹل پر کھاتے یا خود بناتے اور باقی کام بھی خوف ہی کرتے ایک بار منانے کے لیے بیگمات کے پاس گئے واپسی پر گھر سے ایسے نکالے گئے کہ جیسے ہیروئن یا پاؤڈر کا عادی کپڑے

www.iqra.edu.com

پھاڑے عام طور پر دکھائی دیتا ہے یعنی مارا الگ اوپر سے جو کچھ پیسے تھے وہ بھی نکال لیے اور کپڑے بھی پھاڑ دیئے نوے کلومیٹر کا سفر پیدل چلنے کے بعد ان کو گھر آنا پڑا کیونکہ جس سے بھی مدد لی اس نے نشئی سمجھ کر ان کو دھکے دیئے۔

یوں ان کی زندگی کی گاڑی چلنے لگی کام کاج کرنے لگے اور زندگی گزرانے لگے ارشد ایک بار سخت بیمار ہوا اس کے علاج پر کافی خرچا کیا گاؤ وہ ٹھیک تو ہو گیا مگر غربت نے ان کو گھیر لیا جو کچھ بھی تھا وہ تو علاج پر لگ گیا تھا کچھ پاس ہوتا تو کھاتے یا پہنتے بحرحال اب گزارہ مشکل ہونے لگا نوبت مانگنے پر آ گئی کچھ عرصہ تو محلے والے ان کو ایک ادھ روٹی اور سالن دیتے رہے پیٹ بھر کر نہ ملنے سے وہ کمزور ہوتے چلے گئے دیہاڑی ان سے ہوتی نہیں تھی اور ادھار کوئی دیتا نہ تھا پہلے والے پیسے بھی ان کو بخشوانے پڑ گئے تھے یوں آہستہ آہستہ محلے والے اور عزیز اقارب نے ان سے منہ موڑ لیا جو ایک ادھ روٹی ملتی تھی وہ بھی بند ہو گئی فاقے ہونے لگے گھر کا جو بھی سامان تھا وہ بیچ کر کچھ قرض اتارا گیا اب کچھ بھی نہ تھا کہ وہ بیچ دیتے کام ان سے نہیں ہوتا تھا یوں دو دن ان کو سوائے پانی کے کچھ بھی کھانے کو نہ ملا بھوک سے برا حال تھا ارشد بھوک مٹانے باہر گیا کہ شاید کوئی اللہ والا ان کو کھانے کے لیے دے دے مگر کسی نے ایک پائی بھی نہ دی بھوک نے سب سوچیں ختم کر ڈالیں تھیں۔

اسے دن بھر مانگتے ہوئے گزر گیا شام کو مگر کچھ بھی نہ ملا۔ بازار میں کھانے کی چیزیں تو تھیں مگر جیب میں کچھ نہ تھا کہاں سے خریدتے مایوس واپس لوٹنا پڑا راستے میں ایک جگہ کھانے پینے کی دکان دیکھ کر ارشد سے رہا نہ گیا وہ جلیبیوں پر ٹوٹ پڑا مگر دکان کے مالک نے ایک ٹکڑا بھی اس کے منہ میں نہ جانے دیا الٹا اتنا مارا کہ وہ لہولہان ہو گیا۔

گرتا پڑتا وہ واپس گھر آنے لگا تو راستے میں اسے ایک مرا ہوا کتا ملا جو شاید کسی ٹرک کے نیچے آ گیا تھا اور اس کا جسم دو حصے ہو گیا تھا اس کے اندر اعضا دکھائی دے رہے تھے اور بدبو آ رہی تھی کتے کے گوشت کو دیکھ کر اور بھوک کے مارے اس سے رہا نہ گیا۔ اس نے اسی مردہ کتے کو بغل میں اٹھا کر چھپایا اور گھر لایا فوراً اسے کڑھائی میں ڈالا اور چولہے پر رکھ دیا آگ جلائی اور پانی بھی کڑھائی میں ڈالا میز بھوک سے بے ہوش ہو چکا تھا اور کھانا کھانا مانگ رہا تھا اس نے تیزی سے کتے کے گوشت کا ادھ بھونا ہوا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈالا اور وہ اسے آہستہ آہستہ چبانے لگا اور حلق سے اتارنے لگا۔

گوشت کھانے سے اس کے اندر کچھ ہمت پیدا ہوئی اور وہ اٹھ بیٹھا اور بھائی سے مزید گوشت مانگا بھائی نے اسے تھوڑا سا صبر کرنے کو کہا مگر وہ نہ مانا اور وہ مانتا بھی کیسے تین دن سے جو وہ بھوکا تھا بھوک اس سے اب برداشت نہیں ہو رہی تھی وہ تیزی سے اٹھا اور کڑھائی کو اتار لیا اور اس میں موجود کتے کے گوشت کو ہاتھ کی مدد سے کھانے لگا گوشت بہت گرم تھا اس نے اس کے ہاتھ جلائے منہ بھی جلایا مگر وہ پاگلوں کی طرح کھانے لگا وہ حرام جانور کے حرام گوشت کو ایسے کھا رہا تھا کہ جیسے وہ بکرے کا گوشت ہو ارشد نے بھی اسے کتے کے گوشت کو جی بھر کر کھایا جب بھوک مٹ گئی تو تب عقل نے کہا۔

تم نے کیا کیا ایک کتے کا گوشت کھا لیا مگر دل نے اور پیٹ نے کہا اور کیا کرتے شکر ہے کہ یہ بھی ملا شاید ان کو تو بھی آ جاتی مگر جب پیٹ بھر گیا تو قے کا کیا سوال۔ یوں وہ انسانوں سے درندے بن گئے مرے ہوئے یا زندہ کتے یا مرغی یو جو بھی جاندار ان کو ملتا وہ بھوک سے کھانے لگے اور اپنی

بھوک کو مٹانے لگے کچھ عرصہ تو یونہی گزر گیا۔ اور ان کا پیٹ ہر روز بھرنے لگا مگر کچھ عرصہ بعد یہ سلسلہ بھی رک گیا کیونکہ اس گاؤں میں جو آوارہ کتا یا بلیاں تھیں وہ سب کی سب اب ان کے پیٹ میں تھیں جب یہ بھی سارے کام آ گئے تو پھر سے فاقے ہونے لگے اور اس دوران ان کے محلے کا ایک نوجوان لڑکا فوت ہو گیا وہ اس کے جنازے میں گئے ستائیس سال کا عمران ان کے ساتھ بہت ٹھیک تھا وہ ان کی روز کچھ نہ کچھ مدد کرتا تھا اب وہ آسرا بھی چلا گیا تھا شام کو اسے دفنایا گیا۔ تو وہ دفناتے وقت تک قبر کے پاس ہی رہے عمران کے مرنے کا دکھ سب سے زیادہ ارشد کو اور منیر کو تھا وہ بہت روئے بحرحال جب سارے واپس آنے لگے تو ان کو بھی ساتھ لے آئے اور رات کا کھانا ان کو دیا کافی دنوں بعد ان کو انسانی خوراک جو کہ انسان کھاتے تھے یعنی روٹی اور سالن ملا ایک بار تو روٹی کو دیکھ کر بھائیوں کے آنسو روانہ ہو گئے کیونکہ کافی عرصہ سے وہ جانوروں کا حرام گوشت کھا رہے تھے اور اب ان کی عادت بن چکی تھی روٹی کھانے لگے تو روٹی نے ان کو مزہ نہ دیا بلکہ ان کو روٹی کھاتے آنے لگی۔ ان کا پیٹ اس روٹی کو قبول ہی نہیں کر رہا تھا ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے روٹی ان کے لیے اجنبی یا حرام کھانا ہو انہوں نے کوشش تو بہت کی مگر دونوں سے زیادہ نہ کھا سکے وہ انسان ہو کر بھی اب انسانی غذا نہیں کھا پا رہے تھے۔

روٹی نے ان کو بالکل مزہ نہ دیا اور بھوک ویسی کی ویسی رہی مجبوراً اٹھنا پڑا اور وہی کھانا جو وہ روز کھاتے تھے اسے ہی ڈھونڈنا پڑا مختلف گلیوں میں گھومے اور گاؤں کے باہر کا بھی چکر لگایا کہ شاید کوئی کتا یا بلی مل جائے مگر نہ ملا وہ قبرستان میں آئے جو عام طور پر کتوں کا مسکن ہوتا ہے مگر سارے قبرستان کا چپا چپا چھان مارا کچھ نہ ملا بھوک نے پھر ان کا برا حال کر دیا چلنا بھی دوبھر ہو گیا تو اسی عمران کی قبر پر آ بیٹھے جوں جوں ٹائم گزر رہا تھا بھوک کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا کھانے کو کچھ بھی نہ تھا کہ وہ کھاتے اتنی سکت بھی نہیں تھی کہ گھر چلے جاتے یا مزید گشت کرتے سوچ سوچ کر پاگل ہونے لگے کہ کھانا کہاں سے ڈھونڈا جائے مگر عقل میں کچھ نہ آیا مجبوراً ہاتھوں کو کاٹنے لگے۔

ارشد نے اپنے بازو پر کاٹا تو دانت جلد کو چیرتے ہوئے اندر گھس گئے اور خون ان کے منہ پر لگا تو ذائقہ اچھا لگا تو اس نے نکلنے والا سارا خون چوس لیا اور زبان پھیری بازو پر دماغ نے کچھ کام کیا تو اس کے عقل میں ایک بھیانک منصوبہ آیا اس نے ہاتھوں سے عمران کی قبر کھودنی شروع کر دی بھوک سے ہلنا بھی مشکل تھا مگر جو ترکیب اس کے دماغ میں اپنا خون اور گوشت چاٹ کر آئی تھی اس پر عمل کرنا ضروری تھا منیر نے بھی اپنے بھائی کی مدد کی وہ کچھ نہ سمجھا کہ وہ کیوں قبر کھود رہا ہے بس وہ اس کا ہاتھ بٹاتا رہا سری قبر کھود کر انہوں نے لاش کو باہر نکالا اور سائیڈ پر رکھ کر قبر بند کی۔

اس کام میں ان کو کافی ٹائم لگا اور حلق سوکھ کر کانٹا بن گیا پیٹ سکڑ گیا ہلنے کی سکت بھی نہ رہی مجبوراً یا جیسے تیسے قبر بند کی اور مردہ عمران کو گھر لائے اسے کاٹا گوشت کی بوٹیاں بنائیں اور بھونا اور چار دن میں مردے کا سارا گوشت کھا گئے یوں ان کو کھانے کا نیا ذریعہ مل گیا اور انہوں نے کم سے کم دو سال تک مختلف مردوں آوارہ کتوں بلیوں کو کھایا ان کا ٹائم اچھا گزرنے لگا مردے کا کفن وہ لالچی دوکانداروں کو سستے داموں بیچ دیتے کچھ پیسے ملتے تو رکھ لیتے جب کچھ جمع ہو گئے تو چھریاں اور رسّو کے اور کدال وغیرہ خرید لیں جو بچ گیا وہ نمک اور مرچیں لے لیں اور کچھ کپڑے سلوا لیے۔

القصہ مختصر کہ دو سال انہوں نے اسی طرح

گزار دیئے مرنے والے تمام مرے رات کو قبرستان سے غائب کر دیتے اور ان کا گوشت کھا جاتے مردے کی ہڈیاں وہ گھر کے صحن میں دبا دیتے انسانوں کے بھیس میں بن جانے والے یہ درندے نہایت ہی چالاکی سے کام کرتے گئے کسی کو کان وکان کچھ بھی خبر نہ ہوئی کہ ان کے گاؤں میں کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے انسانی غذا سے ان کا کچھ بھی لینا دینا نہیں تھا وہ اس غذا کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے کہ ہے کیا ان کا یہ کہنا تھا کہ کتے اور انسان کا گوشت بہت ہی لذیذ ہوتا ہے ان کو اتنا مزہ دیتا ہے کہ وہ ہلال جانوروں کی جانب آنکھ کر بھی نہیں دیکھتے ۔انسانی اور کتے کا گوشت حاصل کرنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

قسمت نے ان کا ساتھ دیا وہ برابر اپنے کام میں بزی رہے اور کسی کو کان وکان کچھ خبر نہ ہوئی ایک بار وہ مردہ لے کر رات کو گھر آئے اس کی ران کاٹی اور کھا کر سو گئے محلے والوں میں سے چونکہ ایک بچہ تک بھی ان کے گھر نہیں آتا تھا اس لیے وہ مردے کو ویسے ہی چارپائی پر ڈال دیتے اور اوپر کچھ کپڑا وغیرہ ڈال دیتے اور بے فکر ہو جاتے خیر صبح ان کے گھر پڑوسیوں کا کتا گوشت کی بو سونگھ کر آیا ٹو ان کی نظر پڑ گئی کتے کو دیکھ کر ان کے منہ میں پانی آ گیا موٹا تازہ کتا ان کے سامنے تھا۔

جس میں گوشت کی کافی مقدار تھی وہ مردے کو چھوڑ کر کتے کی جانب لپکے مردے کی دوسری بوٹیوں کی شکل میں کڑھائی میں چولہے پر پک رہی تھیں کتا بھاگ کر گلی میں چلا گیا اور دونوں احتیاط سے اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے ہو لیے کتا تیزی سے بھاگتا ہوا مختلف گلیاں عبور کرتا گیا اور وہ بھی بھاگتے بھاگتے کتا کافی دور نکل گیا تھا اور قبرستان میں آ گیا مسلسل بھاگنے سے اس کے منہ سے پسینہ پانی کی طرح بہہ رہا تھا مگر وہ اپنے پیچھے پڑے دو انسانوں کے ہاتھ نہیں آنا چاہتا تھا مگر بھاگ بھاگ کر اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ قبرستان میں ایک کہ تھکن سے نڈھال ہو کر گر پڑا اور لمبے لمبے سانس لیتا ہوا سانس درست کرنے لگا۔

اس نے اپنے آپ کو ان انسانوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا اور یہ دیکھنے لگا کہ وہ اس کے ساتھ کرتے کیا ہیں ارشد اور منیر نے کتے کو گرتا ہوا دیکھ کر تیزی سے اس کی جانب لپکے اور کتے کو پکڑ کر اس کی گردن مروڑ دی ان دونوں کے بھی سانس پھولے ہوئے تھے مگر کتے کو دیکھ کر ان کی ساری تھکاوٹ دور ہو گئی تھی وہ خواب خیال میں اس کتے کے گوشت کو کھانے کا تصور کرنے لگے تھے کتا بغیر کوئی آواز پیدا کیے مر گیا ان دونوں نے اسے ایک جگہ رکھ دیا اور اس جگہ پر نشانی رکھ دی تاکہ رات کو اسے اٹھانے میں کوئی دقت نہ ہو۔

پڑوس کی کتے کی مالکن جس نے کتے کو ان کے گھر آتا ہوا دیکھا تھا وہ کتے کو پکڑ کر گھر لانے کے لیے گھر گئی کافی عرصہ بعد وہ اس گھر میں داخل ہوئی تھی تو اسے ایک عجیب سی وحشت ہوئی ڈر سا اسے لگا اسے ایسے لگا کہ جیسے اس گھر میں انسان نہیں بلکہ جن بھوت رہتے ہوں ہڈیوں کی جگہ جگہ جالے عجیب سی بدبو اجڑا ہوا گھر کوئی شے کدھر پڑی ہوئی تھی اور کوئی کدھر صحن بھی جگہ جگہ سے کدھا ہوا تھا کھدے ہوئے صحن والی جگہ پر کھیاں بھنبھنا رہی تھیں جیسے کہ اس کے اندر کوئی مردہ جانور ہو اور بدبو بھی وہی سے اٹھ رہی تھی اس نے ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔

کوئی ہے ۔پینتیس سالہ عشرت نے یہ فقرہ تین مرتبہ کہا مگر اسے کوئی جواب نہ ملا وہ اندر کمرے میں گئی تو کڑھائی میں گوشت پک رہا تھا اور وہاں بھی تیز بدبو پھیلی ہوئی تھی اس کا وہاں مزید رکنا محال ہو گیا وہ تیزی سے باہر کو مڑی مڑتے وقت اچانک

اور ان کے جسموں کو کاٹنے والا سامان دیکھا تمام لوگوں میں خبر آگ کی طرح پھیل گئی جو بھی یہ سنتا وہی بھاگا ہوا چلا آتا۔اور پھر کسی نے پولیس کو بھی اطلاع دیا اور پھر پولیس آئی لاش کو قبضے میں کر لیا گیا سارے سامان کی تلاشی لی گئی۔

کافی سارے کفن اور چھریاں ٹوکے بھی برآمد ہوئے کھدی ہوئی جگہ پر کھدائی کی گئی تو وہاں سے ہڈیاں نکلیں جن کا ٹیسٹ کرایا تو پتہ ان میں کچھ انسانوں کی تھیں اور کچھ کتوں کی۔ لوگوں نے ان دونوں کی تلاش شروع کر دی اور قبرستان سے واپس آتے ہوئے ارشد اور منیر کو بھی گاؤں والوں نے چپکے سے پکڑ لیا ریحان کے گھر والوں کا سب سے برا حال تھا انہوں نے ان دونوں کو مار مار کر برا حال کر دیا۔

انہوں نے مار کھانے کے بعد تمام کہانی کہہ سنائی تمام لوگ ان کی سنائی ہوئی کہانی سن کر توبہ توبہ کرنے لگے یوں انسانوں کے درمیان رہتے ہوئے درندے بالآخر اپنے انجام کو پہنچ گئے ۔آج بھی لوگ ان کی کہانی کو یاد کر کے کانپ سے جاتے ہیں۔

میں کہانی سننے کے بعد حیران سا رہ گیا کہ دنیا میں کیسے کیسے لوگ رہتے تھے اور کیسے کیسے گھناؤنے کام کرتے تھے کیا ایسے لوگ انسان کہلانے کے قابل ہوتے ہیں ہرگز نہیں ۔شام نگر دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہو لیکن تھے تو وہ انسان جو انسانوں کے روپ میں انسانوں میں رہتے ہوئے بھی انسان نہ تھے۔امید ہے آپ کو میری کہانی پسند آئے گی۔

---

www.lurtech.com

آواگون

---تحریر: این اے کاوش۔سلانوالی۔سرگودھا---

ناصرہ کو مرے ہفتہ ہو چکا تھا سب کا رو رو کر برا حال تھا خصوصا فائزہ اور سدرہ کا کچھ لوگوں نے احسان کو منحوس ٹھہرایا کہ اس کے قدم گھر میں پڑتے ہی ان پر آفتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں ناصرہ کی موت ارسلان کی گم شدگی آج احسان کو اندازہ تھا منحوس کا لقب کتنی اذیت دیتا ہے وہ اپنی بیوی کو مسلسل صبر واستقامت اور دلاسہ دے رہا تھا کہ ارسلان جلد مل جائے گا۔ادھر شام کو بلاول امام صاحب کو لے آیا کیونکہ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ ان کے پاس نورانی علم تھا جس کی بدولت وہ جن نکالنے گم شدہ چیزوں کا حساب لگاتے ہیں اور تعویذ دھاگے کا کام بھی کرتے تھے۔مختلف بیماریوں کے لیے ان کے تعویذ بہت کارآمد ثابت ہوتے تھے انہوں نے حساب لگایا اور پھر جو جو انکشاف کئے انہوں نے سب کو سر تا پاؤں ہلا کر رکھ دیا ناصرہ کی جدائی اور پھر جب پتہ چلا کہ ارسلان کو مار کر اس پر بدروح نے قبضہ جمایا ہوا ہے تو ماتم کدہ دونوں گھروں میں رونے اور چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں سب کی حالت ماہی بے آب کی سی ہوگئی تھی اور جنگل میں آگ کی طرح یہ بات پورے شہر میں پھیل گئی کہ مسٹر احسان صاحب کے بیٹے پر کسی بدروح کا قبضہ ہے اور مسلسل ہونے والے قتل وغارت کا ذمہ دار وہی ہے۔

ارسلان بیٹا کیا بات ہے یوں اب سیٹ کیوں بیٹھے ہو ارسلان کی ماں نے اس کے روم میں اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا میں دیکھ رہی ہوں کچھ دنوں سے پریشان نظر آرہے ہو۔

نہیں امی کچھ نہیں آپ ٹینشن مت لو ارسلان نے ٹالتے ہوئے کہا۔

کیا مجھے نہیں بتاؤ گے تم اس کی امی نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا۔

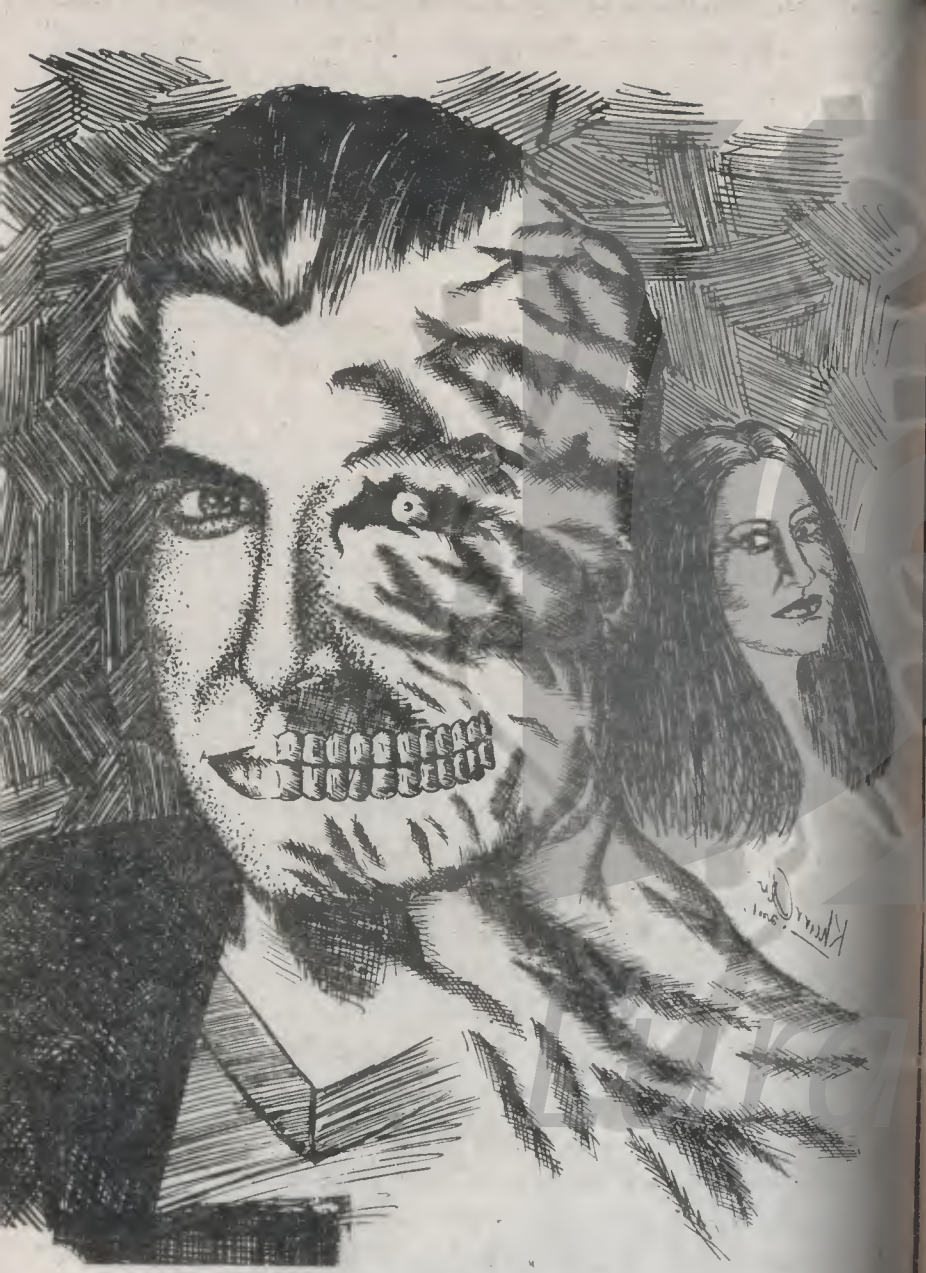
امی وہ کالج والے ٹور پر جارہے ہیں میرے سب فرینڈز جارہے ہیں اور سب مجھے بھی کہتے ہین کہ ساتھ آؤ سب میرا مذاق اڑاتے ہیں کہ میں اکھس ہوں اس لیے نہیں جاتا۔ارسلان نے نم آلود لہجے میں کہا تو ماں کا دل پسیج کر مٹھی میں آگیا۔

بس یہی بات تھی پاگل چل تو تیاری کر کے کالج جا اور اپنا نام بھی لسٹ میں درج کروا کے آنا اور پیسوں کی ٹینشن نہ لے۔ماں نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ارسلان جسے سب پیار سے شانی کہہ کر پکارتے تھے ماں کی گومی لینا تھا انگشت بدنداں نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

ماں مگر۔اس کے بولنے سے پہلے ہی ماں نے اسے چپ کرا کے رکھ دیا جو کہا ہے وہ کرو ناشتہ کرو تیار ہو کر کالج جاؤ اور لسٹ میں اپنا اندراج کروا کے آنا میں پیچھے تمہاری پیکنگ مکمل کر کے رکھ دوں گی اور جانا کب ہے ماں نے پیار سے پوچھا۔

بس ماں سات دن رہ گئے ہیں اس ماہ کی چودہ تاریخ کو جارہے ہیں شانی بولا۔

چل ٹھیک ہے ناشتہ تیار ہے تیار ہو کر نیچے آؤ



www.luratech.com

جلدی پھر ناشتہ کرتے ہیں اس کے ماں نے کہا
۔ماں اسے ہدایت کر کے کمرے سے باہر نکل گئی
شانی خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا وہ خوشی سے
باغ باغ ہو گیا تھا اچھلتا کودتا ہوا وہ باتھ روم میں گیا
زندگی میں پہلی بار آج وہ کچھ زیادہ ہی خوش تھا باپ
کی وفات کے بعد حالات کی بدلی کروٹ نے
دونوں ماں بیٹوں نے کیسے کیسے حالات کا مقابلہ
کیا تھا یہ وہی جانتے تھے مگر حالات کے آگے ہتھیار
ڈالنے کی بجائے مسز احسان نے دن رات محنت
کر کے اپنے بیٹے کو پڑھا کر لوگوں کے کام کاج
کر کے کپڑے سلائی کر کے حالات کا مقابلہ کیا
اور اپنے بچے کو اچھے کالج میں ایڈمشن لے کر دیا اور
شانی نے بھی حق ادا کیا اور دن رات محنت کر کے
اچھے نمبروں سے انٹر پاس کیا اور یونیورسٹی میں
اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا کالج میں یادگار کے طور پر
سٹوڈنٹس اور ٹیچر نے ایک ٹوڑ کا ارادہ بنایا تھا تا کہ
ان یادگاروں کو ہمیشہ یاد رکھنا جائے یہ ٹوڑ ٹوٹل
پندرہ دن کا تھا جس کے لیے اسپیشل ایک وین پندرہ
دن کے لیے بک کروائی گئی تھی اور وہاں ساتھ
جانے والے ایک ٹیچر کے عزیز کی کوٹھی خالی تھی یہ
پندرہ دن وہاں گزارنے تھے یہ ٹوڑ مری جیسے
خوبصورت علاقے میں جا رہا تھا تا کہ فل انجوائے
کیا جائے اسی ماہ کی چودہ تاریخ کو یہ ٹوڑ روانہ
ہونا تھا اس ٹوڑ پر جانے کی مکمل تیاری کی جا رہی تھی
۔

سب دوست کنٹین پر بیٹھے آنے والے
حالات کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے یہ ٹوٹل
نو دوست تھے اس ٹور پر ٹوٹل تیرہ لوگ تھے جن مین
نو سٹوڈنٹس اور چار ٹیچر شامل تھے جن کے نام
امجد۔ افضل۔ آصف۔ مقصود ارسلان۔ جمیل
۔عالیہ۔کائنات۔ اور ناز سٹوڈنٹس میں جبکہ قیصر
۔ٹیپو۔حفیظ اور میڈم انیلہ شامل تھے اس وقت سب
ان پندرہ دنوں کے بارے میں پلاننگ کر رہے
تھے لڑکیوں کی باتیں تو ڈریس میک اپ سے شروع
ہو کر انہی چیزوں پر ختم ہوتی جبکہ کوئی لڑکا ڈیجٹل
کیمرہ کوئی کچھ کوئی کچھ کہہ رہا تھا جبکہ شانی کے
مائنڈ میں ایک ہی بات ہتھوڑے برسا رہی تھی کہ
امی اس کے لیے پیسوں کا ارینج کہاں سے کرے گی
اسے خیالات کی دنیا میں گم دیکھ کر جمیل نے اسے
مخاطب کیا۔

برادر آپ کہاں گم ہیں کہیں خیالات میں تو
مری نہیں پہنچ گئے یار صبر کرو تھوڑے دن رہ گئے ہیں
ہم نے تمہارے ساتھ جانا ہے جمیل کی بات سن کر
سب ہی ہنس دیئے جبکہ ارسلان زیر لب مسکرا کر رہ
گیا۔

لگتا ہے صاحب بہادر کسی اور ہی سوچ میں گم
ہیں ۔کس کے علاوہ اکیلے رہنے کے تخیل سے
پریشان ہیں کائنات نے لقمہ دیا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے بس ویسے ہی آپ
لوگوں کی باتیں سن رہا تھا شانی زیر لب مسکراتے
ہوئے دھیمے لہجے میں بولا۔

ہماری باتیں سن رہے ہو یا کسی اور کی باتیں
دل و دماغ میں گردش کر رہی ہیں امجد بولا۔ارے
یار بات یہ نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ دھمکی ملی
ہوگی کہ اگر وہاں گئے تو ہم سے جاؤ گے۔جمیل نے
دوبارہ لقمہ دیا تو۔کوئی بات نہیں جناب انہیں بھی
ساتھ لے آئیں ٹوڑ کا ٹوڑ اور ساتھ کا ساتھ اور یہ
ٹور یادگار سفر بن جائے گا اور پیار کرنے کا اصل مزہ
تو آتا بھی مری میں ہی ہے شادی کے بعد امید ہے
وہ بھی ہنی مون کے لیے مری کا ہی انتخاب کرے گی
مقصود نے شانی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا
جواباً شانی نے صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کیا کہ میں
آپ لوگوں کو کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ مجھے اس بات

کی زیادہ پریشانی لاحق ہے کہ امی گھر میں اکیلی ہیں
چلے تو میں ان کے پاس ہوتا تھا اب وہ گھر میں
اکیلی رہ جائیں گی اور پریشان ہوں گی۔ شانی کی
بات سن کر سب نے مزید اس ٹاپک پر لب کشائی
سے پرہیز کیا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس
کے جانے کے بعد ناصرہ اس کی والدہ کا ہر ممکن
دھیان رکھے گی ناصرہ اس کی ماموں کی بیٹی تھی
اور وہ بھی انہیں کی طرح بس نارمل حالات سے
دوچار تھے۔اور ویسے سب سے بڑی بات ناصرہ
اس کی منگیتر بھی تھی اور جلد ہی دونوں کی شادی ہونے
والی تھی ناصرہ نے ایف اے کر لیا تھا اور ایل ایچ
وی کر کے ایک پرائیویٹ ہسپتال میں فرسٹ ٹائم
جاب کر رہی تھی جبکہ سیکنڈ ٹائم گھر میں ہی کلینک بنایا
ہوا تھا جس کی وجہ سے اچھی خاصی آمدن مل رہی تھی
ناصرہ کا باپ بلاول ایک کمپنی میں ملازم تھا اس کی
بھی اچھی آمدنی تھی ناصرہ کی ماں سدرہ بی بی گھر کی
چار دیواری تک محدود تھیں گھریلو کام کاج تک ہی
محدود تھیں ناصرہ کے دو بھائی علی اور صائم تھے علی
میٹرک جبکہ صائم نویں کلاس کے سٹوڈنٹس تھے۔

چائے کا کپ پی لینے کے بعد شانی اٹھ کر
وہاں سے چل دیا جبکہ باقی سب وہیں گپ شپ
میں ہی مصروف رہے شانی چھٹی کے فوری بعد گھر
پہنچا تھا اپنا ٹائم ان کے ساتھ ضائع نہیں کرتا تھا
وہ اپنی ماں کی زیادہ ٹینشن تھی کیونکہ وہ ماں باپ
کا اکلوتا بیٹا تھا اور ماں اسے ایک پل بھی نظروں
سے اوجھل نہیں ہونے دیتی تھی اور وہ انشت یدنداں
خاموش بنا کسی چوں چراں کے اجازت مل گئی تھی۔

مسز احسان کنگن ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی یہ کنگن
پچھلی رات کو اسے احسان صاحب نے منہ دکھائی
میں تحفہ دیا تھا اور اسے آج تک اس نے سنبھال کر
رکھا ہوا تھا مگر آج بیٹے کی خوشی کی خاطر اسے بیچنا
پڑ رہا تھا اسے جیولر شاپ پر کافی اسے سیل کیا وہ
کنگن پچاس ہزار میں فروخت ہوا فروخت کرتے
وقت اس کی آنکھوں میں چمکتے ہوئے گوہر ہائے
آبدار کو دکان کے مالک نے اچھی طرح اور واضح
طور پر محسوس کیا پیسے لے کر وہ بازار گئی اور بیٹے کے
لیے کچھ شاپنگ کی تین نئی پینٹ شرٹ اور ایک
ٹو پیس خریدا ایک گرم کوٹ لیا اور واپس آ گئیں اندر
سے اس کا دل کرچیاں کرچیاں ہو چکا تھا گھر پہنچ کر
اس نے بقایا پیسے احتیاط سے رکھ دیئے اور خود بیڈ پر
جا کر تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی ماضی کی تکلیف دہ
اور کرب بھری یادوں نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ
ماضی کی تکلیف دہ دلدل میں پھنستی چلی گئی اور ماضی
کی فلم اس کے دماغ میں چلنے لگی اور ماضی کی
یادوں کے شکنجے میں بری طرح جکڑتی چلی گئی۔

فائزہ اور احسان کی من پسند شادی ہوئی تھی
فائزہ کے والدین مڈل طبقے سے بی لانگ کرتے
تھے جبکہ احسان کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق
رکھتا تھا فائزہ کے پرینٹس اس کے بھائی بلاول کے
پاس رہتے تھے فائزہ اور بلاول دو ہی بہن بھائی
تھے اور دونوں ہی کافی پیار تھا بلکہ سارے گھر نے
میں کافی پیار و محبت تھا اوپر سے بلاول کی وائف
سدرہ بی بی بہت اچھی بیوی ثابت ہوئی تھی وہ ان
کے والدین کی اپنے والدین سمجھ کر خدمت کیا کرتی
تھی احسان اپنا ذاتی بزنس کرتا تھا اور فائزہ اس
کے پاس بطور سیکرٹری کام کرتی تھی فائزہ کا حسن
و جمال میں اپنی مثال آپ تھی احسان پہلی ہی نظر
میں اس کا گرویدہ ہو گیا تھا اور گزرتے دنوں میں
ان میں ہر قسم کی جھجک ختم ہو گئی تھی تو احسان نے
اسے شادی کے لیے پوچھا تو فائزہ دکاوہی جواب
تھا جو مسلمان عورت اور عزت دار عورت جیسے اپنے

www.luratech.com

والدین اور بہن بھائیوں کی عزت پیاری ہو وہ وہ دے سکتی ہے۔

سر ایک تو آپ کا اور ہمارا کوئی جوڑ نہیں ہے آپ کا شمار شہر کے رئیس زادوں کی فہرست میں ہوتا ہے جبکہ میں مڈل طبقے سے تعلق رکھتی ہوں ہر والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی بیٹی اچھے سسرال میں جائے جہاں اسے نہ کسی چیز کی تنگی ہو اور نہ کوئی پریشانی لاحق ہو لیکن ہم مسلمان لڑکیوں کو ہمیشہ یہی تعلیم ملی ہے کہ کبھی کوئی ایسا کام نہ کریں کہ والدین کی عزت خاک میں مل جائے اور رہی بات سر شادی کی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مگر میرے والدین اگر راضی ہوں تو لہذا آپ اپنے گھر والوں کو ہمارے ہاں بھیج دیں تو بہتر رہے گا اتنا کہہ کر فائزہ چلی گئی اور احسان اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ وہ ایسی عورت ہے جو اپنی عزت کی رکھوالی کرنا جانتی ہے۔ اور دوسرے ہی دن احسان کے گھر والے فائزہ کے گھر جا پہنچے اندھا کیا مانگے چار آنکھیں بھلا فائزہ کے گھر والوں کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا انہوں نے بنا کسی بات ہاں کر دی چٹ منگنی پٹ بیاہ کے ساتھ فائزہ دلہن بن کر سسرال کے گھر پہنچ گئی۔

دن اپنی رفتار سے گزر رہے تھے کہ ایک دن احسان کے ابو کی طبیعت خراب ہو گئی اور کافی زیادہ خوراب ہو گئی اور فوری طور پر ہسپتال ایڈمٹ کروایا گیا ایمرجنسی وارڈ میں اور ان کے ٹیسٹ ہوئے تو رپورٹ آئی کہ احسان کے سر پر جیسے ہتھوڑے برسائے گئے ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق احسان کے والد صاحب کے ساتھ کوئی ایسی سچویشن پیش آئی تھی نہ کبھی اس مرض نے پہلے حملہ کیا تھا۔ ابتدائی طبی امداد کے بعد احسان باپ کو لے کر بیرون ملک روانہ ہوا مگر شاید اب ان کے دن گنے جا چکے تھے راستے میں ہی اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔

اور اسے واپس آنا بیماری کی ابتدا سے لے کر فارن کنٹری جانے تک کافی خرچہ ہو گیا تھا تو دن یہاں بھی اسے ایمرجنسی میں رکھا گیا تھا گھر ماتم کدہ بن گیا تھا سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں احسان کے باپ کو سپرد خاک کر دیا گیا ابھی تین دن گزرے تھے کہ فائزہ نے ایک چاند سے بیٹے کو جنم دیا جس کا نام ارسلان رکھا گیا تھا کہ احسان کے اپ کا نام ارسلان تھا غم و خوشی نے آگے پیچھے اس گھر میں ڈیرہ لگایا تھا ایک طرف جہاں احسان کو اپنے باپ کے ساطرح اچانک دنیا فانی سے کوچ کر جانے کا غم تھا اور اپنی ماں کی حالت دیکھ کر اس کا دل خون کے آنسو بہا رہا تھا وہیں اس گھر کو احسان کے بیٹے ارسلان کی آمد نے خوشیوں کا گہوارہ بنایا اس کا نام دادی نے ہی رکھا تھا دادی ہر وقت پوتے کو اٹھائے رکھتی اور پیار کرتی اور ساتھ ساتھ اپنے جیون ساتھی کی یاد میں روتی رہتی فائزہ اور احسان اسے دلاسہ دیتے کہ مرنے والوں کے ساتھ مرجانے پچھلوں کی خاطر زندہ رہنا پڑتا ہے مگر کسی نے غلط نہیں کہا تھا۔

چھلک پڑتے ہیں آنسو جب یاد کسی کی آتی ہے
یہ وہ بارش ہے جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا

رفیع اللہ کو کرکٹ میچ کا بہت شوق تھا اور اسی شوق نے اسے سکول کی چار دیواری کے قریب بھی بھٹکنے نہ دیا رفیع اللہ کے ابو کی اپنی کپڑے کی شہر میں بڑی سی تین منزلہ عمارت تھی اور تینوں منزلوں پر ہمہ وقت کافی رش لگا رہتا تھا ثمر عباس کی آمدن کافی تھی شہر کے امرہ کی لسٹ ملک ثمر عباس کا نام بھی لکھا جاتا تھا ثمر عباس کے دو بیٹے تھے رفیع اللہ اور تنویر رفیع اللہ شروع سے نالائق اور آوارہ گرد ثابت ہوا تھا آج ہی وہ صبح صبح گراؤنڈ میں کھیلنے

آ گئے تھے آج سنڈے تھا اور مخالف ٹیم کے ساتھ ان کا میچ تھا ایک ایک پوائنٹ دونوں ٹیموں کا تھا اور اج فائنل میچ تھا بیٹنگ کے لیے پہلے رفیع اللہ کی ٹیم تھی رفیع اللہ ہمیشہ چوتھے نمبر پر کھیلنے آتا تھا اب سے شدید پیاس لگی ہوئی تھی گراؤنڈ کے پاس تھوڑے فاصلے پر اس کے ماموں کا گھر تھا ایک فرینڈ کو بتا کر وہ ماموں کے گھر کی طرف چل پڑا اس کے ماموں کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا اس کے ماموں جن کا نام اللہ بخش تھا کافی رقبے کا مالک تھا جانور بھی کافی تھے اور چار اپنے پولٹری فارم بھی تھے اور میٹرک تک تعلیم بھی حاصل کی تھی جبکہ اس کی بیٹی شازیہ بالکل ان پڑھ تھی سب سے بڑی کزن کرن ایم بی اے سیکنڈ ائیر میں تھی اس سے چھوٹی مصباح بی ایس سی کر رہی تھی تیسرے نمبر پر محمد بلال تھا کہ جو سیمپل بی اے کر رہا تھا جبکہ سب سے چھوٹی بیٹی ناصرہ تھی جو کہ ابھی تک میٹرک کی طالبہ تھی رفیع ماموں کے گھر پہنچا اور فریج سے پانی کی بوتل نکالی اس کا زیادہ ٹرٹائم اپنے ماموں یا اپنی پھوپھو کے ہاں گزرتا تھا اپنے کزنوں وغیرہ سے کافی دوستی تھی اس کی رات لیٹ تک وہ لڈو کھیلتے تھے بوتل نکال کر جیسے ہی وہ پیچھے ہٹا یوں لگا جیسے کسی نے س کے پیروں میں ان دیکھی زنجیریں ڈل دی ہوں اس کی آنکھیں پتھرا کر رہ گئیں تھی اس کی نگاہوں کا مرکز روم کے سامنے کیچن میں اس کی کزن مصباح کے ساتھ کھڑی وہ لڑکی تھی جو حسن و شباب میں اپنی مثال آپ تھی کسی مصور کا تخیل لگ رہی تھی قدرت کے تراشے گئے اس انسان کے اندر جادوئی صلاحیتیں تھیں جس نے رفیع اللہ کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا اس بات سے بے خبر کہ وہ یہاں کسی مقصد کے لیے آیا ہے ہاتھ میں پانی کی بوتل مگر ان سب باتوں سے غافل وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے حسن کی دیوی کو دیکھ رہا تھا جو اس بات سے بے خبر کہ وہ چور آنکھیں اس کو دیکھ رہی تھی چار ہی کی وہ مصباح کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹا رہی تھی اور ساتھ ساتھ گپ شپ بھی کر رہی تھی کبھی کبھی تو ان کے قہقہوں کی بازگشت بھی اس کی قوت سماعت سے ٹکراتی تھی اچانک اس مہ جبین کی نظر رفیع اللہ پر پڑی جو ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا اس نے اشارتا مصباح کو بتایا اور مصباح مسکراتے ہوئے اس کچن میں چھوڑ کر اس کی طرف بڑھی کزن کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ ساری بات سمجھ گیا اور اب اسی مہ جبین کی بجائے اپنی کزن کو دیکھنے لگا۔

جناب خیر تو ہے جو میری دوست کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے ابھی کھا جاؤ گے مصباح نے پاس آ کر زیر لب مسکراتے ہوئے کہا جواباً اس نے ہچکچاہٹ بھرے لہجے میں کہا ایسی کوئی بات نہیں میں تو ایسے ہی دیکھ رہا تھا اگر ایسے دیکھتے تو دیکھنے کے بعد گزر جاتے نہ کہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہتے کہیں نہ کہیں دال میں کچھ کالا ہے بلکہ پوری دال ہی کالی ہے بتا دو گے تو فائدے میں رہو گے وگرنہ ہاتھ مسلتے رہ جاؤ گے۔ مصباح نے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے ڈرائینگ روم میں انٹر ہوتے ہوئے کہا رفیع اللہ میز پر پانی کی بوتل رکھ کر صوفے پر بیٹھ گیا مصباح بھی ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئی

اوکے جناب آپ نہیں بتانا چاہتے تو میں چلتی ہوں ابھی کافی کام پڑا ہے کرنے والا مصباح نے کن اکھیوں سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے اٹھتے ہوئے کہا رفیع اللہ نے جلدی سے اس کی طرف رخ موڑا اور بولے کے لیے منہ کھولا مگر الفاظ حلق میں اٹک کر رہ گئے اوہ شرمسار سا ہو گیا ہاہاہا۔ میں سمجھ گئی کہ جناب دل و جان سے فدا ہو چکے ہیں اگر ایسی کوئی بات نہ ہوتی تو میرے بال اور جناب کی مٹھی ہوتی بے

www.luratech.com

کا پہلے کسی کے ساتھ کوئی چکر نہیں وگرنہ آج کل تو لڑکیاں دس دس بار رکھتی ہیں اب ٹینشن نہ لو اب باقی کام میں کروں گی یہ کام تو بس چٹکی بجاتے ہوئے ہو جانا ہے مصباح بولتی چلی گئی اور رفیع اللہ خیالات کی دینا میں اس مہ جبین کے ساتھ خود کو دیکھنے لگا مگر اسے کیا معلوم کہ اس کی یہ کزن اس سے کتنا پیار کرتی تھی اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرنے والا اشکوں کو وہ نہ دیکھ پایا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے دلاسہ دینی والی مصباح کا دل چور چور ہو چکا تھا آج تک وہ یہی سمجھتی آ رہی تھی کہ رفیع اللہ اس اس سے محبت کرتا ہے اور اسی کی محبت کی خاطر گھر آ جاتا ہے بیشتر تو وہ رہتا بھی وہیں تھا تھکے اور منوں وزنی قدموں کو بمشکل گھسیٹتی وہ دروازے کی طرف بڑھی رفیع اللہ کی پشت اس کی طرف تھی دروازے پر رک کر اس نے ایک الفت بھری نگاہ سے رفیع اللہ کو دیکھا جو دینا و مافیا سے بے خبر پانی حلق میں انڈیل رہا تھا مصباح نے ایک لمبی سانس خارج کرتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ سجائی اس کے دل کے گوشے سے یہی صدا آئی کہ ضروری نہیں جسے چاہا جائے وہ بھی اسے چاہے محبت تو ایک فطری عمل ہے محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے اور محبت دین و مذہب غریب و امیر یا کسی کی اچھائی برائی کو نہیں دیکھتی دوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کرتی وہ تیز تیز قدم بڑھاتی کیچن کی طرف چل پڑی جہاں اس کی دوست شدت سے اس کی کمی محسوس کر رہی تھی۔

نجانے اس ہنستے بسے گھرانے کو کس کی نظر بد نے گھیر لیا احسان کو بزنس میں پے در پے نقصان ہونے لگ پڑا سب فائزہ اور اس کے بیٹے کو منحوس کہنے لگ پڑے مگر احسان فائزہ کے ساتھ تھا وہ اس لیے دل چھوٹا نہیں کرتا کیونکہ اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے اس میں بھلا انسان کا کیا قصور بات فاقوں پر آ گئی پہلے پہل بزنس اور گھر گروی رکھا گیا انہی دنوں احسان کی والدہ یہ دینا فانی سے رخصت ہو گئی اس حادثے نے تو احسان کی کمر ہی توڑ کر رکھ دی وہ چور چور ہو کر رہ گیا فائزہ چھپ چھپ کر بچے کو سینے سے لگائے روتی اور ارسلان تین سال کا ہو چکا تھا ادھر گروی کی رقم ادا نہ کرنے کے عوض گھر اور بزنس پراپرٹی کی سرعام نیلامی کی گئی جس کے بعد احسان کے پاس صرف اتنا کچھ بچا کہ عالیشان محل نما اس کوٹھی کو چھوڑ کر فائزہ کے میکے گھر کے ساتھ ایک اپنا گھر لیا اور وہاں شفٹ ہو گئے سسرال والوں سے جہاں تک ممکن تھا انہوں نے ہیلپ کی اور ہمہ وقت اسے دلاسہ دیتے رہتے مگر اس کا دل کرچیاں کرچیاں ہو کر رہ گیا تھا اور وہ خود بھی بیوی اور بچے دونوں کو منحوس گردانے لگا تھا بیوی کو وہ شاذ و نادر ہی بلاتا تھا۔ مگر بیٹے کی تو وہ شکل تک بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس سارے کیے کرنے کا وہ فائزہ سے زیادہ اپنے بیٹے ارسلان کو مجرم ٹھہراتا تھا جس کی وجہ سے پہلے اس کا باپ پھر ماں پھر بزنس اور بعد میں سب کچھ جاتا بنا ہر وقت کو چپ چپ رہنے لگا تھا۔ ابھی اس کے پاس نولاکھ کی ایک معمولی سی رقم موجود تھی جس سے وہ کوئی چھوٹا سا بزنس کر سکتا تھا دوست احباب نے اسے سمجھایا بھی سہی کہ حالات کے آگے ہتھیار ڈالنے کی بجائے حالات کا مقابلہ کرے اپنے لیے نہ سہی اپنے بچے کے لیے جس نے اس کی نسل کو بڑھانا ہے مگر جواباً وہ صرف اتنا ہی کہتا میں اسے اپنا بچہ کبھی بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں جس نے آتے ہی مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا ایسے منحوس لڑکے کو میں اپنی

اولاد ماننے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہوں فائزہ جانتی تھی کہ وہ سر توڑ کوشش کے باوجود بھی احسان کے دل میں اپنے نومولود بچے کے لیے محبت نہیں پیدا کر پائے گی جس کی شکل و صورت تک دیکھنا اسے گوارہ نہیں کیا وہ کبھی اپنے اس بیٹے سے محبت کرے گا۔

ایک دن احسان دوپہر کے وقت گھر آیا تو ارسلان کو فائزہ نے کھانا دیا کہ جلدی جلدی جا کر ابو کو دے آؤ خود کام میں مصروف تھی ارسلان کھانے لے کر باپ کے پاس پہنچا تو چارپائی پر کیچن کی جانب پشت کیے بیٹھا تھا پاپا یہ کھانا لے لو ارسلان نے انتہائی معصومیت سے کھانا اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ارسلان پانچ سال کا ہو چکا تھا اور ماموں زاد کزنوں کے ساتھ اب سکول بھی جاتا تھا احسان نے غصے و نفرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس کی طرف دیکھا فائزہ اس وقت پانی کا جگ بھر کر کیچن سے باہر نکل رہی تھی احسان نے زور سے ہاتھ مار کر کھانا ادھر ادھر گرا دیا یہاں تک کہ سالن ارسلان کے کپڑوں پر گرا احسان نے اسے بازو سے پکڑ کر زور سے دھکا دیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا ماں کے قدموں میں جا گرا فائزہ کے ہاتھوں سے پانی کا جگ گر گیا تھا ارسلان ماں کے قدموں سے چمٹا سہما ہوا تھا تھر تھر کانپ رہا تھا فائزہ کا دل ٹوٹ کر حلق میں آ گرا اور نیچے بیٹے کو ادھورے ہوا اٹھا کر گلے سے چمٹا لیا۔ اس کا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا حالت غیر دیکھ کر ماں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔

اس کی پرچھائی بھی مجھ سے دور رکھو اس منحوس نے پہلے میرا سب کچھ ہڑپ کر لیا ہے اب کیا میرا بیٹا کر دم لے گا اگر دوبارہ میرے سامنے آیا تو میں گلا دبا دوں گا اس کا احسان غصے سے چیخ و تاب کھا کر بولا مگر آج فائزہ بھی چپ رہنے والی نہ تھی اولاد کی محبت نے سے بولنے پر مجبور کر دیا منحوس یہ نہیں ہے مسٹر احسان بلکہ اس رب کے امتحان کا تم سے مقابلہ ہو رہا ہے میں اسے لے کر چلی جاتی ہوں تم سنبھالو اپنا گھر اپنا سب کچھ یہ بڑا ہو کر یہی سمجھے گا کہ اس کا باپ اس کی پیدائش کے بعد مر گیا تھا انسان منحوس نہیں ہوتے مسٹر احسان اگر انسان منحوس ہوتے تو یہ دنیا تہس نہس ہو کے رہ جاتی۔ فائزہ رو بھی رہی تھی اور بول بھی رہی تھی احسان نے اسے ٹوکا تو اب تمہارا بیٹا انوکھا تو نہیں ہے جو سب کا سیتاناس کر رہے۔ احسان نے منہ سے ایسا لفظ نکالا کہ فائزہ جل بھن کر رہ گئی میں یہ نہیں کہہ رہی کہ میرا بیٹا انوکھا ہے لیکن اگر اس کی قسمت اچھی ہوئی تو بہت کچھ بن جائے گا آج سے اس بچے اور میرے لیے تم اور تمہارے لیے ہم مر گئے ہیں۔ فائزہ اتنا کہہ کر چلتی بنی اور احسان وہی کھڑا غصے سے پیشانی پر بل ڈالے انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

فائزہ اپنے میکے چلی گئی جبکہ احسان سب کچھ بیچ کر لندن چلا گیا اس دن کے بعد فائزہ اپنے بیٹے کے ذہن میں یہی بات ڈالی کہ اس کا باپ مر گیا ہے اور اس کی ماں اس اور اکا باپ صرف اور صرف فائزہ ہے وہی گھر احسان نے بیچا تھا بلاول نے اس شخص سے خرید لیا وہ شخص بلاول کا جاننے والا تھا اور اس نے جن داموں سے خریدا تھا انہی داموں میں واپس کر دیا بلاول نے مکان اپنے بھانجے کے نام کروایا۔ سدرہ نے فائزہ کو سلائی وغیرہ کا کام سکھایا وہ اب نئے سرے سے کہیں جاب نہیں کرنا چاہتی تھی ہاں البتہ اس نے گھر میں بچوں کو ٹیوشن پڑھانا شروع کر دیا تھا الغرض گھر کا سرکٹ اچھا چلنے لگا تھا بلاول جہاں تک ممکن ہوتا کھانے پینے کا سامان اور کپڑے جوتی دونوں ماں بیٹے کو لے دیتا ارسلان اپنے کزنوں

www.paktech.com

کے ساتھ سکول جاتا تھا جس کا مکمل خرچہ بلاول نے اپنے سر لے رکھا تھا سدرہ کا بے ہیو بھی فائزہ کے ستھ سگی بہنوں جیسا تھا اچانک فائزہ چونک کر رہ گئی کیونکہ اسے کسی نے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا اور وہ خیالوں کی دنیا سے واپس پلٹی تھی اس کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں تبھی اس نے روتے ہوئے اپنے بازو پھیلا دیئے۔

کیا ہوا میڈم تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا لگ رہا ہے کیا اس تمہیں تو کچھ نہیں کہا۔ مدیحہ نے اس کی طرف تشویش بھری اکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں تو۔ اس نے مختصر جواب پر اکتفا کیا اس کی عدم موجودگی میں مدیحہ نے روٹیاں پکا دی تھیں اور سالن والی دیگچی کو چولہے پر چڑھا دیا تھا اور ساتھ چاہے والی دیگچی دوسرے چولہے پر رکھ دی تھی چائے کا شوق دونوں کا تھا اکثر مدیحہ یہاں آجاتی تھی یا مصباح اکثر اس کے ہاں چلی جاتی تھی اور دونوں پھر اکٹھی اکیڈمی جاتی یونیورسٹی سے آنے کے بعد کھانا کھا کر دونوں عصر تک مغرب اکیڈمی جاتی اکیڈمی مدیحہ کے گھر کے پاس ہی تھی زیادہ تر مدیحہ کے ہاں مصباح جاتی تھی اور کبھی کبھی مدیحہ مصباح کے ساتھ یونیورسٹی سے ڈائریکٹ اس کے گھر آجاتی تھی پھر دونوں راستے میں مدیحہ کے گھر سے ہوتی ہوئی آگے اکیڈمی میں جاتی مدیحہ سالن ہلا رہی تھی جبکہ مصباح کپوں میں چائے ڈال رہی تھی۔ کیا بات ہے مصباح کن یادوں اور خیالوں میں گم ہو مدیحہ نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

ایک بات کرنی تھی سوچ رہی ہوں کہ کروں یا نہ کروں۔ تمہیں تم مائنڈ تو نہ کر جاؤ۔ مصباح نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

کیسی مورکھ ہو تم کیا کبھی میں نے تمہاری بات کا برا منایا ہے اور تم ہی تو ہو جس سے میں ہر طرح کی بات شیئر کر لیتی ہوں لوگوں کی طرح باتیں نہ کیا کرو بتاؤ کیا بات ہے ورنہ مار ڈالوں گی۔ مدیحہ زیر لب مسکراتے ہوئے بولی۔

وہ میرا کزن جو تمہیں ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا وہ تم پر مرمٹا ہے قبل اس کے کہ وہ مزید کچھ کہتی مدیحہ نے اس کو ٹوکا نہیں مصباح دوبارہ ایسا کچھ بھی نہ کہنا کیونکہ تمہیں اچھی طرح سے پتہ ہے کہ اس سوسائٹی میں آوارہ گرد اور ان پڑھ لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے مان لو کہ میں مان جاتی ہوں تو میرے ماننے یا نہ ماننے سے کیا ہوگا تمہارے اس کزن کا کیا نام ہے۔

رفیع اللہ۔۔

اس کا فیوچر کیا ہوگا کہاں سے کھلائے پلائے گا کب تک پرائے ہاتھوں کی محتاجی برداشت کرے گا اللہ نہ کرے انکل ثمر عباس کو کچھ ہو جائے اور اس کے بھائی کی بھی شادی ہو جائے تو اگر کل کو سب کچھ دونوں بھائیوں میں کچھ ہو جائے تو کیا کرے گا۔ اگر ایک اجڈ انسان کا تمہارے لیے رشتہ آجائے تو سارا دن سڑکوں کی خاک چھانے تو کیا تم اسے قبول کر لو گی یوں سمجھ لو کہ۔۔ میری جگہ تم ہو تم آج بی ایس سی کر رہی ہو اور وہ کیا کرتا ہے آوارہ گرد کی کیا تم اسے قبول کر لو گی یہ معاشرہ کیا تمہیں جینے دے گا سب پتہ ہے کیا کہیں گے کہ اتنا پڑھ لکھ کر ایک جاہل کو اپنا جیون ساتھی بنا لیا کل کو سب تم۔۔ اپنی فرینڈ کے ساتھ ہوتی ہو یا کسی پارٹی وغیرہ میں جاتی ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہوگا وہاں اگر کوئی تمہیں کوئی بات کر دے تو تم پر کیا بیتے گی۔ مدیحہ نے چائے کا خالی کپ نیچے رکھتے ہوئے کہا۔

مصباح نے دل میں سوچا کہ مدیحہ نے جو بھی کہا ہے اس میں کچھ بھی غلط نہیں ہے اور اس کے کزن کا

فیوچر بھی کیا ہے مصباح کو سوچوں کے بھنور میں پھنسا دیکھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک گئی میری جان آنکھ ٹیڑھی مت کرنا میں نے تمہیں بس سمجھایا ہے کیونکہ تم جانتی ہو ہر کوئی چڑھتے ہوئے سورج کو سلوٹ کرتا ہے مدیحہ نے دوبارہ اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

نہیں مدیحہ تم نے جو کہا مجھے تمہاری کسی بات سے کوئی حجت نہیں ہے ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی بیٹی اچھے گھر میں جائے لڑکا کام کاج والا ہونا چاہیے لڑکے کا کوئی فیوچر ہونا چاہیے مصباح نے کہا میں تو سمجھتی تھی کہ تو مورکھ ہے مگر تو تو سیانی نکلی ہے مدیحہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ تو دونوں کا قہقہہ فضا میں گونجا مگر دوسرے ہی ثانیے دونوں کی ساری ہنسی رفو چکر ہو چکی تھی کسی چیز کے جلنے کی بدبو ان کے نتھنوں تک پہنچی تو دونوں انگشت بدنداں اکھیوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھے جانے لگیں۔ اور سالن والی دیگچی کی طرف بھاگیں اور جلدی جلدی سے آگ بجھائی سالن تھوڑا سا جلا تھا بچ بچاؤ ہو گیا تھا ورنہ آج لازمی ان کی کلاس لگ جاتی۔

مصباح اسے ساری سچویشن سے انفارم کیا کہ بجائے خود پر اکیلے میں بیٹھ کر سوچے کہ مدیحہ نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ ٹھیک کہا ہے آج کی سوسائٹی میں دیکھا جائے تو اجڈ انسان کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ یہ نہ کہنا کہ میں تمہاری انسلٹ کر رہی ہوں مدیحہ نے تمہیں رجیکٹ کیا ہے بس آج کا دور ہی ایسا ہے اس دور کے ساتھ خود کا چلانا پڑتا ہے حالات کے ساتھ کمپرومائز کرنا پڑتا ہے اور ویسے بھی رفیع انکل تو چاہتے بھی یہی ہیں کہ تم کسی کام کے بن جاؤ تو ایک تیر کے ساتھ دو شکار کرنے کا موقع ہے مدیحہ کی طرف سے بے فکر ہو جاؤ وہ تمہاری ہی دلہن بنے گی بس اب تم بھی اچھے بچوں کی طرح کوئی کام کرو اور اس کام میں اتنی محنت کرو کہ جو لوگ آج باتیں کرتے ہیں کل وہی تمہاری ایڈمائر کریں۔ مصباح کی بات سن کر رفیع اللہ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ کوئی کام کرے گا اگر مدیحہ کو حاصل کرنے کا یہی راستہ ہے تو وہ دل وجان سے کام کرے گا

وہ اور ہوں گے جنہیں تیری ذات سے ہے
غرض اے جان۔
ہم تو ہر دور میں ملیں گے تجھ سے بے مطلب ہو کر۔

ماں اگر آپ کو میرا جانا اچھا نہیں لگ رہا تو کوئی بات نہیں میں نہیں جاتا مگر پلیز ماں تو رو مت مجھ سے تیرا یہ رونا برداشت نہیں ہوتا ارسلان نے ماں کے گلے لگ کر روتے ہوئے کہا۔

نہیں بیٹا یہ آنسو خوشی کے ہیں میرا بیٹا جس بات سے خوش ہے میں اس بات پر خوش ہوں اور آؤ دیکھو میں نے تمہارے لیے کتنی شاپنگ کی ہے فائزہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

شاپنگ۔ ارسلان نے محو حیرت سے زیر لب بڑبڑایا اس کے الفاظ کی بازگشت فائزہ کی قوت سماعت سے نہیں ٹکرائی تھی وہ اپنی ماں کے ساتھ چل پڑا کمرے میں پہنچ کر وہ اتنی مہنگی چیزوں کو دیکھ کر گنگ رہ گیا اور سوالیہ نظروں سے اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگا۔ مجھے پتہ ہے میرا بیٹا کیا سوچ رہا ہے اصل میں تمہارے ابو نے مجھے منہ دکھائی کا جو گفٹ دیا تھا وہ آج میں نے بیچا اور اپنے بچے کے لیے یہ چیزیں لیں تاکہ میرا بیٹا سب سے پیارا نظر آئے اچھا اب یہ بتاؤ کہ یہ سب چیزیں تمہیں کیسی لگیں۔ فائزہ نے اپنے بیٹے کی طرف سوالیہ نظروں

www.lurl.com

سے الفت بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ماں تم نے وہ کنگن بھیج دیا مگر کیوں ارسلان روہانسی آواز میں بولا وہی تو ایک میرے ابو کی نشانی رہ گئی تھی فائزہ نے دل میں سوچا کاش احسان بھی اپنے بیٹے سے کبھی اس طرح محبت کرتے جس طرح ارسلان اپنے باپ سے کرتا ہے فائزہ اس بے چارے کی قسمت میں باپ کا پیار شاید تھا ہی نہیں۔ اسے تو خود باپ منحوسیت کا لقب دیتا تھا اور اس کی منحوسیت سے بچنے کے لیے گھر تو کیا ملک ہی چھوڑ گیا تھا اور سترہ سال ہو گئے تھے مڑ کے بھی نہیں دیکھا تھا۔ ماں میں نے کچھ پوچھا ہے ارسلان نے ماں کو خیالات کی دنیا میں گم دیکھ کر دوبارہ سوال کیا فائزہ چونک سی گئی اس نے ایک الفت بھری نگاہ اپنے بیٹے پر ڈالی اللہ تعالیٰ حیاتی دے بیٹا تجھے چیزیں تو پھر بھی بن جاتی ہیں مگر۔ گزرے ہوئے پل تو واپس نہیں آسکتے۔ فائزہ آہستہ سے بولی۔

مگر ماں ایک یہی تو ابو کی نشانی تھی جسے دیکھ کر میرے دل کو سکون مل جاتا تھا۔ ارسلان ماں کی طرف اضطرابی کیفیت میں دیکھتے ہوئے بولا میں جب بھی بیٹا اسے دیکھتی تھی دل ڈی پریسڈ ہو جاتا تھا اور تم تو سکول ہوتے تھے خلوت کے لمحات میں تمہارے ابو کی یادیں مجھے ناگ بن کر ڈستی تھیں اور جو عروسی کا یہ گفٹ میرے زخموں پر نمک کا کام دکھاتے تھے میں اب گزرے ان دنوں اور ان دنوں سے جڑی یادوں سے رہائی حاصل کرنا چاہتی ہوں میں نے پہلے بڑی مشکل سے دل کو چپوں کو جوڑ رکھا ہے اور اب مزید ان یادوں کو ٹوٹی ریٹ نہیں کر سکتی۔ فائزہ نے نم آلود لہجے میں کہا اور ارسلان ماں کے سینے سے لگ گیا ماں ایک بات پوچھوں ارسلان نے ماں سے پوچھا۔ ماں کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ ارسلان ماں کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ ہاں بیٹا پوچھو فائزہ نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا ماں پتہ نہیں کیوں مجھے ایسا فیل ہوتا ہے کہ جیسے ابو زندہ ہیں اور مجھے پکار رہے ہیں پتہ نہیں کیوں ماں۔ آپ کو پتہ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ میرا دل سینے سے نکل کر حلق سے ہوتا ہوا باہر آگرے گا کبھی کبھی ابو کی یاد ماں دل میں شغلے بھڑکانا شروع کر دیتی ہیں ارسلان بولے جا رہا تھا اور فائزہ محو حیرت سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

ایسا نہ سوچا کر میرے چاند جانے والوں کی یادیں ہمیشہ دکھ دیتی ہیں فائزہ مسلسل اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی

ماں اگر آج ابو زندہ ہوتے تو آپ کو وہ کنگن نہ بھیجنا پڑتا مجھے پتہ ہے ماں کہ وہ کنگن آپ نے اس لیے آج تک سنبھال کر نہیں رکھا تھا کہ وہ ابو کی نشانی ہے بلکہ وہ اس لیے رکھا تھا کہ میری شادی ہوئی تب جب میں نے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی سہی کی اس وقت استعمال ہو گا ہے ناں ماں۔ اس نے ماں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ اس کے لالہ گوں لبوں پر فائزہ نے سرہ آہیں محسوس کی اور اس کی غزالی آنکھوں کو نمناک پایا تبھی اسے سینے سے لگا لیا۔

دوپہر شام میں ڈھل چکی تھی سرمئی اندھیرے پھیلنا شروع ہو گئے تھے سارا دن آوارگی کرنے والی بکریاں اب اپنے مالکان کی سربراہی میں اپنے گھروں کو لوٹ رہی تھیں گھروں کے باہر اب تھے بلب جل رہے تھے کمرے کی کھڑکی سے نظر آنے والے نیم پختہ سڑک کے کنارے نیم املی اور شیشم کے گھنے درخت ملگجی سی چاندنی میں اور بھی ہولناک معلوم ہو رہے تھے دن بھر گلیوں میں آوارہ پھرنے والے کتے بھی اس وقت خوانچہ فروشوں کی

ریڑھیوں کے نیچے دم دبائے بے سدھ پڑے تھے

چل میرے پیارے لعل اب ٹینشن ختم کر اور بیٹھ باتوں میں ٹائم گزرنے کا پتہ نہیں چلا اور شام کی کالی چادر دن بھر کے اجالے کو تیزی سے اپنی آغوش میں بھرنے کے لیے بے قرار ہو رہی تھی مجھے پتہ ہے میرے بیٹے کو کافی بھوک لگی ہے چل تو منہ ہاتھ دھو کے فریش ہو کر کپڑے چینج کر اور میں اتنی دیر میں کھانا تیار کرتی ہوں فائزہ اتنا کہہ کر کچن میں آگئی اور کچن کے دروازے کے پیچھے کھڑی ہو کر خوب دل کی بھڑاس آنکھوں کے راستے نکالی اس نے دانتوں میں دوپٹہ دبا رکھا تھا تاکہ اس کے رونے کی آواز ارسلان کی قوت سماعت سے نہ ٹکرائے مگر وہ بھی شاید ماں کی حالت زار کو سمجھ چکا تھا اور کچن کے ساتھ بنے اپنے روم مین دروازے کے ساتھ کان لگا کر سنتا رہا کبھی کبھی جب فائزہ کے حلق سے آواز نکلتی تو اس کا دل بیٹھ کر مٹھی میں آجاتا آنسوؤں کی رم جھم اس کی آنکھوں سے بھی جاری تھی فائزہ نے دل کی بھڑاس اچھی طرح سے نکالنے کے بعد دوپٹے کے پلو سے اپنی آنکھیں صاف کیں اور ایک ٹھنڈی مگر غم سے لبریز سانس خارج کی۔

وہ بالکل سفید موم کا مجسمہ معلوم ہو رہی تھی اس کے لبوں پر رنگت کو پھیکی پڑ گئی تھی تاہم وہ ابھی تک پرکشش تھے س کے رخسار زرد ہو رہے تھے مگر اس کے بیضوی چہرے پر غم کی تاثیر سے غیر معمولی ملاحت ٹپک رہی تھی اس کی مژگان پر غم کی تاریکی چھائی ہوئی تھی مگر آنکھوں سے ایسی دلفریب کشش ہویدا تھی جسی کی تاب زاہد صد سالہ کے لیے بھی دشوار تھی اس کی مدھ بھری آنکھوں میں آنسوؤں کے موٹ موٹے قطرے جھلک رہے تھے۔

کیا بگاڑا تھا میں نے تمہارا مسٹر احسان غم و کرب سے بھری زنگی مجھے تحفے میں دے گئے ہو کیا یہی اس محبت کا نعم البدل تھا جو تم مجھ سے کرتے تھے ہماری زندگی جس اولاد کو تم منحوس ہونے کا طعنہ دیتے رہے آج اسی کے دل میں تمہارے لیے اتنا پیار دیکھ کر میری آنکھیں چھلک پڑی ہیں مسٹر احسان۔ اتنا عرصہ گزر گیا ہے تم نے جاکے ایک بار ہمارا حال تک نہیں پوچھا کیا پل بھر میں تمہیں اتنی نفرت ہو گئی تھی ہم سے بیٹے سے نہ سہی کم از کم مجھ سے تو کبھی رابطہ کر لیتے تم کیا سمجھتے ہو میں بھی تمہارا پتھر دل ہو چکی ہوں گی۔ مسٹر احسان تم کیا جانو ہم مشرقی لڑکیاں اگر کسی پر فدا ہو جائیں تو پروانے کی طرح جان دے دیتی ہیں مگر اس کو کبھی دکھ نہیں آنے دیتی اس کی خاطر دل جان داؤ پر لگا دیتے ہیں تمہارا قصور نہیں ہے مسٹر احسان تم مرد ہوتے ہی ایسے ہو عورت کی تمہارے سامنے قدر و قیمت ہی کچھ نہیں عورت تو تمہیں سر بازار سستے داموں مل جاتی ہیں تو تمہیں کیا کسی ایک سے ساری زندگی چمٹ کے رہنے کا فائدہ۔ یوز کرنے والی چیز کی طرح تم مرد صرف عورت کو غلام بنانا جانتے ہو اور جو اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہمیشہ کے لیے تمہاری محبت اور چاہت میں زندگی گزارنے کا تہیہ کر لیتی ہیں چاہے ساری زندگی اسے بھوکا پیاسا رہنا پڑے یا جھونپڑیوں میں گلنا سڑنا پڑے وہ تم مردوں کا ساتھ نہیں چھوڑتی اور ایک تم مرد ہوتے ہو کہ جب جی بھر جاتا ہے تو ہر رشتہ ناطہ پل بھر میں توڑ کے چلے جاتے ہو مسٹر احسان تم جہاں بھی رہو خوش رہو مگر کاش کہ آج تم یہاں ہوتے اور بیٹے کے دل میں اپنے لیے محبت کے تاثرات دیکھ کر خود بخود جان جاتے کہ محبت حقیقی کیا ہے فائزہ کام بھی کر رہی تھی اور دل میں احسان سے گلے شکوے بھی کرتی جا رہی تھی۔ بے شک مسٹر احسان اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا تھا اربے شک اس نے فائزہ کو

www.luratech.com

بالکل بھلا دیا تھا مگر اس کے دل میں اس کے لیے آج بھی اسی طرح محبت کے آلاؤ جلتے تھے محبت رشتہ ہی ایسا ہے کہ اس خالق کائنات کو محبت ہوئی تو اپنے محبوب کی خاطر دنیا بنا ڈالی دنیا میں بے انتہا ایسی ایسی چیزیں پیدا کیں جو انسانی سوچ سے بھی باہر ہیں دنیا کو ہر طرح کی خوبصورتی سے نوازہ مگر وہ حقیقی اور سچی محبت تھی جس میں نہ کوئی دکھلاوا تھا اور نہ دھوکہ نہ مطلب پرستی دنیا تو ہے ہی بے وفا جہاں وفا کے گل صدیوں بعد کھلا کرتے ہیں مگر اب اس کے لیے محبت بالکل لغو اور بے معنی الفاظ رہ گئی تھی۔

تو نے ساتھ چھوڑ دیا اس بات کا کوئی غم نہیں خیالوں میں آجاتے ہو یہ بھی کچھ کم نہیں ملنا نہ ملنا یہ تو مقدر کے کھیل ہیں۔ زمانے سے پھر کیسی شکایت جب تیری قسمت میں ہم نہیں

آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو پھر یہ جانا۔ روتی تھیں جو تیری یاد میں اب وہ آنکھیں پرنم نہیں۔

تیری چاہت میں میں نے بہت دکھ اٹھائے ہیں اس دل پر اور زخم کھاؤں اتنا مجھ میں دم نہیں تجھ کو نئی خوشیاں مبارک مجھ کو میری تنہائیاں ناز تھا جس کی محبت پر مجھے اب وہ میرا صنم نہیں

میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اتنا ٹوٹ کے تمہیں چاہے گا جانتی ہوں اس نے سب آوارہ بدچلن دوست کی چھٹی کروادی ہے اب تو پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے فجر کی نماز کے بعد شاپ پر جاتا ہے اور رات کو گھر آتا ہے مصباح نے لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔

اس وقت دونوں فرینڈ یونیورسٹی کے ایک گراؤنڈ نما پارک میں نیچے گھاس پر بیٹھی ہوئی تھی پہلا پریڈ دونوں نے لیا اور دوسرا پیریڈ خالی تھا لہذا دونوں باہر آگئی تھیں۔

میں بہت شش و پنج میں مبتلا ہوں مصباح ۔یقین مانو ہر وقت یہی بات پریشان کیے رکھتی ہے کہ اگر میرے گھر والے نہ مانے تو رفیع کا دل چکنا چور ہو جائے گا جیسا میں چاہتی تھی وہ ویسا بن گیا ہے اتنی کم عمر میں اپنی زبان پر اپنی محنت کے بل بوتے پر اس نے اپنے کاروبار میں نام کمایا ہے شہر کا بچہ بچہ اسے جانتا ہے ویسے بھی ایمانداری میں بڑی برکت ہوتی ہے خود میرے بھائی گھر میں ایک دوسرے کو اس کی ایگزیمپلز دیتے ہیں کہ کس طرح پلک جھپکتے میں اس نے خد کو چینج کیا ہے اور جو ہر وقت آوارہ کہلاتا تھا آج لوگ گھروں میں بیٹھ کر اس کی ایڈمائرز کرتے ہیں خود پاپا جاتے ہیں مگر پتہ نہیں کیوں مصباح مجھ میں ہمت نہیں پیدا ہو رہی کہ گھر والوں سے بات کروں اگر صحیح بتاؤں تو پتہ نہیں کیوں مجھے نہیں لگتا کہ میرے گھر والے مان جائیں گے۔ مدیحہ بولے جا رہی تھی اور مصباح انگشت بدنداں اس کی باتیں سن رہی تھی نجانے کیوں اسے مدیحہ کی باتوں سے غصہ آنے لگ گیا تھا آخر رفیع اللہ اس کا کزن تھا اور دل کے اندر وہ اس کی محبت کو سمیٹے ہوئے تھی جو یکطرفہ اس کی محبت تھی مگر اس کے اظہار سے قبل ہی رفیع نے اس کا دل کانچ کی چوڑیوں کی مانند توڑ کر اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا تھا مگر اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا لازمی تو نہیں کہ اگر مصباح کو اس سے محبت تھی تو جواباً وہ بھی اس سے محبت کرتا اس کی اپنی زندگی ہے اور اسے مکمل آزادی حاصل تھی جو کرتا ویسے بھی زبردستی انسان کسی کی محبت حاصل نہیں کر سکتا۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو مدیحہ تم جانتی ہو کہ رفیع اب بہت آگے آچکا ہے اور اگر زندگی کے اس موڑ پر تم اسے یکسر تنہا چھوڑ دو گی تو وہ کرچیاں کرچیاں

ہو کر رہ جائے گا اور میں یہ کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتی مدیحہ کہ میرے کزن کا تم دل توڑو مصباح کڑتے ہوئے لہجے میں بولی۔

ایک بات پوچھوں مصباح۔ مدیحہ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ جہاں غم و غصے کے علاوہ گوہر یائے آنسوؤں کی چمک بھی واضح دکھائی دے رہی تھی۔

جی۔۔اس نے مختصر جواب پر اکتفا کیا۔

تم رفیع سے محبت کرتی ہو ناں۔ مدیحہ کا یہ سوال مصباح کے سر پر بم بن کر گرا تھا یوں لگا جیسے آسمان ٹوٹ کر اس پر آگرا ہو اور وہ حیرت کے سمندر میں بہہ کر مدیحہ کی طرف دیکھنے لگی۔ بولو ناں اب جواب کیوں نہیں دے رہی۔ مدیحہ دوبارہ گویا ہوئی تو اس نے تھوک نگلتے ہوئے پہلے کی طرح مختصر جواب دیا۔ یہ جھوٹ ہے۔

اگر یہ جھوٹ ہے تو پہلے دن میں رفیع تمہارے سامنے اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھا تو تمہاری آنکھوں میں اتھرو کیوں بہہ رہے تھے چشم زدن میں تم مجھے دھوکہ دے سکتی ہو مگر میں نے رفیع کی آنکھیں پڑھ لی تھیں اور جب تم دونوں ڈرائنگ روم میں گئے تھے تو پل بھر کے لیے دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہو کر تم دونوں کی باتیں سنتی رہی تھی اور پھر میں نے دروازے کے ایک سوراخ میں سے دیکھا تو تمہاری آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے اور پھر جب تم اس کے پاس سے ہو کر کچن میں آرہی تھی تب بھی آنسو ٹپ ٹپ تمہاری آنکھوں سے پہیم گر رہے تھے جنہیں تم دوپٹے کے پلو سے ہنوز صاف کرتا آرہی تھی اگر یہ محبت نہیں تو کیا ہے مصباح۔ اس وقت سب کچھ تمہاری گرپ سے بے قابو تھا ترازو کے ایک پلڑے میں دوستی اور دوسرے میں محبت تھی اب اگر ان میں سے تم زیادتی کرتی ہو تو کس کے ساتھ محبت کے منہ سے نکلا ہر ہر لفظ اس کے دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہا تھا۔

میں مانتی ہوں کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں مگر وہ تو مجھ سے نہیں کرتا ناں بلکہ وہ صرف تم سے محبت کرتا ہے مدیحہ اور دل و جان سے تم پر پروانہ وار فدا ہے مصباح وھیمے سے لہجے میں بولی اس کی حالت زار پر مدیحہ کو افسوس ہو رہا تھا۔

دیکھو مصباح اب میری بات آرام و سکون اور تحمل مزاجی سے تم سنو گی ایک تم ہی تو ہی جس سے میں دل کی ہر بات شیئر کرتی ہوں تم مجھے دل و جاں سے پیاری ہو اور میں کبھی بھی اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ میں اپنی بہن کا رائٹ ماروں جو مجھ سے والہانہ محبت کرتی ہے اور میری دوستی کی خاطر اپنے پیار کی قربانی دینے تک سے گریز نہیں کر رہی ہے میں صرف رفیع کو سدھارنا چاہتی تھی آج وہ سدھر گیا ہے اور اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا ہے اب اسے سوجھ بوجھ آچکی ہے اب بس تمہارے ذمے یہی کام ہے کہ تم کوئی دن دیکھ کر ہم دونوں کی ملاقات کرواؤ باقی میں اسے خود سنبھالوں گی اور سارا معاملہ خود ہینڈل کرلوں گی تم پر بات تک نہیں آنے دوں گی رفیع اللہ درحقیقت میرے نہیں تمہارے پیار کے قابل ہے مدیحہ کی باتیں سن کر مصباح کی آنکھیں نم آلود ہو گئیں مگر مصباح نے بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ مگر سے آگے مدیحہ نے اسے بولنے نہ دیا۔

جو کہا ہے اچھے بچوں کی طرح اس پر عمل کرو اور ان اشکوں کو سنبھال کر رکھو جب رفیع کے ساتھ بیاہ کر جاؤ گی تو اس دن کام آئیں گے مدیحہ کی بات سن کر مصباح کی ہنسی نکل گئی اور دوپٹے کے پلو سے وہ آنسو صاف کرنے لگی۔

مصباح کے گھر آج کوئی نہیں تھا اس کا والد

www.luratech.com

اور بھائی کام پر تھے ماں اور کرن بازار گئی ہوئی تھی جبکہ بلال اور ناصرہ صبح تیار ہو کر سکول چلے گئے تھے آج اس نے بہانہ بنا کے چھٹی کی تھی ادھر مدیحہ نے بھی چھٹی کی اور صبح سے اس کے گھر تھی دن گیارہ بجے جب وہ اکیلی رہ گئیں تو انہوں نے فون کر کے رفیع کو بلایا رفیع اللہ شاپ پر اپنے دوست کو بٹھا کر جلد واپس آنے کا کہہ کر بائیک پر فوراً سے بھی پہلے آن پہنچا۔ اس کا دل خوشی سے باغ باغ ہو چکا تھا کیونکہ آج اسے پہلی بار مدیحہ کے ساتھ بیٹھ کر اپنے پیار کرا ظہار کرنے کا مکمل موقع ملنے والا تھا سر سے پاؤں تک خوشی سے لبریز وہ چار بار کسی نہ کسی چیز میں لگتے بچا مگر خوشی اس پر سوار تھی اور وہ دنیا و مافیا سے بے خبر جلد از جلد اپنی دلربا کے پاس پہنچنا چاہتا تھا آخر وہ مصباح کے گھر کے سامنے پہنچا مصباح نے گیٹ خود کھولا اور وہ بائیک لے کر اندر انٹر ہو گیا سامنے ہی اسے مدیحہ نظر آئی مدیحہ نے سفید فراک پہنی ہوئی تھی جس میں ان کا سفید رنگ گوہر ہائے آبدار کی طرح چمک رہا تھا جس کی تاب نہ لا کر رفیع کی نگاہیں جھک گئیں مصباح نے رفیع کو ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کا کہا اور وہ وہاں جا کر بیٹھ گیا۔

رفیع اللہ کا دل پہیم دھڑک رہا تھا اسور وہ مختلف پلان بنا رہا تھا ایسے بات کروں گا ایسے کروں گا مگر شاید اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اسے بات کرنے کا موقع تو ملے گا مگر اس سے منصوبوں کے بالکل الٹ جتنے سپنے اس نے پلکوں کی سیج پر سجائے تھے آج سب پل بھر میں بکھرنے والے تھے بالکل ایسے جیسے مالا ٹوٹے تو موتی بکھرتے ہیں ابھی وہ سوچوں کی پگڈنڈی پر چلتا حسین وادیوں کے چمن مین قدم رکھنے ہی ولا تھا کہ مدیحہ کی پر اثر آواز نے اسے سوچوں کے بھنور سے نکالا سوچوں کی دلدل میں اسے پھنسا دیکھ کر مدیحہ نے آہستہ سے کھنکارا اور اسے سوچوں کی قید سے بریت دلائی۔ وہ جلدی سے کھڑا ہو گا اور اپنے سامنے اس مہ جبین کو دیکھ کر اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں اس امثل کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر دل ہی دل وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کبھی ایسی حسین و جمیل لڑکی اس کی محبت کو قبول کر لے گی حالانکہ اس ماڈرن دور میں ان پڑھ انسان کو جاہل احمق مورکھ اور نادان جیسے القابات نصیب ہوتے ہیں اور دینا کی نظروں میں اس کی قدر آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہوتی۔

بیٹھئے ناں۔ اچانک اس کی قوت سماعت سے مدیحہ کی آواز ٹکرائی اور وہ چونک سا گیا مدیحہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی اور وہ بھی شرمسار سا ہو کر نیچے بیٹھ گیا۔

کام کیسا جا رہا ہے آپ کا۔ مدیحہ نے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجا کر کہا اس کی نگاہیں متواتر رفیع پر جمی ہوئی تھیں جبکہ رفیع کی نگاہیں ہاتھ میں پکڑے چابی کے چھلے پر جسے وہ انگلی میں ڈالے پہیم گھما رہا تھا مدیحہ کی بات سن کر اس نے پہلی دفعہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

بہت اچھا بس آپ کی دعا ہے مدیحہ جی۔ آپ سنائیے آپ کی تعلیم کیسی جا رہی ہے رفیع نے سوال داغا۔

ٹھیک جا رہی ہے مدیحہ نے مختصر سا جواب دیا اور دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ بات کہاں سے شروع کروں۔

کیا سوچ رہی ہیں آپ رفیع نے مدیحہ کو سوچوں کے بھنور میں پھنسا دیکھ کر پوچھا تو مدیحہ چونک سی گئی اس سے قبل کہ وہ اس کے سوال کا جواب دیتی مصباح کمرے میں انٹر ہوئی اس نے ٹرے میں دو کپ چائے اور لوازمات سجا رکھے تھے چپ چاپ ٹرے ان کے سامنے رکھ کر دبے پاؤں واپس چلی گئی رفیع نے لائٹ آسمانی کلر کا کاٹن کا

سوٹ پہنا ہوا تھا جس میں وہ بہت ہی پیارا لگ رہا تھا۔

حقیقت تو یہ تھی کہ دل کے پہناں کونوں سے مدیحہ اسے چاہنے لگ گئی تھی مگر اب وہ مجبور تھی کل تک اسے رفیع سے کوئی چاہت نہ تھی اور آج پل بھر میں وہ اس کے لیے نجانے اتنی چاہت کہاں سے سمیٹ لائی تھی کہ اس کال نہیں کر رہا تھا کہ دل کی بات زبان پر لائے مگر اب وہ اپنی بیسٹ فرینڈ مصباح سے وعدہ کر چکی تھی وہ اس کی محبت اس کے سپرد کر دے گی۔ چائے کا کپ اٹھائے رفیع مسلسل اس کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ وہ سوچوں کے سمندر میں غوطہ زن تھی کبھی اچانک جیسے وہ ہوش میں آ گئی تھی اور مارے شرم کے اس نے ایک سرسری نگاہ رفیع اللہ پر ڈالی جو مسلسل اسے دیکھے جا رہا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر چائے کا کپ اٹھایا۔

مدیحہ جی۔ ذرہ ہچکچاتے ہوئے کچھ بولیے ناں رفیع بولا۔

میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں رفیع بشرطیکہ تم آرام سے میری بات سنو گے اور جذبات کے گھوڑوں پر سوار ہونے کے صبر و تحمل کا دامن تھامو گے قبل اس کے مدیحہ کچھ اور بولتی رفیع نے اس کو ٹہوکا۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔ اس کے لہجے کے تیکھے پن کو مدیحہ نے بہت قریب سے محسوس کیا۔ مدیحہ اٹھ کر بالکنی میں جا کر کھڑی ہو گئی رفیع بھی کھڑا ہو گا اس کا دل انجانے خوف سے دھک دھک کرنے لگا تھا اور وہ حیرت سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

آپ جو کہنا چاہتی ہیں کھل کے کہیں مدیحہ جی تھوک نگلتے ہوئے بے فکر ہو جائیں رفیع کے لہجے میں تھکن تھی جیسے شکست خوردہ انسان تمام امیدیں ختم کر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور کبوتر کی طرح بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لے مدیحہ نے اس کے لہجے میں واضح طور پر کچھ تاثرات محسوس کیے

آج کا دور ایسا آتا جا رہا ہے کہ اولاد والدین کی اجازت کی ضرورت محسوس ہی نہیں کرتی اور اپنے بل بوتے پر کورٹ میرج جیسا گھناؤنا کارنامہ سرانجام دے کر والدین کی عزت کو خاک میں ملا کر رکھ دیتی ہیں وہی والدین جو برسوں اپنی اولاد کے اپنی شفقت کے سائے میں پروان چڑھاتے ہیں ان کی جائز و ناجائز کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اولاد بدلے میں انہیں کیا دیتی ہے رسوائی۔ ہدنامی مدیحہ خالی کپ میز پر رکھتے ہوئے بولی رفیع اللہ متواتر کھڑا تھا مدیحہ خود بھی بیٹھ گئی اور اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا رفیع بغیر کوئی لفظ ادا کیے بیٹھ گیا ان کی نگاہوں میں نمی سی آ گئی تھی مگر پھر بھی وہ خود پر قابو کیے بیٹھا تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ دال میں کچھ کالا ہے مگر وہ پھر بھی سب کچھ مدیحہ کے منہ سے سننا چاہتا تھا یہ بات تو وہ شروع سے ہی سنتا آ رہا تھا کہ دینا بڑی بے وفا ہے اور ہمیشہ وہی انسان دھوکہ دیتا ہے جس پر دل و جان سے اعتبار کیا جائے آستین کے سانپ ہر سوز پر پھن پھیلائے مل جاتے ہیں کبھی کبھی انسان سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کچھ نہیں دیکھتا وہ ایسی سٹیج پر پہنچ جاتا ہے کہ ایک طرف اس کا پیار ہوتا ہے اور ایک طرف اس سے پیار کرنے والا انسان ہمیشہ اس طرف قدم اٹھاتا ہے جس طرف اس کا پیار ہو حالانکہ بڑے کہتے ہیں کہ کسی کا دل نہ توڑو جیسے تم کسی سے پیار کرتے ہو ویسے ہی کوئی تم پر بھی جان چھڑکتا ہے لیکن تم اس کی قدر نہیں کرتے۔ اس کے دل پر کیا بیتتی ہے آپ کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا ہے اور آپ کو احساس اس وقت ہوتا ہے جب آپ کے اپنے دل پر بیتتی ہے آپ کا پیار جس کی طرف آپ دوڑتے ہیں اگر وہی آپ کا دل دکھائے جیسے آپ کسی کا دکھا رہے ہو تو آپ کو یہ کیسا

www.lurapk.com

لگے گا۔ اور قبل اس کے مدیحہ کچھ اور بولتا رفیع اٹھ کھڑا ہو گیا۔

ٹو دی پوائنٹ۔ آپ بات کیجئے پہلیاں بجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے رفیع کے لہجے میں فکر اور یاس نمایاں تھی اور اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اس کی قوت برداشت جواب دیتی جا رہی ہے

پلیز بیٹھو۔ مدیحہ بولی اور رفیع پھر بیٹھ گیا۔

بجائے پہلیاں بجھانے کے جو آپ کہنا چاہتی ہیں سیدھی طرح کہہ دی رفیع بولا۔

بات اصل یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ ہماری شادی کبھی نہیں ہو سکتی کیونکہ میرے گھر والے کبھی نہیں مانے گیں اور میں کوئی ایسا قدم اٹھانا نہیں چاہتی جس کے میرے گھر والوں کو کل شرمسار ہونا پڑے اور۔۔ مدیحہ بولنا چاہتی تھی مگر رفیع نے اسے ٹوکا۔

اگر یہی سب کچھ م اس دن کہہ دیتی تو آج مجھے اتنا دکھ نہ ہوتا اگر یہ سب کرنا تھا تو مجھے کیوں سدھارا کیوں اس راہ پر چلایا جس سے ہٹنا بھی موت اگر آج تمہیں والدین کی عزت یاد آ گئی ہے تو اس وق سب یاد نہیں تھا اور ویسے بھی میں نے یہ کب کہا کہ ہم گھر سے بھاگ کر کورٹ میرج کریں مجھے تو تمہاری نیت خراب لگ رہی ہے اگر نہ تمہاری بڑی بہن کا رشتہ بھی تو خاندان سے باہر ہوا ہے وہ لڑکا کون سا بہت بڑا رئیس ہے سیدھی طرح کہو آج تک میرے دل سے کھیلنے کا ایک ڈھونگ رچایا ہے تم نے مدیحہ ساری زندگی نہیں معاف نہیں کروں گا جب اوکھلی میں سر دیا تو سولیوں سے کیا ڈرنا ایک بار ساتھ دینے والی بنو تو سہی مگر وہ کس کا کیا خاک ساتھ دے جس کی نیت شروع سے ہی خراب ہو سیدھی طرح کیوں نہیں کہتی کہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتی ہو بس جھوٹے لفظوں کی مالا میرے گلے میں پہنائے رکھی تم نے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم لڑکیوں کی نیچر ہوتی ہی ایسی ہے ایک بات یاد رکھنا میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا مدیحہ کبھی نہیں رفیع کا غصے سے برا حال تھا اس کی باتوں سے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ہر چیز کو تہہ و تیغ کر کے رکھ دے گا۔ تم سیدھی طرح ہی کہہ دو کہ تم کسی مورکھ سے شادی کر کے لوگوں کی نظروں سے گرنا نہیں چاہتی ہو کل کو اگر میں تمہارے ساتھ ہوا تو تمہاری فرینڈز۔۔ تمہارے عزیز اوقاب تمہیں نقلیں کریں گے کہ اتنا پڑھ لکھ کر ایک گنوار انسان سے شادی کر لی جسے نہ دینا کی خبر نہ اپنی نہ کسی اور سے بھی تم جیسی لڑکیاں خود کو دوسری کی نظروں کا نشانہ بننے سے دور ہی رکھتی ہیں تو تم کیسے یہ سب برداشت کرو رفیع غصے سے پیچ و تاب کھا کر بولا نجانے کسی پل بادلوں نے موسم کو بدل دیا تھا دسمبر کے ٹھنڈے دن تھے ہوا چل رہی تھی پھر پلک جھپکتے ہی بادل ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے۔ بادلوں کی گرج نے دونوں کو متوجہ کیا رفیع نے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی پر ٹائم دیکھا اور کھڑا ہو گیا۔

تھینک یو مس مدیحہ۔ رفیع اللہ کی حالت اس وقت قابل رحم تھی آنسو بس پلکوں کی اوٹ میں تھے اور موقع کی تلاش میں تھے مگر رفیع نے خود پر بھرپور قابو کیا ہوا تھا رم جھم شروع ہو چکی تھی وہ ڈرائنگ روم کے خارجی دروازے کی طرف لپکا۔

رفیع۔ مدیحہ نے دھیمے سے لہجے میں اسے پکارا مگر وہ سنی ان سنی کرتے ہوئے چلتا بنا۔ خارجی دروازے پر مصباح کھڑی تھی جس پر رک کر ایک سرسری نگاہ ڈال کر رفیع آگے بڑھ گیا اس کی اب ہمت جواب دیتی جا رہی تھی اور صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا جا رہا تھا اور وہ فی الوقت کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا وہ گیٹ کھول رہا تھا جب مدیحہ اس کے پس گئی اور اسے مخاطب کیا۔

رفیع ایک منٹ بات تو سن لو اس کے لہجے میں شرمندگی کے آثار واضح تھے مگر رفیع پر غم و غصے کا بھوت سوار ہو چکا تھا۔ مصباح نے گیٹ بند کیا بارش تیز ہو چکی تھی مدیحہ کا دل کسی انجانے خطرے سے مسلسل دھڑک رہا تھا اس نے پہلی بار نگاہ اٹھائی اور مصباح کو دیکھا جو گم صم سی برآمدے کی دیوار سے ٹیک لگائے بارش کے گہرے قطروں کو دیکھ رہی تھی۔ مدیحہ کو احساس ہو رہا تھا کہ اس نے زندگی میں پہلی بار کچھ ایسا کیا ہے جس سے وہ خود اپنے آپ سے آنکھیں ملانے میں شرمندگی محسوس کر رہی تھی آج اس نے کسی کا دل توڑا تھا جو نہ صرف اس پر اعتماد کرنے لگ گیا تھا بلکہ اس کی خاطر اس نے اپنا آپ بدل دیا تھا۔

اپنا خیال رکھنا وہاں پر پتہ نہیں کیسی سچوایشن ہو ماحول کیسا ہو۔ اپنے لیے نہیں تو کسی کی خاطر ہی اپنا خیال رکھنا یہ سوچ کر کہ کوئی پیچھے تمہارے لوٹ آنے کا شدت سے ویٹ کر رہا ہو گا ناصرہ پرنم لہجے میں کہا۔ دونوں اس وقت کمرے میں اکیلے بیٹھے تھے جبکہ فائزہ دوپہر کا ناشتہ تیار کر رہی تھی ارسلان کلن جا رہا تھا ناصرہ اسکے لیے اسپیشل دیسی گھی کا حلوہ بنا کر لائی تھی جس میں بادام اور چنے بھی شامل کیے گئے تھے فائزہ بیگم بھی بیٹے کے لیے مختلف چیزیں بنا رہی تھی خشک میوہ جات سوہن حلوہ تیار کیا۔

ٹینشن نہ لو میری جان مجھ پتہ ہے کہ میری جان پلکیں بچھائے میری راہ تک رہی ہو گی ارسلان اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ اور اس نے شرم سے نگاہیں جھکا لیں وہ اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھا تھا جبکہ وہ اس کے ڈریس پریس کر رہی تھی۔

وہاں کسی اور سے لو سٹوری نہ چلا لینا۔ میں جان نکال دوں گی تیری ناصرہ ایک دم اس کی طرف دیکھ کر بولی تو وہ زیر لب مسکرا دیا۔

کیا اس لڑکی کو دنیا میں کوئی اور نہیں ملے گا جو وہ صرف مجھ سے پیار کرے گی ارسلان استہزائیہ لہجے میں بولا۔

کیوں جی میری جان لاکھوں میں سے ایک ہے ناصرہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولی۔

واقعی۔ ارسلان اسے تنگ کرنے والے انداز میں بولا۔

ہوں۔ جواباً ناصرہ ناک بسوڑ کر بولی۔

بارش تھی کہ رکنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی ٹھنڈ اپنی بڑھ چکی تھی مگر اسے کسی چیز کی قطعاً کوئی پرواہ نہ تھی دکان بند کر کے بائیک گھر کھڑی کر کے وہ ایسے ہی باہر انجان منزل کی طرف چل پڑا اس کا جسم مکمل بارش سے بھیگ چکا تھا۔ وہ ریلوے اسٹیشن کے سامنے بنے باغیچے میں جا کر سفیدے کے ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا چند لمحے پہلے کی تمام باتیں اس کے دماغ کی سکرین پر چلنے لگ گئی تھیں پہلی بار اس کے صبر کا پیمانہ ہاتھوں سے چھوٹا اور وہ جی بھر کر رویا۔ رو لینے سے دل کا بوجھ ضرور ہلکا ہوتا ہے مگر دل پر لگے زخم نہیں مندمل ہوتے ہاتھ میں پکڑی بائیک کی چابی سے اس نے سفیدے پر کچھ اس طرح تحریر لکھی۔

اچانک آنے والے دکھ انسان کو کرچیاں کر کے رکھ دیتا ہے نجانے وفا کے بدلے وفا کیوں نہیں مگر مگر میں اس دنیا سے پیار کا نام و نشان تک مٹا دوں گا مدیحہ میں نے دل و جان سے تم سے محبت کی تھی مگر تم نے اچھا نہیں کیا لیکن یاد رکھنا بہت جلد میں دنیا سے پیار کا نام و نشان مٹا دوں گا۔

عصر سے مغرب اور مغرب سے عشاء ہو گئی

www.lurn.com

مگر وہ وہیں بیٹھا رہا رات کی کالی چادر اجالے کو اپنی آغوش میں بھر چکی تھی وہ دسمبر کی ایک کہر آلود اور ٹھنڈی شام تھی جب ہر کوئی بستروں میں پڑا کانپ رہا تھا مگر یہاں ہر ایک عاشق دنیا و مافیا سے بے خبر سفیدے کے درخت سے ٹیک لگائے اپنی قسمت پر رشک وغیرہ کر رہا تھا۔ کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر۔ اسٹیشن پر ڈیوٹی دینے والے قلی نے کل عصر سے مغرب تک اس کو وہیں گم صم بیٹھا دیکھا مغرب کے بعد وہ گھر چلا جاتا تھا صبح فجر کی نماز کے بعد وہ ڈیوٹی پر آتا تھا ناشتہ وہ اسٹیشن کی بائیک سائیڈ والے ہوٹل سے کرتا تھا پونے چھ والی ٹرین جب چلی گئی اور وہ اپنے کام سے کچھ فری ہوا تو اچانک اس کی نگاہیں باغیچے میں بیٹھے نوجوان پر پریں اس اپنی قوت بینائی پر وشواس سا ہونے لگا کہ آیا کی ایہ وہی شخص ہے جو کل یہاں آ کے بیٹھا ایک دوبار اس نے اپنی آنکھوں کو مسلا کہ کہیں غلط فہمی کا سامنا ہوا ہو مگر یہاں حقیقت تھی جب کئی بار آنکھیں مسلنے کے باوجود بھی چہرہ وہی نظروں کے سامنے رہا تو وہ تھکے قدموں کے ساتھ اس کی طرف بڑھا۔ حیرت و تجسس مارے وہ پہیم اسے دیکھے چلا گیا۔ جو سفیدے سے سر ٹکائے ٹانگیں پھیلائے اسی طرح گم صم سا بیٹھا تھا جیسے کل بیٹھا تھا۔ وہ اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا لڑکے کی آنکھیں بند تھیں شاید سری رات جاگنے کی بدولت اسے نیند آ گئی تھی وہ بنچوں کے بل ایڑھیوں کو اٹھائے اس کے سامنے بیٹھا اور اسے ہلایا تا کہ اس سے وجہ دریافت کرے کہ کس وجوہ کی بنا پر وہ خود کو ایسی اذیت پہنچا رہا ہے مگر اس کے ہاتھ لگانے کی دیر تھی کہ اس کا جسم ایک طرف کو لڑھک گیا اگر وہ فوراً اس کے لڑھکتے جسم کو پکڑتا نہ تو شاید لمبی لمبی گھاس پر جگمگاتی شبنم پر وہ جا گرتا نجانے اس بیچارے کو کیا دکھ تھا جس نے اس سے اس کے جینے کا حق بھی چھین لیا تھا وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اسٹیشن ماسٹر اسے اسٹیشن پر کھڑا دیکھ رہا تھا حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے وہ اس کی طرف لپکا ساتھ وہ اور بھی اسٹاف کے آدمی اس طرف لپکے نوجوان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی وہ اسے اٹھا کر اسٹیشن پر لائے اسٹاف کے ہی ایک آدمی نے اسے پہنچان لیا دوسرے ہی لمحے اس کے موبائل کی گھنٹی نے ان کو چونکا دیا انہوں نے اس کا موبائل نکالا اور کال چونکہ اس کے گھر سے تھی چنانچہ انہوں نے ساری سچوایشن سے ان کو انفارم کیا اور جلدی پہنچنے کی ہدایت کی کیونکہ پتہ نہیں کتنی دیر ہو چکی تھی اسے دنیا سے رخصت ہوئے۔

ایک وین بک کروائی گئی اور تیرہ افراد پر مشتمل قافلہ اپنی منزل کی طرف گامزن ہوا یہ کارواں مری جیسے خوبصورت سہر کی طرف رواں دواں تھا کیمرے موبائل لڑکوں اور لڑکیوں نے تھام رکھے تھے تا کہ انجوائے منٹ کے ساتھ ساتھ زیادہ خوبصورت مناظر کو عکس بند کیا جا سکے بس باقی سامان لڑکے لڑکوں کا ایک جتنا تھا سوائے میک اپ کے بکس کے جو لڑکیوں نے خصوصاً اپنے ساتھ لیے تا کہ ان کی اصلیت کسی پر عیاں ہونے سے قبل میک اپ چہرے کو نکھار سکے۔

بیٹا سب لوگ ایک بات اچھی طرح کان کھول کر سن لو کوئی بھی بچہ بنا بتائے اکیلا اپنے روم سے باہر نہیں نکلے گا اور نہ ہی وہاں کسی سے فضول گپ شپ یا یارانے بنانے میں اپنا ٹائم ویسٹ کرے گا جس مقصد کے لیے جا رہے ہیں وہی کرنا ہے اور کسی کی شکایت ہم تک نہ پہنچنے پائے وگرنہ اس کو اس کی سزا اور جرمانہ ہوگا میڈم انیلا نے حکم جاری کرتے ہوئے کہا جسے سن کر سب کے چہرے اتر گئے۔

یہ کیا بات ہوئی میڈم عالیہ نے میڈم کو مخاطب کیا تو سب حیرت سے اس کا چہرہ تکنے لگے ابھی پہنچے پائے ہیں اور حکم جاری کیا پندرہ دن اس وین میں بیٹھ کے ہم نے ٹائم گزارنا ہے یا ہوٹل کے بند کمرے کی کھڑکی سے انجوائے کرنا ہے موسم عالیہ نے انجوائے کے لفظ کو اس طرح ادا کی کہ سب کی ہنسی نکل گئی۔

بیٹا میری بات کرنے کا مقصد قطعاً یہ نہیں ایکچولی میں سمجھانا یہ چاہتی ہوں کہ تم لوگ اب پاس ایک امانت کی طرح ہو اگر تم لوگوں کے ساتھ کوئی اونچ نیچ ہو جائے تو کالج انتظامیہ اور خاص آپ لوگوں کے پرینٹس کے سامنے ہم جواب دہ ہوں گے میڈم انیلا اپنے ماتھے پر آئی بالوں کی لٹ کو کان کی لو کے پیچھے چھپاتے ہوئے بولی اور پھر انہوں نے ایک نظر ٹیچر صاحبان پر ڈالی لڑکیوں کی نسبت میڈم انیلا نے خوب میک اپ تھونس رکھا تھا ان کے چہرے کو دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تازہ تازہ دیوار پر رنگ و روغن کیا گیا ہو۔

میڈم ہم بچے تو نہیں ہیں اور ویسے بھی اپنا اچھا برا سمجھتے ہیں ہمیں کیا ضرورت کوئی ایسا قدم اٹھائیں جس سے آپ کو شرمسار ہونا پڑے اب کی بار مقصود نے لقمہ دیا۔

باتوں باتوں میں وقت کا پتہ تک نہ چلا اور یہ قافلہ شام پانچ بجے اپنی منزل مقصود پر پہنچا ہوٹل مین کمرے بک کروائے گئے میڈم انیلہ کے ساتھ تینوں لڑکیوں کو رہنا پڑا۔ فریش ہونے کے بعد سب نے ہوٹل کے گرما گرم کھانے کو ترجیح دی اپنے ساتھ بھی وہ بہت کچھ لائے تھے مگر سفر کی تھکاوٹ تازہ اور گرما گرم کھانا ہی ختم کر سکتا تھا کھانے سے فراغت پاتے ہی سب ہوٹل سے نکل پڑے ڈرائیور نے آج رات ساتھ جانے سے معذرت کر لی اور روم میں سونے کے لیے چلا گیا۔ آج وہ سیر کے لیے نکل پڑے تھے راستے میں طلبا کی شدید ضد پر ان سب کو آئس کریم لے کر دی گئی۔ اور پھر فروٹ چاٹ کا آرڈر دیا گیا۔

ارسلان اکیلے کھاؤ گے مجھے نہیں کھلاؤ گے۔ ارسلان جس نے فروٹ چاٹ کا آڈر دیا تھا اچانک اس کی قوت سماعت سے آواز ٹکرائی اس نے پاس بیٹھے جمیل کی طرف دیکھا جو دہی بھلے کھانے مین مصروف تھا اس نے سمجھا شاید مجھے وہم ہوا ہے وہ چپ رہا جب اس نے چمچ منہ کی طرف کیا تو آواز پھر سنائی دی۔ کیا واقعی مجھے نہیں کہو گے کھانے کو اب کی بار اس نے جمیل کی طرف دیکھا جو پہیم کھانے میں مصروف تھا باقی سب بھی کھا رہے تھے وہ سوچنے لگا کہ آخر مجھے کس نے دوبارہ مخاطب کیا ہے یہ آواز جمیل کی بھی نہیں تھی کوئی انجان سی آواز تھی جسے وہ پہلی بار اس نے اپنا وہم گردانا تھا مگر دوسری بار اسے یقین ہو گیا کہ یہ وہم نہیں تھا آخر کون تھا جو بار بار اسے مخاطب کر رہا تھا اور جس کی آواز صرف وہی سن رہا تھا اور باقی سب میں سے کسی نے بھی نہیں سنی تھی ایک عجیب سی کشمکش میں وہ مبتلا ہو گیا تھا۔

کیا بات ہے ارسلان تم کچھ پریشان ہو گئے ہو۔ کائنات جو تھوڑی دیر سے پہیم ارسلان کو گم صم دیکھ رہی تھی آخر وہ بول پڑی اس کی بات سن کر ارسلان چونکا اور کچھ نہیں کہہ کر چمچ پر چمچ حلق میں ڈالنے لگا کائنات کی بات سن کر سب نے ارسلان کو دیکھا تھا جبکہ ارسلان منہ نیچے کئے پلیٹ صاف کرنے میں مگن تھا۔ جبکہ وہ جانتا تھا کہ سب اسے دیکھ رہے ہیں۔

ارسلان بیٹا اگر کوئی پرابلم ہے تو ہم سے شیئر کرو کیا بات ہے قیصر صاحب بولے۔ تو پہلی بار ارسلان نے نگاہیں اٹھا کر اوپر دیکھا اور مارے

www.lurarech.com

شرم کے پانی پانی ہوگیا وہ ان کو بتاتا تو کیا بتاتا آج کے اس ماڈرن اور سائنسی دور میں اس کی بات کو ان کا وہم گردانا جاتا یا گھر والوں کی جدائی کا طعنہ دیا جاتا اور اسے لڑکیوں کے سامنے بے عزت ہونا پڑتا کہ اتنا کمزور دل ہے جو کہ اپنی ماں یا شاید منگیتر کے غم میں ڈوبا ہوا ہے مگر اس نے یہ کہہ کر کر سر مجھے کچھ نہیں ہوا آئی ایم سوری۔ وہ بات کو ٹالنا چاہتا تھا اور پھر سب کا دھیان ادھر ادھر ہوگیا موسم میں تھوڑی خنکی پیدا ہوگئی تھی اور اب سب کو ٹھنڈ محسوس ہونے لگی تھی اس لیے سب نے واپس جانے کا سوچا ویسے بھی آج سفر کی تھکاوٹ اور نیند کے غلبے کی وجہ سے مزید سیر و سیاحت کا کسی کا قطعا کوئی موڈ نہیں تھا لہذا سب واپس چل دیے ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ پھر ارسلان کی قوت سماعت سے آواز ٹکرائی میرا ویٹ کرنا ارسلان میں آج تمہیں لینے آؤں گا۔ بہت انتظار کروایا ہے تم نے پورے سات سال ارسلان کا دل حلق کو آ لگ کون تھا جو بنا اسے دیکھائی دیئے بولتا تھا اور کمال حیرت کہ اس کے سوا کوئی دوسرا اس کی آواز نہ سن سکتا تھا ہوٹل میں پہنچ کر سب نے چائے نوش کی جس کی طلب سب نے محسوس کی اوپھر ٹھنڈ بھی بڑھ رہی تھی لہذا اس ٹھنڈ مین چائے لازم و ملزوم تھی۔

رات کے ڈیڑھ کا ٹائم تھا جب ارسلان اچانک کسی ان دیکھی طاقت کے سحر میں جکڑا اپنے بیڈ سے آرام سے اترا اس کی آنکھیں بند تھیں اس کا رخ باہر کی طرف تھا جو تے تک پہننے کی اس نے زحمت گوارہ نہ کی دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ آہنی زنجیروں میں جکڑے قیدی کی طرح سیڑھیاں چڑھنے لگا اس کا کمرہ دوسری منزل پر تھا اور اس کا رخ اب چھت کی طرف تھا باہر ٹھنڈ جان نکال رہی تھی مگر اس پر کسی چیز کا کوئی اثر نہیں تھا رات کے وقت ہوٹل کی چھت سے مری کا منظر بہت دلفریب تھا۔ وہ چھت پر پہنچ چکا تھا۔ اب وہ چھت کی اس طرف بڑھ رہا تھا جہاں سے نیچے ہزاروں فٹ گہری کھائی تھی اب وہ اس انجانی طاقت کے تابع ہوکر بالکل منڈیر پر کھڑا تھا بس پلک جھپکنے میں وہ اپنی ہڈیوں کا کچومر بنانے کا ارادہ کر چکا تھا تبھی سرٹلی اس کی آنکھیں کھل گئی اور وہ حیرت کے سمندر میں غرق ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ وہ کہاں ہے تبھی قسمت نے تھاما اس کا بازو چھوڑ دیا پیچھے لڑکے وہ دیکھنے لگا کہ وہ کہاں سے تبھی اس کا جسم لہرایا اور گہری کھائیوں کی طرف بجلی کی سرعت سے گرتا چلا گیا اک چیخ تھی جو وہ چھوڑ گیا ور وہ کیا کرتے اس شور شرابے میں جہاں ہر طرف گہما گہمی میوزک کی کان پھاڑ دینے والی آوازیں گونج رہی تھیں۔ اس نے نہایت آسانی سے اس کی جان لی تھی ہوٹل کی چھت سے گرتے ساتھ ہی وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتا چلا گیا۔ تبھی اس نے اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور آرام سے نیچے گہری کھائی میں اس کو ایک خشک جگہ پر رکھا پورے سات سال تیرا انتظار کیا کیونکہ اس دنیا میں صرف تو ہی تو میرا ہمشکل تھا اج میں تمہارا کون پی کر تمہارے جسم پر قابض ہو جاؤں گا اور دنیا سے ہر اس انسان کو بے موت ماروں گا جو پیار کی راہوں پر چلے گا میں نے کہا تھا نہ میں آؤں گا میں آرہا ہوں مدیحہ میں آرہا ہوں یہ ایک نوجوان تھا جس کی آنکھیں نفرت کے شعلے نظر آرہے تھے تبھی وہ ارسلان کے اوپر جھکا اور اس کے اگلے دونوں دانت اچانک باہر کی طرف بڑھ گئے ان دانتوں میں کسی خنجر کی مانند چمک اور سختی تھی اور تیز بھی وہ کسی خنجر سے کم نہ تھے تبھی اس نے دانت اد کی گردن میں گاڑھ دیئے ارسلان کے جسم کو ایک جھٹکا لگا جیسے جیسے خون اس کی رگوں سے نکل کر اس کے حلق میں جا رہا تھا ویسے ویسے اس کا جھٹکے مارتا ہوا ایک ساعت کے لیے اس کی

آنکھیں کھلیں جن میں حیرت و خوف کے تاثرات نمایاں تھے اور جلد ہی آنکھیں بند ہوگئیں خون کی آخری بوند تک اس کے جسم سے اس نے چوس لی اور پھر اپنی شعلہ اگلتی اکھیوں سے آسمان کی جانب دیکھا جہاں چھوٹی چھوٹی بدلیاں چاند کو جاب کرنے کی ناممکن سہی کر رہی تھیں ارسلان کا جسم اب اس کے سامنے ایک لاش کی مانند تھا وہ ہو بہو اس کا ہمشکل تھا جس نے آسمان میں ٹھنکی لگا کر اس کے بے شمار کے کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اس کے لبوں پر زہریلی استہام اور آنکھوں میں نفرت و انتقام کی آگ جل رہی تھی جبکہ چہرے سے ابتدال واضح ہو رہا تھا تبھی وہ ارسلان کے جسم میں دھویں میں تحویل ہوکر منہ کے راستے انٹر ہوا ارسلان کے آسودگان خاک کی مانند پڑے جسم میں حرکت ہوئی دوسرے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھولیں اور کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا پھر ایک نگاہ اوپر ڈالی جہاں اس ہوٹل کی ڈگمگاتی مدہم سی روشنی نظر آئی پھر اچانک ہی اس کا جسم اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا اور ہوٹل کی چھت تک جا پہنچا پھر وہ سیڑھیاں اترنے لگا اب کی بار اس کی آنکھیں پوری طرح کھلی تھیں جن میں فتح کے تاثرات تھے اور لبوں پر زہریلی مسکراہٹ۔

عصر کے بعد ناصرہ اپنی پھوپھو کے گھر گئی وہ رہتی وہاں ہی تھی علی بھی وہاں ہی رات کو سوتا تھا ناصرہ کھانا بنانے مین مصروف تھی اور فائزہ جسے اس نے چائے بنا کر دی تھی وہ بیٹھی پی رہی تھی دروازے کی دستک نے دونوں کو متوجہ کیا۔

میں جاتی ہوں پھوپھو آپ بیٹھیں۔ ناصرہ جو اٹا گھوندنے میں مصروف تھی پاس پڑے پانی کے برتن میں ہاتھ دھوتے ہوئے بولی۔

نہیں بیٹی تم آٹا گوندھو میں پتہ کرتی ہوں علی ہوگا فائزہ نے دوپٹہ سر پر پھی طرح لرتے ہوئے چائے کا باقی آدھا کپ زمین پر رکھا اور کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی ناصرہ اپنے کام میں جت گئی آج موسم میں تھوڑی خنکی تھی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے دل کو مسرور کر رہے تھے۔

کون ہے صبر کرو آرہی ہوں۔ فائزہ نے کیچن سے باہر قدم رکھتے ہوئے کہا تب دوبارہ اس کے دروازے تک پہنچتے تک دوبارہ دروازہ کھٹکنے کی آواز نہیں آئی۔

کون ہے۔ دروازہ کھولتے ہوئے وہ دوبارہ بولی۔ مگر جواب نہ ملا تبھی دروازے کا ایک پٹ کھول کر اس نے سر باہر نکالا اور اگلا منظر دیکھ کر اس کے پیروں تلے زمین سرک گئی ایسے لگا جیسے آسمان ٹوٹ کر اس کے سر پر آگرا ہو حیرت کے سمندر میں غوطہ زن بغیر آنکھیں جھپکائے وہ تک رہی تھی اسے اپنی قوت بنیائی پر یقین نہیں آرہا تھا۔

مدیحہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اور اگر رفیع کو کچھ ہوگیا تو میں تمہیں ساری زندگی معاف نہیں کروں گی تمہاری وجہ سے آج میں بھی رفیع کی نظروں کی گرگئی ہوں مصباح کی آنکھوں سے اتھرو ٹپ ٹپ گر رہے تھے گیٹ بند کر کے وہ گیٹ کے پاس چھت پر جانے والی سیڑھیوں پر بیٹھ گئی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کرے تو کیا کرے ادھر مدیحہ کا دل اسے انجانے خطرے سے پہیم آگاہ کر رہا تھا اسے اپنے الفاظ کی ادائیگی پر افسوس ہو رہا تھا رفیع دل و جان سے اس سے محبت کرتا تھا جس سٹیج پر آکے اس نے سے ٹھکرایا تھا اگلا انسان بہت مشکل سے دوبارہ اپنی زندگی کی طرف لوٹ سکتا تھا وہ بھی ایک لمبے عرصے بعد۔

وہ جیسا بھی تھا میں دل و جان سے اس سے پیار کرتی تھی اگر تم نے یہی کرنا تھا تو پہلے دن ہی

www.lurn.com

اسے ٹھکرا دیتی کم از کم اتنی گھٹیا حرکت تو نہ کرتی کہ خود اپنی نظروں میں تمہیں گرنا پڑتا مدیحہ کو اس کی باتیں سن کر بری نہیں لگ رہی تھیں کیونکہ اس نے واقعی ایسی حرکت کی تھی کہ اپنی نظروں میں اس کی قدر گھٹ گئی تھی اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ وہ مصباح کو آنکھ اٹھا کر سرسری نظر سے دیکھ سکتی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں گڑھ جائے تبھی دو موٹے موٹے اتھرو گوہر ہائے آبدار کی مانند چمکتے ہوئے زمین پر گرے اور آنکھ جھپکنے سے قبل زمین کی گہرائیوں میں غائب ہو گئے۔

پورے گھر میں کہرام مچا ہوا تھا خوشیاں صف ماتم میں بدل چکی تھی رفیع کے اچانک بدل جانے پر سب حیرت کی دلدل میں سر تا پاؤں دھنسے ہوئے تھے اور اچانک ساری رات غائب رہنے اور صبح لاش کی صورت میں گھر لوٹنے کے بعد سارا گھر ماتم کدہ بن گیا تھا ساری رات وہ بار بار کالز کرتے رہے تھے مگر مجال تھی کہ رفیع ان کی کال اٹینڈ کرتا اس کے دوستوں اور ماموں کے ہاں بھی پتہ کیا گیا مگر وہ کہیں نہیں تھا آج سے پہلے وہ کبھی بھی بنا بتائے ایسے گھر سے نہ نکلا تھا اگر کہیں جاتا تو بتا کر جاتا تھا۔

مصباح ساری رات اس کے صحیح سلامت لوٹ آنے کی دعائیں کرتی رہی اور اس نے کال کر کے مدیحہ کو بھی انفارم کر دیا تھا رفیع کا کہیں پتہ نہیں چل رہا مدیحہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں ساری رات پہلو بدلتے اس کی گزر گئی دو چار بار اس نے کال کر کے مصباح سے پوچھا بھی تھا مگر بے سود۔

صبح رفیع کے مرنے کی خبر سے سب کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے خاص کر مصباح کا تو دماغ ماؤف ہو گیا اور اس نے مدیحہ کو کال کی اور کہا

مبارک ہو مدیحہ۔ مدیحہ خوش ہوئی مگر اس کی روہانسی آواز پر اسے تجسس بھی ہوا۔

آج کے بعد آپ کو کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا نہ رہا بانس اور اب نہ بجے گی بانسری۔ اس کے آنسو کسی چشمے کے پانی کی طرح اس کا چہرہ بھگوئے گر رہے تھے۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو مصباح۔ مدیحہ تھوک نگلتے ہوئے دھیمے سے لہجے میں بولی مگر نجانے کیوں اس کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ کسی بھی وقت سینہ پھاڑ کے باہر آ گرے گا۔

میرا رفیع مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا ہے جان دے دی ہے اس نے مصباح کی دھاڑیں مار کر رونے کی آوازیں اس کی قوت سماعت سے ایسے ٹکرائیں جیسے کوئی مسلسل اس کے دماغ پر ہتھوڑے مارنے لگ گیا ہو اس کے بعد مصباح نے نجانے کیا کچھ کہا مگر اس سے آگے اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ وہ اس کی بات مکمل سن سکتی اس نے موبائل بیڈ پر رکھ دیا جس پر وہ ابھی تک لیٹی تھی کیونکہ اس نے آج کالج سے چھٹی کرنے کا ارادہ کیا تھا اور زور دسر کا بہانہ کر کے ابھی بستر میں لیٹی تھی اشکوں کی ایک قطار تھی جو رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

رفیع کو بارہ بجے کے قریب ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کیا گیا مگر یہ ایسا گھاؤ تھا جس نے سب کو کرچیاں کرچیاں کر کے رکھ دیا تھا ثمر عباس جو بیٹے کی دن دگنی رات چوگنی ترقی سے بہت متاثر ہوئے تھے خود کو بہت تھکا ہوا انسان جان رہے تھے جس میں اتنی سکت نہ بچی تھی کہ کسی دوسرے کو دلاسہ دے سکتے آنسو تھے کہ رکنے کا نام تک نہ لے رہے تھے۔

ارم اور تنویر کی حالت پر اسے اور زیادہ

افسوس ہو رہا تھا مگر اس میں اتنی جسارت نہ تھی کہ ان کو حوصلہ دے سکتا ارم بار بار غشی کے دورے پڑ رہے تھے اور اب وہ پیہم دو تین گھنٹے سے بے ہوش تھی اور سب اس پر جھکے ہوئے تھے دو تین بر اس نے ثمر عباس کو گریبان سے پکڑ کے جھنجھوڑا تھا کہ مجھے میرا بیٹا واپس لوٹائے چاہے ساری دولت لگ جائے مگر وہ اس سفر کا راہی بن چکا تھا جس سے واپسی ممکن نہ تھی آخر انہوں نے اپنی تمام تر ست کو لکھا کیا رب کی رضا کو دل سے تسلیم کیا اور ارم کو سینے سے لگا کر دلاسے دیتے رہے جبکہ تنویر اس کے پیروں سے چٹا دھاری مار مار کر رو رہا تھا وہ اس کے سر پر بھی ہاتھ پھیر رہا تھا اور اسے بھی دلاسے دے رہا تھا پھر اس نے اشارہ کر کے اللہ بخش کو کہا کہ تنویر کو باہر لے جائے اور وہ اسے سینے سے لگائے دلاسے دیتے باہر نکل گئے نجانے ان کی ہنستی بستی خوشیوں کو کس ظالم کو بری نگاہوں نے آن دبوچا تھا۔

یہی موسم تھا سر ٹھہرتا ہوا
یونہی یخ بستہ ہوائیں
میرا آنچل اڑا کر میرا چہرہ چھپا دیا کرتی تھیں
آسمان سے برستی رم جھم بارش
اور درختوں سے ٹپکتی سفید برف
ایک دوسرے کو ہماری محبت کے قصے سنایا کرتی تھی
شیشم کے پیڑوں پر پھدکتی چڑیاں
کتنی سرشاری سے
وفاؤں کے گیت گایا کرتی تھیں
چشموں کے بہتے پانی کا شور
تمہاری ہجر کی کہانی سنا رہا تھا
شیشم کے درختوں پر پھدکتی چڑیاں
مجھے برف پر تنہا چلتے دیکھ کر
شور مچا رہی تھیں
اور درختوں سے ٹپکتی سفید برف نے
وہ سرے خواب جو ہم دونوں کی محبت سے جڑے تھے
اپنے سفید کالوں کے نیچے چھپا لیے
ایک مدت کے بعد میں محبت کی نگری سے واپس آئی۔
تو میرا دل میری آنکھیں خالی ہو چکی تھیں
تمہیں معلوم ہی نہیں کہ
سب کچھ ہونے اور کچھ نہ ہونے کے اس سفر نے
مجھے اندر سے کتنا تھکا دیا ہے

ایک لمبے عرصے کے بعد آج اس کے سامنے احسان کی شکل کا آدمی کھڑا تھا وہ احسان تھا یا کوئی اور اس کا بہروپیا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی بس وہ پیہم ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے جا رہے تھے اس کو اپنی قوت بینائی پر یقین نہیں آ رہا تھا مگر وہ احسان ہی تھا ایک لمبے عرصے کے بعد اس کا تھکا تھکا سا چہرہ جسے شاید وقت کے ظالم جھروکوں نے لاغر کر دیا تھا آج اتنے لمبے عرصے بعد اچانک کہاں سے آ ٹپکا تھا وہ تو اس سے وابستہ ہر امید ہر یاد کو کفن پہنا کر دل کے ویران گوشوں میں دفن کر چکی تھی حتیٰ کہ بیٹے کی محبت نے سے اس کے بارے میں کبھی سوچنے کی مہلت ہی نہ دی تھی۔

مجھے پتہ ہے کہ میں اب کسی قابل نہیں ہوں مگر پھر بھی کیا تھوڑے وقت کے لیے اندر آ سکتا ہوں احسان نے ندامت سے لبریز لہجے میں کہا اس کے لہجے میں تھکن اور دکھوں کی ملاوٹ اس نے واضح محسوس کی تھی بنا کچھ کہے وہ دروازے کے ایک طرف ہو گئی اور وہ چپ چاپ اندر داخل ہوا کچن سے باہر گیٹ صاف نظر آ رہا تھا احسان کو اندر آتا ناصرہ دیکھ چکی تھی وہ گیس والے چولہے پر

www.luratech.com

سالن بنا رہی تھی جبکہ دوسرے پر روٹیاں بنا رہی تھی اور بار بار مڑ کر دروازے کی طرف دیکھتی تھی وہ انگشت بدنداں ہوگئی فائزہ دروازہ بند کر کے آگے آگے احسان شرمندہ شرمندہ اس کے پیچھے چلا آرہا تھا جبکہ ناصرہ محویت سے احسان کو دیکھ رہی تھی وہ شکل وصورت قد وقامت مگر آج فرق یہ تھا کہ جہاں کل تک اسے غصے کے آثار نظر آتے تھے ہاں آج شرمندگی اور احساس ندامت کے سائے لہرا رہے تھے۔

مدیحہ میں مصباح کا سامنا کرنے کی سکت نہ رہی تھی وہ اپنے آپ کو رفیع کی قاتل اور مصباح کی محبت کی دشمن سمجھنے لگی تھی رفیع کو مرے ڈیڑھ ماہ ہوگیا تھا مگر وہ اپنے آپ کو معاف نہ کر پائی تھی حالانکہ مصباح خود تین چار بار اس کے گھر آئی تھی اور اس نے اسے محسوس تک نہ کروایا تھا یونیورسٹی میں بھی وہ چپ چپ رہنے لگی تھی مصباح نے کئی بار اسے کہا بھی کہ اگر اسے کوئی ٹینشن ہے تو وہ اس سے شیئر کرے مگر وہ کیا کہتی کیا شیئر کرتی۔

میڈم انیلہ کی پراسرار موت نے سب کو دن میں تارے دکھا دیئے تھے وہ رات ٹھیک سوئی تھی مگر صبح ان کی ڈیڈ باڈی ملی تھی اس کے کمرے مین ساتھ رہنے والی لڑکیوں کا کہنا تھا کہ ہم صبح اٹھیں کافی دیر جب میڈم نہ اٹھیں تو انہیں ناشتے کے لیے اٹھانا چاہا مگر انہوں نے جب کوئی رسپانس نہ دیا تو ہم نے انہیں ہلایا تو ان کو مردہ حالت میں پایا ان کا جسم پیلا پڑ چکا تھا اور آنکھیں خوف سے پھٹی تھیں نجانے راتوں رات ایسی کیا آفت پڑی تھی کہ انہیں موت نے آن دبوچا تھا حالانکہ انہیں کوئی مسئلہ یا بیماری نہ تھی کالج انتظامیہ اور میڈم انیلہ کے گھر والوں کو مطلع کر دیا گیا۔ پولیس ضروری کاروائی اور پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بعد انہیں دوپہر دو بجے واپس جانے کی اجازت ملی تھی رپورٹ کے مطابق ان کے جسم میں خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا گیا تھا گردن پر دو گہرے نشان بھی پائے گئے تھے جن کے بارے میں کوئی خاص پتہ نہیں چل سکا تھا سب سے بڑا انکشاف کہ میڈم انیلہ کی موت ان کے بیڈ پر نہیں ہوئی تھی قاتل نے موت کے بعد انہیں ان کے بستر پر لٹایا تھا جبکہ کرائز کے مطابق وہ ٹائم پر ہی سوگئی تھیں اور لڑکیوں کو بھی سونے کی سخت تقید کی اور لڑکیاں بھی ٹائم پر سوگئی تھیں دورازہ بھی اندر سے لاک تھا اگر قاتل نے کاروائی کمرے میں ڈالی تھی تو ان کے چیخنے چلانے کی آوازوں کی قوت سماعت سے نہ ٹکرائی تھی اور اگر یہ کاروائی کمرے سے باہر ہوئی تی تو کمرے تو متواتر اسی طرح اندر سے لاک تھا پولیس والوں نے تینوں گرلز کو بہت ٹارچر کیا مگر انہیں کسی بات کا نا پتہ ہوتا تو بیچاری کچھ بتا پاتیں۔ اس واقعے کے بعد قافلہ تیسرے دن ہی واپس روانہ ہوگیا آتے وقت جو سب میں جوش وخروش تھا وہ اب غم اور اشکوں میں تبدیل ہوگئے تھے ایمبولنس پر میڈم انیلہ کی میت بھیجی گئی تھی جبکہ ان کی وین بھی روڈ پر دوڑے جارہی تھی۔

پردیس میں میں نے تم لوگوں کو بہت مس کیا ہر وقت یادوں کے بھنور میں پھنسا رہتا۔ یہ بات اپنی جگہ بجا ہے کہ میں بہت بڑا دکھ تمہیں دے کے چلا گیا تھا مگر جذبات کے گھوڑے کی باگیں کب نک کھینچی جائیں جب میں جذبات کے گھوڑے سے اتر کر ہوش وحواس کی دنیا میں لوٹا تو مارے ندامت اور اشکوں کے پاس نہ تھا تم لوگوں کی یاعد میں بس اشک بہانا کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر ہمت جواب دے گئی تھی آخر آج لمبے عرصے

بعد دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوٹ آیا احسان بولتا جارہا تھا اس کی نگاہیں زمین پر جمی ہوئی تھیں آنکھوں سے ندامت سے لبریز اتھرو گر رہے تھے جو کمرے کے فرش پر اکھٹے ہوتے جارہے تھے فائزہ اس کو محویت سے دیکھ رہی تھی اور باتیں سن رہی تھیں اس کا دل بھینچ کر مٹھی میں آگیا تھا ناصرہ بھی پاس ہی بیٹھی تھی کھانا اس نے تیار کر دیا تھا اب وہ کبھی احسان کی طرف دیکھتی جہاں دکھوں کی آندھیاں اور غموں کی پرچھائیاں عیاں تھیں اور کبھی اپنی پھوپھی کے چہرے کو تکتی جہاں ہمیشہ کی طرح دوسروں کے لیے چاہت کے تاثرات نمایاں تھے۔

میں اس قابل نہیں مگر ایک بار مجھے میرے بیٹے کی شکل دکھا دو پلیز۔ وہ جیسا بھی تھا آخر میرا خون تھا اور خون کی کشش آج مجھے یہاں کھینچ لائی ہے احسان نے اشک بار آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تو فائزہ نے اسے بتایا کہ وہ اپنے کالج ٹوئر پر گیا ہوا ہے اور پندرہ دن کے بعد آئے گا پھر اس نے ناصرہ کا بتایا کہ اس نے ناصرہ اور ارسلان کی منگنی کر دی ہے اور یہ بھی بتایا کہ کس طرح اس کو ارسلان ہمیشہ یاد کرتا تھا بھی دروازے کی دوبارہ دستک نے سب کو چونکا دیا شام کے آٹھ بج چکے تھے اور ہو نہ ہو علی ہی ہوگا ناصرہ دروازہ کی طرف لپکی اور احسان اور فائزہ کے ماتھوں پر پریشانی کی سلوٹیں نمودار ہوگئیں تھیں ناصرہ واپس آئی تو اس کے ساتھ ارسلان کو دیکھ کر دونوں چونک گئے اور حیرت کے بت بنے کھڑے ہوگئے ارسلان کبھی ماں کے چہرے کی طرف دیکھتا جہاں دکھ ومحبت سے لبریز پرچھائیاں اسے واضح نظر آئیں اور کبھی اس باپ کی طرف جو عرصہ قبل اسے منحوس ہونے کا لقب دے کر چھوڑ گیا تھا آج اسی باپ کے چہرے پر اسے پیار ومحبت سے بھرپور چاہتیں اور اپنائیت او رسینے سے لگا لینے کی خواہش نظر آئی آنا فانا پہلی بار اس نے نظر اٹھا کے ناصرہ کو دیکھا جو محبت والفت سے مسلسل اسے تکے جارہی تھی۔

وقت پر لگا کر گزر گیا اور دل پر لگے گھاؤ مندمل پڑ گئے تنویر اور کن کی شادی ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازہ جن کے نام یونس فرزانہ اور عارف تھے سب سے بڑا یونس چار سال کا تھا اس سے چھوٹی فرزانہ دو سال اور اس سے چھوٹا عارف ایک سال کا تھا مصباح کی شادی اس کے چچازاد بھائی بشارت سے ہوگئی تھی اور اللہ نے اسے دو بیٹیاں رباب اور صائمہ عطا کی تھیں بلال اور ناصرہ کی بھی شادی آوٹ آف فیملی میں ہوئی بلال کی فی الوقت کوئی اولاد نہ تھی جبکہ ناصرہ جس کی شادی بلال کے سالے سے ہوئی تھی اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام غنی رکھا گیا ادھر مدیحہ بھی پیا کے گھر چل بسی اس کی شادی آوٹ آف فیملی مین ہوئی تھی اور اس کے شوہر کا نام سیف علی تھا اللہ نے اسے دو بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا تھا بڑا بیٹا رمضان چار سال کا چھوٹا بیٹا دانیال تین سال کا اور ارم دو سال کی تھی مدیحہ نے مصباح کو بھی اور اس کی فیملی کو شادی بھی انوائٹ کیا تھا مگر مصباح نے اسے کال کر کے کہا کہ رفیع آؤٹ آف فیملی تھا تو سیف تیرے ماے کا بیٹا ہے جس سے شادی کر رہی ہو مصباح نے فون پر اسے کھری کھری سنائی جنہیں دل پر پتھر رکھ کر اس نے سنا اور کال کے بعد بہت روئی کیونکہ آج مصباح نے اپنی زبان سے اسے کہا تھا کہ آج سے ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے مر چکی ہیں اس لیے ہر خوش فہمی کو دل سے نکال دینا۔ تنویر نے باپ کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا تھا بعد میں اسکی جاب لگ گئی اور فرسٹ ٹائم ٹیچنگ اور سیکنڈ ٹائم وہ

www.lurachem.com

رفیع کی شاپ چلاتا تھا جس سے اچھی خاصی آمدن گھر آتی تھی اور گھر کا نظام اچھا چل رہا تھا کرن کی بھی جاب لگ گئی تھی مصباح نے ایم ایس سی کر کے ابھی جاب نہیں کی تھی اور نہ کسی نے اس پر دباؤ ڈالا تھا کیونکہ وہ خود بشارت بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ جاب کرے بلال فرنچائز مین کمپیوٹر آپریٹر کی جاب کرتا تھا جبکہ مدیحہ نے بھی ٹیچنگ کی جاب شروع کر دی تھی اور اس کا خاوند سیف بھی فارن کنٹری میں ہوتا تھا اس کی فیملی بھی وہاں ہی ہوتی تھی شادی کے بعد سیف نے پاکستان رہنے کو ترجیح دی تھی اور اس کی اس خواہش پر اس کی فیملی نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا پاکستان میں اس نے اپنا ذاتی بزنس شروع کیا جس سے اسے اچھی خاصی آمدن ماہانہ حاصل ہو رہی تھی وقت تھا کہ پر لگائے گزرتا چلا جا رہا تھا اور ہر کوئی پرانے رشتوں کو بس نام کے رشتوں تک یاد کرتا تھا وقت کے ساتھ سب اپنی اپنی زندگی میں اس قدر مدغم ہوئے کہ سات سال پرانے اس رشتے کو بھول گئے جو کسی نہ کسی طرح ان سے ریلیٹڈ تھا۔

اسٹیشن ماسٹر کی آنکھیں اسے دیکھ کر حیرت سے پھیل گئی تھیں آناً فاناً اس کے دماغ کی سکرین پر ایک لمبے عرصے سے قبل کی فلم چلنے لگی جب ہو بہو اسی شکل کا ایک لڑکا انہوں نے اس سفیدے کے درخت سے مردہ اٹھا کر اسٹیشن کے ایک بینچ پر لٹایا تھا جسے بعد میں اس کے ورثا کے حوالے کیا گیا تھا اپنی قوت بینائی پر اسے اعتقاد نہیں ہو رہا تھا کہ آیا یہ وہی لڑکا ہے اگر یہ وہ نہیں تھا تو اس سفیدے کے درخت کے پاس ہی کیوں کھڑا مسلسل سفیدے کے درخت کو تکے جا رہا تھا اسے یاد آیا کہ مرنے والے نے سفیدے کے درخت پر کچھ اس طرح ک تحریر لکھی تھی۔

اچانک آنے والا دکھ انسان کو کرچیاں کرچیاں کر کے رکھ دیتا ہے کیوں وفا کے بدلے وفا نہیں مگر۔ مگر میں اس دنیا سے پیار کا نام ونشان تک مٹادوں گا مدیحہ میں نے دل وجان سے تم سے محبت کی تھی مگر تم نے اچھا نہیں کیا لیکن یاد رکھنا بہت جلد میں دنیا سے پیار کا نام ونشان مٹادوں گا یہ الفاظ بار بار اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہے تھے تبھی اس کے دماغ کے نہاں کونے سے آواز آئی کہ کہیں یہ اس کی بھٹکتی روح تو نہیں جو حقیقت میں آج انتقام لینے آ گئی اس سوچ نے اسے سرتاپاؤں ہلا کر رکھ دیا وہ جو بھی تھا جیسے وہ مرنے والا تھا یا مرنے والے سے ریلیٹڈ جو بھی تھا کہیں نہ کہیں سے اس تحریر سے اس کا تعلق تھا اور اگر اس کا تعلق اس تحریر سے ہے تو اب یہ خون کی ندیاں بہائے گا اور اس کو اس وقت تک کوئی نہیں روک پائے گا جب تک اس کا انتقام اپنے انجام تک نہ پہنچا۔ دن کے اجالے میں اسٹیشن ماسٹر کی پیشانی پر نمودار ہونے والے پسینے کے قطرے ہیرے کی طرح چمک رہے تھے اور اس کی آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں واضح نظر آ رہی تھیں۔

احسان کے لوٹ آنے کی خبر جنگل میں آگ کی مانند پھیلی اس وقت گھر میں بلال سدرہ اور ان کے بچوں کے علاوہ احسان فائزہ اور ارسلان بھی موجود تھے بجائے برا بھلا کہنے کے سب ہی نے اسے قبول کر لیا تھا۔ اور دونوں کو برسوں پرانے ٹوٹے رشتوں کو دوبارہ جوڑ دیا گیا بلاول بھی بہت خوش تھا کہ صبح کا بھولا چلو شام کو لوٹ آیا احسان نے ارسلان کو بہت پیار کی اور ارسلان بھی بہت خوش تھا پہلے تو اچانک اپنے باپ کو دیکھ کر اس کے حواس باختہ ہو گئے تھے مگر بعد میں ماں نے ساری بات بتائی ایک لمبے عرصے بعد گھر کی خوشیاں

دوبارہ آنگن میں لوٹ آئی تھیں دیر آئی درست آئی اسی رات ناصرہ اور ارسلان کے رشتے کی بات پکی ہو گئی۔ احسان اپنے ساتھ اتنی دولت لایا تھا کہ ارسلان کی سات پشتوں کے لیے بہت تھا مگر اسے یا کسی کو بھی اس کی دولت سے کوئی سروکار نہ تھا بلکہ اس کے واپس لوٹ آنے پر سب کے من میں لڈو پھوٹ رہے تھے فائزہ بھی آج بہت خوش تھی کیوں نہ ہوتی آخر اس کی محبت نے میدان مار لیا تھا۔

مدیحہ کا گھر میکے کے کچھ فاصلے پر تھا سیف علی بزنس کے سلسلے میں آؤٹ آف کنٹری گیا ہوا تھا دو ہفتے کے لیے آج وہ اپنے دونوں بیٹوں اور بیٹی کے ساتھ بازار شاپنگ کرنے آئی تھی اس وقت وہ ایک جیولری شاپ کے اندر کھڑی تھی جب اچانک اس کی نظر باہر مارکیٹ کے سامنے بائیک کھڑی کرتے ایک نوجوان پر پڑی تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے اٹک کر رہ گیا وہ کوئی اور نہیں رفیع تھا یا رفیع کا ہم شکل اگر وہ رفیع نہیں تھا تو اس نے بائیک کھڑی کر کے پہلی نظر ڈائریکٹ اس پر کیوں ڈالی تھی اس کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر اس کو دیکھا نہ گیا کیونکہ اس کی آنکھوں میں اسے نفرت کے آلاؤ جلتے ہوئے نظر آئے جن کی تاب نہ لاتے ہوئے اس نے نظریں جھکا لیں مگر اس کو یوں فیل ہوا جیسے پھر بھی ان نظروں کی شبیہ اس شیشے میں نظر آ رہی تھی اس نے نظریں چرا کر جس آئینے کو وہ دیکھ رہی تھی دوبارہ اس نے اس کی طرف دیکھا وہ مارکیٹ کی ایک دکان مین داخل ہوا مگر اس کی نظریں متواتر اس پر جمی ہوئی تھیں اس نے جلدی سے سامان اٹھایا بچوں کو لیتی ہوئی گاڑی کی طرف تقریباً دوڑتے ہوئے گئی مگر اسے پتہ تھا کہ دو آنکھیں مسلسل اس کا پیچھا کر رہی ہیں وہاں سے نکلی گاڑی کی رفتار اس نے کافی تیز کر رکھی تھی وہ بار بار آئینے میں دیکھتی کہ کہیں وہ اس کے پیچھے تو نہیں آ رہا گھر پہنچ کر اس نے فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر غٹا غٹ پانی حلق میں اتارا۔ ڈرائنگ روم کے صوفے پر وہ ڈھے سی گئی آنکھیں بند کیں تو وہی خونخوار آنکھیں جلدی سے اس نے آنکھیں کھولیں تو اچانک اس کی نگاہ سامنے میز پر پڑے لفافے پر گئیں جلدی سے اس نے لفافہ کھولا تو اندر سے سفید رنگ کا ایک کاغذ نکلا جس کے لفظ لفظ پر اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں اس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

دیکھ لو میں لوٹ آیا ہوا اب تمہارے اندر مجھ میں آنکھیں ملانے کی سکت نہیں رہی میں نے کہا تھا نہ میں دنیا سے پیار کا نام ونشان مٹادوں گا اور اب میرا انتقام شروع ہو گیا ہے جو بھی میرے راستے میں آیا بے موت مرے گا میں غیر تھا تو اب تو تم نے اپنوں میں شادی کر لی ہے ناں۔ صرف تم نے میرا آپ تعمیر کر کے اسے مسمار کرنے کی قسم کھائی تھی اور تم نے میرے ارمانوں کی کرچیاں کر کے اپنی خوشیوں کا گھروندا بسا لیا۔ مگر ریت کے گھروندوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے میں نے کہا تھا نہ کہ میں آؤں گا اور آ گیا ہوں اور اب میری خون کی ہولی کو کوئی نہیں روک پائے گا کوئی نہیں۔

اس کے تھر تھر کانپتے ہاتھوں سے وہ کاغذ گر گیا تبھی اس نے اپنی ملازمہ شکوراں کو اتنے زور سے پکارا کہ کام چھوڑ کر وہ بھاگی چلی آئی جی بی بی جی۔ اس نے اسے پریشان دیکھ کر پوچھا۔

یہ لفافہ کون دے گیا ہے اس نے لفافے والا ہاتھ لہراتے ہوئے کہا یہاں تو کوئی نہیں آیا بی بی جی۔ وہ مارے حیرت کے لفافے کو دیکھ کر بولی۔

او کے تم جاؤ۔ اس نے اسے ہاتھ کے اشارہ سے کہا اور وہ چلتی بنی آ کر یہ کیسے آیا وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی تبھی اس کے مائنڈ میں بات آئی کہ بجلی

www.luratech.com

کی سرعت سے وہ گھر آئی ہے اور دور تک آئینے میں رفیع کو شاپ بھی کھڑا دیکھتی آئی ہے اور آمنا سامنا بھی آج اور ابھی ان کا ہوا ہے دوسرے ہی لمحے اس کے دماغ میں ہتھوڑے برسنے لگے کہ اس کا مطلب واقعی رفیع۔۔نہیں نہیں۔۔ یہ نہیں ہوسکتا۔اس کا دل اسے انجانے خطرے سے آگاہ کرنے لگا اس کے دماغ میں کسی مندر میں بجنے والی گھنٹیوں کی طرح گھنٹیاں بج رہی تھیں اور خطرے کے آلارم بج رہے تھے۔

مدیحہ کا رو رو کر برا حال تھا سب اسے تسلیاں دے رہے تھے خود سیف بھی پریشان تھا کہ وہ کیسی بہکی بہکی باتیں کررہی ہے مدیحہ کہ بھابھی کیچن میں کام کرنے کی غرض سے گئی تو شاید رات سلنڈر ٹھیک سے بند نہ کیا گیا تھا بھی ماچس کی تیلی جلنے کی دیر تھی کہ ایک زوردار دھماکے کے ساتھ کیچن میں آگ بھڑک اٹھی اسے بچاتے ہوئے اس کے دونوں بھائی بھی جھلس گئے تھے اور بچے نہ سمجھی کی بنا پر روتے چلاتے ان سے آلپٹے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے گھرانے کو اجل نے نگل لیا پچھلے سال کار ایکسیڈنٹ میں اس کے ماں باپ اور بہن کی موت ہوئی اور اب یہ۔۔

رو رو کر اس کا برا حال تھا وہ مسلسل یہی کہہ رہی تھی وہ ہمیں بھی مار دے گا یہی فقرہ وہ بار بار کہہ رہی تھی مصباح بھی آئی ہوئی تھی مدیحہ کو بار بار غشی کے دورے پڑ رہے تھے ان سب کو تھوڑی ہی دیر میں دفن کردیا گیا تھا کیونکہ ان کی کنڈیشن اتنی دگرگوں تھی کہ قابل دید نہ تھی۔

مصباح وہ مجھے میرے بچوں اور میرے شوہر کو بھی مار دے گا پلیز تم اسے روکو۔خدا کے لیے مصباح وہ زندہ ہے۔میں نے خود اسے دیکھا ہے مجھے بچاؤ ہم سب کو بچالوں خدا کے لیے وہ دھاریں مار کر رو رہی تھی اور مصباح کے گلے لگ کر آہ وفریاد کررہی تھی مصباح اسے دلاسہ دے رہی تھی کہ کچھ نہیں ہوگا مگر اس کی باتیں سن کر وہ خود حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آیا مدیحہ کی باتوں میں حقیقت ہے یا نہیں کیونکہ اس کے اہل خانہ تو اپنی غلطی کی پاداش میں موت کے پھندے میں جا پھنسے تھے اس کا ذہن ہزاروں سوالوں کے بھنور میں بری طرح سے الجھ چکا تھا جس سے نکلنے کی اسے کوئی راہ دکھائی نہ دے رہی تھی۔

جب سے تم واپس آئے ہو تم کچھ بدلے بدلے سے ہو آخر بات کیا ہے۔آخر دل کی بات وہ زبان تک لے آئی اس وقت دونوں گھر میں موجود تھے جبکہ فائزہ اور احسان بازار گئے ہوئے تھے اور لوٹنے ہی والے تھے اب دونوں صحن میں بیٹھے تھے ارسلان کو چپ دیکھ کر آخر اس نے پوچھ لیا ایک منٹ روم میں آؤ۔ارسلان اٹھ کر روم میں چلا گیا تو ناصرہ کا دل دھک سے حلق سکو آگا تھا نجانے کیوں آج پہلی بار اسے ارسلان سے خطرہ محسوس ہو رہا تھا مگر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اس کے پیچھے ہولی جیسے ہی وہ کمرے میں انٹر ہوئی ارسلان نے دروازہ بند کرلیا۔یہ یہ۔۔۔یہ تت۔۔تم کیا کررہے ہو۔الفاظ اس کے حلق سے مشکل سے نکل رہے تھے مگر دوسرے ہی لمحے وہ اسے اپنے شکنجے میں جکڑ چکا تھا اور اس کے دانت اس کی شہ رگ میں پیوست ہو چکے تھے حیرت وخوف کے ملے جلے تاثرات کی وجہ سے اس کی آواز گھگیا گئی تھی وہ رونا چاہتی تھی درد کی شدت سے اس کے آنسو امڈ آئے تھے مگر زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی آخر اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔اس نے اس کے جسم سے خون کی آخری بوند تک نچوڑ لی تھی یہ وہ ارسلان تھا جو محبت

کی لاج رکھتا تھا لیکن آج اس کے اندر ایک شیطان کی روح تھی جس نے اس کا اور پھر اس کی محبت کا خون کرڈالا تھا اب اسے خطرہ کی بو آرہی تھی یہاں سے رفو چکر ہوجانے میں ہی غنیمت تھی۔احسان اور فائزہ جب واپس آئے تو ارسلان کے بند کمرے کو دیکھ کر دونوں تشویش ہوئی بار بار دستک پر جب دروازہ نہ کھلا تو احسان نے دھکا مار کر کھولا اگلا منظر دیکھ کر ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

شہر میں خوف وہراس کی فضا قائم ہوچکی تھی دس دن میں سولہ قتل جن میں آٹھ جوان لڑکے اور آٹھ جوان لڑکیاں۔کمال حیرت کہ سب کی گردنوں پر دو نشان پائے گئے اور جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا گیا تھا۔آباد شہر کا سماں پیدا ہوگیا پولیس قاتل کو پکڑنے میں مکمل طور پر ناکام تھی لوگوں میں پوری طرح خوف وہراس پایا جاتا تھا معمولات زندگی ڈسٹرب ہوکر رہ گئی تھی لوگوں نے کام پر جانا چھوڑ دیا تھا اور گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے اور جو جاتے تھے وہ اپنا گھر بار اس رب کریم کے سپرد کر کے جاتے تھے کہ پتہ نہیں شام کو گھر لوٹنا قسمت میں ہے یا نہیں۔الغرض موت کے خوف نے لوگوں کو گھروں میں دبکنے پر اس طرح مجبور کردیا جیسے بلی کی موجودگی میں چوہے بل کا راستہ تک بھول جاتے ہیں۔

پورا ہفتہ گزر گیا تھا مگر اب بھی کسی کسی وقت اس پر غشی کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی مگر اسے کیا خبر کہ دکھوں نے ابھی سے ناطہ توڑا نہیں تھا بلکہ یہ دکھوں کی ووڑی تو منگل سوتر کی طرح اس کے گلے میں پہنا دی گئی تھی آج بھی کافی مہمان آئے تھے اور اب وہ بہت تھک چکی تھی تھوڑی دیر قبل اسے سیف نے کہا تھا کہ چلو بازار سے کچھ سامان لانا ہے فریش منٹ بھی ہوجائے گی اور بلا چار دیواری میں رہ رہ کر جنم لینے والی گھٹن بھی ختم ہوجائے گی مصباح بار بار کال کر کے اس کی خیریت دریافت کرتی تھی کیونکہ اسے دل صدمہ ہوا تھا جسی بھی تھی تھی تو آخر اس کی دوست۔

فون کی ٹرن ٹرن کی آواز نے اس کے سکون میں خلل ڈالا فوراً ہی شکوران کمرے میں آئی اور اس نے کریڈل اٹھا کر کان سے لگایا دوسری طرف سے ہسپتال سے مدیحہ کے لیے کال تھی مدیحہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی اور وہ جلدی سے بستر چھوڑ کر آئی اور کریڈل کان سے لگایا۔

ہیلو۔اس نے آہستہ سے کہا۔

میں ہسپتال سے ڈاکٹر زمان بول رہا ہوں آپ مدیحہ صاحب ہیں آئی مین مسز سیف ہی ہیں ناں۔دوسری طرف سے ڈاکٹر اپنا دو لفظی تعارف کرواتے ہوئے پوچھا۔

جی۔ہم۔مگر خیریت تو ہے ناں۔ڈاکٹر صاحب۔اس نے تھرتھراتے ہوئے لبوں سے پوچھا اور پھر دوسری طرف سے جو اسے بتایا گیا اس نے اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی اسے لگا جیسے آسمان ٹوٹ کر اس کے سر پر آگرا ہو کریڈل اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر جھولنے لگا دوسری طرف سے ہیلو ہیلو مس مدیحہ۔پلیز کنٹرول۔ہیلو مگر اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔قبل اس کے کہ اس کا جسم لڑھکتا بی بی جی کی آوازیں نکالتی ہوئی پاس کھڑی شکوراں نے اسے تھاما اور زور زور سے دوسرے ملازموں کو پکارا سب نے مل کر اسے بیڈ پر لٹایا اور شکوراں نے فوراً مدیحہ کے فیملی ڈاکٹر کا نمبر ڈائل کیا۔

ناصرہ کو مرے ہفتہ ہوچکا تھا سب کا رو رو کر برا حال تھا خصوصاً فائزہ اور سدرہ کا کچھ لوگوں نے

www.luratech.com

احسان کو منحوس ٹھہرایا کہ اس کے قدم گھر میں پڑتے ہی ان پر آفتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں ناصرہ کی موت ارسلان کی گم شدگی آج احسان کو اندازہ تھا منحوس کا لقب کتنی اذیت دیتا ہے وہ اپنی بیوی کو مسلسل صبر واستقامت اور دلاسہ دے رہا تھا کہ ارسلان جلد مل جائے گا۔

ادھر شام کو بلاول امام صاحب کو لے آیا کیونکہ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ ان کے پاس نورانی علم تھا جس کی بدولت وہ جن نکالنے گم شدہ چیزوں کا حساب لگاتے ہیں اور تعویذ دھاگے کا کام بھی کرتے تھے۔ مختلف بیماریوں کے لیے ان کے تعویذ بہت کارآمد ثابت ہوتے تھے انہوں نے حساب لگایا اور پھر جو جو انکشاف کیے انہوں نے سب کو سرتاپاؤں ہلا کر رکھ دیا ناصرہ کی جدائی اور پھر جب پتہ چلا کہ ارسلان کو مار کر اس پر بلدوح نے قبضہ جمایا ہوا ہے تو ماتم کدہ دونوں گھروں میں رونے اور چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں سب کی حالت ماہی بے آب کی سی ہوگئی تھی اور جنگل میں آگ کی طرح یہ بات پورے شہر میں پھیل گئی کہ مسٹر احسان صاحب کے بیٹے پر کسی بدروح کا قبضہ ہے اور مسلسل ہونے والے قتل وغارت کا ذمہ دار وہی ہے۔

مدیحہ ہوش میں آئی تو سب کو اپنے اردگرد جمع دیکھ کر انگشت بدنداں ہوگئی ذہن پر تھوڑا سا زور دیا تو گزرے واقعات ڈاکٹر کیب انتیں اس کے کانوں میں گونجنے لگیں کہ مسز سیف علی اور آپ کے بچوں کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے کنٹینر کے نیچے آنے سے گاڑی کا اگلا پچھلا حصہ آپس میں مل گئے اور سیف علی اور آپ کے بچوں کے جسم بری طرح کچلے گئے گاڑی کی توڑ پھوڑ کر کے بڑی مشکل سے ان کی لاشیں باہر نکالی گئی ہیں جو کہ جلد ہی آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اب کی بار اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلے تھے بلکہ ان میں نفرت وغصے کے آلاؤ جل رہے تھے اسے بتایا گیا کہ وہ پورے چار دن بعد ہوش میں آئی ہے لہذا لاشوں کی ناساز حالت کی بنا پر انہیں دفن کر دیا گیا۔

میں ایک بار قبرستان جانا چاہتی ہوں اس نے تحکمانہ لہجے میں بیڈ سے اترتے ہوئے کہا۔

دیکھو تمہاری طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہے اس لیے۔ مصباح نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ تو اس نے اس کا ہاتھ زور سے جھٹکتے ہوئے کہا۔ میں مری نہیں ہوں اور مر بھی جاؤں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا اتنا کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی مصباح اس کے ساتھ تھے قبرستان گھر سے زیادہ دور نہیں تھا لہذا وہ پیدل چل پڑیں مصباح اور دوسرے لوگوں نے بھی کہا کہ گاڑی پر چلتے ہیں مگر اس نے انکور کیا مصباح کے علاوہ اس کے ساتھ نو مرد اور اٹھارہ عورتیں تھیں پانچ دس منٹ میں وہ قبرستان پہنچ گئے اس دور سے مصباح نے بتا دیا تھا کہ اس کے بچوں اور خاوند کو بھی اس کے والدین کے ساتھ دفن کیا گیا ہے مگر ان کی قبروں کی طرف جانے کی بجائے اس کا رخ مخالف سمت دیکھ کر سب سوالیہ نظروں سے اسے تکے جا رہے تھے کچھ نے اسے کہا بھی کہ وہ غلط سمت جا رہی ہے مگر اس نے کسی کے سوال کا جواب دینا گوارہ نہ کیا۔

اب تو خوش ہوناں۔ میرا سب کچھ تم نے مجھ سے چھین لیا۔ میرے اپنوں کو چھین لیا کیا ملا تمہیں یہ سب کر کے بولو کیا ملا وہ زور زور سے دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی اور ساتھ ساتھ اس کی قبر پر نظریں جمائے اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی پہلے تو سب اسے پاگل سمجھ رہے تھے اور اس کی طرف بڑھنے لگے مگر پھر رک گئے جب انہیں قبر کی اتھاہ گہرائیوں سے کسی کے ہنسنے کی آوازیں سنائی دیں

کچھ کے لیے یہ آوازیں انجانی تھیں اور کچھ تو منسلک بھی اسی آواز سے تھے مصباح کا دل حلق کو آگا اسے نہیں خبر بعد میں مدیحہ کیا کیا کہتی رہی تھی ہوش اسے تب آیا جب اچانک جھٹکا سا لگا جب وہ سنبھلی تو اگلا منظر دیکھ کر اس کے پیروں تلے زمین سرک گئی رفیع کی قبر سے دو ہاتھ باہر نمودار ہوئے تھے اور انہوں نے پلک جھپکتے ہی مدیحہ کو ٹانگوں سے پکڑ کر کھینچا اچانک اس آفت ناگہانی پر وہ سہم سی گئی لوگ دوڑ کر دور جا کھڑے ہوئے اس کی چیخیں آسمان کا سینہ چاک کرنے لگیں مگر پلک جھپکتے میں وہ قبر کی گہرائیوں میں مدغم ہوگئی اور قبر کا ہول بند ہوگیا۔ یہ سب اتنی پھرتی سے ہوا کہ کوئی بھی کچھ نہ کر سکا مصباح گھٹنے زمین پر لگا کر بیٹھ گئی اب اس کی چیخیں گونج رہی تھی اور سب اسے کنٹرول کر رہے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مدیحہ اپنے انجام کو پہنچ چکی ہے اس لیے بے کار میں رفیع کی قبر کھود کر وہ کسی نئی آفت کو گلے کا ہار نہیں بنانا چاہتے تھے بلال تنویر اور بشارت نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اسے گاڑی میں بٹھایا تنویر نے بشارت کو کال کر کے فوری طور پر گاڑی لانے کو کہا۔ اور اسے کنٹرول کرتے کرتے گھر کی جانب چل دیئے سب لوگ آپس میں چہ میگوئیاں کرتے گھروں کو لوٹے کچھ تو بار بار پلٹ کر رفیع کی قبر کی طرف دیکھ رہے تھے۔

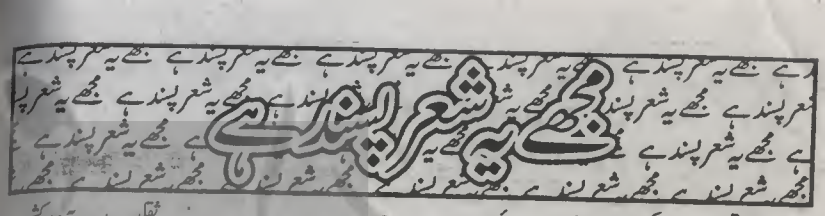
ارسلان کی لاش اسی دن انہیں مل گئی امام صاحب نے جنازہ پڑھایا اور سب کو تفصیل سے بتایا کہ اس کا انتقام ختم ہوگیا ہے اس کے ذہن میں یہ بات تھی کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا مگر اسے اس بات کی خبر نہیں تھی کہ اسے صرف اس کے انتقام تک چھوٹ تھی اور بے قصور لوگوں کی موت کے بدلے اب وہ حساب دے گا۔

لوگ توجہ سے امام صاحب کی باتیں سن رہے تھے ارسلان کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا فائزہ احسان اور باقی سب خون کے آنسو رو رہے تھے فائزہ اپنی قسمت پر اشک ریزی کر رہی تھی اور بار بار یہی کہتی تھی کہ اس کی قسمت میں خوشیاں نہیں ہیں اگر ایک خوشی۔ شوہر کی واپسی کی۔ اسے ملی تو اس سے بڑا گھاؤ بیٹے کی بے موت اور جدائی اس کے دل پر لگ چکا تھا۔ ہر وقت بیٹے کی تصویر سینے سے لگائے رکھتی کبھی کبھی تصویر سامنے رکھ کر اس سے باتیں کرتی کبھی گلے شکوے کرتی الغرض ذہنی طور پر وہ تھوڑی ڈگمگا سی گئی تھی جوان بیٹے کی موت نے اس کے ارمانوں کو اس کے چاؤ کو ملیا میٹ کر دیا تھا دور خلاؤں میں وہ آنکھیں جمائے اکثر بیٹے کے لوٹ آنے کا انتظار کرتی اور پھر نجانے کیا سوچ کر آنسوؤں کو اپنی مرضی کرنے کی اجازت دے دیتی جو پل بھر میں اس کے چہرے کو بھگو کر رکھ دیتے تھے۔

نہ کوئی عہد نبھایا نہ ہم نوائی کرے
اسے کہو کہ تسلی سے بے وفائی کرے
ساحل دعا بخاری۔۔۔۔۔۔بصیر پور۔ حاصل پور

میں نے زیست میں فقط ایک بات دیکھی تھی
ان کے قدموں تلے اپنی اوقات دیکھی تھی
شب ہجر دیکھا تھا اسے ہمرائے رقیب
اس کی آنکھوں میں میں نے چاند رات دیکھی تھی
اس کے ہونٹوں پر آن ٹھہری ہر لیٹی مسکان
اس نے میری آنکھوں میں جو برسات دیکھی تھی
وہ اک نظر تمام جملوں سے بھاری ہے دعا
جس اک نظر سے اس نے میری ذات دیکھی تھی
ساحل دعا بخاری۔۔۔۔۔۔بصیر پور۔ حاصل پور

www.luratech.com



حسرت تو تھی تیری آنکھوں کا آنسو بن جائیں چاہت پر تو روتے یہ ہم کو گوارا نہیں رانی

✪ ..... رائے عیس ولی چاہت-اڈاجسوآنہ بنگلا

روشنی ہو تو دیا جلتا ہے شمع ہو تو پروانہ جلتا ہے محبت ہو تو دل جلتا ہے آپ جیسا دوست ہو تو زمانہ جلتا ہے

✪ ..... A.H.C-سیت پور

مٹ جاتے ہیں وہ لوگ ریت کی دیوار کی طرح منیر اپنی جان سے بھی زیادہ جو کسی سے پیار کرتے ہیں

✪ ..... محمد منیر سحری-کراچی

مجھے یقین کیوں نہیں ہوتا میری چاہت پر ساگر میں نے کس کس کو نہیں چھوڑا فقط تیرے لئے

✪ ..... رئیس ارشد-خان بیلہ

میری زندگی تاش کے پتوں کی مانند ہے انعام جس نے کھیلنا چاہا تقسیم کر دیا

✪ ..... انعام علی-جنڈ

برسوں سے میں جنت کی تلاش میں نکلا تھا انعام آخر تھک کر. ماں کے قدموں میں آ گرا

✪ ..... انعام علی-جنڈ، اٹک

کبھی کبھی سفر زندگی سے تھک کر ہم تیرے خیال کے سائے میں بیٹھ جاتے ہیں

✪ ..... مسکان فاطمہ-کنگن پور

پتھر بنادیا مجھے رونے نہیں دیا دامن بھی تیرے غم نے بھگونے نہیں دیا دل کو تمہاری یاد کے آنسو عزیز تھے کوئی بھی درد دل کو سمونے نہیں دیا

✪ ..... اسحاق انجم-کنگن پور

اس نے یہ سوچ کر الوداع کر دیا ساجن یہ غریب لوگ ہیں وفا کے سوا کیا دیں گے

✪ ..... ثقلین ساجد-آزاد کشمیر

اپنوں کی چاہتوں نے اس قدر دیئے فریب ساجن کہ روتے رہے لپٹ کے ہر اجنبی کے ساتھ

✪ ..... ثقلین ساجد-آزاد کشمیر

ہم سے بھلایا نہیں جاتا ایک انسان کا پیار لوگ جگر والے ہیں روز نیا محبوب بنا لیتے ہیں

✪ ..... ثقلین ساجد-آزاد کشمیر

راستہ ایسا بھی دشوار نہ تھا بس اس کو ہماری چاہت پہ اعتبار نہ تھا وہ چل نہ سکے ساتھ ہمارے ورنہ ہمیں تو جان دینے سے بھی انکار نہ تھا

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

کب دل تمہاری یاد میں چور نہیں ہوتا کب تم سے ملنے کو مجبور نہیں ہوتا یہ سچ ہے زندگی میں دل اس کا ٹوٹا ہے جس کا اکثر کوئی قصور نہیں ہوتا

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا ارشد وہ بھی نکلتا ہے تو کسی اور کی خاطر

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

نہ رکھ امید وفا کسی پرندے سے ارشد ذرا پر کیا نکل آئیں اپنا ہی آشیانہ بھول جاتے ہیں

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

کون کہتا ہے کہ مٹ جاتی ہے دوری سے محبت ملنے والے تو خیالوں میں بھی ملا کرتے ہیں

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

وفا کو ہم وفا دیتے ہیں
بے وفا کو ہم بھلا دیتے ہیں
جو ہمیں وفا سے دل میں بسا لیتے ہیں
قسم سے جان اپنی ہم اس پہ لٹا دیتے ہیں

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

بھولنا چاہتے ہو تو بھلا کر دیکھ لو
اک بار یہ بھی آزما کر دیکھ لو
وفا کی لسٹ میں صرف میرا ہی نام ہو گا
جتنا چاہے دوست بنا کر دیکھ لو

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

ذرا سی زندگی ہے ارمان بہت ہیں
ہمدرد نہیں کوئی انسان بہت ہیں
دل کا درد سنائیں تو سنائیں کس کو
جو لوگ دل کے قریب ہیں وہ انجان بہت ہیں

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

وہ سمجھتا ہے کہ میں ہر چہرے کا طلبگار ہوں فراز میں دیکھتا کبھی کو ہوں بس اس کی تلاش میں

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

محبت کر سکتے ہو تو رب سے کرو کاوش مٹی کے کھلونوں سے کبھی وفا نہیں ملتی

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

فاصلے گھٹا دیئے دلوں میں نفرت کے ساحل وہ جو دور ہوئے تو کچھ محبت سی ہونے لگی

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

بچھڑے ہوئے لوگوں کی ہر بات رُلا دیتی ہے ہم کو تو ہر جانے والی شام رُلا دیتی ہے ویسے تو ہم دل کے بڑے مضبوط ہیں پس کبھی کبھی کسی کی یاد رُلا دیتی ہے

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

کاش میں بادشاہ شاہ ہوتا تو محبت کا قانون بنا دیتا دو دل جدا کرنے والوں کو میں موت کی سزا سنا دیتا

✪ ..... دانش عارف-راولپنڈی

تیری بے وفائی کا شکوہ کروں تو میری محبت کی توہین ہو گی

✪ ..... آفاق احمد کنڈی-ڈی آئی خان

آج تو ان کی یادوں میں ایسے کھوئے ہو فراز جیسے تنہا کشتی کو سمندر میں شام ہو جائے

✪ ..... حسن رضا-رکن

بچپن میں آسمان کو چھونے کا شوق تھا جب قد بڑھا تو پیار زمینوں سے ہو گیا

✪ ..... عاصم علی-گوجرانوالہ

سارا قصور تھا میرا سارا گناہ تھا میرا جس دن سے دل لگایا تھا وہ دن برا ہی تھا میرا

✪ ..... رانا محمد عمر حیات-گوجرانوالہ

کتنی منفرد ہے یہ زندگی کی آرزو بلال دل جلے مر جاتے ہیں کسی پہ کچھ لوگ جینے کے لئے

✪ ..... بلال احمد دل جلے-حضرو

جن کے رخسار پر ہمارے ہونٹوں کے نشان ہیں فراز آج وہ بھی ہم سے ملنے میں حیا کرتے ہیں

✪ ..... حماد ظفر ساغر-گوجرہ

جب جنازہ میرا نکلے گا گلی گلی ساغر تو بے وفا تم دیکھو گے پردہ اٹھا اٹھا کر

✪ ..... عامر شہزاد-گوجرہ

وہ تو صدیوں کا سفر کر کے یہاں پہنچا تھا تو نے منہ پھیر کر جس شخص کو دیکھا بھی نہیں

✪ ..... آفاق احمد کنڈی-ڈیرہ اسماعیل خان

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

✪ ..... آفاق احمد کنڈی-ڈیرہ اسماعیل خان

نہ کر محبت امیروں سے امیر برباد کرتے ہیں محبت کر غریبوں سے جو دل سے پیار کرتے ہیں

✪ ..... وسیم احمد-گگو منڈی

ہم کبھی موجود تھے تقدیر کے دروازے پر لوگ دولت پہ گرے ہم نے تجھے مانگ لیا

✪ ..... وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

نہ جانے کس دربار کا چراغ ہوں میں جنید جس کا دل چاہتا ہے جا کے چھوڑ دیتا ہے

✪ ..... جنید اقبال اٹک

خدا کی اتنی بڑی کائنات میں ہم نے بس اک شخص کو مانگا وہی نہ ملا مجھے

✪ ..... جنید اقبال-اٹک

عادت ہی بنا لی تم نے منیر اپنی کہ جس شہر میں رہنا اکتائے ہوئے رہنا

✪ ..... ایم زبیر سنگم-جنڈانوالہ

ایسا کیا لکھوں کہ تیرے دل کو تسکین پہنچے کیا یہی کافی نہیں میر کی دعاؤں میں تم ہو

✪ ..... امر حسن-باغ آزاد کشمیر

نام تو لکھ دوں اس کا ہر جگہ مگر یہ خیال آتا ہے معصوم ہے میرا صنم کہیں بدنام نہ ہو جائے

www.lurataech.com

✪ ..... عاصم حسن-باغ آزاد کشمیر

تیرا یہ انداز کبھی مجھ کو برا نہیں لگتا
میری جان یہ انداز زمانے کو اچھا نہیں لگتا

✪ ..... احسان سحر-میانوالی

جب کبھی میرا اس سے رابطہ نہیں ہوتا قمر
میں خود میں ڈوب جاتا ہوں وہ مجھ کو مجھ میں ملتا ہے

✪ ..... ملک محمد قمر رمضان-پپلاں

کوئی وعدہ نہیں پھر بھی انتظار تھا
دور ہونے کے بعد بھی آپ کی دوستی سے پیار تھا
آپ کے چہرے کی مسکراہٹ بتا رہی ہے آپ کو
میرے ہی ایس ایم ایس کا انتظار تھا

✪ ..... عبداللہ حسن چشتی-سیت پور

تیرا سجدہ کہیں تجھے کافر نہ کر دے اے انسان
تو جھکتا نہیں اور ہے سوچتا کہیں اور

✪ ..... واجد محمود-اٹک شہر

مت بہا آنسو بے قدروں کے لئے اے دوست
جو قدر کرتے ہیں وہ رونے نہیں دیتے

✪ ..... محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

کل رات چاند بالکل تجھ جیسا تھا. فراز
وہی حسن، وہی غرور، وہی دوری

✪ ..... مزمل عارف-مندرہ

میں نے کبھی سوچا نہ تھا کہ تم یوں دور چلے جاؤ گے مزمل
میری ساری زندگی بے رونق کر کے

✪ ..... مزمل عارف-مندرہ

وہ حسن کا پیکر ہے تو کیا ہوا عمران
میری اماں مجھے چودھویں کا چاند کہتی ہے

✪ ..... عمران خان-پنجن کسانہ

شاہین کچھ لوگ یہاں پر جام سے جام ٹکرائیں گے
اک دن دیکھ لینا تیرے میخانے ٹونکر بکھر جائیں گے

✪ ..... فدا شہباین بھٹی-احمد پور لمہ

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ

✪ ..... محمد اشرف زخمی دل-نجیکی

جس ہاتھ سے اس شوخ کی زلفوں کو چھوا تھا
چھپ چھپ کے اسی ہاتھ کو ہم چوم رہے ہیں

✪ ..... رفاقت علی-لیاقت پور

بدن میں رنگ بھرتا ہے، تمہارا چاند سا چہرہ
مجھے بے چین کرتا ہے تمہارا چاند سا چہرہ

✪ ..... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

جب سے ہوا ہے وہ خواب کی طرح زندگی گزر رہی ہے
عذاب کی طرح خوشبو کے قلم سے شاید لکھا تھا اس نے خط

☆ ..... رفاقت علی-لیاقت پور

وفا کے اس شہر میں ہم جیسا سوداگر نہ ملے فراز
ہم تو آنسو بھی خرید لیتے ہیں اپنی مسکراہٹ دے کر

✪ ..... رفاقت علی-لیاقت پور

میرے مرنے کی خبر سن کر اس نے کہا فراز اچھا
ہوا مر گیا اکثر اداس رہتا تھا

✪ ..... رفاقت علی-لیاقت پور

تو نے چھیڑا ہے تو یہ کچھ اور بکھر جائے گی زندگی
زلف نہیں ہے کہ سنور جائے گی

✪ ..... رفاقت علی-لیاقت پور

وہ جفا کرتے رہے ہم وفا کرتے رہے
اپنا اپنا فرض تھا دونوں ادا کرتے رہے

✪ ..... رفاقت علی-لیاقت پور

نہ ملتی ہمت نہ کرتا میں حوصلہ
اب کیوں روتی ہو جب ہوتا ہے فیصلہ

✪ ..... پرنس تنویر احمد-دادو

مانگ لینا خدا سے اگر ہو عقیدہ تمہارا جنید
خدا ان کو بھی دیتا ہے جو پتھروں سے مانگتے ہیں

✪ ..... جنید اقبال-اٹک

نہ دنیا سے، نہ دولت سے، نہ گھر کو آباد کرنے سے
دل کو تسلی ملتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

✪ ..... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی

ان آندھیوں سے کہہ دو اوقات میں رہے
بڑی مشکل سے جلایا ہے یہ چراغ محبت

✪ ..... سمیرا ناز-بھکروال

آج وہ بھی رو پڑا میری بے بسی دیکھ کر فراز
قسم جس نے کھائی تھی مجھے برباد کرنے کی

✪ ..... ایم امیر عاصم ملک-میانوالی

رکھو رابطہ جب تک ہم زندہ ہیں دوست
پھر مت کہنا چلے گئے. دل میں یادیں بسا کے

✪ ..... رضا بلال-لاہور

وہ جسے میں سمجھتا تھا زندگی میری دھڑکنوں کا
فریب تھا دوست مجھے مسکرانا سکھا کے میری روح تک کو رُلا گیا

✪ ..... محمد فاروق-رحیم یار خان

مت تلاش کر میری ذات میں عیب ساجن
فقط اتنا کہہ دے کہ میں تیرے قابل نہیں ہوں

✪ ..... عفیفین ساجد-آزاد کشمیر

مجھے عشق کی کتاب نے ایسا رلایا سانول
نہ رہے کچھ پڑھنے کے قابل نہ رہا کچھ یاد

✪ ..... حافظ ابرار سانول-حافظ آباد

جو شخص جانتا نہ تھا محبت کے معنی
وہ شخص وفا کی انتہا لکھ رہا ہے

✪ ..... حافظ ابرار سانول-حافظ آباد

تحریر میں سمٹتے کہاں ہیں دلوں کے درد انیلا
بہلا رہی ہوں ذرا خود کو کاغذوں کے ساتھ

✪ ..... انیلا شہزادی

کرنے کو تیرا انتظار قیامت تک کروں
مگر سوال زندگی مختصر کا ہے

✪ ..... انیلا شہزادی

تیری چاہت کی عبادت میں پتھر ہو گیا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا بے جان سمجھ بیٹھے

✪ ..... رئیس عثمان-آزاد کشمیر

وہ صبح صبح نہ ہو وہ شام شام نہ ہو
جس پل میری زبان پہ تیرا نام نہ ہو

✪ ..... رئیس عثمان-آزاد کشمیر

یہ روگ محبت ہے یا کہ بدنصیبی اپنی
سکون کبھی ایک پل کو بھی ملا ہی نہیں

✪ ..... رئیس عثمان-آزاد کشمیر

اس کو زندہ جاوید سمجھ
جس کو محبت خاک میں ملا دے

✪ ..... عدنان خان-ڈی آئی خان

بعد مرنے کے میری قبر پہ آیا وہ میر
یاد آئی. میرے مسیحا کو دوا میرے بعد

✪ ..... عدنان خان-ڈی آئی خان

ایسی تاریکیاں آنکھوں میں بسی ہیں فراز
رات تو رات ہے ہم دن کو جلاتے ہیں چراغ

✪ ..... عدنان خان-ڈی آئی خان

آؤ اک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں
لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں

✪ ..... عدنان خان-ڈی آئی خان

نہ چھیڑ سلیمان اس ظالم دنیا کو
اس کا کاٹا تو پانی بھی نہیں مانگتا

✪ ..... عدنان خان-ڈی آئی خان

شاید صبا کے ہاتھ میں خنجر ہے ان دنوں
ہر پھول اپنے خون میں ڈوبا دکھائی دے

✪ ..... عدنان خان-ڈی آئی خان

اچھا تمہارے شہر کا دستور ہو گیا
جس کو بھی دوست بنایا وہ دور ہو گیا
دادی سے کہنا اس کی کہانی سنائے
جو بادشاہ عشق میں مزدور ہو گیا

✪ ..... عدنان خان-ڈی آئی خان

نکلے تھے ہم اس تقدیر سے کہ تمہیں کریں گے
تلاش پر تقدیر نے تو عمر بھر کا مسار بنا دیا

✪ ..... عدنان خان-ڈی آئی خان

اپنے ہی ہوتے ہیں جو دل پہ وار کرتے ہیں
ورنہ غیروں کو کیا معلوم دل کی جگہ کون سی ہے

✪ ..... نامعلوم

زندگی کی خطاؤں کو معاف کرنا صنم
شاید تیری زندگی میں اب نہ آئیں ہم

✪ ..... نامعلوم

اپنی ناکامی کا ایک یہ بھی سبب ہے فراز
چیز جو مانگتے ہیں سب سے جدا مانگتے ہیں

✪ ..... نامعلوم

دعائیں ہم نے مانگی تھیں بہاریں غیر نے لوٹی
ہمیں ایک خار گزرا ہے تمہارا نوجواں ہونا

✪ ..... نامعلوم

رکھتے ہیں جو اوروں کے لئے پیار کا جذبہ
وہ دل کبھی ٹوٹ کر بکھرا نہیں کرتے

✪ ..... نامعلوم

بہت نام سنا تھا بچپن میں وفا کا فراز
جب ہم جواں ہوئے تو روایت ہی بدل گئی

✪ ..... نامعلوم

میرا کیا ہے میں خاک بھی ہو گیا تو ایس

www.luratech.com

میری قبر کی مٹی بھی دے گی دعائیں تجھے

✪ ..... نامعلوم

وہ اک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
وہ ہزار سجدوں سے نجات دیتا ہے آدمی کو

✪ ..... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

بہت سنا تھا تیری وفا کا غضنفر
مر جاؤں بھی تو کفن بھی آ کر دیکھ لینا

✪ ..... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

تم پھول ہو غضنفر اس جہاں کے لئے
اس پھول کی خوشبو ہے صرف عمران کے لئے

✪ ..... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

محبت کی زنجیر سے ڈر لگتا ہے کچھ اپنی تقدیر سے ڈر لگتا ہے
مجھے تیرے نام سے جو جدائی کرتی ہے ان ہاتھ کی لکیروں سے ڈر لگتا ہے

✪ ..... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

کچھ تو بات ہے اس کی فطرت میں عدنان
ورنہ اسے چاہنے کی خطا بار بار نہ کرتے

✪ ..... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

لوگ ہمیں تکلیف نہیں دیتے ہیں بلکہ
ان سے وابستہ ہماری امیدیں ہمیں دکھ دیتی ہیں

✪ ..... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

نہ میرا دل برا تھا نہ تیرے پیار میں کمی تھی
قسمت میں بچھڑنا تھا مقدر میں جدائی تھی ایس

✪ ..... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

تو نے چرا لی نظریں ہم نے نظریں اٹھانا چھوڑ دیا
ملنا ہمارا ناگوار گزرا ہم نے روبرو آنا چھوڑ دیا

✪ ..... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

یاروں کو یار ملا پیاروں کو پیار ملا
ہم کو ایک یار ملا وہ بھی بادفا ملا

✪ ..... ایس عدنان خان-ڈی آئی خان

کہتے ہو کہ بچھڑے کوئی مدت نہیں گزری
لگتا ہے کہ تم نے کبھی کیلنڈر نہیں دیکھا
دھوئیں کی لہر تصویر رقص کرتی ہے
وہ سگریٹوں کے تسلسل میں یاد آتا ہے

✪ ..... اے جی-حافظ آباد

یہ بھی ممکن ہے کسی روز نہ پہچانوں اسے
وہ جو ہر بار نیا بھیس بدل لیتا ہے
بارہا مجھ سے کہا تھا میرے یاروں نے وصی
عشق دریا ہے جو بچوں کو نگل لیتا ہے

وصی شاہ ..... اے جی-حافظ آباد

سوچتے ہیں تجھے وضو کر کے
یوں تیرا احترام کرتے ہیں

✪ ..... اے جی-حافظ آباد

مرحلے شوق کے دشوار ہوا کرتے ہیں
سائے بھی راہ کی دیوار ہوا کرتے ہیں
صرف ہاتھ ہی نہ دیکھو کبھی آنکھیں بھی پڑھو
کچھ سوالی بڑے خوددار ہوا کرتے ہیں

✪ ..... اے جی-حافظ آباد

جب وہ آیا تو کوئی در، کوئی کھڑکی نہ کھلی
اس نے آنے میں بہت دیر لگا دی ہو گی
دوش اپنا بھی ہے کچھ بان بگڑ جانے میں
اور لوگوں نے بھی کچھ اس کو ہوا دی ہو گی

✪ ..... اے جی-حافظ آباد

دل کے بازار میں دولت نہیں دیکھی جاتی
ہو جائے محبت تو صورت نہیں دیکھی جاتی
ایک ہی انسان پر لٹا دو سب کچھ
کیونکہ جو چیز پسند آ جائے اس کی قیمت نہیں دیکھی جاتی

✪ ..... محمد نوید-کنگن پور

دل رہی ہے کیوں آن تیری نظر ہم سے
کر رہے ہو بات کرنے میں درگزر ہم سے
دیدار دے کے تو مجھے جینے کی آس دے دے
ہوتا نہیں اب اور صبر ہم سے

✪ ..... محمد نوید-کنگن پور

تجھے بھول کر ہم سے بھلایا نہ گیا
تیرے جانے کے بعد ہم سے گھر سجایا نہ گیا
نہ خاطر ہی تھے سب سے ناطے
پھر کسی سے تم جیسا تعلق بنایا نہ گیا

✪ ..... محمد نوید-کنگن پور

ترک تعلق کی اس نے کوئی معقول وجہ نہ بتائی مجھے ساگر
بس اتنا کہا محبت کے ساتھ دولت بھی ضروری ہے

✪ ..... ثقلین ساجد-آزاد کشمیر

اس شہر غم کو دیکھ کے دل ڈوبنے لگا
اپنے پہ ہی کوئی ہنستا دکھائی دے

احمد فراز ..... انیلہ غزل-حافظ آباد

اپنے سوا ہمارے نہ ہونے کا غم کسے
اپنی تلاش میں تو ہی ہم ہیں دوستو

احمد فراز ..... انیلہ غزل-حافظ آباد

تری نگاہ کرم ہے وگرنہ اے غم دوست
زمانہ کیا تیرے شیدائیوں سے خالی ہے

حسن اختر جلیل ..... انیلہ غزل-حافظ آباد

تم تو غم دے کر بھول جاتے ہو
مجھ کو احسان کا پاس رہتا ہے

فیض احمد فیض ..... انیلہ غزل-حافظ آباد

تیرا ملنا تو خیر مشکل تھا
تیرا غم بھی جہاں نے چھین لیا

ناصر کاظمی ..... انیلہ غزل-حافظ آباد

جب بھی کسی نے ہنس کے مروت سے بات کی
دل سے تمام عمر کے غم دور ہو گئے

سید عبدالحمید عدم ..... انیلہ غزل-حافظ آباد

اک غم کے سوا دل میں ہے بھی کیا
ہم گھر چلا رہے ہیں متاع قلیل سے

احمد جاوید ..... انیلہ غزل-حافظ آباد

جو غم ملا جبیں کے شکن میں چھپا لیا
دل سے گداز چیز کو پتھر بنا لیا

ظفر اقبال ..... انیلہ غزل-حافظ آباد

کاش تو آ کے مجھے آواز دے کہیں سے
میری ڈوبتی ناؤ کو ساحل کی آس دے کہیں سے
پل پل اسے دیکھنے کا جنون اس پہ مر مٹنے والی تمنا
اے خدایا مجھے پھر سے ایسی پیاس دے کہیں سے

✪ ..... رئیس عثمان-کھوئی رٹہ

نہ کبھی خوشی کی آس رکھتے ہیں
بس غم کو اپنے پاس رکھتے ہیں
کوئی دل کو آوارا سمجھ نہ بیٹھے
اس لئے ذرا چہرہ اداس رکھتے ہیں

✪ ..... رئیس عثمان-کھوئی رٹہ

کیا چاہت کے وعدوں کو ایسے ہی نبھایا جاتا ہے
دکھا کے سپنے منزل کے پھر دل کو دکھایا جاتا ہے
دیکھا ہے ہم نے محبت میں کچھ ایسے بے حال ہوتے ہیں
جو لے کے غم خوشی دے اس کو ہی رلایا جاتا ہے

✪ ..... رئیس عثمان-کھوئی رٹہ

یہ کیسی یہ کس طرح عاشقی کی اس نے
ہر خوشی لوٹکے جینے کی دعا دی اس نے
برسوں سے پرو رہے تھے ہم خوشیوں کی لڑیاں
ایک ہی بچی تھی باقی جو غم سے ملا دی اس نے
بڑی مشکل سے بجھا پائے تھے دل کی آگ
وہ گزرا اس گلی سے پھر چنگاری کو ہوا دی اسنے

✪ ..... رئیس عثمان-کھوئی رٹہ

صرف تجھے اتنا کہنا چاہتا ہوں
میں تیرے بغیر تنہا نہیں ادھورا ہوں

✪ ..... واجد محمود-اٹک

پلکوں کی حد توڑ کر دامن پہ آن گرا
اک آنسو میرے صبر کی توہین کر گیا

✪ ..... واجد محمود-اٹک

میں شہر کی اس بے رونق گلی میں رہتا ہوں
جہاں لوگ بے وفا کو کثرت سے یاد کرتے ہیں

✪ ..... واجد محمود-اٹک

کیا چھپائے گا نقاب اس کے چہرے کو غالب
نگاہ عشق سے پتھر بھی ٹوٹ جاتے ہیں

✪ ..... واجد محمود-اٹک

رو پڑا وہ شخص آج مجھے الوداع کہتے کہتے
میری شرارتوں پہ دیتا تھا دھمکیاں جو جدائی کی

✪ ..... واجد محمود-اٹک

عمر رواں گزر رہی ہے یاد خدا سے غافل
اے دل ناداں سمجھ جا کہ موت کا کوئی وقت نہیں ہوتا

✪ ..... واجد محمود-اٹک

نام تو لکھ دوں تیرا ہر جگہ لیکن یہ خیال آتا ہے
معصوم ہے میرا صنم کہیں بدنام نہ ہو جائے

✪ ..... واجد محمود-اٹک

ہر لفظ کتابوں میں تیرا عکس لئے پھرتا ہے
تیرا اک معصوم سا چہرہ مجھے پڑھنے نہیں دیتا

✪ ..... نامعلوم

کتابوں میں رکھکر سلا گیا ہم کو
آنکھ بند کی اور بھلا گیا ہم کو
کوئی عجیب مصور تھا جو بارشوں کے موسم میں
کچی دیواروں پہ بنا گیا ہم کو

www.urdutech.com

✪ ..... نامعلوم

چاند کے حسن پہ ہر شخص کا حق ہے
میں اسے کیسے کہوں کہ رات کو نکلا نہ کرے

✪ ..... نامعلوم

ابھی تو خشک ہے موسم بارش ہو تو سوچیں گے
کہ ہم نے اپنے ارمانوں کو کس مٹی میں بونا ہے

✪ ..... نامعلوم

کس طرح ہوتے ہیں لوگ جدائی سے بے خبر
مجھ سے تو ابھی تک اک شخص بھلایا نہ گیا

✪ ..... نامعلوم

اپنے ہیں جو شوق پرواز رکھتے ہیں
یقین دلوں میں آنکھوں میں خواب رکھتے ہیں

✪ ..... نامعلوم

میرے دل کی گہرائیوں پہ ہے اک مقام تیرا
جب بھی گرتا ہے آنسو لیتا ہر اک آنسو نام تیرا

✪ ..... بلال حسن-منڈی بہاؤالدین

درختوں سے گر جائیں وہ پتے نہیں ہیں ہم فراز
جاؤ آندھیوں سے کہہ دو اپنی اوقات میں رہیں

✪ ..... بلال حسن-منڈی بہاؤالدین

تم مجھے اپنی روح میں بسا لو تو اچھا ہے ساغر
دل و جان رشتے اکثر ٹوٹ جاتے ہیں

✪ ..... حماد ظفر ساغر-گوجرہ

گیلے کاغذ کی طرح ٹھہری ہے زندگی اپنی ساغر
کوئی لکھتا بھی نہیں کوئی جلاتا بھی نہیں

✪ ..... حماد ظفر ساغر-گوجرہ

چہرہ تو چھپا لیا اب آنکھیں بھی چھپا لو ساغر
ہم اکثر آنکھوں کے راستے دل میں اتر جاتے ہیں

✪ ..... حماد ظفر ساغر-گوجرہ

دولت کے نشے میں تو نے مجھے اپنی نظروں سے دور کیا
پیار کا چھوٹا سا شیشہ پل بھر میں چکنا چور کیا

✪ ..... حماد ظفر ساغر-گوجرہ

اللہ دولتاں نال نوازیا ای ایڈا مان کریندا کیوں ایں
اس غریب نوں طعنے غربت دے سردار مریندا کیوں ایں
مجبوری ہے ساغر کوئی شوق تانہیں گلاں لمیاں کریندا کیوں ایں
خیرات نہ دے تیری مرضی ہے کشکول بھنیدا کیوں ایں

✪ ..... حماد ظفر ساغر-گوجرہ

بہت وفادار ہیں ہم گلہ سوچ کر کرنا
اس دور میں لوگوں سے وفا سوچ کر کرنا
اک بار جو روٹھے تو منا نہ سکو گے احسن
ہم جیسے لوگوں کو خفا سوچ کر کرنا

✪ ..... حماد ظفر ساغر-گوجرہ

نجانے کس بات کی مجھے تم سزا دیتے ہو
میری ہنستی آنکھوں کو رلا دیتے ہو
اب مدت سے کوئی خبر نہیں آئی تمہاری احسن
کیا اپنوں کو اس طرح بھلا دیتے ہو

✪ ..... حماد ظفر ساغر-گوجرہ

کبھی فرصت ملے تو ہمیں بھی یاد کر لیا کرو احسن
بڑی پر رونق ہوتی ہیں یادیں اداس لوگوں کی

✪ ..... حماد ظفر ساغر-گوجرہ

چلو ایسا کریں مل کے ستارے بانٹ لیتے ہیں
ضرورت کے مطابق ہم سہارے بانٹ لیتے ہیں
محبت کرنے والوں کی تجارت بھی انوکھی ہے
منافع چھوڑ دیتے ہیں خسارے بانٹ لیتے ہیں

✪ ..... فرید علی نہی-سیت پور

بن بتائے نجانے کیوں اس نے دوری کر دی
بچھڑ کے مجھ سے اس نے محبت ادھوری کر دی
میرے مقدر میں غم آئے تو کیا ہوا علی
خدا نے اس کی خواہش تو پوری کر دی

✪ ..... فرید علی نہی-سیت پور

ملنے کو دل گیا تھا سو لوٹا نہیں آج تک
یاروں نے کتنی دور بسائی ہیں بستیاں

✪ ..... فرید علی نہی-سیت پور

درد اٹھتا ہے مگر آہ نہیں کرتے
کون کہتا ہے کہ ہم وفا نہیں کرتے
آخر کیوں نہیں بدلتی تقدیر میری
کیا میرے دوست میرے حق میں دعا نہیں کرتے

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

تم جو نہیں تو کیا ہے زندگی
جیسے کوئی سزا ہے زندگی
تم مسکراؤ تو لگتا ہے خوبصورتی کی اک ادا ہے زندگی
تم جو روٹھو تو محسوس ہوتا ہے جیسے ہم سے خفا ہے زندگی

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

ہر بار میرے ضبط کی انتہا نہ کیا کر
ہر بار دور رہ کر سزا نہ دیا کر
ممکن نہیں ہر بار جا کے لوٹ آؤں
مہر بار خود سے مجھ کو جدا نہ کیا کر

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان ب بیلہ

تم صبح اور شام کی طرح
تم خوشیوں کے پیغام کی طرح
تم کو کبھی ہم نے بھلایا ہی نہیں جان
تم یاد رہے ہو مجھے میرے نام کی طرح

✪ ..... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

تم لمحوں کا حساب رکھتے ہو، زندگی کی حسین کتاب رکھتے ہو
فرصت ملے تو لکھنا کبھی ارشد، کیا مجھے تم دل سے یاد رکھتے ہو

✪ ..... ثانیہ کنول-کراچی

نگاہوں سے کرتے اگر وہ اشارہ
مرے دل کو مل جاتا شاید سہارا
وہ ہم کو منانے بہت دور آئے
جنہیں ساتھ چلنا نہیں تھا گوارا

✪ ..... رانا محمد عمر حیات-گوجرانوالہ

ایک تیرے حضور ملتا ہے، مے کدے سا سرور ملتا ہے
چاہتوں کا خمیر خالص ہو، ملنے والا ضرور ملتا ہے

✪ ..... رانا محمد عمر حیات-گوجرانوالہ

ستاروں کی محفل سے چرایا ہے آپ کو
دل سے اپنا بنایا ہے آپ کو
اس دل کو ٹوٹنے مت دینا صدام
کیونکہ دل کے ہر کونے میں چھپایا ہے آپ کو

✪ ..... رئیس صدام حسین-سٹی خان بیلہ

میری ذات میں اس کا صرف اتنا حصہ رہا صدام
زندگی سے اس کو نکالا تو میرے پاس کچھ نہ رہا

✪ ..... رئیس صدام حسین-سٹی خان بیلہ

دن رات مسلط ہے میری سوچوں پہ تیرا عکس
تیرا ہلکا سا تصور مجھے سونے نہیں دیتا

✪ ..... رئیس صدام حسین-سٹی خان بیلہ

تمام عمر وہ سلگتا رہے میری طرح
میں اب کی بار اسے قرب تنہائی دوں
کتاب کھول کے بیٹھے تو میرا چہرہ ہو
میں ورق ورق میں ساحل اسے دکھائی دوں

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-سٹی خان بیلہ

اک لمحہ میری زندگی ویران کر گیا
ایسی ہوا چلی کہ سب نشان کر گیا
چلتا تھا ساتھ ساتھ میرے سائے کی طرح
بچھڑا وہ اس ادا سے کہ حیران کر گیا

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-سٹی خان بیلہ

بے جان ہو چکی ہے بہت شہر کی فضا
تاریک راستوں میں کہیں کھو نہ جائیں ہم
اس کے بغیر آج بہت جی اداس ہے
چلو فراز کہیں سے اسے ڈھونڈ لائیں ہم

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-سٹی خان بیلہ

کسی کی چاہت کو سزا مت دینا
کسی کی محبت کو دغا مت دینا
جیسے تمہارے بنا جینے کی عادت نہ ہو
اسے لمبی عمر کی دعا مت دینا

✪ ..... رئیس ساجد کاوش-سٹی خان بیلہ

شعر میرے کہاں تھے کسی کے لئے
میں نے سب کچھ لکھا ہے تمہارے لئے
اپنے دکھ سکھ بہت خوبصورت رہے احسان
جیتے بھی تو صرف ایک دوسرے کے لئے

✪ ..... احسان سحر-میانوالی

میرے دل کے اک کونے میں ایک معصوم بچہ
بڑوں کی دنیا کو دیکھ کر بڑا ہونے سے ڈرتا ہے

✪ ..... احسان سحر-میانوالی

ٹوٹ کر بچھڑا کہ میری قسمت کا ستارہ نہ ملا
ایسا بچھڑا کہ بچھڑ کر دوبارہ نہ ملا

✪ ..... احسان سحر-میانوالی

اسے میری مجھے اس کی کمی بڑی محسوس ہوتی ہے
سنا ہے تنہائیوں میں بیٹھ کر اکثر روتی ہے

✪ ..... احسان سحر-میانوالی

زندگی میں انسان پر ایسا وقت بھی آتا ہے احسان
اپنے تو اپنے سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے

✪ ..... احسان سحر-میانوالی

سندر ہاتھ سنہری زلفیں کوئی تو ان کو چھوتا ہو گا
پیارے لب بہت کچھ کہتے ہوں گے قسمت والا سنتا ہو گا

✪ ..... احسان سحر-میانوالی

www.lurntech.com

پھول اور کلیاں

نصیب

انسان دوسرے کی دولت کو دیکھ کر اپنے حالات پر اس قدر شرمندہ کیوں ہے؟ یہ تقسیم تقدیر ہے۔ ہمارے لئے ہمارے ماں باپ ہی باعث تکریم ہیں۔ ہماری پہچان ہمارا اپنا چہرہ ہوتا ہے۔ ہماری عاقبت ہمارے اپنے دین پر ہے۔ اسی طرح ہماری خوشیاں اور حالات ہمارے ماحول میں ہے۔ ہم یہ نہیں پہچان سکتے کہ فلاں کے ساتھ ایسا کیوں اور ہمارے ساتھ ویسا کیوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا۔ اے رب العالمین! آپ نے چھپکلی کو کیوں پیدا فرمایا؟ اللہ نے جواب دیا۔ عجیب بات ہے ابھی ابھی چھپکلی پوچھ رہی تھی کہ اے رب! تو نے موسیٰ علیہ السلام کو آخر کیوں پیدا کیا؟ بات وہی ہے کہ انسان اپنے نصیب پر راضی رہے تو اطمینان حاصل کرے گا۔ نصیب میں تقابلی جائزہ ناجائز ہے۔

☆.....اے ایچ - مانانوالہ

محبت

جب دل میں امنگیں جاگنے لگیں اور دل پر چاہے کہ کوئی اپنا ہو جو دل کی آواز سن سکے جس دل کی دھڑکن کسی کو دیکھ کر تیز ہونے لگے جب کسی کے لئے دل میں خواب جاگنے لگیں اس سے اپنائیت کا احساس پیدا ہو دل میں ایسے بار بار دیکھنے کی خواہش پیدا ہو اور دل میں میٹھی میٹھی سی درد ہونے لگے جو جسم میں تھوڑی سی گھبراہٹ اور بے چینی ہمیشہ ہو گی۔ محبت ذات رنگ نسل وغیرہ امیری غریبی نہیں دیکھتی اسے تو بس جب ہونا ہوتا ہے ہو جاتی ہے۔ محبت کو صرف محبت کرنے والا دل ہی محسوس کر سکتا ہے۔ پتھر دل محبت کے لائق نہیں ہوتا۔ جس دل میں محبت ہوتی ہے اس دل میں ویرانی اور تاریکی چھائی رہتی ہے۔

☆.....اے ایچ مانانوالہ

ذہانت

ایک استاد اپنی کلاس کو A, B, C سکھا رہے تھے اور ساتھ ساتھ مثالیں دے کر مطلب بھی بتا رہے تھے انہوں نے بلیک بورڈ پر حرف M لکھا اور بولے۔ M سے لفظ Mother یعنی ماں بنتا ہے جیسے شیدے کی ماں، کالو کی ماں وغیرہ۔ اتنی دیر میں ہیڈ ماسٹر صاحب کمرے میں آئے اور کلاس کی ذہانت کا جائزہ لینے کے لئے M کو مٹا کر W لکھتے ہوئے ایک لڑکے سے پوچھا۔ بتاؤ یہ کیا ہے؟ لڑکے نے کچھ دیر سوچا اور پھر بولا۔ لگتی تو شیدے کی ماں ہے لیکن ٹانگیں الٹی ہو گئی ہیں۔

☆.....ہانیہ - ملتان

بلاعنوان

مسجد نبوی میں لنگر چل رہا تھا، ایک مسافر نے لنگر لینے کے بعد لنگر دینے والے سے کہا کہ ایک آدمی کا لنگر اور بھی دے دو۔ مسجد میں ایک شخص سوکھی روٹی کو پانی میں بھگو کے کھا رہا ہے۔ لنگر دینے والے نے کہا۔ اسی شخص کا تو لنگر چل رہا ہے اور وہ شخص اس وقت کے حکمران حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

☆.....وارث آصف خان - واں بھچراں

پاگل

ڈاکٹر پاگل سے: تم پاگل کیسے ہوئے؟ پاگل: میں نے ایک بڑھیا سے شادی کی اس کی جوان بیٹی سے میرے باپ نے شادی کر لی۔ میرا باپ میرا داماد بن گیا اور میں اپنے باپ کا سسر، یوں میری بیٹی میری ماں بن گئی ان کے گھر بیٹی ہوئی تو وہ میری بہن ہوئی لیکن میں تو اس کی نانی کا شوہر تھا یوں میری بہن میری نواسی بن گئی اس طرح میرا بیٹا اپنی دادی کا بھائی بن گیا اور میں اپنے بیٹے کا بھانجا اور وہ..... ڈاکٹر ابے چپ کر تو مجھے بھی پاگل کر

ہوں۔

☆.....مدثر سعید تبسم - ماڑی گاؤں

فتنہ و فساد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جہنمیوں کی دو قسموں کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے تھے ان سے لوگوں کو مارتے ہوں گے اور وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی (مردوں کو اپنی طرف) مائل کرتی ہوں گی اور خود مائل ہوں گی یہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتیں نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکتی ہیں۔ (صحیح البخاری، مسند احمد بن حنبل، مسلم)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب تاجدار حرم شفیع المعظم نور مجسم وسیلۂ بے کسا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اپنے بعد ایسا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں پر عورتوں (کے فتنے) سے زیادہ نقصان دہ ہو۔ (صحیح البخاری: 5096)

کیلے کا چھلکا

پرائمری اسکول کی کلاس اوّل میں ایک لڑکا اپنے برادر دوست سے بولا۔ یار! آج شہر میں ایک لڑکے کا کیلے کے چھلکے پر پاؤں آیا اور وہ گر پڑا، سب راستے کے لوگ راہگیر ہنسے مگر میں نہ ہنسا۔ برادر دوست نے پوچھا: وہ کیوں؟ گرنے والا میرا قریبی دوست تھا۔

☆.....پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی - کراچی

پنشن کی ہدایت

ایک پوسٹ ماسٹر جنرل جب تیس سال کے بعد ریٹائر ہوا تو روٹمائی تقریب کے اختتام پر پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب کے پاس ڈائریکٹر جنرل نے پوچھا۔ ماں! یہ تو بتاؤ کہ ہمارے ساتھ اتنے سال کر کے آپ نے کیا تجربہ حاصل کیا؟ پوسٹ ماسٹر جنرل نے جواب دیا۔ تجربہ تو بہت حاصل ہوا ہے۔ جناب! بس آپ سے گذارش ہے کہ کبھی میری پنشن کی رقم بذریعہ ڈاک مت روانہ کیجئے گا۔

☆.....پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی - کراچی

اقوالِ زرّیں

* ہر چھوڑ کر جانے والا شخص بے وفا نہیں ہوتا اور ہر ساتھ رہنے والا شخص ہمارا اپنا نہیں ہوتا۔
* انسان اس سے زیادہ دھوکہ کھاتا ہے جس سے زیادہ پیار کرتا ہے۔
* کچھ ناطے ایسے بن جاتے ہیں جن کے سامنے خون کے رشتے بھی کمزور پڑ جاتے ہیں۔
* اگر تم چاہو تو اپنے خیالات کو بدل کر اپنی زندگی بہتر بنا سکتے ہو۔
* جو شخص خلوص کی قسمیں کھائے اس پر اعتبار نہ کرو تو بہتر ہے۔

☆.....سونیا ناز - گوجرانوالہ

ہری مرچ

* شریف آدمی وہ ہوتا ہے جو کسی کا کام کرنے سے انکار نہ کرے مگر جس کا کام کرنے سے ہر آدمی انکار کرے۔
* سچی بات کہنے سے پہلے اگر اسے بار بار تولا جائے تو اس کا وزن کم ہو جاتا ہے۔
* دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ لیڈر سچ بولتا ہے۔
* ایک مرد غلطی کرے تو کہا جاتا ہے یہ مرد احمق ہے۔
* ہسپتال، جہاں بغیر چھری کے مریضوں کی کھال اتاری جاتی ہے۔
* بھاری جہیز دلہن کی قبولیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

☆.....ابرار احمد - گگو منڈی

فضائل آیۃ الکرسی

* حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کو (حجاب) موت کے علاوہ

www.luratech.com

جنت کے داخلہ سے کوئی اور چیز روکنے والی نہیں ہوگی۔ (یعنی موت کے بعد وہ جنت میں داخل ہوگا جنت اور اس کے درمیان صرف موت حجاب بنی ہوئی ہے)۔

❊ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بستر پر آیت الکرسی پڑھے گا اللہ اس کے گھر کو اس کے ہمسایہ کے گھر کو اور ارد گرد کے دوسرے گھروں کو اپنی امان رکھے گا۔

❊ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آیت الکرسی ثواب میں چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

❊ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ پر سب سے بڑی آیت کون سی نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آیت الکرسی۔

❊ ایک روایت میں ہے کہ بے چینی کے وقت جو آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

❊ آیت الکرسی جس کھانے پینے کی چیز پر پڑھ کر دم کیا جائے اس کی وجہ سے اس میں برکت ہوگی اور زیادتی ہوگی اور جن اس برتن کو کھول بھی نہ سکے گا۔

❊ جادو ہونے کی صورت میں مدینہ کی سات عدد کھجوروں پر سات دن سات سات بار آیت الکرسی پڑھ کر ایک کھجور روزانہ کھانا سحر اور جادو کو زائل اور باطل کر دے گا۔

❊ جس مکان میں آیت الکرسی پڑھی جاتی ہے وہاں ان شاء اللہ جن نہ آئے گا اور اگر آ بھی جائے تو اندھا ہو کر واپس جائے گا۔

❊ جس بچہ پر ایک بار آیت الکرسی دم کر دی جائے وہ بچہ سارا دن نظر بد سے محفوظ ہو گیا۔

❊ جو شخص اسے ہر فرض نماز کے بعد پڑھے گا اللہ اس کے دل کو شاکر، زبان کو ذاکر بنا دیں گے اور اللہ اسے صدیقین اور شہید کے عمل کا سا اجر و ثواب دیں گے۔

❊ جو شخص ایک بار صبح اور ایک بار شام کو آیت الکرسی پڑھے گا کوئی جادو اس پر اثر نہ کرے گا۔

☆..... پرنس کریم - پشاور

ستر ہزار رشتوں کی دعا

جو شخص تین مرتبہ "بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" پڑھ کر سورۃ حشر کی آخری تین آیات صبح شام ایک ایک مرتبہ پڑھ لے تو صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور جو شام کو پڑھے تو شام سے صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور اگر اس دوران وہ مر جائے تو شہادت کی موت لکھی جائے۔ (ترمذی، داری، ابن السنی)

☆..... پرنس کریم - پشاور

بڑے بڑے کاموں میں آسانی

"حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ" (سورۃ التوبہ آیت نمبر 129، پارہ 10) جو شخص درج بالا آیت صبح و شام سات مرتبہ پڑھ لے تو اس کے بہت بڑے بڑے کام اللہ تعالیٰ اپنے ذمے لے لیتا ہے اور وہ آسانی سے پورے ہو جاتے ہیں۔ خواہ جھوٹے سے ہی پڑھ لے۔ (مسلم)

☆..... پرنس کریم - پشاور

بے شمار اجر و ثواب

"سُبْحَانَ اللّٰہِ": جو شخص صبح و شام 100 مرتبہ یہ کلمہ کہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے سو حج کیے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ": جو شخص صبح و شام 100 مرتبہ یہ کلمہ کہے تو ایسا ہے جیسے سو گھوڑے جہاد کے لئے دیئے یا سو مرتبہ جہاد کیا۔

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ": جو شخص صبح و شام سو مرتبہ پڑھے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو غلام آزاد کیے۔

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ": جو شخص سو مرتبہ یہ کلمہ کہے اس سے اس روز کوئی شخص افضل نہ ہوگا، سوائے اس شخص کے جس نے یہ کلمات اتنی ہی بار یا اس سے زیادہ کہے ہوں۔

☆..... پرنس کریم - پشاور

غزلیں و نظمیں

حمد باری تعالیٰ

سزا دینے والا، جزا دینے والا
سارے دکھوں کی دوا دینے والا
کوئی صدقِ دل سے معافی تو مانگے
وہ بخشش کے دریا بہا دینے والا
کبھی غور کر تو قبروں پہ جا کے
وہ مٹی میں ہیرے ملا دینے والا
ہمیں تو طلب سے بھی زیادہ ملا ہے
وہ جاہل کو سلطاں بنا دینے والا
نہیں اس کا ثانی زمانے میں کوئی
وہ یکتا ہے سب کو جلا دینے والا

(حافظ عمر فاروق ماجد)..... بہادر عاربانی بلوچ - گھوٹکی

زندگی

خواب کہوں تو ٹوٹ جاؤ گے
دل کہوں تو بکھر جاؤ گے
سورج کہوں تو ڈوب جاؤ گے
موسم کہوں تو بدل جاؤ گے
بارش کہوں تو برس جاؤ گے
چلو آج تمہارا نام زندگی رہتے ہیں
کم سے کم مرنے تک تو ساتھ نبھاؤ گے

☆ ..... حسنین کاظمی - منڈی بہاؤالدین

غزل

اکیلے چھوڑ جاتے ہو، یہ تم اچھا نہیں کرتے
ہمارا دل جلاتے ہو، یہ تم اچھا نہیں کرتے
کہا بھی تھا محبت ہے، محبت ہی اسے رکھو
تماشا جو بناتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
اٹھاتے ہو سر محفل فلک تک تم ہمیں لیکن
اٹھا کر جو گراتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
کوئی جو پوچھ لے تم سے کہ رشتہ کیا ہے ہم سے
نظروں کو جھکاتے ہو، یہ تم اچھا نہیں کرتے
بکھر جائیں اندھیروں میں سہارا تم ہی دیتے ہو
مگر پھر چھوڑ جاتے ہو، یہ تم اچھا نہیں کرتے
دل لگا کر پھر توڑ دیتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے

☆ ..... انتخاب: طاہر محمود طاہری - اسلام آباد

قطعہ

جھلکی راتوں میں اکثر تجھے یاد کرتا ہوں
اندھیرے راستوں میں اکثر روشنی کو تلاش کرتا ہوں
امید کی کرن روشن آج بھی اس دل میں
ان راستوں پر تیرا انتظار آج بھی میں کرتا ہوں

☆ ..... محمد واصف مرزا

غزل

میری یاد اس کو ستاتی تو ہو گی
اس کو خون کے آنسو رلاتی تو ہو گی
ہواؤں کو گلیوں میں ویرانیوں پر
وہ پلکوں سے آنسوؤں کو گراتی تو ہو گی
اگرچہ میری نیند کھو چکی ہے
تیری انجمن گیت گاتی تو ہو گی

☆ ..... سید عارف شاہ - جہلم

غزل

تا عمر تیرے ناز میں خوشی سے اٹھاؤں گا
میں اپنے دل میں پیار کی شمع جلاؤں گا
اس ڈر سے ہوں نہ راز محبت کا ہو آشکار

www.lurateeh.com

میں بھول کر بھی تیری گلی میں نہ آؤں گا
ہم خاموشی سے ہی گزاریں گے زندگی اپنی
ہونٹوں پہ اپنے اب شکایت نہ لاؤں گا
تنہائیوں میں تجھی نہ میں اکیلا رہوں گا
اپنے دل کے فریم میں تیری تصویر لگاؤں گا

☆ ---------- سید عارف شاہ-جہلم

غزل

جو اپنی عمر سے آگے نکل رہی ہو تم
تمہیں خبر ہے جوانی میں ڈھل رہی ہو تم
کبھی تمہیں بھی دعویٰ تھا سرد مہری کا
کسی کے لمس کو پا کر پگھل رہی ہو تم
بتاؤ کیوں نہیں روکا تھا جانے والے کو
اب اک عرصے سے ہاتھ مل رہی ہو تم
ہمارے دل کا کھلونا تمہی نے توڑا تھا
اب اس کھلونے کی خاطر مچل رہی ہو تم
تمہیں گمان ہے کہ میں جانتا نہیں کچھ بھی
مجھے خبر ہے کہ راستہ بدل رہی ہو تم

☆ ---------- نامعلوم

فریاد

کچھ خواب تھے میری آنکھوں میں
تجھے پا لینے کی چاہت تھی
چند لفظوں میں ہی لکھتا ہوں
مجھے تم سے بہت ہی محبت تھی
تو کیا جانیں چاہت کو
تجھے ہو جاتی تو پوچھتا میں
دل جب ٹوٹ کے روتا ہے
کیا درد تجھے بھی ہوتا ہے
کسی خواب حقیقت ہو جائے
کسی اپنے جیسے سنگدل سے
تجھے اے کاش محبت ہو جائے
کسی اپنے جیسے سنگدل سے

☆ ---------- حماد ظفر ہادی-گوجرہ

کنگن

کاش! میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا
تو بڑے پیار سے بڑے چاؤ سے
تو اپنی نازک سی کلائی میں مجھ کو پہنتی
تو جو کبھی بے خیالی میں مجھے دیکھا کرتی
اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک سے مجھے چھیڑا کرتی
جب بھی تو نیند کی وادی میں جاتی
اپنے مرمریں ہاتھ کا تکیہ بناتی
تیرے ہاتھوں کی خوشبو سے میں مہک سا جاتا
تیرے کان سے لگ کے کئی باتیں کرتا
اور نہیں تو یہی اک بے نام سا بندھن ہوتا
تو جو کبھی پیار سے مجھے چوما کرتی
تیرے ہونٹوں کی گرمی سے میں دہک سا جاتا
اور نہیں تو یہی اک بے نام سا بندھن ہوتا
کاش! میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا

☆ ---------- نامعلوم

یادیں

سرد راتوں کو میرے پاس آتی ہیں تیری یادیں
ہر شب تنہائی میں ستاتی ہیں تیری یادیں
لوٹ کر اب کبھی نہ آئے گا تیرے پاس
ہر شب یہی کہہ کر مجھے رلاتی ہیں تیری یادیں
روز و شب تجھے بھلانے کی کوشش کرتا ہوں
تیرا نام لے کر مجھے تڑپاتی ہیں تیری یادیں
جب کبھی بجھ جاتا ہے تیرے پیار کا دیا
مجھ سے پوچھے بغیر اسے جلاتی ہیں تیری یادیں
عبادت بھلانا چاہتا ہوں جس صورت کو
ہر شب مجھے صورت وہی دکھاتی ہیں تیری یادیں

☆ ---------- سید عبادت کاظمی-ڈی آئی خان

غزل

کسی کے غم میں وقار کھونا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
یہ راتوں کو اٹھ کے رونا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
جی میں آیا تو خوب کھیلا نظر سے اترا تو توڑ ڈالا
کسی کا دل بھی ہے کیا کھلونا، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
زمانہ حسن و شباب کا ہے، حسین خواب و خیال کا ہے
یہ شب بیداری اور دن کو سونا، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
بھنور میں مجھ کو جو چھوڑ آتے تو اپنی الفت کا راز رہتا
مجھے ساحل پہ لا ڈبونا، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
کہا جو ان سے ڈرو خدا سے اگر خدائی کا ڈر نہیں ہے
تو ہنس کے بولے جی چپ رہو ناں، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا

☆ ---------- شعیب شیرازی-جوہر آباد

ملا نہ پیار مجھے

ملا نہ پیار مجھے پھرا میں نگر نگر
ہوا نہ ختم میرے درد کا یہ سفر
کوئی تو ہو جو میرے تن کو روشنی بخشے
کوئی تو ہو میرے خوابوں کا ہمسفر
وہ تھا نہ ساتھ میں مگر یقین کرو
جدا ہوا تو پھرتا ہوں دربدر
ملا وہ اور جدا ہو گیا سدا کے لئے
یہ داستان محبت ہے ذرا مختصر
وہ لمحے آج بھی جن کو تلاش ہے مجھ کو
نہ پا سکا کھو کر چین میں عمر بھر
وہ دے گیا میری آنکھوں کو رت جگا
پھر بھی دعا ہی دوں گا رات بھر
سمجھ سکے گا وہی میرے درد کو
جو ہجر میں کسی کے تڑپا ہو عمر بھر

☆ ---------- محمد نمیر مظہر سنی-تتکیاں

پاگل پن

کچھ عمر کی پہلی منزل تھی
کچھ راستے بھی تھے انجان بہت
کچھ ہم بھی پاگل تھے لیکن
کچھ وہ تھے نادان بہت
کچھ اس نے بھی نہ سمجھایا
یہ دوستی نہیں آسان بہت
آخر ہم بھی کھیل کھیل لیا
جس کھیل میں تھے نقصان بہت
جب بکھر گئے تب یہ جانا
آتے ہیں یہاں نقصان بہت
اب کوئی نہیں جو اپنا ہو
ملنے کو تو ہیں انسان بہت
اے ساجن وہ واپس آ جائے
یہ دل ہے سنسان بہت

☆ ---------- رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

کاش! تم آ جاؤ

پھر آج بکھر گیا ہوں کاش تم آ جاؤ..... تم ہی سے ملتا ہے
حوصلہ ہر پل مجھے..... چاہئے آج تیری بانہوں کا سہارا
.....کاش تم آ جاؤ..... برسوں سے جی رہا ہوں بن تیرے
صنم.....آج نہیں گزر رہا ایک پل بن تیرے.....کاش تم
آ جاؤ..... وقت کی رفاقت بھی جیسے تھم سی گئی..... تھم نہ
جائے میری سانس کاش تم آ جاؤ

☆ ---------- عامر شہزاد وفا-ہری پور

غزل

یادوں کو بھلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
آنکھوں کو سلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
کسی شخص کو بھلا دینا اتنا آسان نہیں ہوتا
دِل کو سمجھانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
بھری محفل میں جب کوئی اچانک یاد آ جائے
پھر اشک چھپانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
اچانک چلا جائے دور جو شخص جان سے بھی پیارا ہو
انعام پھر دِل کو یقین دلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے

☆ ---------- انعام علی-جنڈ

www.luratech.com

غزل

بے چین امنگوں کو بہلا کے چلے جانا
ہم تم کو نہ روکیں گے بس آ کے چلے جانا
ملنے جو نہ آئے تم، تھی کون سی مجبوری
جھوٹا کوئی افسانہ دُہرا کے چلے جانا
جو آگ لگی دل میں وہ سرد نہ ہو جائے
بجھتے ہوئے شعلوں کو بھڑکا کے چلے جانا
اجڑی نظر آتی ہے جذبات کی ہریالی
تم اس پہ کوئی بادل برسا کے چلے جانا
فرقت کی اذیت میں کچھ صبر بھی لازمی ہے
یہ بات میرے دل کو سمجھا کے چلے جانا

☆ ..... ایم امیر عاصم ملک-میانوالی

مرنے کے بعد

زندہ تھے تو کسی نے نہ پوچھا حالات جگر
اب مر گئے ہیں تو مٹی میں دبانے آ گئے
چھوڑ کے دنیا کو مدہوش ہوئے تھے ہم
وہ نہ جانے کیا سوچ کر ہم کو جگانے آ گئے
نہ جانے کس سے پوچھا ہے وفا نے پتہ میرا
میری قبر پہ بھی ہم کو جلانے آ گئے
ہم تو اندھیرے میں سونے کے عادی تھے
اور وہ بے وفا قبر پہ دیا جلانے آ گئے
زندہ تھے ایک نظر نہ دیکھا پیار سے
مر گئے تو اب قبر پہ آنسو بہانے آ گئے

☆ ..... لعل شاہ رخ خان-کرک

ابھی تم عشق مت کرنا

سنو! ابھی تم عشق مت کرنا..... ابھی مٹی سے کھیلو تم.....
تمہاری ہی کیا ہے..... ابھی معصوم ہو تم..... نہیں معلوم ابھی
تم کو کہ..... جب یہ پیار ہوتا ہے..... تو انسان کتنا روتا ہے
..... ستارے ٹوٹ جاتے ہیں..... سہارے چھوٹ جاتے
ہیں..... ابھی تم نے نہیں دیکھا کہ..... جب ساتھی
بچھڑتے ہیں تو..... کتنا درد ملتا ہے..... کہ ہر فرصت کے
موسم میں..... ہزاروں غم ابھرتے ہیں..... سنو! ابھی تم
عشق نہ کرنا..... ابھی مٹی سے کھیلو تم

☆ ..... ابرار آرائیں-گگومنڈی

غزل

اداس شاموں میں وہ لوٹ کر آنا بھول جاتا تھا
کر کے جفا مجھ کو منانا بھول جاتا تھا
انہیں خصلتوں نے اس کی مجھے بدنام کر ڈالا
وہ لکھ کے نام دیواروں پے مٹانا بھول جاتا تھا
مت پوچھ محبت میں لاپرواہی اس کی
دے کر زخم وہ مرہم لگانا بھول جاتا تھا
کتنا دل نشین ہوتا تھا اس کی یاد کا منظر پرنس
وہ جب بھی یاد آتا تھا زمانہ بھول جاتا تھا

☆ ..... محمد عمران پرنس-حاصل پور

غزل

کب دل میں تیری یاد کا ساماں نہیں رہا
اشکوں سے تر کیا گوشہ مژگاں نہیں رہا
دل مرا منتشر ہے غم روزگار میں
خوابوں کا آنا اب کوئی آساں نہیں رہا
رونا رہے گا اب تو ان آنکھوں کا عمر بھر
اچھے دنوں کا اب کوئی امکاں نہیں رہا
دنیا ہمارے رہنے کے قابل نہیں رہی
چہرے مصنوعی تو ہیں مگر انساں نہیں رہا
نیرنگیاں دکھائی ہیں دنیا نے بارہا
مدت سے محفل عقل بھی حیراں نہیں رہا
مستی کسی کی آنکھ کی بھولا نہیں واجد
مجھ کو خیال گردشِ دوراں نہیں رہا

☆ ..... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی

اُس نے یہ سوچ کر ٹھکرا دیا ہم کو اے نادان عامر
یہ غریب لوگ ہیں محبت کے سوا کیا دیں گے

☆ ..... عامر شہزاد وفا-ہری پور

ہاں چاند کو تکنے کا نشہ یاد رہے گا
اس بخش کی اس برگ گل کی تراوت
وہ لمس عزیز دوجہاں یاد رہے گا
ہم بھول سکیں ہیں نہ تجھے بھول سکیں گے
تو یاد رہے گا ہمیں ہاں یاد رہے گا
اس شام وہ رخصت کا سماں یاد رہے گا
وہ شہر وہ کوچہ، وہ مکاں یاد رہے گا

☆ ..... اے جی

قطعات

رات دیکھی ہے پگھلتی ہوئی تصویر کوئی
مجھے بتلائے گا اس خواب کی تعبیر کوئی
پڑھنے بیٹھوں تو ابھر آتی ہے ہر صفحے پر
بات کرتی ہوئی ہنستی ہوئی تصویر کوئی

دن رات ماہ و سال سے آگے نہیں گئے
ہم تو تیرے خیال سے آگے نہیں گئے
لوگوں نے روز مانگا نیا خدا سے کچھ
اک ہم تیرے سوال سے آگے نہیں گئے

کتابوں میں رکھ کر سلا گیا ہم کو
آنکھ بند کی اور بھلا گیا ہم کو
عجب مصور تھا جو بارشوں میں
کچی دیواروں پر بنا گیا ہم کو

قدرت کے کرشموں میں اگر رات نہ ہوتی
تو خوابوں میں بھی کبھی ان سے ملاقات نہ ہوتی
یہ دل ہر غم کی وجہ ہے وسیم
یہ دل ہی نہ ہوتا کوئی بات ہی نہ ہوتی

☆ ..... اے جی

تجھے دیکھا ہے

برق جگنو میں شراروں میں تجھے دیکھا ہے
میں نے گل رنگ بہاروں میں تجھے دیکھا ہے
حسن کی بات آئے تو تجھ پر ہی آ کر ٹھہرے
میں نے تو حوروں کی قطاروں میں تجھے دیکھا ہے
شجر میں، نظم میں، خیام کی رباعی میں
میں نے غالب کے اشاروں میں تجھے دیکھا ہے
وہ کون سی چیز ہے جس میں تیرا عکس نہ ہو
میں نے فطرت کے ناطوں میں تجھے دیکھا ہے
یہ الگ بات کہ اوروں کو تو نظر نہ آئے
میں نے تو چاند ستاروں میں تجھے دیکھا ہے

☆ ..... اے جی-حافظ آباد

بیت جاتے ہیں

کبھی نظریں ملانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی نظریں چرانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کسی نے آنکھ بھی کھولی تو سونے کی نگری میں
کسی کو گھر بنانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی کالی سیاہ راتیں ایک پل کی لگتی ہیں
کبھی اک پل بتانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی کھولا جو دروازہ تو تھی سامنے منزل
کبھی منزل کے آنے میں زمانے بیت جاتے ہیں
اک پل میں ٹوٹ جاتے ہیں عمر بھر کے رشتے
وہ رشتے جو بنانے میں زمانے بیت جاتے ہیں

☆ ..... اے جی-حافظ آباد

دم توڑ دیا

محفلیں لٹ گئیں جذبات نے دم توڑ دیا
ساز خاموش ہیں نغمات نے دم توڑ دیا
ہر مسرت غم دیر و زماں کا عنوان بنی
وقت کی گود میں لمحات نے دم توڑ دیا
ان گنت محفلیں محروم چراغاں ہیں ابھی
کون کہتا ہے کہ ظلمات نے دم توڑ دیا
آج پھر بجھ گئے جل جل کے امیدوں کے چراغ
آج پھر تاروں بھری رات نے دم توڑ دیا
جن سے افسانہ ہستی میں تسلسل تھا کبھی
ان محبت کی روایات نے دم توڑ دیا
جھلملاتے ہوئے اشکوں کی لڑی ٹوٹ گئی
جگمگاتی ہوئی برسات نے دم توڑ دیا
ہائے آداب محبت کے تقاضے ساغر
لب ہلائے اور شکایات نے دم توڑ دیا

www.luratech.com

ساغر صدیقی ---------- اے جی

غزل

مرحلے شوق کے دشوار ہوا کرتے ہیں
سائے بھی راہ کی دیوار ہوا کرتے ہیں
وہ جو سچ بولتے رہنے کی قسم کھاتے ہیں
وہ عدالت میں گنہگار ہوا کرتے ہیں
صرف ہاتھوں کو نہ دیکھو کبھی آنکھیں بھی پڑھو
کچھ سوالی بڑے خوددار ہوا کرتے ہیں
وہ جو پتھر یونہی رستے میں پڑے رہتے ہیں
ان کے سینے میں بھی شہکار ہوا کرتے ہیں
صبح کی پہلی کرن جن کو رلا دیتی ہے
وہ ستاروں کے عزادار ہوا کرتے ہیں
جن کی آنکھوں میں صدا پیاس کے صحرا چمکیں
درحقیقت وہی فنکار ہوا کرتے ہیں
شرم آتی ہے کہ دشمن کسے سمجھیں محسن
دشمنی کے بھی تو معیار ہوا کرتے ہیں
محسن نقوی ---------- اے جی - حافظ آباد

بہت یاد آئی

تیری آنکھوں کے اشاروں کی بہت یاد آئی
آج پت جھڑ میں بہاروں کی بہت یاد آئی
لڑکھڑاتا ہوا میخانے سے جب میں نکلا
تیری بانہوں کے سہاروں کی بہت یاد آئی
جب بھی پونچھے کبھی ہاتھوں سے جو آنسو اپنے
تیرے دامن کے کناروں کی بہت یاد آئی
آج ویران سے اس شہر میں آئے جان کنول
مجھ کو بس اپنے پیاروں کی بہت یاد آئی
☆ ---------- رئیس ارشد - شہر خان بیلہ

کچھ نہیں ملتا

کسی کی راہ میں آنکھیں بچھا کر کچھ نہیں ملتا
یہ دنیا بے وفا ہے دل لگا کر کچھ نہیں ملتا
کوئی بھی لوٹ کر آتا نہیں آنسو بہانے سے
کسی کی یاد میں دکو رلا کر کچھ نہیں ملتا
کسی کے دل پر کیا گزرے کسی کو کیا پتہ اس کی
کسی کو اپنا حال دل سنا کر کچھ نہیں ملتا
جو دل میں بات ہوتی ہے وہی آنکھیں بتاتی ہیں
کوئی بھی بات ہو دل میں چھپا کر کچھ نہیں ملتا
☆ ---------- رئیس ارشد - شہر خان بیلہ

کچھ لوگ

یادوں کی گرم ہواؤں سے، آنکھوں کی کلیاں جلتی ہیں
جب آنسو درد بتاتے ہیں، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
جب کالے بادل گر آئیں، اور بارش زور کی ہوتی ہے
دروازے شور مچاتے ہیں، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
جب اس کے قطرے پھولوں پر، کچھ موتی سے بن جاتے ہیں
تب ہم بھی اشک بہاتے ہیں، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
ہم یادوں میں بس گم رہتے ہیں، اور چاند کو تکتے رہتے ہیں
تاروں سے بھی بات چھپاتے ہیں، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
☆ ---------- راجہ عمر - تھوتھال

آنکھ کا تارا

آؤ کبھی سینے سے لگاؤں تم کو
روٹھو جو مجھ سے تو مناؤں تم کو
میری بانہوں میں جو گہری نیند آ جائے
پھر خود ہی میں پیار سے جگاؤں تم کو
تو ہمیشہ کے لئے جو میرا ہو جائے
ایسا کوئی تعویذ گھول کے پلاؤں تم کو
اس انداز سے تم میری جان مانگو کبھی
کہ میں انکار ہی نہ کر پاؤں تم کو
اپنی آنکھوں کا تارا یا چاند کہوں میں
خدارا یہ بتاؤ کہ کس نام سے بلاؤں تم کو
تم میرے دل کی دھڑکن بن گئے ہو کچھ اس طرح
پھر تم ہی بتاؤ کہ کیسے بھلاؤں تم کو
☆ ---------- راجہ عمر - تھوتھال

مسکرا بھی سکتی ہوں

سارے وعدے کو بھلا سکتی ہوں لیکن رہنے دو
میں تمہیں چھوڑ کے جا سکتی ہوں لیکن رہنے دو
تم جو ہر موڑ پہ کہہ دیتے ہو خدا حافظ
فیصلہ میں بھی سنا سکتی ہوں لیکن رہنے دو

تم تے جو بات کی دل کو دکھانے والی
اس پر میں مسکرا بھی سکتی ہوں لیکن رہنے دو
شرم آئے گی تمہیں ورنہ تمہارے وعدے
میں تمہیں یاد دلا بھی سکتی ہوں لیکن رہنے دو
کاش تم بن کے جو رہتے میرے اس دنیا میں
میں سب کچھ چھوڑ کے بھی آ سکتی ہوں لیکن رہنے دو
☆ ---------- راجہ عمر - تھوتھال

دل کو بہلانا

ہم تیری یاد کے پنجرے میں قید پنچھی
اڑنا چاہیں بھی تو یہ سوچ کر اڑ نہیں پاتے
باہر تنہائی کی ہوا ہو گی
بے رحم وقت کی فضا ہو گی
کون ڈالے گا تیرے پیار کا دانہ ہم کو
تجھ سے ملنے کا نہ ملے گا بہانہ ہم کو
دن کہیں گزرے گا اس کی تو خبر ہی نہیں
کیسے گزرے گی رات اپنا تو کوئی گھر بھی نہیں
بس یہی سوچ کر خود کو سمجھاتے ہیں اکثر
تیری یادوں سے ہی دل کو بہلاتے ہیں اکثر
ہم تیری یاد کے پنجرے میں قید پنچھی
☆ ---------- رئیس ارشد - شہر خان بیلہ

غزل

میں تیرا منتظر ہوں مجھے مسکرا کے مل
کب تک تلاش کروں اب آ کے مل
یوں مل کے پھر جدائی کا لمحہ نہ آ سکے
جو درمیاں میں ہیں سبھی کچھ مٹا کے مل
یہ کیا کہ ہم ملیں بھی ملاقات بھی نہ ہو ارشد
سینے سے مت لگا مجھے دل سے لگا کے مل
☆ ---------- رئیس ارشد - شہر خان بیلہ

غزل

بول دے دل کی بات ہم تیرے راز رکھیں گے
کہہ دوں آج ہر اک بات ہم تیرے راز رکھیں گے
مت سمجھنا کہ تم کو رسوا کریں گے زمانے میں
قسم ہے ہم کو تیری یار ہم تیرے راز رکھیں گے
تم مت گھبراؤ زمانے کی الجھنوں سے ارشد
بتا دوں آج ہر اک راز ہم تیرے راز رکھیں گے
☆ ---------- ثانیہ کنول - کراچی

سویرا

میری دنیا میں ہے۔ شک اندھیرا ہے
تیرے لب پہ ہنسی کا بسیرا رہے
پھول کھلتے رہیں تیرے چاروں طرف
تیری ہر سمت خوشبو کا ڈیرہ رہے
زندگی میں تیری شام آئے نہیں
ایک چمکتا دمکتا سویرا رہے
تو میرے سنگ ہو یہ ضروری نہیں ارشد
بس تو جہاں بھی رہے صرف میرا رہے
☆ ---------- ثانیہ کنول - کراچی

غزل

اپنے دل کی حالت وہ کسی کو دکھاتا نہ تھا
اسے کیا غم تھا وہ کسی کو بتاتا نہ تھا
خزاں کا موسم جب سے اس کا نصیب ہی ٹھہرا
اسے تب سے کوئی اور موسم بھاتا نہ تھا
لوگوں کو ہنسانے کے واسطے زندگی بتا دی اس نے
کتنا عجیب تھا وہ شخص جو خود مسکراتا نہ تھا
جانے کس انتظار میں بیٹھا رہتا تھا وہ صبح شام
مشعل ۔ مورت وہ پلکیں جھکاتا ۔ نہ تھا
آج رہ رہ کے وہ بہت یاد آیا ساحل
جو دعا دے کر دعا سناتا نہ تھا
☆ ---------- رئیس صدام حسین - سٹی خان بیلہ

غزل

نگاہ میری ترستی ہے مجھے تم یاد آتے ہو
محبت جب تڑپتی ہے مجھے تم یاد آتے ہو
سما جاتا ہے آنکھوں میں تیرے جذبوں کا بھیگا پن
کہیں بارش برستی ہے مجھے تم یاد آتے ہو
زمانے کے سوالوں کو میں ہنس کر ٹال دوں لیکن
نمی آنکھوں کی کہتی ہے مجھے تم یاد آتے ہو
☆ ---------- رئیس ساجد کاوش - شہر خان بیلہ

www.lurartech.com

سمیرا جانو کے نام

گنگناتے ہوئے آنچل کی ہوا دے مجھ کو
انگلیاں پھیر کے بالوں میں سلا دے مجھ کو
جس طرح فالتو گلدان پڑے رہتے ہیں

اپنے گھر کے کسی کونے میں لگا دے مجھ کو
یاد کر کے مجھے تکلیف ہی ہوتی ہو گی
اک قصد ہوں پرانا سا یاد کر کے بھلا دے
روٹھنا تیرا میری جان لئے جاتا ہے
ایسے ناراض نہ ہو، ہنس کے دکھا دے مجھ کو

نور محمد کاوش۔ سلانوالی

فردیات

اک یہی آس ہی کافی ہے مرے جینے میں
دل نہیں آپ دھڑکتے ہیں میرے سینے میں

نور محمد اسلم کاوش۔ سلانوالی

غزل

گھر جلتے ہیں خوں بہتا ہے محشر کا سماں ہے
میں خوش ہوں مرے شہر میں اب امن و اماں ہے
میں کیسے بتاؤں ہے کہاں میرا نشیمن
پھیلا ہوا ہر سمت گلستاں میں دھواں ہے
چھٹ جائے گی تاریکی سحر ہو گی یقیناً
لیکن وہ سحر میرے مقدر میں کہاں ہے
بتلاؤ کہ اب دید کے قابل ہے یہ منظر
جو سامنے جلتا ہے وہ مرا ہی مکاں ہے
اس درجہ کرم ہے میرے صیاد کا مجھ پر
اب مجھ کو قفس پر بھی نشیمن کا گماں ہے
کیوں پوچھتے ہیں آپ خود اندازہ لگا لیں
جو حال ہے میرا مرے چہرے سے عیاں ہے
میں ڈھونڈنے نکلا تھا امتیاز اس مکاں کو
حالانکہ مکاں اسکا یہاں ہے نہ وہاں ہے

ایس امتیاز احمد۔ کراچی

غزل

میرے خوابوں کے گلشن میں خزائیں رقص کرتی ہیں
میرے ہونٹوں کی لرزش میں وفائیں رقص کرتی ہیں
اترتا ہوں کبھی جب میں کتابوں کے سمندر میں
کسی خوابیدہ چہرے کی ادائیں رقص کرتی ہیں
اِدھر سلطان کرتے ہیں حسینی عہد کا وعدہ
اُدھر نوخیز نیزوں کی ردائیں رقص کرتی ہیں
نجانے کیسی کشش ہے یہ تیری یادوں میں غزل
میں تیرا ذکر چھیڑوں تو ہوائیں رقص کرتی ہیں

★ انیلہ غزل

نظم

برسوں کی چاہت کو بدلتے دیکھا ہم نے
ٹوٹ کر چاہنے والوں کو بدلتے دیکھا ہم نے
کرتے تھے جو وعدے ہمیشہ ساتھ نبھانے کے
انہی لوگوں کو راستے بدلتے دیکھا ہم نے
ناز کرتے تھے جو اپنی وفاؤں پر
ان کو بے وفائی کرتے دیکھا ہم نے
کیسے سجا لیں سپنے اپنی اداس آنکھوں میں
ہر خواب کو ٹوٹ کر بکھرتے دیکھا ہم نے
اعتبار نہیں رہا کسی پر اب تو
اس اعتبار کو کئی بار مرتے دیکھا ہم نے

★ نوزیہ سحر راجپوت

اعتماد

نگارِ جاں کی باتوں میں..... مسرت کی جھلک پاؤں..... اسی گل رنگ
چہرے پر..... کوئی حرفِ طلب ڈھونڈوں..... میں اس کے گوشۂ دل
میں..... محبت کی رمق دیکھوں..... میں ہر تحریر میں اس کی..... اسے
بے مدعا سمجھوں..... وہ پتھر تو نہیں ہے..... زندگی سے پیار ہے اس کو
..... وہ خود انسان ہے..... انسان ہی سے پیار ہے اس کو..... محبت کی
تپش..... اقرار پر مجبور کر دے گی!..... مری پاگل تمنا..... مجھ سے اس
کو دور کر دے گی؟

★ ایس امتیاز احمد۔ کراچی

بہترین شعرا اپنے پیاروں کے نام

ایس، پتوکی کے نام

مجھے بکھرنے نہ دو میرے مقدر کی طرح صنم
یہ تیری زلف نہیں جو پل بھر میں سنور جائے گی

ایم فاروق۔ کوٹ رادھا کشن

اپنی جان Z، سرگودھا کے نام

وہ رات درد اور ستم کی رات ہو گی
جس رات رخصت ان کی بارات ہو گی
اٹھ جاتے ہیں یہ سوچ کر ہم نیند سے اکثر
کہ ایک غیر کی بانہوں میں میری ساری کائنات ہو گی

لعل شاہ رخ خان۔ کرک

کسی اپنے کے نام

کسی حد تک جانا ہے یہ کون جانتا ہے
کس منزل کو پانا ہے یہ کون جانتا ہے
محبت کے دو پل ہیں جی بھر کے کر لو دیدار
کسی روز بچھڑ جانا ہے یہ کون جانتا ہے

لعل شاہ رخ خان۔ کرک

این، میانوالی کے نام

لب گفتار اس کے ہونٹوں سے رستی باتیں
جیسے یاقوت کی سل چیر کے جھرنا نکلے

عبدالوحید بندیال۔ کراچی

ایچ اینڈ ایچ، ملتان کے نام

حال دل کسی کو نہ سنانا ساغر
دنیا میں سب ہم راز بدل جاتے ہیں
کسی کے بچھڑنے سے کوئی مر تو نہیں جاتا
مگر جینے کے انداز بدل جاتے ہیں

عمر دراز امن۔ جڑانوالہ

زندگی کو محبت کرنے والوں کے نام

نہ بزم اپنی، نہ ساقی اپنا، نہ شیشہ اپنا نہ جام اپنا
اگر یہی ہے نظام ہستی تو زندگی کو سلام اپنا

محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد

منیر سحری، کراچی کے نام

چھوڑو بے وفا دوستوں کی لاپروائی کا گلہ
آج پھر تم ہی یاد کر لو انہیں ہمیشہ کی طرح

ایم فاروق۔ رحیم یار خان

کھڈیاں خاص کے کسی دوست کے نام

تمہارے دیکھنے سے لوگ مجھ کو جان جاتے ہیں
میں کھوئی ہوئی اک چیز ہوں جس کا پتہ تم ہو

عمر دراز۔ کھڈیاں خاص

احمد آباد کے بوبی کے نام

وہی خوشبو وہی رنگت وہی ہونٹوں پہ ہنسی
باغ میں پھول کھلے ان کا سراپا بن کر

محمد اسحاق انجم۔ کنگن پور

عالیہ منیر، منڈی بہاؤالدین کے نام

سہانا موسم تھا، ہوا میں نمی تھی
آنسوؤں کی بہتی ندی ابھی تھمی تھی
ملنا تو ہم بھی چاہتے تھے مگر آپ کے پاس
وقت اور ہمارے پاس سانسوں کی کمی تھی

ربیعہ ارشد۔ منڈی بہاؤالدین

مس شبنم، منڈی بہاؤالدین کے نام

آنکھوں میں جو تحریریں تھیں ہونٹوں پہ وہ بول نہ تھے
ہم تھے تیرے عاشق ہاتھوں میں کشکول نہ تھے
ہم نے تم کو ٹوٹ کر چاہا یہ تمہارا حق تھا
تم بھی ہم کو ٹوٹ کر چاہتے اتنے انمول نہ تھے

ربیعہ ارشد۔ منڈی بہاؤالدین

اقراء مبین، منڈی بہاؤالدین

دل جو ٹوٹ گیا تو فریاد کرو گے تم

www.luratech.com

ہم نہ رہے تو یاد کرو گے تم
آج تک کہتے ہو وقت نہیں ہے
ربیعہ ارشد-منڈی بہاؤالدین

سمیرا، منڈی بہاؤالدین کے نام

اک دن جب اس دنیا سے چلے جائیں گے
مت سوچنا یہ کہ تمہیں بھول جائیں گے
بس اک بار آسمان کی طرف دیکھنا دوست
میرے ارمان ستاروں پہ لکھے نظر آئیں گے
ربیعہ ارشد عرف رالی-منڈی بہاؤالدین

عامر شہزاد، گوجرہ کے نام

شب تنہائی میں جب تمہیں جگنو ستائیں
کہے گی رو کر رات بھر تیری کمی تھی
کنول ہم یاد کرتے ہیں اسے آج بھی
وہ کتنی حسیں ہے پر مغرور تھی
اے ڈی کنول-گاؤں ڈھلیار

انجم، کنگن پور کے نام

نکلے گا بڑی دھوم سے محبت کا جنازہ
آنا میری محبت میں محبت کا مذا اڑانے
آنا قبر پر تم بھی پھول برسانے
اے ڈی کنول-کھپرو

اے ایچ سی، سیت پور کے نام

زمین کے آستانوں سے فلک کے چاند تاروں تک
کوئی اہل وفا ڈھونڈو اگر ہم بے وفا نہیں تو
فرحین خان-کراچی

آئی ایف، کراچی کے نام

صداقتوں کے مقدر میں تو ہے ناکامی
سوال یہ ہے کہ کیا وضع اختیار کرو
پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی

منڈی بہاؤالدین کے کسی اپنے کے نام

کسی میں اتنی ہمت کہا جو ہمیں قید کر لیتے
نجانے کیسے جکڑ لیا تیری الفت کی زنجیروں نے
حماد ظفر بادی-منڈی بہاؤالدین

این اے، تلہ گنگ کے نام

محفل میں نہ سہی تنہائی میں تو یاد کرو گے
کبھی تو اس خدا سے فریاد کرو گے
نہ ملے گا نہ مل پائے گا تمہیں میرے جیسا دوست
کبھی تو اس بات پر ناز کرو گے
محمد فیصل-تلہ گنگ

وقاص مستانہ، ننکانہ صاحب کے نام

تو ہے سورج تجھے معلوم کہاں رات کا دکھ
تو کسی روز میرے گھر میں تو شام کے بعد
محمد عرفان-ننکانہ صاحب

سر عبید ارشد، واہ کینٹ کے نام

مجھ سے مل کر بچھڑنے کا تصور نہ کرنا
میری روح کا رشتہ تم سے بندھا ہوا ہے
محمد وصی مغل-واہ کینٹ

نعیم راج، کنگن پور کے نام

اسے میرے جنازے کی دعوت نہ دینا
یہ میری دوستی کی توہین ہو گی
لوگو! کے وہ پیدل سفر کرے
اور میں لوگوں کے کاندھوں پر سفر کروں
عدنان عاشق پریم-گوجر خان

محمد افسر، سرگودھا کے نام

تو دور بھی ہے اور پاس بھی ہے
کہیں کہیں تیری کمی کا احساس بھی ہے
دوست تو اور بھی ہیں مگر
تو پیارا بھی ہے اور خاص بھی ہے
عدنان عاشق پریم-گوجر خان

کسی اپنے کے نام

دعویٰ حسن کرے کوئی تو خاموش رہو
بس آہستہ سے آئینہ مقابل رکھ دو
ہیں محبت ہوں مجھے آتا ہے نفرت کا علاج
تم ہر شخص کے سینے میں میرا دل رکھ دو
مہر عرفان نذیر-پسرور

آپ کے خطوط

امید ہے سب خیریت سے ہوں گے خدا سب کو خوش رکھے آمین۔ ماہ دسمبر اور جنوری کے شمارے اکھٹے ملے ابھی تک میں نے صرف جنوری کے شمارے کی غزلوں شعروں وغیرہ کا مطالعہ کیا ہے کہانیاں ساری نہیں پڑھ سکی کیونکہ مصروفیت ہی بہت زیادہ ہوتی ہیں غزلوں میں مجھے ایاز نعیم ایازی کی غزل اور نظمیں بہت پسند آئی ہیں اس کے علاوہ محمد عباس ساقی جام پور۔ زبیر خان ساحل سرگودہا۔ محمد شہزاد شہریار ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ زیبا ناز کراچی شاہنواز احمد شانی۔ نگہت یاسمین ملتان اور سعدیہ شاہ دیوان خضدار کی غزلیں بہت زبردست تھیں میری طرف سے آپ سب کو مبارک باد قبول ہو شعروں میں واجد نگینوی انیلا غزل۔ رابی خان۔ علی بابر سمندری۔ محمد فاروق رحیم یار خان۔ راحیلہ عثمانی فیصل آباد اور آسیہ ملک راولپنڈی کے اشعار نئے اور جاندار تھے اپنی کوی بھی تحریر نہ پا کر بہت افسوس ہوا۔ میری تحریروں کی طرف توجہ دیا کریں قریباً تین چار ماہ سے میری کوئی تحریر نہیں آرہی ہے اگر میری اب کوئی تحریر شائع نہ ہوئی تو آج کے بعد میں کبھی بھی خوفناک کو خریدنا تو درکنار دیکھنے کی بھی زحمت نہیں کروں گی۔ باقی سب کو سلام۔

رابعہ ارشد۔ منڈی بہاؤالدین

یہ رسالہ آپ سب کا اپنا ہے آپ اپنی تحریریں روانہ کریں ہم ان کو ضرور شائع کریں گے اور کوئی ڈراؤنی کہانی لکھ کر ارسال کریں۔ انشاء اللہ آپ کو شکوے کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔

☆ امید ہے کہ آپ سب لوگ خیریت سے ہوں گے اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کو خوش رکھے ایک تحریر کے ساتھ خوفناک ڈائجسٹ کے لکھاریوں میں شامل ہونے کی کوشش کر رہا ہوں امید کرتا ہوں کہ یہ کوشش کامیاب ہو جائے گی اگر آپ لوگوں نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں آئندہ بھی لکھتا چلا جاؤں گا۔ مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اور پڑھنے کا بھی بہت جنون ہے۔

نیئر رضوی۔ کراچی۔

☆ اکیس مارچ کو خوفناک ملا ٹائٹل خاص نہ تھا اسلامی صفحہ پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا شہزادہ انکل کی وفات کا پڑھ کر بہت افسوس ہوا تھا وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے ان کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا میری دعا ہے کہ رب کعبہ انکل کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ محفل خطوط میں ساحل دعا بخاری آپ کو ایسی کیا مجبوری پڑ گئی کہ آخری خط لکھ ڈالا محمد وارث آصف کا گھومتا ہوا لیٹر پڑھ کر میں چکرا کر رہ گئی۔ ریاض احمد کا لیٹر پڑھ کر بہت خوشی ہوئی پرانی یادیں تازہ ہو گئی یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ بلائیں اور ہم نہ آئیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سب سے پہلے میں نے آپ کی تحریر جلتے ہاتھ کی دوسری قسط پڑھی تھی پھر تو سلسلہ چل نکلا اور میں ہمیشہ آپ کی تحریروں کی منتظر رہنے لگی دشت جنون بے حد دلچسپ بے مثال ایک ایک لفظ اپنی مثال آپ میری بے شمار دعائیں آپ کے لیے بکھرتے گلاب ساحل دعا بخاری یہ کون سا فیشن ہے تحریر لکھنے کا جواب عرض میں تو چل

www.lura ech.com

جائے گی لیکن یہ خوفناک ہے آپ کی تحریر پڑھیں یا شاعری ایسی تحریر بالکل بکواس ہوتی ہیں بلال شیر ہری پور وہی گھسا پٹا آپ کا خونی انتقام۔ محمد ذاکر اندھیر نگری۔ کے لیے تجسس حیرت انتظار بس انتظار۔ حافظ کامران آپ بکری کی آفر قبول کریں۔ بھیانک رات عبداللہ حسن آپ نے کوئی کارنامہ انجام تو نہیں دیا مرے ہوئے لوگوں کے ساتھ رہ کر۔ اس کے علاوہ خوفناک کے تمام سلسلے بہت لاجواب اور دلچسپ ہیں اگلے ماہ تک خوفناک کی محفل سے اجازت۔ زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔

خوشبو سلیم قادری۔ کراچی۔

آپ کا خط شائع کر دیا گیا ہے اب آپ کو کوئی شکوہ تو نہیں ہے اور آپ آئندہ کوئی ڈراؤنی کہانی ارسال کریں ہم اسے جلد شائع کریں گے۔

☆ امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے طویل عرصے کے بعد آپ کے خطوط میں شامل ہونے کی اجازت چاہتی ہوں امید ہے ضرور خط شائع کریں گے۔ نام تو آپ کے خطوط ہے مگر ہمارے خطوط تو معلوم نہیں کن خفیہ جگہ پر چھپتے ہیں بیچارے اسی غم میں اٹک والے بھی کہیں اٹک کر رہ گئے۔ امید تو نہیں ہمارے خط شائع ہوں مگر اللہ مالک۔ پرانے نام غائب ہیں یا انکل کی جدائی میں نڈھال ہیں لکھنا شروع کر دو اللہ تعالیٰ انکل کو جنت نصیب کریں انکل تو چلے گئے جنت میں مگر ان کی یادیں ہمیشہ دلوں میں دھک دھک کرتی رہیں گی۔ ہائے ہائے رسالے کو کس کی نظر لگ گئی بڑی نظروں والے جو ہیں وہ آنکھیں بند کر کے رسالہ کیوں نہیں پڑھتے پلیز ادارے والو مرچیں وغیرہ دم کروا کے وار دو رسالے پر میرا بس نہیں چلتا ورنہ میں کسی غیر کو رسالے میں قدم نہ رکھنے دوں اوہو آصف کو تو دیکھو پتہ نہیں کس مشکل میں گرفتار ہیں کوئی ہے آصف نیازی کی مشکل کو حل کرنے والا ہمارے اگلے ماں تک پھنسے رہیے گا۔ کافی وقت درکار ہے کہانیاں پڑھنے کا دعدہ اگلی دفعہ ضرور تبصرہ کروں گی آپ کی تحریر۔ ساحل دعا بخاری اداس ہوں بھیانک رات کافی سال محنت کرتے رہو شیطانی محل جدید ترین دور میں جنات بھی بنگلوں میں رہتے ہوں گے بکری آپ کے سوال کا جواب حل کرتے کرتے سر کے بال سفید ہو جائیں گے بھیانک رات سخت محنت کی ضرورت ہے ابھی بھی۔ جن زادی شاباش عطا محمد بروہی۔ ریاض احمد کی تحریریں تو رسالے میں جان ہوتی ہیں۔ ریاض احمد بہت بہت شکریہ یاد رکھنے کا دشت خیال ہارتی نہیں ڈرتی ہوں رسالے کی ٹوکری سے بڑے بڑے ناموں کو نہیں چھوڑا تو پھر ہم تو بہت دور ہیں۔ پرانے رائٹروں کی تحریریں اج بھی زندہ ہیں ذہن میں جو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے کاش وہ رائٹر آجائیں تو رسالے میں تازہ ہوا کے جھونکے آجائیں مگر شاید ان کی تحریریں ہمیشہ ذہن میں نقش رہیں آجاؤ آجاؤ اتنی بھی کیا ناراضگی اپنوں سے۔۔ ماہ مارچ کی جاندار تحریر اس ماہ میں رسالے کو بہار کے خوبصورت لمحے دینے والی تحریر محمد ذاکر کی اندھیر نگری مبارک باد ڈھیر سارے گلاب آپ کے نام۔ امید ہے میرا خط ضرور ضرور شائع ہوگا غلطیاں بہت ہوں گی درست کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

یاسمین سلیم قادری۔ کراچی۔

آپ کے خطوط شائع کر دیئے ہیں اور آپ کی کہانیوں کا ادارے کو انتظار رہے گا پہلے کی طرح جلد اپنی کہانیاں ارسال کریں جنوری شائع کر دی جائیں گی۔

☆ سلام تمام خوفناک پڑھنے والوں کو لکھنے والوں کو اور اس کو چلانے والوں کو۔ ویسے مجھے خوفناک چلانے والوں سے ایک شکایت ہے کہ پچھلے سال جولائی کے بعد خوفناک مجھے نہیں ملا۔ اور میں دکانوں کے چکر کاٹ

کاٹ کر تھک گیا ہوں ان دنوں میں نے خوفناک پڑھنا چھوڑ دیا تھا وہ کہتے ہیں ناں کہ دل مر گیا ویسا ہی میرے ساتھ ہوا تھا مگر مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں پھر بھی روز جاتا اور ان سے خوفناک کا پوچھتا کہ خوفناک آیا ہے کہ نہیں۔ اور وہ روز ہی کہتے کہ آج یا کل تک آجائے گا۔ اب جنوری سے مجھے خوفناک ہر مہینے وقت پر مل جاتا ہے اس کے لیے شکریہ ایک اور بات آپ خوفناک کی قیمت بڑھاتے جا رہے ہیں اور اس کے اوراق میں کمی کرتے جا رہے ہیں کیوں جواب ضرور دینا اب بات ہو جائے وارث بھائی کی جن کو ساحل دعا بخاری نے ایک نیا نام دیا ہے بے نیازی سوری بھائی آپ نے اپنی قسط وار کہانی کو پورا کیوں نہیں کیا بہت اچھی جا رہی تھی کیوں پورا نہیں کیا جواب ضرور دیں۔ مہربانی ہوگی اب بات ہو جائے مارچ اور تھوڑی سی اپریل کی اپریل کی اس لیے تھوڑی سی کیونکہ وہ ملا ہی ابھی ہے مارچ ملا تو وقت پر مگر خرید کر گھر آتے وقت تک بہت خوش تھا کہ مارچ کا ڈائجسٹ مل گیا اور وہ بھی ٹائم پر مگر خوفناک کھولتے ہی ساری خوشی اس طرح غائب ہوگئی جس طرح گدھے کے سر سے سینگ۔ کیونکہ کچھ کہانیاں مجھے پرانی لگی تھیں بہرحال دشت جنون ریاض احمد لاہور بہت ہی اچھی کہانی تھی بہت مزا آیا پڑھے میں مگر ریاض بھائی آپ ہر کہانی کے آخر میں ہیرو اور ہیروئن کو مار کیوں دیتے ہیں آپ کو ان کے ساتھ کوئی دشمنی ہوتی ہے دوسرے نمبر پر اندھیر نگری ذاکر بھائی بہت اچھی کہانی تھی دوسرے حصے کا انتظار رہا مگر اپریل میں دوسرے حصے کے بارے بتاؤں گا تیسرے نمبر پر خونی انتقام بلال شبیر ہری پور بلال بھائی بہت اچھی کوشش تھی مزا آیا پڑھنے میں ویسے بلال بھائی آپ کون سے ہری پور رہتے ہیں وہ ایوارڈ لسٹ تین تک ہوتی ہے اس سے آگے نہیں بکری حافظ کامران چار سدہ مزا آیا مگر بکھرتے گلاب ساحل دعا بخاری بصیر پور مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں چلا کہ یہ کیا تھا کہانی تھی یا نیند کی گولی ویسے دعا جی آپ کے خط پڑھنے کا بہت مزا آتا ہے آپ کی کہانیوں میں بھی مزا ہوتا ہے اپ کی کوئی کہانی ایسی نہیں ہوتی جو میں نہ پڑھوں خطوط میں صرف اتنا کہوں گا کہ زیاض بھائی آپ ہر ماہ خط شائع کروایا کریں اب بات ہو جائے اپریل کی مارچ میں میرے دھم کے پیپر تھے وہ ختم ہوئے دو دن میں مارچ کا ڈائجسٹ مکمل پڑھا ہی تھا کہ اپریل کامل گیا اب وہ پڑھ رہا ہوں اپریل میں سب سے پہلے ذاکر بھائی کی کہانی پڑھی پڑھنا شروع کیا تو پڑھتا ہی چلا گیا۔ مگر آخر میں آپ ظہور اور نکہ پیر کو ان بن مانس مخلوق کی دینا میں بھی رکھ سکتے تھے یا پھر آپ نے جو ساڑھے تین سو سال آگے گئے وہ کم کر کے ساٹھ ستر بھی کر سکتے تھے تاکہ وہ اپنوں میں تو رہیں جو دوسرے نمبر پر پڑی وہ ہے الٹی کا پیڑا اچھی تھی ریاض بھائی اگر آپ جادو نگری پارٹ ٹو لکھیں تو قسط وار تو بہت مزا آئے گا میرا ایک دوست ہے سہیل سناہے وہ بھی خوفناک پڑھتا ہے اس خوش آمدید منیر سحری لعل شاہ رخ خان انیلا شہزادی مس اقرا آپ لوگ کہاں چلے گئے ہیں مس اقرا آپ کی ایک عرصے سے کوئی بھی کہانی نہیں آرہی ہے کیوں۔ ریاض بھائی آپ میری جادو نگری پارٹ ٹو والی بات پر غور کیجئے گا پلیز۔ اگر میں کسی کے بارے میں کچھ غلط لکھ دیا ہو تو معذرت۔

محمد نقاش۔ السلام گڑھ آزاد کشمیر

☆ آج ایک عرصے بعد پھر قلم ہاتھوں میں اٹھایا اور خوفناک کی محفل میں دوبارہ سے شامل ہونے چلا آیا کہانیاں بہت ہی شاندار تھیں جن میں کانٹے حصہ دوئم مایہ کالن ناگ کا انتقام شیطانی شال پراسرار آدمی آخری چیخ وہ رات رات کا پچھلا پہر وغیرہ شامل ہیں ماہ دسمبر کی سٹوریز میں سب مایہ ہے ساحل دعا بخاری ویری نائس شیطانی چال ایم آفریدی اچھی لگی باقی ابھی مطالعہ نہیں کیا کچھ کہہ نہیں سکتا جبکہ خطوط می ں وارث آصف خان نیازی کا تجزیہ اچھا لگا۔ شعیب شیرازی صاحب کی محنت بہت اچھی جا رہی ہے میں اس سے ناراض ہوں کہ انہوں

www.lurtech.com

نے اپنا نمبر ہی آف کر دیا بہر حال کوئی بات نہیں اب میں آ گیا ہوں تو سب سے رابطہ بحال ہو جائے گا انشاء اللہ اور اس کے ساتھ ہی خطوط کی محفل سے اجازت۔

شہزاد خالق۔ کلر سیداں۔ راولپنڈی۔

☆ماہ فروری اور مارچ دونوں ایک ساتھ رسالے ملے بھی پر اسرار دنیا اور لالچی جادوگر ہی مطالعہ کی ہے پر اسرار دنیا کی رائٹر قم نشاد فتح جنگ کی بہت پسند آئی بہت خوب قم سسٹر اسی طرح کوشش جاری رکھیں اور اب آتے ہیں نئی رائٹر آسیہ ساگر جی کی طرف جنہوں نے لالچی جادوگر پیش کی پہلی کوشش تھی مگر کیا ہی خوب کوشش کی ویلڈن آسیہ جی ایک بات ضرور کہوں گا جب کہانی لکھو گے تو تنقید بھی ضرور ہوگی اور اگر تنقید کبھی ہو بھی جائے تو پریشان ہو کر چھوڑ نا مت بلکہ اگلی کوشش اس سے بھی اچھی کرو تا کہ تنقید کرنے والا بھی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائے اور میری درخواست ہے ایک بہترین لکھاری ساحل دعا بخاری سے کہ وہ بھی اپنی محنت جاری رکھیں تنقید میں کیا رکھا ہے پلیز اپنے اس بھائی کی درخواست پر ضرور عمل کیجئے گا۔ آپ بہت اچھی رائٹر ہیں اپنے ٹیلنٹ کو ضائع مت کرو وارث آصف خان نیازی آپ کے نانا جی کا سن کر بہت دکھ اور افسوس ہوا خدا ان کو جوار رحمت میں جگہ دے آمین۔ اس زندگی کی دوڑ میں آج آپ پھر ایک بار اکیلے ہو گئے مجھے دلی افسوس ہے صبر رکھئے گا خدا آپ کو صبر دے آمین آخر میں سب کے لیے نیک تمنا کہ خدا آپ سب کو خوش رکھے تمام تکلیفیں دور کرے تمام بیماریوں سے بچائے نیک کام کرنے کی توفیق دے آمین۔

شہزاد خالق۔ کلر سیداں۔ راولپنڈی۔

☆کیا حال ہیں میری طرف سے سب سٹاف کو سلام۔۔ اور شہزادہ عالمگیر کو تو اب ہم دعائیں ہی دے سکتے ہیں اللہ ان کی مغفرت کرے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے باقی میں بڑی دیر سے رسالے میں نہ لکھ سکی جب پہلے والا کچھ شائع ہی نہ ہو تو اب ہم نیا کیا لکھیں رسالہ میں باقاعدگی سے لیتی ہو مگر پڑھ نہیں سکتی جنوری کے رسالے میں خط تو تھے ہی نہیں اور فروری بھی سارا رسالہ پچھلا تھا مارچ کا ڈائجسٹ میں نے خریدا اچھا لگا کیونکہ سٹوریز نئی نئی تھیں مگر کانٹس پرانی تھی بس جی ہم بندے کی کہانی لگ جاتی ہے بس ہم غریبوں کی ہی نہیں لگتی۔ ریاض صاحب نے لکھا کہ اینل غزل اب نہیں لکھتی اور یہ بھی کہ میں ان میں کسی کو بھی نہیں بھولا ہوں جناب آپ تو نہیں بھولے ہوں گے مگر ہمارا بھیجا ہوا اتنا کچھ شائع کرنے والے بھول گئے پلیز میری تین کہانیاں آپ کے پاس پڑی ہیں محبت کی تھی۔ چاہت اور ابلیس کا مجسمہ اور اتنے خطوط اشعار پلیز کچھ بھی تو شائع کر دیں اب دیکھیں ہم ریکویسٹ پر اتر آئے ہیں اور ہمیشہ کی طرح عبداللہ حسن چشتی مشتی کشتی دشتی کی کہانی بہت ہی پیاری تھی بھیانک رات واقعی مزے کی اسٹوری تھی اور بکری تو اس سے بھی زیادہ مزے کی تھی جناب حافظ کامران صاحب دھاک بٹھانے کو اور بھی بہت سے کام ہوتے ہیں اچھا۔۔ اور یاسین احمد نے تو قسم ڈال لی ہے جناب توڑ دیں اس قسم کو اور آ جائیں واپس۔ اور جناب وارث آصف خان نیازی بلکہ بے نیازی آپ کے صرف نام پر ہی آدھا دن صرف ہو جاتا ہے کیا حال ہے آپ کو تو یقین آتا نہیں میرے وجود کا اور اپنے تو نمبر بھی دیا وہ بھی بند۔ ماشاء اللہ اور اللہ کے بندے بقول فرزانہ یاسمین کے کہ آپ خوبصورت بھی ہو تو اللہ خوبصورت بندے مان جا۔ محمد منیر سحری جناب کھتے رہ گئے او۔ بہتا نشہ تے نیں چڑھ گیا کسے بندے دجو سانوں بھل گئے او۔ عمران رشید آپ کی سٹوری کے بغیر تو ڈائجسٹ ای بیکار نیا مقولہ ایسا ہونا چاہیے۔

سوری یار عمران رشید کے بغیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خوفناک ڈائجسٹ فل بیکار۔

رابی پیرزادہ۔ اواواو۔ رابی خان۔ اور شعیب شیرازی اے جی کے نام سے بھی میں ہی لکھتی ہوں آپ کا شعر ویسے اچھا ہے او کے جی اللہ حافظ۔

اینلا غزل۔ حافظ آباد۔

☆ماہ اپریل کا کالا جادو نمبر لیا جو چند گھنٹوں میں پڑھ لیا اس بار بھی میری کوئی غزل اقوال زریں اسلامی تحریریں معلومات شائع نہیں کیں کیا وجہ ہے کہانیوں میں۔ شارٹ کٹ محمد قیصر ایبٹ آباد املی کا پیڑ انباس صادق گوجرانوالہ کالی وادی کا عفریت عثمان غنی پشاور ان کی کہانیاں اچھی تھیں پسند آئیں ان سب کو سلام قبول ہو اور مبارک باد بھی۔ اینلہ غزل۔ رابی خان۔ بلقیس عرف بلورانی۔ ریاض احمد کی کہانیوں کا انتظار رہے گا تمام پڑھنے والوں اور لکھنے والوں کو سلام۔

سید عارف شاہ۔ اسامہ چوک جہلم۔

☆اپریل کے شمارے میں میرے سب ساتھیوں نے خوب رنگ جمایا ہے بہت ہی اچھا لگا ہے اور سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ میرے کہنے پر کئی ساتھی واپس آنے لگے ہیں میں ان کو ویلکم کہتا ہوں اور ان کا بھی انتظار کر رہا ہوں جو ابھی تک واپس نہیں لوٹے ہیں میں چاہتا ہوں کہ خوفناک کی محفل میں پھر سے وہی رنگ نظر آئیں جو کبھی ہوا کرتے تھے املی کا پیڑ انباس صادق نے بہت ہی اچھی تحریر لکھی ہے امید ہے کہ وہ مزید لکھیں گی اور پھر لکھتی ہی جائیں گی۔ شارٹ کٹ محمد قیصر ایبٹ آباد بھائی آپ نے بھی کمال کر دیا ہے ویلڈن۔ کالی وادی کا عفریت عثمان غنی نے بہت خوب لکھا ہے بہت مبارک ہو اور ساحل دعا بخاری نے بھی اپنے طور پر جو کچھ لکھا اچھا لگا ہر کسی کی اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے اور سوچ ہی میں سب کچھ نظر آتا ہے۔ ایم آفریدی بھی بہت خوب لکھتی ہیں امید ہے کہ وہ بھی دوبارہ لکھنے کی کوشش کریں گی خوشبو سلیم قادری۔ اینڈ یاسمین سلیم قادری۔ آپ دونوں کا بہت شدت سے انتظار کروں گا کہ کب آپ کہانی لکھتی ہیں اور قارئین کے دلوں میں اپنا گہرا تاثر چھوڑتی ہیں قم نشاد آپ کی تحریروں میں بھی بہت جان ہوتی ہے اور میری ہر کسی کہانی پر نظر ہوتی ہے کہ کون کیسا لکھتا ہے اور اس کے قلم میں کتنا نکھار ہوتا ہے اس کے علاوہ رابی خان جنہوں نے اپنی قسط کے بعد تقریبا ابھی تک کچھ بھی نہیں لکھا ہے ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی جلد خوفناک کی محفل میں جلوہ گر ہوں اور سب سے بڑھ کر ہماری ایک ساتھی فرزانہ نورین صاحبہ ہیں جنہوں نے شاید میرا لیٹر ابھی تک نہیں پڑھا ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی اب اپنی فرصت میں سے کچھ وقت خوفناک کے ساتھیوں کے لیے نکالیں اور کچھ نہ کچھ لکھ کر بھیجیں۔ خالد شاہان۔ عمران قریشی مرزا امین بیگ بھائی آپ بھی لوٹ آئیں۔ اب بات ہو جائے کالا جادو کی تو عاصم بھائی آپ نے بہت ہی اچھا سلسلہ شروع کیا ہے مجھے حد سے زیادہ پسند ہے آپ کے لکھنے کا انداز بہت ہی نرالہ ہے ایک ایک بات کو واضح کر کے سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں بہت ہی اچھی تحریر ہے بس اسی طرح لکھتے رہنا۔ اور پرنس کریم بھی موت کی منزل کو بہت اچھے انداز میں آگے لے کر جا رہے ہیں وہ بھی ہر قسط میں ایک سپنس چھوڑ رہے ہیں جو کسی اچھے رائٹر کی پہچان ہوتی ہے مجھے امید ہے کہ بہت جلد خوفناک کی محفل اسی طرح آباد ہو جائے گی جیسے پہلے ہوتی تھی اور سب عام کوشش کریں گے کہ ایک سے بڑھ کر ایک تحریر لکھیں۔ اینلہ غزل آپ بھی پچھلی باتوں کو بھول جائیں اور کچھ نیا لکھ کر روانہ کریں اور دیکھنا پھر آپ کو بھی وہی مقام ملے گا جو کبھی ہوتا تھا۔ باقی میری طرف سے سب کو خلوص دل سلام۔ انشاء اللہ اگلے شمارے میں پھر ملاقات ہوگی۔

ریاض احمد۔ باغبانپورہ۔ لاہور

www.luratech.com